فرائض ولایت

قرآن کے احکام کی بنیاد پر ہیں

از

سید یوسف..... بنگلور

سید یوسف
بنگلور

syedyusufsam92@gmail.com
9242653492

ثُمَّ اَوۡرَثۡنَا الۡكِتٰبَ الَّذِيۡنَ اصۡطَفَيۡنَا مِنۡ عِبَادِنَا
(سورہ فاطر ۳۲)

پھر ہم نے اِس کتاب کا وارث بنایا اُس کو جسے ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا

فرائض ولایت

قرآن کے احکام کی بنیاد پر ہیں

سید یوسف.. بنگلور

سید یوسف
بنگلور

syedyusufsam92@gmail.com
9242653492

انتساب

رسول مقبول نبی مکرم حضور اکرم محمد مصطفیٰ ﷺ کے نام

اور خلیفۃ اللہ تابع تام رسول اللہؐ مہدی موعود و ہادیٔ آخر الزماں میراں سید محمد جونپوری علیہ السلام

مبشر رسول اللہ ﷺ کے نام۔

حرف آغاز

ہم نے پہلے اپنی پہلی کتاب ''مقطعات قرآن مجید اور شاہد بینہ'' لکھی اس کے بعد احباب کے اصرار پر کہ اسے مصدقین کی سہولت کے لئے مختصر کرکے ایک دوسری کتاب میں بدل دیا اور اس کا نام 'توضیحات تعلیم مہدی موعودؑ خلیفۃ اللہ تابع تام رسول اللہ ﷺ'' کا نام دیا۔ اور ہمیں پھر خیال آیا کہ ہم نے قرآن سے ثبوت مہدیؑ پر تو بات کہہ دی لیکن تعلیمات مہدی پر کوئی مخصوص بات نہیں کی جبکہ ان دونوں کتابوں میں ان کا ذکر گاہ گاہ ہوا ہے مگر خصوصی توجہ کے ساتھ نہیں، سو اس لئے یہ کتاب لکھی جسے ہم نے ''**فرایض ولایت** قرآن کے احکام کی بنیاد پر ہیں'' کا عنوان دیا ہے۔ اس میں حتی المقدور کوشش رہے گی کہ اسے صرف تعلیمات مہدی تک محدود رکھا جائے، کیونکہ پہلے کی دونوں کتابیں 'ثبوت مہدی موعودؑ کی وضاحت اور تمثال میں کافی ضخیم ہو کر جلد بند ہوگئیں۔ جس میں ان تعلیمات کو شامل کرنا مزید صفحات کا اضافہ کرنا ہوتا' اس لئے ایک الگ مضمون کے طور پر اسے لکھا ہے۔ اگر اللہ کی عنایت رہی تو ممکن حد تک کوشش رہے گی کہ تعلیمات مہدی کے روشن پہلو کو مہدویہ مصدقین کے سامنے رکھیں۔

اسلام کے متعلق لاکھوں کتابیں ملیں گی، جن سے قرآن کی آیات پیش کردینا یا احادیث پیش کردینا یا روایات و واقعات کو پیش کردینا کوئی ایسا مسلہ نہیں ہے' آج کل یہ کام وہ لوگ بھی کردیتے ہیں جن کو دین کی سدھ بدھ بھی نہیں ہے۔ مسلہ ہے بحیثیت مہدوی مہدویہ حقایق کو پیش کرنا یہ عرق ریزی اور دقیق کام ہے خصوصیت سے قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ سے انہیں حق ثابت کیا جانا۔ کیونکہ مہدی موعودؑ کی دعوت حق کو قرآن اور سنت رسول کی بنیاد پر ہی حق ثابت کیا جاسکتا ہے' حکایتوں روایتوں واقعات قصہ کہانیوں سے نہیں ' کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ کے مطابق مہدی موعودؑ خلیفۃ اللہ ہیں' اور قرآن کے مطابق تابع تام رسول اللہ کو دلیل برہان سے ہی واضح کیا جاسکتا ہے۔ اور ہمیں اس بات کو بتانے میں کوئی قباحت نہیں ہے کہ جب پچھلے سوسوا سو برسوں میں مسلمانوں میں نئی جماعتوں فرقوں اور بھانت بھانت کے گروہوں کا دور شروع ہوا' اور کتابیں جریدے لکھنے لکھانے سمجھانے بتانے کی ضرورت تھی اس وقت مہدویوں نے اس سمت میں کوئی قابل قدر کام نہیں کیا کہ وہ اغیار کو تو کیا مہدویوں کو تعلیمات مہدی اور ثبوت مہدی کی حقیقت کو قرآن اور سنت رسول کے

ذریعہ بتاتے تبلیغ کرتے یا مہدویوں کی اصلاح کرتے۔ بلکہ اس دور میں میاں کے فرزنداں مہدی کے فرزنداں کے متنازعہ بحث ومباحث نے مہدویت کی اصلاح وتبلیغ پر قدغن لگا دیا۔ اور مہدویت کی تحقیق وتدقیق کے بجائے غیر مہدویہ مدرسوں اور معلموں کے خود حوالے ہوگئے' جس کا لازمی نتیجہ شک شبہ تذبذب عقایدی انتشار کے بطور ظاہر ہوا۔ اور کچھ کتابیں بھی لکھی گئیں وہ پہلے کے بزرگان دین کی کتابوں کی نقل تھی' مگر تحقیقی کام نہیں کیا سوائے دو کتابوں کے مقدمہ سراج الابصار اور کحل الجواہر کے۔ اور اب تو برسوں علم اور تعلیم' تعلیمات مہدی پر کسی کو بات کرتے ہوئے سنا دیکھا اور لکھا ہوا نہیں پایا جاتا ہے۔ صرف کہاوتیں روایتیں قصہ کہانیاں تک محدود ہے۔ مہدویت ظاہری اسباب اور دکھاوے کا مذہب نہیں ہے' عمل کا مذہب ہے' اور وہی مہدویوں میں غایب ہے۔ کسی بھی انسانی معاشرہ قوم اور خاندان میں برائی اور بدعملی پھیلنا ایک فطری امر ہے کہ انسان غلطی سے مبرا نہیں ہے' انہیں انفرادی واجتماعی طور پر دور کرتے رہنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ دنیا میں کئی چشمے اور تالاب ہوتے ہیں جن میں وقت کی اور حالات کی تبدیلی کی وجہ سے کچرا اور گندگی جمع ہوجاتی ہے' اللہ تعالی نے سیلاب طغیانی کا ایک نظام رکھا ہے کہ ان کے ذریعہ اس میں جمع گندگی اور تعفن خس وخاشاک پاک ہوتا رہتا ہے۔ تا کہ مخلوق اور حیوانات ان سے سیراب ہوتے رہیں۔ مخالفت اور تنقید میں برائی اور بھلائی دونوں پہلو شامل ہوتے ہیں' بھلائی کے عنصر کو بڑھاوا دینا ہی وقت کا تقاضہ ہے اور برائی کو روکنا ضرورت ہے ایمان کی بقا کے لئے۔

ہم ہر بات کو دنیا کے حالات یہاں کی زندگی اور ضرورتوں کے لحاظ سے دیکھنے کے عادی ہیں' ہمیں اپنے نظریے کو ذرا سا بدلنا ہوگا' اگر ہم عقبی کے خیال سے دنیا کو دیکھیں گے تو ہماری دین دنیا دونوں بدل سکتے ہیں۔ ہمیں دنیا میں کیا کرنا ہے کیا ملنا یا ملے گا اس کے لئے ضروری نہیں کہ مکمل طور دنیا ہی کو نظر انداز کردیں' جو ہماری خاندانی معاشرتی ذمہ داریاں ہیں ان کو اگر قرآن کے مطابق عقبی سے ہم آہنگ کردیں تو دین و دنیا دونوں سدھار سکتے ہیں' جو اتنا مشکل بھی نہیں اگر ارادہ مصمم ہوں تو' صرف آزمایشوں کے معیار کو گرنے نہیں دینا ہے ایسا نہیں کہ دنیا کے آیئنے کو سنبھالتے سنبھالتے دین کا اور دین کو سنبھالتے سنبھالتے دنیا کا آیئنہ ٹوٹ جائے' یا وہ دھندھلے ہوجائیں' دنیا انسان کے لئے بنائی گی ہے' انسان دنیا کے لئے نہیں بنا ہے یہی حیات اور موت کا معمہ ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے بڑے اچھے انداز میں اسے سمجھایا ہے کہ انسان کو اعتدال کی راہ اختیار کرنا چاہئے''۔ انسان کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اللہ کا بندہ بنا رہے نہ فرشتہ بننے کی کوشش کرے اور نہ ہی

شیطان۔ کیونکہ اللہ نے انسان کو فرشتوں اور جن وشیاطین کے لئے ایک مثال کے طور پر بنایا ہے' کہ دیکھو اولا د آدمؑ میں میں نے شر وفساد اور طہارت و پاکیزگی دونوں عناصر کو رکھا ہے' اور وہ ان دونوں میں اعتدال قایم کر کے مجھ تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہی تخلیق انسانیت کا کمال ہے۔ جس کو اللہ تعالی نے فرشتوں سے کہا تھا کہ " کہ جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے"۔

June 30 2023 جمعہ 11 ذی الحجہ 1444

14 November 2023 منگل 29 ربیع الآخر 1445 ھ

سید یوسف ۔ بنگلور

ابن ڈاکٹر سید موسی مرحوم اہل چن پٹن کرناٹک

syedyusufsam92@gmail.com 9242653492

عنوانات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

ابتدایہ

بات شروع کرنے سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ اسلام میں مراتب انبیاء کیا ہیں۔اس کے لئے سب سے پہلے ہماری رہنمائی قرآن سے ہی ہو سکتی ہے۔اللہ تعالی نے تخلیق آدمؑ سے پہلے فرشتوں کے استفسار پر کے وَاِذْقَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً اور یاد کرو جب فرمایا تمہارے رب نے فرشتوں سے میں مقرر کرنے والا ہوں زمین میں ایک نایب (خلیفہ) قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ ج وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ ط قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ (۳۰سورۃ البقرہ) (فرشتے) کہنے لگے تو مقرر کرتا ہے زمین میں جو فساد کرے گا اور اس میں خون ریزیاں کرے گا حالانکہ ہم تیری تسبیح کرتے ہیں تیری حمد کے ساتھ اور پاکی بیان کرتے ہیں تیرے لئے۔فرمایا (اللہ نے) بے شک میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔یہاں جو باتیں معلوم ہو رہی ہیں وہ یہ کہ'جب اللہ نے کہا میں زمین پر اپنا نایب' خلیفہ انسان کو بنانے والا ہوں' معنی اللہ نے اس سے پہلے کسی مخلوق کو اپنا خلیفہ یا نایب نہیں بنایا تھا' اس طرح اللہ کی مخلوق میں نایب یا خلیفہ آدمؑ ہوئے, دوسری بات یہ کہ فرشتوں نے یہ اندیشہ جتایا کہ کہ جیسا جنوں نے زمین پر فساد مچا رکھا ہے ایسا ہی فساد اولا د آدم بھی مچائے گی' اگر تیری تسبیح و تحمید ہی کرانا ہے تو وہ ہم بھی کرتے ہیں؟ تو اللہ نے فرمایا کہ جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے!۔تو معلوم ہوا کہ صرف تسبیح و تحمید کرنا ہی اولا د آدم کی ذمہ داری اور فریضہ نہیں ہے بلکہ کچھ اور بات ہے جو میں جانتا ہوں انسان کی تخلیق کا سبب۔اس کے بعد فرشتوں کو اللہ نے بتایا کہ میں اولا د آدم کو علم جیسی نعمت دونگا' معنی سمجھ عقل اور فراست جس کے ذریعہ وہ مجھے پہچانے گا صرف تسبیح و تحمید ہی نہیں کرے گا' جسے بعد میں معرفت الٰہی قربت الٰہی اور محبت الٰہی کہا گیا۔اس حقیقت کو جان لینے کے بعد یہ اندازہ ہو جانا چاہے کہ اللہ کی عبادت و اطاعت ذکر و اذکار فرایض ہیں' جبکہ معرفت الٰہی کا حصول ہی انسان کی تخلیق کا اصل سبب ہے۔اور جب زمین پر اولا د آدم کی نسل پروان چڑھنے لگی تو تمام اولا د آدم معرفت الٰہی کی متحمل نہیں ہو سکتی تھی یہ اللہ کہ علم غیب میں معلوم حقیقت تھی تو ان میں مراتب بنے۔نبی۔رسول۔پیغمبر۔اور خلیفۃ اللہ یعنی نایب خدا ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالی نے تمام اولا د آدم کی رہنمائی کی انہیں احکام دے کہ

دنیامیں اللہ کی عبادت اطاعت ذکرواذکار کےعلاوہ قربت الٰہی کس طرح حاصل کی جاسکتی ہے۔اور عام انسانوں میں بھی مراتب کی درجہ بندی ہوئی محسن۔مومن۔مسلمان۔کافر۔مشرک۔دہریے۔وغیرہ اور مومنوں میں بھی مراتب ہوئے عالم۔ولی۔صوفی۔اور عالموں اورصوفیوں میں بھی مراتب ہیں سچےاور حقیقی عالم سچےاور حقیقی اولیا اسی طرح جھوٹے عالم اورصوفی بھی ہوئے۔مسلمانوں میں بھی گروہ ہیں صرف نماز پڑھنے والے۔کچھ نماز پڑھنے کے ساتھ اللہ کی نافرمانی اور حکم عدولی کرنے والے۔کچھ اللہ پر یقین رکھنے کے ساتھ رسم وبدعت میں مبتلا ہونے والے۔معنی اولاد آدم کے ہرگروہ میں مراتب کاایک سلسلہ ہے۔مگر ! نبی۔رسول۔پیغمبر میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے جب کہ یہ سبھی ہیں تو اللہ کے خلیفہ یانایب ہی مگر! ان کی ذمہ داریاں الگ ہیں کسی کوصرف احکام دیئے جاتے ہیں کسی کوصحیفہ اورکسی کوکتاب کے ساتھ ذمہ داریاں دی جاتی ہیں۔جیسے کہا نبی رسول پیغمبر اللہ کے خلیفہ یانایب ہوتے ہیں جن کے ذریعہ احکام اوررہنمائی کی جاتی ہے۔مگر ! جب اللہ نے ایک لاکھ چالیس ہزار یا کچھ خلیفۃ اللہ یانایب زمین پر بھیجے جانے کے بعد اعلان فرمادیا کہ اب نبی رسول پیغمبر نہیں بھیجے جائیں گے اب نبوت ختم کی جاتی ہے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۔احزاب۴۰۔محمدؐ آپ میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر وہ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبین ہیں اور اللہ ہرچیز کا علم رکھنے والا ہے۔اور اللہ کے رسول ﷺ نے بھی فرمایا کہ میں نبوت کا خاتم ہوں۔تو پھر یہی اللہ کے رسول ﷺ نے کیوں فرمایا کہ ”میرے بعد نبوت نہیں ہے۔لیکن مہدی آئے گا تم اس کی بیت (اطاعت) کروکیوں کہ وہ اللہ کا خلیفہ ہے“اوراس بات کواللہ نے بھی سمجھایا کہ ثم ان علینا بیانہ۔(سورہ قیامہ) آپ قرآن کوبس محفوظ کرلیں (اوراس شریعت کونافذ کرلیں) ہم اس کوبیان کریں گے۔توظاہر ہے خداتو نہیں آکر بیان نہیں کرنے والا یہ کام اس نے اپنے خلیفوں کوپہلے سے دے رکھا ہے تومعلوم ہوا کہ ختم نبوت کے بعد ختم خلافت اللہ کاایک مرحلہ اور باقی تھا جومہدی آخرالزماں کی بعثت کے ساتھ پورا ہوا۔خلافۃ اللہ آدمؑ سے شروع مہدی موعودؑ پر ختم ہے اور نبوت آدمؑ سے شروع محمد ﷺ پر ختم ہے۔خلافت اور نبوت کے ختم کا یہ فرق واضح کرتا ہے کہ محمد ﷺ تخلیق آدمؑ سے پہلے بھی نبی تھے اور قیامت تک نبی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اُس وقت بھی نبی تھا جب آدم ابھی گارے اورمٹی میں تھے۔اس طرح سے دیکھا جائے تو نبی ہونا اللہ کا نایب ہونا ہے ‘اوراس لحاظ سے حضور محمد ﷺ اول خلیفۃ اللہ ہوئے,اور اللہ تعالی نے جس طرح نبوت محمد ﷺ پر ختم کی خلافۃ اللہ

بھی محمدؐ پر ختم کی ہے کیونکہ آپ ﷺ کا نام گرامی محمد تھا تو آپؐ اپنے تابع مہدی کا نام بھی محمد ہی بتایا جو عترت فاطمہؓ سے ہیں۔تخلیق کے بعد آدمؑ خلیفۃ اللہ ہوئے قیامت سے پہلے خلافت ختم ہے مہدی پر، کیونکہ جب انسانیت اور اولاد آدم کا خاتمہ قیامت کے ذریعہ ہونا طے تھا تو خلافت اللہ کی ضرورت دنیا میں باقی نہیں رہی۔نبوت باقی اس لئے ہے کہ روز محشر سوال جواب شہادت گواہی اپنی اپنی قوموں کے نبی رسول اپنے وقت کے دیا کریں گے ان پر خاتم النبیین ﷺ کو گواہ بنایا جایا گا۔نبی نَبَاَ سے ہے جس کے معنی خبر دینا، اطلاع دینا، نحو میں یہ اسم منصوب مضاف ہے، مضاف معنی جو کسی دوسرے اسم کے ساتھ لگایا جائے ۔جڑا ہوا۔پیوستہ۔شامل۔منسلک۔متعلق۔اس کےعلاوہ نابِی اُنچی جگہ یا اُونچے مقام کو کہتے ہیں، نَبَاٌ نَبُوَۃٌ بلند ہونا۔بلند مقام۔جب حضورؐ سے پوچھا گیا کہ کیا آدمؑ نبی تھے تو فرمایا کہ ہاں !وہ نبی تھے ,اور فرمایا کہ میں آدم سے پہلے نبی تھا تو معلوم یہ ہوا کہ نبی ہونا سب سے بلند مقام مرتبہ یا منصب ہے۔رسالت، ترسیل یعنی خبر پہنچانے سے ہے پیغمبر معنی پیغام پہنچانے والا، اس طرح رسالت و پیغمبری سے نبوت کا مقام بلند ہے۔نبی ہونا زمین پر اللہ کے بندوں کی نگرانی کرنا ان کی رہنمائی کرنا مذہبی و دینی طور پر۔مہدی موعودؑ کو خلیفۃ اللہ اس لئے کہا جائے گا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں خلیفہ کہا ہے، اور قرآن مجید سے مہدی نے اپنے مقام و مرتبہ کی گواہی اللہ کے حکم سے دی اس لحاظ سے تابع تام رسول اللہ مراد اللہ مبین کلام اللہ تو کہا جائے گا۔اور اسی بنیاد پر آپ علیہ السلام کو معرفت الٰہی کے مبین کہیں گے جس کا ذکر اللہ نے سورہ رحمٰن میں خلق الانسان علمہ البیان کہہ کے دیا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے مہدی موعودؑ آخر الزماں کو خلیفۃ اللہ کہا، جبکہ مہدی نے خود کو مہدی ہی کہا یعنی وہ ہدایت یافتہ جو اُمت کی ہدایت کے لئے مبعوث کیا گیا ہو۔اس طرح مہدی موعودؑ نہ نبی ہوئے، نہ رسول نہ پیغمبر وہ صرف ہادی ہیں ہدایت کرنے والے۔سوال یہ کہ کس بات کی ہدایت کرنے والے؟ جواب ہوگا کہ قرآن وسنت رسول ﷺ کی ہدایت اللہ کے حکم سے کرنے والے کیونکہ وہ معصوم عن الخطا ہیں، خود ساختہ عالم نہیں۔اور یہ ھدایت معنی خصوصی ہدایت سے ہے جو معرفت الٰہی کی ہدایت کرنا، جس کا منتہی طلب دیدار ہے، کہ یہ کیا اُمت مسلے مسایل حجت دلیل بحث مباحث مقابلہ مباہلہ مناظرہ میں اُلجھی ہوئی ہے، عمل کرو صرف عمل۔تقوی توکل اختیار کرو صحبت صادقین اختیار کرو، اللہ کے لئے لہو ولعب ہی نہیں منکرات ماقولات اور کئی ایک حلال میں احتیاط کرو کہ کہیں اس میں شک وگمان تو نہیں، اس کے لئے ضروری تھا علایق حُب دنیا سے کنارہ کی تعلیم دینا کیونکہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''دنیا مردار اسکے چاہنے والے کتے'' اس کے لئے اگر دنیا کی آسایشوں وآلایشوں سے دور ہونا پڑے تو دور ہوجاؤ یا کم از کم ان کو ترک کردو جو باطنی ہجرت ہے اور ہیشگی کا ذکر کرو یا اللہ کی یاد میں رہا کرو اس توجہ کے ساتھ کے وہ ہمیشہ دیکھ رہا ہے اور کوشش کرو کہ اس کو دیکھا جائے اور اس کی قربت اختیار کی جائے۔ یہ ھدایت کے یہ وہ زریں اُصول ہیں جو اللہ کے کلام کا لب لباب ہیں۔ یہ عبادتوں کا مظاہرہ دکھاوا بیانات غلغلہ بحث مباحثہ حجت دلیل یہ سبھی ریا کاری ہے جو عبادت مخفی ہو وہی حقیقی عبادت ہے۔ جو بات خاموشی اور آہستگی میں ہے وہ شور شرابے میں نہیں۔ جب کونپل پھوٹتی ہے تو اُواز نہیں آتی' مگر جب پیڑ گرتا ہے تو گڑ گڑاہت ہوتی اور تباہی ہوتی ہے۔

دینی اصطلاح میں ولایت کے معنی قربت خداوندی یا معرفت الٰہی کو کہا جاتا ہے یا 'مقرب بارگاہ الٰہی ہونا' مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ کہ کسی کی سفارش یا انسانوں کی مدد کے مختار ہونگے بلکہ ان کا مقرب بارگاہ الٰہی ہونا انکے اپنے مرتبے کے لحاظ سے ہوگا۔ لغوی ومعنوی اعتبار سے ولایت 'ملک اقلیم' مملکت کو بھی کہا جاتا ہے۔ آج سے پچاس برس پہلے کوئی مغربی ملک میں جا بستا تھا تو کہا جاتا کہ ولایت میں رہتے ہیں' آج فارن کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ ہم کسی بھی کامیابی کو فوراً اپنی طرف منسوب کر لیتے ہیں یہی انا ہے' جبکہ ہمیں یہ سمجھنا چاہئے کہ اللہ نے توفیق تو ہم نے کیا۔ اللہ نے توفیق دی تو ہم مسلمان یا مومن ہیں۔ ورنہ دیکھ سکتے ہیں کہ کئی لوگ ہیں جو ایمان میں ناکام ہیں۔ کیونکہ انہیں توفیق نہیں دی گی۔ ہم نے اس کتاب کا نام 'فرایض ولایت' اس لئے رکھا کہ مہدی موعود علیہ السلام نے قربت خداوندی کی جو تعلیم دی طریقہ بتایا وہ قرآن کے احکام کی بنیاد کے عین مطابق ہے۔ جب ہم قرآن میں اس کے ثبوت اور جواز تلاش کرتے ہیں تو مہدی موعودؑ کی ان سات بنیادی اعمال اور تعلیم کا مغز اور نچوڑ ہمیں ان میں ملے گا' وہ اس طرح کہ قرآن میں احکام عبادات قصص واقعات پند ونصایح کے ساتھ بے شمار آیات ہیں جو ان سات تعلیمات کے متعلق ہی بیان ہوئی ہیں۔ لہٰذا مہدی موعودؑ نے ان آیات کو ان تعلیمات اور اعمال میں سمو دیا ہے' کیونکہ دین ایمان اطاعت خداوندی عبادات کا تمام مرجع یہی آیات قرآنی ہیں' تمام قرآن واحادیث کا مطالع فہم وادراک حاصل کرنے کے بعد انہیں اعمال کو انسان کو اختیار کرنا ہے' اس لے محنت مشقت عرق ریزی بحث مباحث میں الجھنے کے بجائے' ان اعمال کو اختیار کرلیا جائے۔ یعنی حصول مقصد دین ودنیا کے لئے یہی اعمال ضروری ہیں۔ انسان کو عالم فاضل ولی کامل بن کر بھی اللہ کو راضی ہی کرنا ہے

اس لئے بندگی کا حق ایک عام بندہ بھی اسی طرح ادا کرے جو خاص لوگ محنت مشقت سے کرتے ہیں۔لوگ زندگی کے پندرہ بیس برس مدارس میں گزارتے ہیں دینی علم حاصل کرکے انہیں بھی آخر میں وہی کرنا ہے جوان اعمال فرائض میں بتائے گئے ہیں۔ہم سنتے آئے ہیں کہ پہلے کے اولیا اتقیا اپنی ساری زندگی اللہ کوخوش کرنے کے لئے مختلف اعمال احوال ذکرواذکار وضایف اختیار کرتے تھے اور طرح طرح کی آزمایشوں فقر وفاقہ تقوی و پرہیز گاری میں خودکومصروف کرلیتے تا کہ خدا کوراضی کرلیں باوجوداس کے انہیں یقین نہیں ہوتا تھا کہ وہ کامیاب ہوئے کہ نہیں،مہدی موعوڈ خلیفۃ اللہ نے مصدقوں کوان اعمال کی تعلیم اور تربیت کے ذریعہ طلب دیدار یا طلب خدا کا ایک ایسا آسان طریقہ بتایا ہے کہ اگر دنیا میں انسان کواللہ کی رفاقت یا قربت کے طور پر ایک تنکے کے برابر بھی دیدار نصیب ہوگیا تو وہ دین و دنیا میں کامیاب ہے اور یقین محکم کے ذریعہ وہ توشہ آخرت لے کر دنیا سے رخصت ہوسکتا ہے۔مہدویت میں ولایت کرامت کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ نبی رسول اپنی حیات میں بندوں کی دعا طلب وضرورت اللہ کے حضور پہنچاتے ان کا قبول کرنا یا نہ کرنا اللہ کی مرضی پر تھا۔ان کے بعد کسی عالم ولی پیر فقیر رہبر رہنما مرشد کوکوئی اختیار نہیں دنیا میں یا دین میں کہ وہ اللہ سے کوئی بات بندوں کے لئے منوالیں،اگر کوئی یہ کہتا ہے یا ایسا سمجھتا ہے تو گویا وہ خدا کی خدائی میں شریک ہونے کا دعوی کررہا ہے اس طرح وہ خدا کے قہر وغضب کا مستحق ہوجائے گا۔لیکن غیر متعصب غیر مہدوی علما اور واقع نگاروں نے لکھا ہے کہ مہدویہ دایروں میں کئی ایسے باکمال لوگ تھے جو منصب ولایت کے مقام ومرتبے کے تھے۔مہدی موعوڈ سے کوئی قول منقول نہیں کہ میں نے ان قرآنی آیات کے مطابق یہ تعلیم دی یا طریقہ بتایا یا نہ آپؑ کے صحابہؓ نے ایسی کوئی بات کہی ہو البتہ مہدی موعوڈ نے بعد ابتدائے ہجرت تادم حیات ان پر نہ صرف عمل کیا بلکہ صحابہؓ اور مصدقین کوانہیں باتوں پر عمل کرنے کی بالخصوص تاکید کی اس لحاظ سے ہم نے انہیں یہاں جمع کیا ہے۔اور ہر دایرۂ مہدویہ کی یہ اعمال شان امتیاز ہوا کرتے تھے،اسی لئے کم مدت یا عرصہ مہدویت برصغیر ہند میں مقبول مشہور ومعروف ہوگئی۔اگر باریک بینی سے دیکھا جائے تو درحقیقت قرآن کا بیان یہی اعمال ہیں،جن کے لئے کلام اللہ میں احکام قصایص وبیان ہوئے ہیں یعنی قرآن کے احکام بیان کا لب لباب انہیں عبادات اعمال کواختیار کئے جانے کے اطراف بیان ہوا ہے معنی تطہیر انسانیت کے لئے اللہ کے رسولﷺ کے ذریعہ جو دین پیش کیا گیا وہ انہیں اعمال اور تعلیمات پر مبنی ہے۔لیکن ابتدائے نبوت میں ظاہری اعمال اور تعلیم کی انتہائی ضرورت تھی آپﷺ سے اس کی مفصل ابتداء

کردی گئی ,اوران اعمال مخصوصہ پر عمل کے طریقہ کی تعلیم کا وعدہ اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ کو کیا کہ "آپ قرآن کو پیش کر کے اپنے قول وعمل سے اسکے ظاہری اسباب و اعمال کی مفصل تشریح شریعت کر دیں (سورہ ھودا) "اس کے بعد ہم اس کا بیان کریں گے ثم ان علینا بیانہ (سورہ قیامہ)اور اسی بیان کے عمل اور طریقہ کو مبین کلام اللہ تابع تام رسول اللہ مہدی موعودؑ کے ذریعہ بیان کرنے کا اہتمام کیا گیا' کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ کے مطابق مہدی موعودؑ اللہ کا خلیفہ ہے جو معصوم عن الخطا ہے۔ بعد نبوت بہت سارے آیمہ مفسرین محدثین ولی صوفی اسلام میں ہوئے ہیں مگر ان کے متعلق معصوم عن الخطا ہونے کی شرط نہیں ہے انہوں نے جو بھی طریقے اعمال بتائے یا سمجھائے وہ ان کے اپنے علم اور سمجھ کے مطابق ہیں' ان کے ساتھ اللہ کی خلافت یا عصمت کی شرط نہیں ہے۔ سوائے مہدی موعود آخرالزماں کے لہٰذا مہدیؑ نے طریقہ جو بتایا وہ عین قرآن کے بنیادی بیان پر ہے۔ لہٰذا ہم نے ان سات فرایض ولایت کے اعمال کو یا قربت خداوندی و معرفت الٰہی کے عمل کو اختیار کرنے کی جو تعلیم مہدی موعودؑ نے دی اسے قرآن کی آیتوں سے یہاں جوڑا ہے یا ان کو جمع کیا ہے تا کہ ان کی ضرورت اور حقانیت کو واضح کیا جائے ۔ان تعلیمات یا اس طریقہ کو اختیار کرنے کے لئے جو مہدی موعودؑ نے صحابہؓ کو تعلیم دی تلقین کی اس پر پابندی سے عمل کرایا اسے بعد مہدیؑ صحابہؓ نے محضرہ کر کے ایک رسالہ بنام "عقیدہ شریفہ" مرتب کر کے خلفائے مہدی اور تمام معتبر و معتمد صحابہؓ کی اجماع میں اس پر دستخط کر کے محفوظ کر لیا تا کہ ان تعلیمات و اعمال میں بعد میں چل کر کمی وزیادتی کا امکان نہ رہے' اور نئی نئی بدعتیں اور جدتیں نہ پیدا ہوں۔ اور کئی موخر اور مخلص صحابہؓ نے اور بعد کے اہل حال بزرگان سلف نے ان تعلیمات کو فرایض ولایت گردانا اور بار باران کی فرضیت کا ذکر کیا ہے' اگر وہ نہ بھی کرتے تو ہم قرآن مجید کی آیات میں ان کی فرضیت کو بخوبی دیکھ سکتے ہیں۔ اسی لئے ہم نے ان سات تعلیمات کی آیات کو یہاں جمع کر کے ولایت مخصوصہ کی فرضیت کی حجت ثابت کرنے کے لئے یہ کتاب لکھی ہے ۔جو آگے بیان ہے' اس کے علاوہ علمی و منطقی لحاظ سے اس پر بات اس لئے کی ہے کہ آج ان تعلیمات کو یکسر بھلا دیا گیا ہے اور دوسروں کی دیکھا دیکھی من مانیاں کی جارہی ہیں' مگر ان پر عمل کرنے کو نہ عوام نہ خواص آمادہ نظر آتے ہیں' کیوں کہ ان پر عمل کرنے کے لئے سب سے پہلے حضور ﷺ کی حیات مبارک کے خصوصی اعمال کو اختیار کرنا پڑے گا اور بعد میں مہدی کے بتائے اُصولوں کو اختیار کرنا پڑے گا جو آپؑ نے اللہ کے حکم سے بتائے ہیں۔ اس طرح فرایض اسلام پانچ ہیں جو اللہ کی سلامتی میں داخل ہونے کے لئے ضروری ہیں' اور ایمان کامل یا

ایمان مفصل اگر حاصل کرنا ہوتو ان ساتھ اعمال فرایض ولایت کو اختیار کرنا ہوگا۔ کچھ لوگ نا سمجھی اور لاعلمی میں یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا حضورﷺ نے جو قرآن اور شریعت پیش کی وہ نعوذ باللہ نامکمل یا نا کافی تھا جو مہدی کو اس کا بیان کرنے کے لے بھیجا گیا' اس طرح وہ منصب مہدویت کے انکار کا جواز پیش کرتے ہیں ۔ ہر زمانے میں انسانیت کی ترقی وترویج کے ساتھ اصلاحات اور تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں انہیں کے مطابق حل بھی پیش کیا گیا ۔حضرت ابراہیمؑ اللہ کے خلیل تھے انہیں احکام وصحیفے دے گئے اور عبادت کا طریقہ سکھایا گیا اور اس کے لے ایک گھر بھی تعمیر ہو گیا کعبہ۔ تو اس کے بعد داؤدؑ کو زبور دینے کی کیا وجہ ہوگی' موسیٰ کو توریت دینے کا کیا سبب ہے عیسیٰ کو انجیل دینے کی کیا وجہ ہے؟ اور حضورﷺ کو دین حنیف اختیار کرنے والے بتانے اور حج جیسی عبادت ان کے نام سے منسوب کرنے کے باوجود قرآن اور سنت نبوی پر عمل کرانے کا کیا سبب ہے؟ کیونکہ زمانے کے لحاظ سے اصلاح اور تبدیلی ہوتی ہے۔ حج ایک فریضہ اسلام ہے پہلے پیدل' سواریوں سے قافلوں میں اور بعد میں سمندری جہازوں سے حج کے لے' مقام میقات پر اہرام باندھا جاتا تھا۔ کوئ پانچ مقامات بتاتے ہیں کوئ سات ان میں مکہ کے لے' ذوالحلیفہ ۔الجحفہ جسے ربغ بھی کہا جاتا ہے۔قرن المنزل جسے السیل بھی کہا جاتا ہے۔ دہت الارق۔ یلایلم جیسے السعد یہ بھی کہا جاتا ہے مدینہ کے لے' مقام میقات الحلیفہ ہے۔ یہ دراصل حدود ہیں حج کے لے' داخل ہونے کی جہاں پر احرام باندھا جاتا ہے۔ مگر ! آج ہوائ جہاز کا سفر ہوتا ہے اس لے' کئ ملکوں کے حاجی ہوائ جہاز میں سوار ہونے سے پہلے ہی احرام باندھ لیتے ہیں' کیونکہ ان مقامات کی حدود میں ہوائ جہاز داخل ہونے پر مسافر احرام باندھنے کی جلدی میں بھگدڑ مچا کر جہاز کو اور خود کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ یہ طریقہ اسلام میں بتایا نہیں گیا عالموں نے یہ مسلے کا حل نکالا ہے' تو کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے مسایل زمانے کے لحاظ سے حل کرنے اپنے قوانیں احکام تبدیل نہیں کرسکتا؟ ۔ثم ان علینا بیان ہم اس کا بیان بعد میں کریں گے میں ایسی ہی حکمت پوشیدہ ہے۔ اور اس کی وضاحت بھی کی کہ ''ہم نے اس قرآن کی آیات کو مضبوط کر دیا' بعد ایک وارث قرآن کو مبعوث کریں گے'' اور بغیر سمجھے جب مختلف ترجمے تاویل کرنے لگے تو خلیفۃ اللہ مہدی نے اس کا حقیقی معنی بیان کیا۔

دنیا میں جتنے انسان ہیں اُن تک اسلام اور قرآن کا پیغام پہنچانا ہر مسلمان کا فرض ہے اور اس پیغام کو نہیں پہنچانے کا حساب خدا کو دینا ہوگا' اور جن تک یہ پیغام نہیں پہنچا وہ کافر ہوں کہ مشرک یہودی ہو کہ عیسائ

اُن پرفرض ہے کے وہ بھی حق کی تلاش کیا کریں‘اور خالق حقیقی کی تلاش کریں‘ہر بنی نوح انسان کوحق کی تلاش ضرور کرنی چاہئے۔اور جب اُن تک قرآن اور محمدﷺ کی رسالت کا پیغام پہنچ گیااور انہوں نے اس سے روگردانی کی یا کفر کیاتو اس کا وبال انہیں پر ہے۔یہی شرط بعثت مہدی موعودؑ کی بھی ہے کہ مہدویوں کو بعثت مہدی اور دعوت مہدی کا پیغام پہنچانا ضروری ہے ورنہ اس کا حساب اور عتاب اللہ کے پاس ہوگا‘اور جنہوں نے دعوت مہدی کاانکار یا کفر کیااس کا عتاب انکار کرنے والوں پر ہے۔جن تک اسلام یامہدویت کی دعوت نہیں پہنچی وہ حد اور حساب سے مستثنٰی ہونگے۔اور ان تک دعوت نہ پہنچانے والے معتوب ہونگے۔

انسان پیدا ہوتا ہے ترقی کرتا ہے کفر کرتا شرک کرتا خدائی کاانکار کرتا ہے اسلام قبول کرتا ایمان لاتا ہے آخرا تنا سب کچھ کرنے کے بعد مر کر مٹی میں مل جاتا ہے‘کیااسی کے لئے پیدا ہوتا کہ کہ وہ خاک یا راکھ کا ڈھیر ہو جائے؟۔آخر اس تگ و دو بھاگ دوڑ جد وجہد کے بعد بھی مر کر مٹی ہی ہونا تھا تو پیدا ہی کیوں ہوا؟اس سے معلوم ہوا کہ انسان کا پیدا کیا جانا کسی مقصد کے لئے ہے‘اگر اس مقصد کو دنیا میں ترقی آرام آسایش سہولت اور ایجاد ہی کرنا تھا تو مرنا کیوں ضروری ہے؟تو معلوم ہوا پیدایش کا کوئی اور مقصد ہے‘ کہ دنیا کے ان کمالات کے حصول کے علاوہ کوئی اور کمال اسے حاصل کرنا ہے وہ ہے معرفت الٰہی یا قربت الٰہی‘جس کے لئے یہ دنیا اور اس کے اسباب بنائے گئے ہیں تا کہ جو دنیا میں حاصل کیااس سے بہتر اور اعلی کا وہ مستحق بنے حقدار بنے‘اور ہم دیکھ سکتے ہیں کہ دنیا میں انسان کی تمام کوشش اور جدو جہد کا مطلب آخر میں سکون واطیمنان ہی ہوتا کہ بغیر پریشانی واُلجھن کے وہ سکون سے کسی مقام پر فروکش ہو جائے مقیم ہو جائے‘ہم دیکھ سکتے ہیں ریٹایرڈ ہونے یا دولت مقام مرتبہ حاصل کرنے کے بعد انسان کسی پر فضا فرحت بخش مقام پر زندگی کے ایام گزارنا چاہتا ہے‘یہی فلسفہ عقبی کے لئے بھی ہے دنیا میں جو اچھا کیااور نیکی اور اچھائی کی دولت جمع کی اس کا صلہ عقبی میں بہتر ملے گا۔اور برا کچھ کیاتو ظاہر ہے جس طرح دنیا میں بے چین زندگی ہے اسی طرح جہنم کا غذاب ہے۔مشرک و کافر بھی مرنے کے بعد سرگ اور نرک کااور پیراڈایز اور ہل Hell کا نظر یہ رکھتے ہیں‘صرف لادین ملحد یا ایتھسٹ کمیونسٹ یہ مان کر چلتے ہیں کہ انسان دوسرے حیوانات کی طرح پیدا ہوتا اور مرجاتا ہے یعنی وہ باجود اپنے عقلمند اور سمجھدار ہونے کے دعووں کے خود کو حقیر سمجھ چکے ہوتے ہیں کہ ہمیں بس دنیا میں حیوانوں کی طرح رہنا حیوانوں کی طرح مرنا ہے‘مگر موحدین اور مومنین کا نظر یہ دنیا میں بھی اُنچا اور عملی ہوتا ہے اور عقبی کے لئے بھی اس کا ایک

نظر یہ اور مقصد ہے وہ جانوروں کی زندگی سے اُونچا اُٹھ کر سوچتا ہے کہ میری پیدائش ان حیوانوں کی طرح نہیں ہے جن کی زندگی فقط دنیا کے لئے ہے مجھے ہمیشہ کی بے مثال لازوال حیات کے لئے پیدا کیا گیا ہے خالق نے مجھے اس کے مقصد پیدائش کو پورا کرنا ہے یعنی حیات ابدی پانا ہے نہ کہ کیڑے مکوڑوں کی طرح پیدا ہونا مرنا ہے۔

قرآن مجید کو نازل ہوئے چودہ صدیوں سے زیادہ کا عرصہ ہو گیا اس کے ہر لفظ کلمہ آیت رکوع اور سورۃ سے ہر کوئی اپنا فیض اور حصہ پاتا ہے مہدی موعودؑ تو خلیفۃ اللہ تابع تام رسول اللہ ﷺ ہیں انہوں نے اس کی تمام آیات احکامات اور تعلیم کو فرائض ولایت کے اعمال کے ذریعہ اُمت کو ایک جہت اور سوچ دی ہے۔ ہم نے مہدی موعودؑ کی تعلیمات میں قرآن مجید کی اُن آیات کو ممکنہ حد تک پیش کیا جنہیں آپؑ کی تعلیم اور تربیت کا مہدیؑ نے حصہ بنایا ہمیں یہ بتانا مقصود ہے کہ تعلیمات مہدیؑ صرف اور صرف احکام و بیان قرآن پر مبنی ہیں۔ اس طرح مہدویت کی بنیاد قرآن پر اور سنت رسول ﷺ پر ہے مہدیؑ نے یا صحابہؓ مہدی نے اس کے سوائے اپنی ذاتی رائے خیال اور سمجھ کے مطابق مہدویوں کو تعلیم اور تربیت نہیں دی۔ جیسا کہ عالموں نے تفسیر و حدیث کی شرح لکھی اور صوفیوں نے مختلف درود واذکار کے طریقہ اپنے طور پر بیان کئے۔ ہم نے تعلیمات فرایض ولایت کی اہمیت بتانے کے لئے اُن تمام آیات قرآنی کو اس کتاب میں ممکن حد تک جمع کیا ہے مہدیٔ موعودؑ نے یا صحابہؓ مہدیؑ نے ان آیات کا ذکر نہیں کیا کہ ان کی بنیاد پر یہ تعلیم ہے ہمارا ان آیات کو جمع کرنے کا مقصد یہ بتانا ہے کہ اعمال تعلیم فرایض ولایت قرآن وسنت رسول کی ٹھوس بنیادوں پر ہیں۔ جیسے کہا کہ فرایض اسلام پر عالموں نے بہت لکھا ہے اور سنت رسول پر تو ہزاروں کتابیں ہیں اور قرآن وسنت رسولؐ کے بیان فرایض نبوت ہیں۔ اور اسے کسی نے بھی فرایض نبوت کا نام نہیں دیا فرایض ولایت کی گفتگو بھی صرف مہدویہ میں موسوم ہے دوسرے اسلام کے گروہ میں ایسے الفاظ استعمال نہیں ہوتے۔ ہماری اس کوشش سے ہمیں یہ بتانا مقصود ہے کہ تعلیمات مہدی کی اہمیت قرآن کے بیان پر ہے نہ کہ ذاتی تعلیم وطریقہ پر۔

اللہ تعالی معبود اور خالق کل ہے مگر زمانے کے ہر دور میں انسانوں نے اس سے اعراض کیا اور خود کو قابل سمجھا خدائی کے جب کے ان کی حیثیت بے وقعت اور محدود تھی کئی پیدا ہوئے مر گئے مگر دوسروں نے اس سے عبرت حاصل نہیں کی۔ ایسا ہی اہل کتاب یا اہل قرآن کا معاملہ ہے اللہ کے رسول نے اللہ کے حکم سے

احکام اور کتاب پیش کی لوگوں نے خود کو قابل اور اللہ کے رسول کو قابل نہیں سمجھا مہدی موعودؑ اللہ کے حکم سے خود کا مہدی ہونا ثابت کیا اور قربت الٰہی کی تعلیم دی طریقہ بتایا مگر لوگوں نے خود کا عالم ہونا سمجھدار ہونا مقدم و مقدس ہونے کے آگے مہدی موعودؑ کی نہ بات کو سمجھا نہ جانا ضد پر اڑ گئے کہ ہمارا علم تمہیں مہدی نہیں مانتا بلکہ اپنے اپنے طایفے جماعتیں اور گروہ بنالئے۔ یہ حال قیامت تک جاری رہنے والا ہے' جب حضرت عیسیٰ آئینگے تو ان کا بھی انکار عالم فاضل ہی کریں گے۔ آج جنہیں صحیح احادیث کہا جارہا ہے وہ حضور ﷺ کے دوصدیوں بعد لکھی اور انہیں کو صحیح قرآر دیا گیا باقی کو آج مانا ہی نہیں جاتا ' بے شک احادیث میں لوگوں نے کمی زیاتی کی ہے لیکن کیا جنہیں صحیحین کہا جارہا ہے کیا وہ بھی بالکل صحیح ہیں؟ جبکہ کئی علماے حق نے ان میں کی کئی احادیث کو غلط ثابت کیا ہے باوجود اس کے لوگ بضد ہیں کہ وہی صحیح باقی سب غلط' یہ انسانی فطرت ہے جو بات اسکی عقل نہیں مانتی اسے وہ انکار کردیتا ہے۔ کفار و مشرکین کی عقل وحدت کو قبول نہیں کرتی وہ اپنے اطراف کے حاضرات و موجودات کو ہی خدا یا خدا کا مظہر سمجھ بیٹھا ہے ہزاروں برسوں سے انہیں نہ سمجھایا جاسکتا ہے نہ وہ راہ راست پر آنے والے۔ اسی طرح اسلام میں بھی عالموں نے اپنا ایک حصار اور گھیرابندی کرلی ہے وہ اس سے باہر آنے والے نہیں وہ اپنے قول میں مقید ہیں۔ ریشم کا کیڑا اپنے گرد اپنا ہی ریشمی جال بن کر اس میں مقید ہوجاتا ہے یا تو وہ خود اپنا بنایا ہوا جال توڑ کر اسے نقصان پہنچا کر باہر نکلتا ہے یا پھر اسے اُبلتے پانی میں مار کر باہر نکال کر پھینک دیا جاتا ہے۔

مہدیٔ موعودؑ نے اپنے دعوی کے ثبوت میں جو قرآن مجید کی اٹھارہ آیات پیش فرمائیں ان میں سورہ قیامہ آیت ۱۹ ثُمَّ اِنَّ عَلَیۡنَا بَیَانَہٗ' سورہ الرحمٰن آیت ۱۔ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ , عَلَّمَہُ الۡبَیَانَ اور سورہ ھود آیت ۱۔ فُصِّلَت مِنۡ لَّدُنۡ حَکِیۡمٍ خَبِیۡرٍ اور آیت ۱۷۔ اَفَمَنۡ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ ۔ کی بنیاد پر مہدی موعود خلیفۃ اللہ تابع تام رسول اللہ کو مبین کلام اللہ مراد کہا جاتا ہے' ظاہر ہے بیان کے معنی وہ ہیں جو لوگوں کے روبرو چند لوگوں یا برسر عام مجمع میں بتایا جاتا ہو' تا کہ لوگ اسے سنیں اور عمل کریں۔ مہدی موعودؑ کو آج کے لحاظ سے دنیا سے پردہ فرمائے ہوئے تقریباً چھ سو برس کا عرصہ ہوا (534=910-1444) تو مبین کیسے کہا جائے گا؟ دنیا میں مفسر محدث ہیں ان کی کتابیں موجود ہیں' تو مہدی موعودؑ کا بیان کہاں ہے اور کیسے محفوظ ہے؟۔ جواب یہی سات 7 تعلیمات فرایض ولایت ہیں' جن پر عمل کرنے سے تمام قرآن مجید کے بیان اور اللہ کے کلام کی حقیقت بندوں پر واضح ہوگی' اس طرح مہدی موعودؑ مراداللہ نے اللہ کے احکام اور اس کی مرضی کو ان سات اعمال ولایت میں جمع

کر دیا۔تفسیر وحدیث سے صرف علم حاصل ہوتا ہےاور عمل ہی بیان کانعم البدل ہے۔اس طرح مہدی موعودؑ نے اپنے بعد مصدقوں کوعمل کے ذریعہ ایسا بیان دیا تربیت کی کہ وہ اللہ کی معرفت کے حصول میں لگے رہیں۔اسلام میں قرآن ہی بذریعہ وحی حضورﷺ پر نازل ہوا اور جو احادیث اور سنت ہے وہ ضبط تحریر میں دوسرے صحابہؓ کے ذریعہ ہوئی حضورﷺ نے اسے تحریر نہیں کرایا اسی لئے اُس کوحدیث کہا جاتا ہے جس کے لغوی معنی بات ہے'یا بیان۔اصطلاح شرع میں حدیث حضورؐ کے قول وفعل کو کہتے ہیں۔ان افعال واقوال رسول نبی کریمﷺ کو بعد میں ضبط تحریر کیا گیا۔اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو اللہ تعالی نے سورہ الرحمٰن میں حضورﷺ کو عـلّـمَ الْقُرْ انَ کہا ہے معنی وہ جنہیں قرآن کا علم دیا گیا'اس طرح نبی کریمﷺ قرآن کے معلم ہوئے,اوراحادیث آپؐ کے قول و عمل ہیں۔اوراسی سورۃ الرحمٰن میں اس کے بعد خـلَقَ الانْسَانَ , عَلَّمَهُ الْبَیَانَ کہا گیا یعنی پہلے معلم قرآن کی بات بتائی اس کے بعد ایک مبین کو پیدا کر کے اس قرآن کے بیان کرنے کا وعدہ فرمایا۔جس کا ذکر سورہ قیامہ آیت ۱۹ میں کیا۔جس طرح حضور نبی کریمﷺ کے بیان معنی اقوال واعمال کوجمع کیا گیا اورانہیں حدیث کہا گیا اسی طرح مہدی موعودؑ کا مبین کلام اللہ ہونا ان کی تعلیمات کا جمع کیا جانا یا ان کی تربیت کوصحابہؓ مہدی کا ضبط تحریر یا روبہ عمل کرایا جانا ہے۔عربی لغات میں بَیَـانَ ...بَیَانٌ... کے معنی بیان یعنی بولنا'مصدر ہے(صادر ہونے کی جگہ۔سرچشمہ۔جڑ۔بنیاد۔سبب۔باعث۔مصدر کے آخر میں نا ہوتا ہےاور اس میں کوئی زمانہ نہیں پایا جاتا۔مبیَّن 'معنی بیان کیا گیا'بیان کیا ہوا۔اور کسی چیز کے معنی کھولنے اور واضح کرنے کو بیان کہتے ہیں'معنی ومقصود کو کھولنا'ظاہر کرنا'مجمل اور مبہم کلام کی شرح کودوسرے معنی کے اعتبار سے بیان کرناهـذَا بیـانٌ لِّلنَّـاسِ یہ لوگوں کے بیان کے لئے ہے۔اول معنی کی مثال ہے ثُـمَّ اِنَّ عَـلَیْنَـا بَیَـانَـه'ہمارے ذمہ اس کا بیان کرنا ہے'دویم معنی عَلَّمَهُ الْبَیَانَ اس کو بیان سکھلایا دونوں معنی کی مثال بنتا ہے۔اس طرح حضرت میراں سید محمد مہدیؑ موعودؑ خلیفۃ اللہ نے اللہ کے حکم سے قرآن مجید کے بیان کوان تعلیمات فرایض ولایت میں مختصر کر کے عمل کے لئے پیش کر دیا تا کہ بندے علماءہوں کےعوام آسانی سے ان پرعمل کر کے خدا کے حکم کے مقصد کو پورا کر لیں۔اگر ہم سنت رسولﷺ میں دیکھتے ہیں تو حضور نبی کریمﷺ پر قرآن نازل ہوا احادیث کے ذریعہ احکام کا خلاصہ پیش کیا'لیکن جو عمل آپﷺ نے اختیار کیا وہی حقیقی اسلام ایمان احسان ہے جواللہ تعالی سے آپﷺ کی قربت محبت اور معرفت کا سبب بنے۔اوراسی کومہدی موعودؑ نے ان سات تعلیمات میں مختصر کر کے جمع کر دیا'تا کہ بندہ بحث

مباحثہ علم حجت دلیل کی بحث میں نہ اُلجھ کر اپنی مراد کو عمل کے ذریعہ آسانی سے حاصل کرلے۔تاکہ ایک عام بندے کو بہت ساری کتابیں پڑھنے علم حاصل کرنے بات کو سمجھنے میں جو وقت کا ضیاں ہوتا ہے وہ نہ ہو کر بندہ راست طور پر اللہ سے وابستہ ہوجائے۔اور علم حاصل کرنے میں اس بات کا قوی اندیشہ بھی ہوتا ہے کہ علمی غرور پیدا ہوجائے۔عزازیل نے علم حاصل کیا ابلیس بن گیا' اللہ نے آدم کو علم عطا کیا اور اشرف المخلوقات پر فائیز کیا' یہ فرق ہوتا ہے حاصل کرنے اور عطا کئے جانے کا۔

قرآن مجید قلب محمدﷺ پر وحی کے ذریعہ منعکس کرایا گیا' نزول صحایف میں صرف توریت حضرت موسیٰؑ کو تختیوں کی شکل میں دی گئی کوہ طور پر وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْعِظَةً وَتَفْصِيلًا لِكُلِّ شَيْءٍ ۔اور ہم نے لکھ دی (موسیٰ کے لئے) تختیوں میں ہر چیز نصیحت پذیری کے لئے اور (لکھ دی) تفصیل ہر چیز کی۔باقی زبور انجیل اور بعد میں قرآن بھی وحی کیا گیا' وحی کے بعد حضورﷺ حفظ بھی فرما لیتے اور صحابہؓ کو حفظ بھی کراتے اور لکھوا بھی لیتے۔کاتبین وحی میں کئی نام ہیں حضرت ابوبکرؓ حضرت عمر فاروقؓ عثمان غنیؓ علیؓ زید بن ثابتؓ عبداللہ ابن مسعود زبیر بن عوامؓ خالد بن ولیدؓ عبداللہ بن رواحہؓ حنزلہ بن ربیعؓ محمد بن مسلمہ مغیرہ بن شہابہؓ عبداللہ بن عمر بن عاصؓ امیر معاویہؓ جہم بن العصتؓ مغیرہ بن ابی فاطمہؓ عبداللہ بن ارقمؓ ثابت بن قیسؓ حظیفہ بن یمانؓ عامر بن فہیرہؓ عبداللہ بن ابی السرحؓ سعید بن زبیرؓ شہرہ بن حسنہؓ آبان بن سعیدؓ کے نام ملتے ہیں۔یعنی معتبر صحابہؓ کاتب وحی کے فرایض انجام دیتے۔مگر ! حضورﷺ نے احادث یعنی اپنے قول وعمل کو نہیں لکھوایا۔نہ محفوظ کروایا' البتہ بہ وقت ضرورت اعمال اقوال اور قرآن کی و دیگر اُمور کی وضاحت فرمایا کرتے تھے بیان کے ذریعہ۔حضور نبی کریمﷺ کے بعد احادیث کو تب لکھا گیا جب جھوٹی باتیں پھیلائی جانے لگیں' اس طرح فن اسماءور جال بنا کہ جس میں صحیح وغلط حدیث کو پرکھنے جانچنے کے اُصول وضع کئے گئے۔اور یہ تابعین کے زمانے میں نہیں ہوا تابعین میں حضرت امام ابوحنیفہ کو کئی لاکھ احادیث یاد تھی مگر انہوں نے صرف چند درج کیں' اور امام مالک نے بھی ایسا ہی کیا حمام بن منبہ نے بھی ایسا ہی کیا' جب تبہ تابعین کا دور شروع ہوا تو باقاعدہ اسماء و رجال ایک فن اور علم بن گیا۔اب اس تناظر میں خلیفۃ اللہ مہدی موعودؑ کا مبین کلام اللہ ہونا بڑا واضح اور صاف ہوجاتا ہے۔یعنی مہدی موعودؑ کو قرآن وسنت رسول نبوی کا حقیقی معلم یا مبین مانا جائے گا' کہ آپؑ کے بیان کا تحریری ہونا ضروری نہیں بلکہ یہ تعلیمات ہی بیان ہیں جیسا کہ احادیث بیان ہوئے ہیں۔

علماء کا ماننا ہے کہ قرآن مجید کی عربی آج کی عربی سے میل نہیں کھاتی کیونکہ زبانوں پر وقت کا حالات کا فاصلے کا اثر پڑتا ہے۔قرآن مجید اہل قریش کی لغت پر محفوظ کیا گیا تھا' جو حضور نبی کریم ﷺ کی عربی تھی۔اہل قریش کے معیار پر احادیث نہیں ہیں تو آج کی عربی کس طرح ہوگی' دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ عرب ممالک میں نوکری پیشہ ہوتے ہیں وہ واپس آنے کے بعد آج کی عربی کے لفظ و معنی میں قرآن کو سمجھنے سمجھانے لگتے ہیں' جب کہ آج کی عربی میں الفاظ و معنی کا بڑا اُلٹ پھیر ہو گیا ہے۔ یہی حال دیوبند و تبلیغی جماعت والوں کا بھی ہے جن کے مدرسے آج کی عربی میں تعلیم دیتے ہیں' کئی موخر علماء نے بڑی محنت جاں فشانی اور کوشش سے پرانے عربی ادب کی مدد سے عربی لغات ترتیب دی ہیں قرآن کے بیانوں میں ان لغات کو استعمال کرنا بیان کرنا ضروری ہے۔ورنہ آج کل جو صرف ناظرہ قرآن پڑھ لیتے ہیں وہ بھی دیکھے دکھائے ترجمے لکھ کر پھیلا رہے ہیں اور رومن میں قرآن کا درس دے رہے ہیں جو کہ بالکل غلط ہے۔آج زبان اردو اور ہندی میں اتنے غلط ترجمے بازار میں ہیں کہ ایک کا ترجمہ دوسرے سے نہیں ملتا' اور فون ایپ کے قرآن میں تو یہ غلطی بھرپور کی جا رہی ہے' کچھ دن پہلے ہم نے بطور اصلاح ایک آیت پیش کی جس میں عربی کا لفظ ''اولیاء'' ہے جس کے معنی رفیق دوست سرپرست مددگار ہے' کچھ لوگوں نے اپنا عقیدہ اور مرضی بیان کے لئے ایک ایسا ترجمہ فون ایپ سے پیش کیا جس میں اولیا کا معنی حکومت اور حکمران بتایا گیا ہے' جو کہ سراسر جھوٹا اور غلط ہے مگر اسے پیش کرنے والا بضد تھا کہ اس کے معنی صحیح ہیں۔

ہم نے اس کتاب کو''فرایض ولایت۔قرآن کے احکام کی بنیاد پر'' کا عنوان دیا ہے 'تو فرایض نبوت کیوں نہیں ہیں؟ وہ اس لے کہ قرآن اور سنت رسول ﷺ ہی فرایض نبوت ہیں اس کے علاوہ دیکھا جائے تو حضور نبی کریم ﷺ کے جو اعمال مخصوصہ تھے وہی فرایض نبوت ہیں جسے بعد میں آپؐ کے تابع تام مہدی موعودؑ نے حضور ﷺ کے ان اعمال کو جو آپ کی زندگی کے روزمرہ کا حصہ تھے تعلیم فرایض ولایت میں پیش کیا ہے۔اس طرح فرایض ولایت فرایض نبوت سے الگ نہیں ہیں۔فرایض نبوت عوام الناس کی تعلیم کے لئے تھے فرایض ولایت حضور ﷺ سے مخصوص تھے جو آپ ﷺ اللہ کی محبت میں زاید کیا کرتے تھے تا کہ معرفت الٰہی حاصل ہو' اور اللہ نے آپ سے وعدہ بھی کیا تھا کہ یہ زاید عبادت یا فرض اس لئے ہے کہ آپ ﷺ کا رب آپ کو مقام محمود پر بلائے۔ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ , عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

۔اوررات کوتہجد پڑھئے یہ آپؐ کے لئے زاید ہے تا کہ تمہارارب تمہیں مقام محمود پر پہنچائے (اسرا۷۹)۔ یہ مقام محمود پر پہنچانا وہی ہے جومعراج کے دن پیش آیا 'اس کی تصدیق اس سے پہلے کی آیت کررہی ہے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ وَقُرْاٰنَالْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْھُوْدًا (۷۸اسرا) نمازادا کیا کریں سورج ڈھلنے کے بعدرات کے تاریک ہونے تک (نیز ادا کیجیے) نمازصبح بلاشبہ نمازصبح تک مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ یہاں مَشْھُوْدًا کالفظ قابل غور ہے یعنی مشاہدہ جس کے معنی کسی چیز کوغور سے دیکھنا مَشْھَدٍ کے معنی حاضرہونا؛موجودہونا'مَشْھُوْدًا یعنی ہم معنوں میں واحدکومذکرمنصوب'حاضر کیا گیا۔غایب اورحاضر میں یہ فرق ہے کہ غایب غیرموجودکو کہتے ہیں اور حاضر موجودکو'اور اللہ کا کہتا ہے کہ میں غایب نہیں حاضر ہوں دیکھ رہا ہوں سن رہا ہوں اور اللہ حضورﷺ سے فرماتا ہے کہ تہجد میں حاضر ہوں'معنی اللہ اوراس کارسولؐ دنوں موجودتہجد کے وقت مقام محمودپر کہ جہاں نبی کریمﷺ ہوکےآئے تھےاور اللہ کہہ رہا کہ تہجد پڑھیں اس مقام پر حاضر ہوجائیں اور یہ صرف آپؐ کے لئےفرض ہے ہرکسی کونہیں'۔مسلمانوں کے دوسرے گروہوں میں تہجدکوئی بھی کبھی بھی پڑھ لیتا ہےاور اکثر دیکھا گیا ہے کہ دنیاوی طلب میں وہ یہ نماز پڑھتے ہیں'اس طرح دن میں بھی دنیا کی طلب رات میں بھی دنیا کی طلب'جبکہ یہ نمازمعرفت الٰہی کے حصول کے لئے ہے۔جبکہ مہدویہ میں اسے اختیار کرنے کے لئے ایسے رہبر کی اجازت ضروری ہے جوخودتہجدگزارہواورمعرفت الٰہی کے احوال سے باخبرہواور اجازت دینے سے پہلے مسول کے متعلق جان لے کہ وہ پنجوقتہ نماز کا پابند ہے کہ نہیں تقوی پرہیزگاری اس میں ہے کہ نہیں متاع دنیا کی خواہش ہےتوتہجد کاادا کرنا بے معنی ہے'اور گناہوں اور اللہ کی حکم عدولی کامرتکب یہ نماز اگر پڑھےبھی تو اس کا کوئی فایدہ نہیں۔ جب اللہ نے اپنے رسولؐ سے کہا کہ اگر مقام محمود پرآنا ہوتو یہ نماز پڑھوتو دنیاطلبی کے لئے یہ نماز پڑھنا بےسود ہے۔اور جوشخص خدا کی محبت میں یہ نماز پڑھےاس کے لئےضروری نہیں کہ وہ بھی مقام محمود کی طلب کرے'یہ وہ مقام ہے جس کے آگے جانے سے حضرت جبرئیل نے بھی ہمت نہ کی'البتہ مومن اورمخلص بندے کواللہ تعالی اپنی رحمت کے سایہ میں لےاوراپنی محبت خاص اسے عطا کرے۔مہدویہ میں نمازتہجدصرف طلب دیدار کے لئے پڑھی جاتی ہے۔

فرایض اسلام جوبندے کوخدا کی عبادت کاراستہ اورطریقہ سکھاتے ہیں'اگر بندے اللہ تعالی سےقربت اختیار کرنا چاہتے ہیں جیسا کہ اللہ کےرسولﷺ کےاوصاف اعمال اورطریقے ہوا کرتے تھےتو

انہیں خلیفۃ اللہ مہدی کے پیش کردہ فرایض ولایت سے تعلیم اور تربیت حاصل کرنا ہوگا۔اسلام میں عالموں صوفیوں نے قرآن کے احکامات اور احادیث سے اللہ کی اطاعت وفرمابرداری کا خلاصہ تو پیش کردیا ' تفاسیر واحادیث کے خلاصوں میں مگر ان پر عمل کر کے بتایا صرف خلیفۃ اللہ مہدیؑ نے۔علم صرف معلومات بہم پہنچاتا ہے عمل کسی مقصد کے حصول تک لے جاتا ہے۔اس لے عمل کی جو حیثیت اور خصوصیت ہے وہ علم سے زیادہ ہے' علم حاصل ہی اس لے گیا جاتا ہے کہ عمل کیا جائے' اگر علم حاصل کر کے عمل نہیں کیا جاتا تو پھر ایسا علم بے کار محض ہے۔قرآن مجید اور سنت رسولؐ دنیا میں صرف ظاہری اعمال کی ادائیگی کے لے نہیں نازل ہوئے بلکہ اللہ سے قربت اور محبت کے حصول کے لے نازل ہوئے ہیں۔حضور نبی کریم ﷺ اُمی تھے عالم فاضل نہیں تھے مگر تاریخ گواہ ہے کہ معلم انسانیت بنے ہیں اس لے علم کا حاصل کر لینا اور عمل نہ کرنے کی مثل ایسی ہے کہ بہت مہنگی موٹر کار خریدتو لی لوگوں کو بتایا جاتا ہے کہ میرے پاس مہنگی کار ہے مگر خود چلانا نہیں آتا وہ منزل پر پہنچنا تو دور' ایسا شخص اگر چلاے گا تو ظاہر ہے نقصان ہی کرے گا' اس لے بہتر ہے کہ سواری اپنی ضرورت اور حیثیت کے لحاظ سے ہو اور خود چلانا بھی آتا ہو' تا کہ منزل پر پہنچنے کا یقین ہو۔ یہود و نصاری کے پاس بھی کتابیں علم وضاحتیں امثال ہیں مگر عمل نہیں ہے۔اسلام میں عمل کو فوقیت دی گئی ہے صرف قیل وقال کو نہیں۔اور نبی کریم ﷺ نے نہ صرف قرآن وحدیث پیش کے' بلکہ عمل کر کے دکھایا' دنیا کے حصول اور ظاہری اسباب کے لے آپؐ نے قوانیں شریعت تو بتادے' لیکن خدا کی محبت کے لے تقوی تو کل پر عمل کرنے کی زیادہ تاکید کی ہے۔جب اُمت نے انہیں بھلادیا تو اللہ تعالی نے مہدی موعودؑ کے ذریعہ دوبارہ اس حقیقت کو بیان کیا' اور مہدیؑ نے بحیثیت تابع رسول ﷺ اور بقول رسولؐ کہ المهدی منی یقفو اثری ولا یخطی بے خطا آپؐ کی اطاعت کر کے اعمال صالحہ کو فرایض ولایت میں پیش کیا۔اگر رسول کے بتائے ہوے طریق پر زندگی گزارنا چاہتے ہو عمل کرنا چاہتے ہو تو ان اعمال پر جو فرایض ولایت میں جمع ہیں عمل کرو۔ایک بات یاد رکھنا چاہے کہ ''دعوت طلب دیدار'' ہر کس وناکس کے لے نہیں ہے یہ صرف اللہ کے عاشقوں کے لۓ ہے' جو اُس کی قربت میں کسی بھی حد سے گزر جانے کے لے ہمیشہ تیار رہتے ہیں۔ بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق ۔جبھی حضرت ابراہیم اللہ کے خلیل کہلاۓ گۓ۔اور محمد ﷺ نبی ورسول تو تھے' حبیب خدا تب بنے جب اللہ تعالی نے انہیں آسمانوں پر بلا کر اپنے دیدار سے مشرف کرایا۔جس طرح حضرت ابراہیم خلیل اللہ بنے اسی طرح محمدؐ حبیب خدا بنے۔اُمت

کا ہر فرد خلیل یا حبیب خدا نہیں بن سکتا اسی طرح ''طلب دیدار'' ہر کوئی نہیں کرسکتا جس میں اتنی قابلیت ہوگی وہی اس کی کوشش بھی کرے گا۔اور یہ بات معلوم رہے کہ مہدی موعود کے کسی قول ونقل میں نہیں ہے کہ انہوں نے کہا ہو کہ ان آیات کی بنیاد پر میں نے یہ فرایض ولایت پیش کی ہیں۔ یہ ہماری اپنی کوشش ہے کہ ہم مصدقوں کو بتائیں کہ آپ علیہ اسلام نے جو فرایض ولایت کی تعلیم دی ہے اُس کا مکرر مدلل بیان قرآن میں آیا ہے' بار بار اللہ تعالی نے جو اوصاف واعمال کرنے کی اُمت کو ہدایت دی اسے آسان لفظوں میں مہدی موعودؑ نے مصدقوں کو عمل کرنے کے لئے بتادیا۔ دوسرے فرایض اور اعمال بھی قرآن میں بیان ہوئے ہیں لیکن مہدی نے جو فرایض ولایت بیان کئے ہیں اُن کا تذکرہ بیان اور حکم قرآن میں بار بار آیا ہے جسے دینی اصطلاح میں خبر متواتر کہتے ہیں 'خبر متواتر یقین اور فرض کا درجہ رکھتی ہے۔ عالموں مفسروں محدثوں نے ظاہری اسباب واعمال کے بہت خلاصے کئے ہیں ان پر بہت کام کیا ہے صوفیوں نے بھی چند ایک اعمال اپنی سمجھ اور لیاقت کے مطابق بیان کئے ہیں لیکن ! قرآن مجید کے متواتر احکامات اطاعت پر سوائے مُہدیٔ موعود میراں سید محمد جونپوری خلیفۃ اللہ کسی نے بات نہیں کی ہے اور نہ طریقہ بتایا ہے۔ یہی بات آپؑ کو مہدی موعود خلیفۃ اللہ ثابت کرنے کے لے کافی ہے باوجود اس کے آپ علیہ السلام نے قرآن کی آیات سے اپنا مہدی موعود آخرالزماں ہونا ثابت کیا ہے۔ عالموں صوفیوں نے طریقے تو بتادے لیکن عملی طور پر کوئی نظام ان کے پاس نہیں ہے' جبکہ مہدیٔ موعودؑ نے تعلیم دی طریقہ بتایا اور اس پر عمل کرنے کے لئے دایروں کا ایک مثبت قیام قایم کردیا کہ وہاں قربت خداوندی کے طلب گار یکسوی اور سکون کے ساتھ محوے عبادت وذکر رہیں۔ایسا نہیں کہ ہفتہ مہینہ سال میں ایک بار کہیں محفل ذکر وعبادت منعقد کردی عالموں کے جلسہ جلوس وعظ بیان کے لئے اور تصوف کے ذکر کی محفلوں کے لئے۔ مہدی موعودؑ نے ہمیشہ کے لئے ایک طے شدہ مقام اور ماحول دایروں کا بنادیا تا کہ ہر لحہ چوبیں گھنٹے یعنی آٹھ پہر سال کے بارہ مہینے مسلسل عبادات کا' ذکر کا اہتمام ہو اور متقی اور پرہیز گار یکسوی کے ساتھ حُب دنیا کی کثافتوں سے الگ جماعت خانوں مسجدوں میں اللہ کی راہ کی طلب میں رہنے والے سچے اور صادق لوگوں کی صحبت میں' سنگت میں خود کو خدا کے حوالے کردیں۔اس طرح مہدویوں میں خانقاہ ,درگاہ ,مدرسہ اور محفلوں کو سجا کر لوگوں کو جمع اور اکھٹا کر کے شان وشوکی کے ساتھ عبادت کی ضرورت نہیں جس کسی کو خدا کی طلب ہے وہ جماعت خانہ یا مسجد کو آباد کر کے عبادت ریاضت ذکرواذکار میں محو اور مستغرق رہ سکتا ہے۔یعنی مہدیوں میں عبادت اور ذکرواذکار کا ایک باقاعدہ

نظام عمل موجود ہے۔اس کے لئے تام جھام کرنے یا شور شرابہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔اگر خدا کو پانا ہے تو ترک حب دنیا کرکے مسجد یا جماعت خانہ میں قیام کرکے خدا کے ہو رہو۔اور یہ نظام اتنا سہل اور آسان ہے کہ کسی معلم مدرس یا اتالیق کی ضرورت ہی نہیں' اعمال فرایض ولایت پر عمل کرلو اور خدا کی راہ' یا سلوک کے مسافر بن جاؤ۔ یہاں دستار بندی سند کی یا ہرے کالے لال رنگوں کے کپڑوں کی ضرورت نہیں ہے روزمرہ کا معمولی سادہ لباس پہنو جماعت خانہ مسجد میں بیٹھو اللہ کی طلب کی راہ میں لگ جاؤ۔اور خوبی یہ کہ اس کے لئے کسی کا عالم فاضل مفتی صوفی ہونا ضروری نہیں ایک عام مسلمان بھی مومن بننے کی کوشش اس طرح کرسکتا ہے بشرطیکہ اس کی کوشش اور اعمال میں طلب میں خلوص اور اخلاص ہو کہ مجھے اپنے خدا کو پانا ہے اسے راضی کرنا ہے۔مہدیؑ موعودؑ کی اس تعلیم اور تربیت کا نتیجہ ہے کہ مہدویہ دایروں میں کوئی بھی عالم فاضل محدث مفسر بننے یا ولایت حاصل کرکے کشف وکرامات کا مدعی نہیں ہوتا وہ بس اپنے اللہ کو راضی کرنیکا متمنی ہوتا ہے' امیر جماعت دامتم برکاتہ یا پیر کا خلیفہ بن کر کشف وکرامت کی کوشش نہیں کرتا۔یہی بات تھی کہ مخالف مہدویہ نے بھی مہدویوں کے حالات قلمبند کرتے ہوے لکھا کہ دایروں میں کئی افراد ولایت کے مقام پر فایز تھے معنی ایک دو نہیں بیشمار اصحاب دایرہ 'ولیوں کا مقام رکھتے تھے مگر ایسی ولایت کے طالب نہیں تھے جو لوگوں میں شہرت نام ونمود کی وجہ ہوتی ہے' وہ خود کو خدا کی قربت کا ولی سمجھتے تھے دوسروں کو ولی ظاہر کرنے کے لئے نہیں۔یہی وجہ تھی کہ آج سے سو برس پہلے کے مہدویوں کو ملا اعلی کے فرشتے سمجھا گیا۔تاریخ اسلام میں عالم ولی صوفی تو کہا گیا لیکن مسلمانوں کی تاریخ میں کسی گروہ جماعت کو فرشتے نہیں سمجھا گیا جو زمین کی طہارت پر معمور ہوں' یہ سب سے بڑا اعزاز ہے ہمارے اسلاف مہدویوں کے لئے۔مگر ہم آج کے مہدوی انہیں کے نام پر حلوہ مانڈہ کھار ہے ہیں۔یہ ہماری بدعملی دین ومذہب سے بے رخی کی وجہ ہے ہر کوئی بدعقیدہ وبے دین مہدویوں پر طعنے مارتا آوازے کستا ہے ورنہ ہمارے بزرگوں کے سامنے آنکھ اُٹھانے کی بھی مجال نہیں تھی' ہمیں سوچنا غور کرنا چاہے کہ ہم نے اپنے مذہب اور بزرگوں کے ورثے کو کسی طرح بے وقعت بنادیا ہے اور دوسروں کی تعریف اور چاپلوسی میں ملوث ہیں۔اب تو ہر دن کردار گرتا ہوا جارہا ہے جو ہمیں بے دین کہہ رہا ہے اس کی گلپوشی کی جارہی ہے ان کی اقتدا کرکے فخر محسوس کررہے ہیں ایسے لوگوں کو مجلسوں مسجدوں میں بلا کر تقاریر کرائی جارہی ہیں' خدا کے رسول ﷺ اور پیغمبروں کی بے حرمتی کرنے والوں اور صحابہ مہدی کی تضحیک کرنے والوں کا دفاع کیا جارہا ہے۔جو قومیں اپنی ذلت اور رسوائی کے اسباب پیدا

کرلیں انہیں اللہ بھی قعرِ مذلت میں مبتلا کردیتا ہے۔

ہم اس کتاب میں مہدی موعودؑ کے پیش کردہ سات 7 فرایض ولایت کا جایزہ قرآن کی آیات کے نزول سے لیں گے، کہ کیوں آپ علیہ السلام نے ان سات اعمال کو ہی فرایض ولایت قرار دیا، یا انہیں مختص کیا ،فرایض اسلام کے ساتھ ،صدقہ خیرات امداد باہمی جیسے اعمال بھی تو تھے بجائے اُس کے خالص اللہ کے رسول ﷺ کے اعمال کو مہدی نے ایمان اور احسان کا حصہ بتایا۔غور طلب امر یہ کہ آپؑ نے نفل عبادتوں پر اتنی اہمیت نہیں دی فرایض اور سنن کے علاوہ۔اور ہجرت اور ترک علایق میں ہی آپؑ نے اصلاح وتبلیغ دین کا طریقہ بتادیا یعنی تبلیغ دین اور اصلاح اُمت کی اہمیت جتادی، معنی مہدویوں کو ان فرایض کے علاوہ اصلاح اُمت اور تبلیغ دین کا کام مہدی موعودؑ نے بتادیا، جب مہدویوں نے اسے چھوڑ دیا تو دوسرے بدعقیدہ اور بے دین لوگوں نے مہدی مہدی موعود کی اس تعلیم کو اپنے نام سے جوڑلیا، دنیا کے حصول اور شہرت خودنمائی کے لئے۔

ہم نے اس کتاب میں تعلیمات مہدی کو ان قرآنی آیات کے تناظر میں پیش کیا ہے جو قرآن میں بیان ہیں۔اور یہ اعمال فرایض ولایت وہی ہیں جو قرآن میں اللہ تعالی نے بار بار دہرائے اور ان پر چلنے کا حکم دیا ہے، جس کا اللہ حکم کرے وہ فرض میں شامل ہے جیسے نماز روزہ زکواۃ حج فرایض اسلام ہیں کیونکہ ان کا ذکر قرآن میں ہے۔فرایض ولایت صرف سات ہی ہیں کچھ لوگ " عشر " کو فرض گردانتے ہیں، عشر کا ذکر قرآن میں نہیں ہے۔ یہ احادث سے ثابت ہے، ہر عمل کو قرآن سے متعلق کرکے لوگوں کو مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ہم نے تمام آیات قرآنی کو ذکر دوام تقوی توکل صحبت صادقین ذکر دوام ہجرت ظاہری و باطنی ترک حب دنیا اور طلب دیدار سے متعلق قرآن میں بیان کردہ آیات کو ممکن حد تک جمع کرکے پیش کیا ہے اور یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ مہدی موعودؑ نے سوائے قرآن اور سنت رسول ﷺ کے کوئی اور تعلیم نہیں دی اور نہ اپنی طرف سے کمی کی نہ زیادتی۔آپ علیہ السلام کی زندگی شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے الفاظ میں "جو حضور ﷺ کے پاس اصالتًا تھا وہ مہدی جونپوری کے پاس اتباعًا تھا"۔ ہے۔

اگر خلیفۃ اللہ مہدی نے یہ فرایض ولایت کی تعلیم اور تربیت اپنے مصدقوں کو دی ہے تو اس کی بنیاد عین قرآن کے مطابق ہی ہونا چاہئے۔اسی جستجو میں ان قرآنی آیات کو جمع کیا ہے۔تاکہ میراں علیہ السلام کا مہدی موعودؑ آخرالزماں ہونا حق ساتھ ثابت ہو۔بے بنیاد باتوں من گھڑت بیانوں سے حق ثابت نہیں ہوتا، کوئی

بھی دعویٰ دلیل کا محتاج ہوتا ہے۔

آج ان تعلیمات فرایض ولایت کی ضرورت پہلے سے زیادہ ہے کیونکہ مسلمانوں کا ہر گروہ فرقہ جماعت یہاں تک کہ مہدویہ میں بھی معرفت الٰہی کی نہیں' بلکہ صرف ظاہری علوم کا حصول ہی دین ایمان رہ گیا ہے۔اوراب تو قرآن کی تنبیہ کے باوجود کہ اِشْتَرَوْبِاٰیٰتِ اللّٰہِ ثَمَنًا قَلِیْلًا فَصَدُّ وْا عَنْ سَبِیْلِہٖ , اِنَّھُمْ سَآ ءَ مَا کَانُوْ ا یَعْمَلُوْنَ ۔انہوں نے بیچ دیں اللہ کی آیتیں تھوڑی سی قیمت پر'(مزید برآں)انہوں نے (لوگوں کو)اللہ کی راہ سے روکا' بے شک بہت برا ہے جو یہ کیا کرتے ہیں'(سورہ توبہ آیت ۹)'اوراس طرح اللہ کی مخالفت کا کھلا مظاہرہ کیا جارہا ہے۔اور اللہ ان کی ان چالبازیوں سے باخبر ہے جو یہ چاہتے ہیں کہ دنیا میں شہرت نام کے ذریعہ متاع دنیا کمائیں۔دوسری جماعتوں کا جو حال ہے سو ہے مہدویہ میں یہ لعنتیں اپنے پورے عروج پر ہیں اوراس کے لئے شخصیت پرستی کا بھرپور استعمال کیا جارہا ہے۔اور بے علم اور جاہلوں کا آلہ کار بنایا جا رہا ہے۔اور یہ سلسلہ پچھلے سو برسوں میں شروع ہوا ہے اور آج یہ عروج پر ہے۔لیکن اللہ جانتا ہے کہ کون کیا کررہا ہے کیا کہہ رہا ہے وہ ان باتوں سے بے خبر نہیں ہے ان کی تمام منصوبہ بندیاں بروزحشر دھری کی دھری رہ جائینگی ۔اللہ نے دنیا میں ڈھیل دے رکھی ہے سبھی آزمائش میں مبتلا ہیں وَمَا تَشَآءُ وْنَ اِلَّا اَنْ یَشَآ ءَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۔اور تمہارے چاہنے سے کچھ نہیں ہوگا جب تک اللہ نہ چاہے(سورۃ التکویر ۲۹)۔

دوہری غلطی

آج قوم مہدویہ میں ایک حساس ماحول بنا ہوا ہے۔جیسے ہم یہ بات کہتے آئے ہیں کہ پچھلے سواسو برسوں میں جب دوسرے فرقوں اور گروہوں میں علم کی بنیاد پر اپنے نظریات اور عقاید پیش کرنا شروع کیا' اُس وقت مہدویہ عالموں اور رہبروں نے اس بنیاد پر کوئی پیش رفت کرنے کے بجائے آپسی مخالفت اور مخاصمت میں اپنی توانائیاں ضایع کیں۔ان سے پہلے کے بزرگوں نے اپنے عمل سے مہدویت کو ایک مستحسن مقام پر پہنچایا تھا 'نہ اُنکے اعمال پر اپنے مذہب وعقاید کو پیش کیا اور نہ ہی علمی بنیاد پر اس کی صحیح نمایندگی کی۔جس کی وجہ سے مہدویت کی نہ اصلاح ہوسکی نہ تبلیغ 'اسی کا فایدہ اُٹھا کر دوسرے گروہوں نے مہدویت کی تعلیمات کو بدل کر بگاڑ کر اپنی جماعت اور نظریہ بنا کر مقبولیت حاصل کرلی۔اس کی مثال وہابیت دیوبندی اور وہابیہ جماعتیں ہیں' شاید

یہ بات لوگوں کو عجیب لگے، مگر حقیقت ہے۔مہدی موعودؑ کی چار صدیوں تک مخالفت کرتے رہنے کے بعد جب برصغیر میں انگریزوں سے مغلیہ سلطنت کی وراثت کو دوبارہ حاصل کرنے کی یہاں کے علمائے سُو نے بہت کوشش کی مگر جب بات نہیں بنی تو انہوں نے کئی تحریکیں چلائیں، جب اُن میں بھی ناکامی ہوئی تو انہوں نے دوسرا راستہ اختیار کیا، افغانستان میں خلافت مسلمین کو دوبارہ مضبوط کرنے کی کوشش کی وہاں انہیں کامیابی نہیں ملی، تو ہندوستان میں دیوبند مدرسہ کی بنیاد رکھ کر مسلمانوں میں انقلاب لانے کی کوشش کی اس میں بھی ناکام ہوئے، آخر کار خود انگریزوں سے ہاتھ ملا لیا، اس طرح دیوبند کے کئی علماء کا وظیفہ انگریزوں کی طرف سے مقرر ہوا، ان میں اشرف علی تھانوی کو آٹھ سو روپیہ ملا کرتا تھا اور ان علما نے ہندوستان میں انگریزوں کی حکومت کو جایز قرار دینے کے لئے عرب سے فتوے منگوائے تا کہ ان کی حکومت کو دار الحرب سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔مگر مسلمانوں کو ایک جٹ کرنے کے لئے انہوں نے تبلیغی تحریک کی بنیاد ڈالی اس کے لئے انہیں آسان طریقہ اور تعلیم مہدویہ کی معلوم ہوئی، کیونکہ اُس وقت مہدویوں میں انتشار اور نا اتفاقی اپنے عروج پر تھی۔لہٰذا تعلیمات مہدی کو اپنے طریقے سے پیش کرنا شروع کیا جس میں انہیں کامیابی ملنے لگی۔تبلیغی جماعت کی طریقے میں چلہ۔جوڑ۔نماز۔ذکر۔جیسے اعمال دیکھنے کو ملیں گے، یہ مہدویہ دایروں کے ہجرت۔صحبت صادقین۔ذکراللہ۔اور دایروں کے نظام کے ذکر دوام کی محفلوں کی نقل ہیں، اور بیان قرآن کو کتابی تعلیم بنا دیا۔اس طرح تبلیغی جماعت نے سب مہدویہ طریقے بگاڑ کر اپنے نام سے پیش تو کر دے مگر معرفت الٰہی کا منتہی طلب دیدار کی تعلیم کی حقیقت کو اپنا نہ سکے۔کیونکہ اسے عمل حجت دلیل سے ثابت کرنا پڑتا ہے۔لہٰذا وہ اسلام کی بنیادی مذہبی ضرورتوں تک ہی محدود رہ گئے، اور بیان قرآن کی جگہ کتابی تعلیم کا چرچہ عام کر دیا، اور بڑے بڑے اجتماعات کے ذریعہ اسے خوب شہرت دی، چونکہ یہ چند ایک عالموں کی کوشش تھی جب انہوں نے دیکھا کامیابی مل رہی ہے تو ان میں غرور پیدا ہو گیا اور شان رسول میں گستاخانہ کلمات کہنے شروع کر دئے، اور یہاں تک کہہ دیا کہ محمد ﷺ کو آخری نبی ماننا عوام کا طریقہ ہے عالموں کا نہیں ہے، محمدؐ کے بعد نبوت کا ہونا ضروری قرار دیتے ہوئے، اس تحریک کو نبیوں والا کام قرار دے دیا، اور رشید گنگوہی نے کہا کہ مجھ پر وحی جیسی کیفیت طاری ہوتی ہے تو ان کے استاد نے کہدیا کہ اللہ تم سے نبیوں والا کام لینا چاہتا ہے۔یعنی پس پردہ یہ ختم نبوت کا کھلا انکار تھا جو اہل سنت کے عقیدہ سواد اعظم کا انکار بھی۔اور انسانوں کی یہ فطرت ہے کہ وہ اژدھام اور کثیر جماعت کو ہی حق مانتی ہے، وہی ہوا لوگ ان کے ہاں میں ہاں ملانے لگے۔اس

طرح تبلیغی عالموں کی بڑبولیوں کونظر انداز کردیا' یہ کوئی جھوٹ بات نہیں ہے اس تعلق سے کئی علماے حق نے آواز بھی اُٹھائی مگر نقار خانے میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے۔اسی طرح مہدی موعود کے رسم وبدعت کی مخالفت کو وہابیہ نے ایک شدت پسند تحریک بنا کر صحابہؓ اور کئی اولیا کاملین اور علماے حق کی قبریں مسمار کردیں اور حضرت فاطمہؓ کا روضہ بھی مدینے میں مسمار کردیا' یہی نہیں بلکہ وہابیہ اس قدر شدت پسند ہوگے کہ حضورﷺ کے روضے کو مسمار کرنے کی درپہ آگے اور مسلم مما لک میں غم وغصہ پھیل گیا فتنہ وفساد کے ڈر سے خاموش ہوگے' کیونکہ سلطنت عثمانہ ترکی کوشکست ہونے کے بعد نئی عرب حکومت انگریزوں کی مدد سے انہوں نے عرب میں آل سعود کے نام سے بنائی تھی'مسلمانوں کے غصے کو دیکھ کر خاموش رہے مگر بہت سارے اسلامی آثار اور مقبرے انگریزوں کی مدد سے انہوں نے مسمار کردئے اور دوسرے مسلمانوں کوقتل کرنے اوران کی عورتوں کو باندی کنیز بنانے کے فتوے دئے۔ابن عبدالوہاب نجدی ایک صحرائی لٹیرا تھا جو حاجیوں کوبھی لوٹ لیتا تھا جب اس کے پاس بہت دولت اور طاقت جمع ہوگئی تو وہ مذہبی رہنما بن گیا اور آل سعود نے اس کے خوف کی وجہ اسے اپنے اسے اپنے ساتھ ملانے کے لے اپنے خاندان میں اس کی شادی کردی اور اسطرح وہ دونوں مضبوط ہوگے۔اور بعد میں وہابیت نے دیوبندی تبلیغی اور جماعت اسلامی پر اپنے اثرات مرتب کردئے۔

جیسے کہا مہدویوں میں علم وعمل نہیں رہا تو عوام میں خاصی بے چینی پیدا ہونے لگی جس کا کوئی صد باب نہیں کیا گیا' بلکہ ہم ہیں نا'تمھیں فکر کی ضرورت نہیں کا دلا سہ دیا اوراسی کے ساتھ سینہ بہ سینہ علم اور خاندانی وراثتی مقام ومنصب کو اتنا بڑھاوادیا کہ لوگ مسندنشینوں کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھ سکیں جن میں علم وعمل نہیں تھا وہ بھی معزم ومحترم بنتے چلے گے'اس کے باوجوٗد مگر نہ علم میں نہ عمل میں پیش رفت کی اور بعد میں علم کے حصول کے لے ان بیدین اور بدعقدہ مدرسوں کی طرف رخ کرلیا جن میں پہلے سے اسلام اور خصوصا مہدویت کے خلاف بدعقیدگی تھی۔اس طرح عوام میں دینی لحاظ سے معلومات اور علم کی کمی ہوتی چلی گئی۔ چلتے چلتے یہاں تک نبوت پہنچ گئی کہ مہدویت کی تعلیم سے لوگ بے بہرہ ہوتے چلے گے۔اور عوام نے اپنے اسلاف اور بزرگوں کی تعلیم اور طریقوں کی تحقیق وجستجو کرکے عمل کرنے کے بجاے سنی سنائی باتوں کو سچ جان کر ساری قوم میں بداعتقادی بدعملی اور نفاق کا بول بالا ہوگیا'اوران جماعتوں اور فرقوں کی باتوں کو سچ اور صحیح مان لیا جن کی بنیاد ہی جھوٹ تضحیک اسلام اور مہدویت کی نقل پر ہوئی تھی۔اس طرح عوام نے نہ اپنے بزرگوں کے اعمال کی تحقیق کوضروری سمجھا' اور

نہ ان بدعقیدہ جماعتوں کی تحقیق کو کہ ان کی بنیاد کیا ہے اس طرح ''دوہری غلطی''میں مبتلا ہوتے چلے گئے۔آج اہل حدیث جو سب سے بڑے جھوٹے ہیں ان کو مسلمان سمجھا جارہا ہے اسی طرح دیوبندی تبلیغی اور وہابیہ کی تعریف لوگ کرتے نظر آتے ہیں۔اگر مکان لینا ہوتو وکیل سے ڈاکیومنٹ چیک کرواتے ہیں جب کہ مذہب دین وایمان کو بغیر تحقیق قبول کرلیتے ہیں،جس کا انجام حشر کے دن اللہ کے روبرو کتنی بڑی جوابدہی ہے اندازہ ہی نہیں کرتے۔یہ کوئی الزام تہمت قصہ گوئی نہیں ہے اگر معلوم کرنا ہے تو پچھلے دوسو سالہ مسلمانوں کے ان گروہوں کی تاریخ کے ساتھ ان جماعتوں کی شروعات اور بنیاد کیسی ہوئی معلوم کرکے دیکھو،اس میں موافق اور مخالف دونوں فریق کے حالات کو جاننے کی کوشش کرو حقیقت سامنے آجائے گی۔حالانکہ یہ جماعتیں اور فرقے آج اپنی ان غلطیوں اور حقیقت کو چھپانے کی بھرپور کوشش میں لگی ہیں مگر حق چھپائے نہیں چھپتی۔

قوم وملت میں برائی اور غلطی کس طرح پیدا ہوئی اس کے اسباب جاننے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ پہلے اپنے بزرگوں کے حالات جاننا اس کے بعد دوسروں کی حقیقت جاننے کی کوشش کرنا،آج مہدویوں میں یہ دونوں باتیں منقود ہیں صرف سنی سنائی اور پھیلائی ہوئی باتوں کو سن کر صحیح اور غلط کا فیصلہ لوگ کرلیتے ہیں۔اب تو واٹس ایپ اور یوٹیوب ہی تاریخ اور حقیقت بن گئے ہیں کتابیں پڑھنے کا وقت نہیں ہے تو حقیقت جاننے کا کس کے پاس وقت ہے،جو سنا وہی پھیلا دیا۔اب تو قرآن کے غلط ترجمے اور معنی ومطالب کو بغیر سمجھے سچ مانا جارہا ہے۔آج مذہبی رہنماؤں کا اتنا زیادہ اثر ورسوخ ہوگیا ہے کہ لگتا ہے کچھ عرصہ بعد خدا کی بھی ضرورت انہیں باقی نہیں رہے گی سارا نظام خدائی ان مذہبی آقاؤں کے ہاتھوں میں ہوگا،جیسا مشرکوں اور کافروں نے مذہبی نظام کو اپنے قبضہ میں لے رکھا ہے کہ ان کے بغیر خدا کو بھی نہیں پاسکتے اس سے بڑی بے دینی اور کیا ہوسکتی ہے۔

اگر کسی وجہ سے ہمیں اپنے مذہب اور قوم کے متعلق کوئی بات معلوم کرنی ہے تو ہمیں خود تحقیق کرنا چاہئے،اگر دوسروں سے چاہے وہ عام لوگ ہوں کہ عالم پوچھیں گے تو وہ اپنے خیال اور مرضی میں جو آئے وہی بتاتے ہیں اصل حقیقت سے ہم پھر بھی نابلد رہ جاتے ہیں۔بہتر یہ ہے کہ خود معلومات حاصل کرنے کی کوشش کریں،آج کا دور تو وہ دور ہے جہاں ہر بے علم اور جاہل بھی خود کو علامہ سمجھ بیٹھا ہے۔اگر ہمیں کوئی بات اپنی قوم ملت یا مذہب کہ بارے میں نامعلوم ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ دوسرے جو کہیں اُسی کو سچ مان لیں،یہ غلطی مہدویوں میں پیدا ہوگئی ہے،اہل حدیث مذہبی طور پر اتنی گستاخ رسول اور مغرور جماعت ہے کہ وہ اپنے سوا کسی کو

برابر نہیں سمجھتے جبکہ وہ خود دین وایمان سے بھٹکے ہوئے ہیں' اگر ان کے بارے میں جاننا ہے تو ان کے عالموں کی کتابیں پڑھ کے دیکھیں اسی کے ساتھ ان کے مخالفین کی کتابیں بھی پڑھیں معلوم ہو جائے گا کہ یہ کتنے بے دین ہیں' یہی حال دیوبندی تبلیغی اور وہابی و دیگر جماعتوں کا ہے' حق کا تقاضہ یہ ہے کہ جس طریقے پر ہمارے آبا واجد تھے ان کی حق کی بنیاد پر تحقیق کر لی جائے' اور اس کے بعد ان جماعتوں اور فرقوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں اندازہ ہو جائے گا اچھائی اور برائی کا۔ رسول اللہ نبی کریم محمد ﷺ کے بعد اسلام میں اگر کوئی دین حق کی صحیح رہنمائی کرتی ہے تو مہدویہ تعلیمات ہیں' جو خلیفۃ اللہ مامور من اللہ سے ہم تک پہنچی ہیں۔

آج مہدویوں میں خاندانی وارثوں کا ایک ایسا طبقہ ہے جو نہ علم سے واقف ہے نہ اُن میں عمل ہے نہ ان کی صحیح تربیت ہوئی ہے صرف رکھ رکھاؤ اور دکھاوا کر کے لوگوں کو دھوکہ دے رہے ہیں اور خود کو عالم فاضل علامہ بتا رہے ہیں' جو لوگ کھلے عام جھوٹ بول رہے ہیں وہ اللہ سے کیا خود ڈریں گے' ایسے لوگوں سے جلسے تقریر واعظ بیان کرایا جاتا ہے' اور وہ خود کو اتنا مغرور بنا لیتے ہیں کہ جو دل میں اور منہ میں آیا اُسی کو دین بتا دیتے ہیں' اور لوگ مان بھی رہے ہیں' اس لے کہاوت مشہور ہے اندھے میں کانا راجا۔

میرا قلم نہیں تسبیح اُس مبلغ کی جو بندگی کا بھی ہر دم حساب کرے احمد فراز

اللہ تعالی سے رسول اللہ ﷺ نے کچھ دعائیں مانگی اللہ نے بہت ساری قبول کیں لیکن ایک دعا نہیں قبول فرمائی کہ اُمت میں تفرقہ نہ ہو محمدؐ نے دعا کی اللہ نے فرمایا قیامت تک فرقہ واریت اُمت میں رہے گی' یہ اللہ کی مصلحت ہے' وہ اپنے غیب کے معاملات سے کسی کو مطلع نہیں فرماتا۔ اگر آج دیکھیں تو دنیا میں مسلمانوں کی آبادی دوسو ۲۰۰ کروڑ ہے' ان میں کئی فرقے جماعتیں ہیں ہر کوئی خود کو ہی مومن مانتا ہے دوسرے کو کافر' رسول اللہ ﷺ نے اُمت کے تہتر ۷۳ فرقے ہونا بتایا جن میں ۷۲ ناری یعنی جہنم والے ایک ناجی جنت والے۔ اگر آج دیکھیں تو ان تہتر ۷۳ فرقوں کے اندر کئی فرقے ہیں جن کی تعداد کئی سو ہے۔ مثلاً شیعہ ایک فرقہ ہے مگر اس کے اندر شروع سے دس بارہ تفرقے ہیں اب اور ان میں زیادتی ہو گئی ہے۔ اسی طرح دیوبندی ایک کہلاتے ہیں ان میں قاسمی' نانا توئی' تھانوی' رشدی' اور نا جانے کتنے ہیں بہ ظاہر ان میں تضاد نظر نہیں آتا مگر ذاتی طور پر یہ ایک دوسرے کو پسند نہیں کرتے۔ تبلیغی جماعت کا یہ حال کہ ہر علاقے کی تبلیغ اور جماعت کا نظریہ اور طریقہ الگ ہے۔ وہابیوں میں سعودی وہابی الگ دیگر عرب مما لک کے وہابی الگ اب ان میں سلافی ذاکری' پتہ

نہیں کون کون سے پیدا ہوگئے ہیں, بریلیوں میں قادری،نقش بندی،سہروردی، چشتی پتہ نہیں کیا کیا ہیں اہل حدیث میں پتہ نہیں کتنے گروہ ہیں،انہیں میں سے ایک اہل قران ہیں۔اس لئے بہتر ہے کہ اپنے بزرگوں کے اعمال واحوال کو جانچ لیا جائے مگر آج کے رہبروں کو دیکھ کر کوئی فیصلہ نہ کیا جائے۔کہنے کا مطلب یہ ہے کہ بلا تحقیق کسی جماعت فرقہ گروہ ولی پیر فقیر رہبر رہنما عالم مرشد کے بارے میں مکمل معلومات اور اطمینان حاصل کر لینا دین اور مذہب کے لئے ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالی نے قرآن میں اس بات کا حکم دیا کہ قرآن بھی پہلے فہم وادراک سے اچھی طرح پڑھو بعد میں حق اور ناحق کا فیصلہ کرو۔

دنیا میں آج مسلمانوں کی آبادی دوسو کروڑ ہے اقوام متحدہ کے اعداد وشمار کے لحاظ سے،ان میں مسلمانوں کی تقریبًا پچاس ۵۰ فیصد آبادی ہندوستان،پاکستان،بنگلہ دیش،سرلنکا،افغانستان کے ممالک میں بستی ہے۔مہدی موعودؑ کی بعثت جونپور میں ہوئی جواس کا مرکزی مقام ہے اور آپؑ کا جائے مدفن فراہ افغانستان ہے ، آج سے پانچ سو برس سے مہدی موعودؑ کا چرچا ان علاقوں میں تو رہا اس کے علاوہ وسطی ایشایا کے ممالک اور عرب تک پھیل گیا تھا جس میں اُس وقت کا خوارازم کا علاقہ بھی ہے جسے آج کے تاجکستان آزربایجان ترکمنستان ایران سمرقند بخارا تک پھیل گیا تھا،اور مہدویہ اور مخالف مہدویہ عالموں کی کتابوں مخالفتوں اور موافق بیانوں اور غیر مہدویہ کا یہ اعتراف کے آپ میں وہ تمام آثار وشمایل تھے جو حضورﷺ نے فرمائے ہیں،یہ باتیں آج سے سو برس پہلے تک عام اور مشہور اس لئے تھیں کہ مہدویہ بزرگوں نے اپنے اعمال صالحہ اور کردار سے مہدویت کو زندہ رکھا۔لیکن پچھلے سوا سو برس کے عالموں رہبروں مرشدوں اور عوام کے اندر کی آپسی چقلپس مقابلہ آرائی بدعملی اور کردار میں آئے تنزل نے مہدویت کو غیر معروف بنا دیا اور جب دوسری بدعقیدہ جماعتوں نے دیکھا کہ اب مہدویوں میں وہ کردار اور عمل نہیں رہا تو تعلیمات مہدی کو بگاڑ کر توڑ مروڑ کر اپنے نام سے مشہور کر دیا جس کی مثال تبلیغی جماعت ہے۔اور سوا سو برس کے رہبر رہنما اور عالموں نے نہ عملی کوشش کی نہ علمی نہ اصلاح وتبلیغ مہدویہ کی بلکہ خاندانی بڑائی اور تفاخر کے زعم میں اتنا اُلجھ گئے کہ اپنے دایروں جماعت خانوں مسجدوں تک مہدویت کو محدود اور محبوس کر دیا۔اور آج مہدویوں میں نہ تعلیم اسلام کا صحیح علم ہے نہ مہدویت کا،ہر جگہ شخصیت پرستی کا بول بالا ہے،اور اب بے علم اور جاہل قسم کے لوگوں کو آگے کر کے خود کی ستایش اور شخصیت پرستی کا ایسا مظاہرہ کیا جا رہا کہ یہ بے علم لوگ کہہ رہے ہیں کہ بغیر ان کے خدا نہیں ملتا اور سارا قرآن انہیں پر ختم ہے کوئ

بغیر ان کہ کوئی مومن مسلمان قرآن نہیں جان سکتا ہے ایسی جہالت تاریخ کے کسی دور میں دیکھنے کو نہیں ملتی قوم کے فرقوں کے ان بے بنیاد اور غیر حقیقی باتوں کو دیکھ کر لگتا ہے جیسے بچے رنگ برنگی پھگے اور غبارے ہوا میں اڑا کر خوش ہو جاتے ہیں جبکہ وہ غبارے اور پھگے تھوڑی دیر بعد پھٹ جاتے ہیں۔آج مہدویہ معاشرہ ساکت و جامد ہے اور دور دور تک حق کی کوئی تحریک کے آثار دکھائی نہیں دیتے۔اب مہدویت صرف جماعت خانوں مسجدوں تقریر بیان جلسہ جلوس تک محدود ہے اور اس میں بھی صرف قصہ کہانیاں روایات ہیں مہدویت دس فیصد بھی سننے کو نہیں ملتی' یہ باتیں تلخ ضرور ہیں مگر حقیقت یہی ہے' اور قوم و ملت کا باشعور اور سمجھدار طبقہ جانتا ہے مگر گاندھی کے بندروں کی طرح خاموش ہے نا سن برا نہ دیکھ برا نہ بول برا۔

اسلام دوسروں کی اصلاح تعلیم و تربیت سے پہلے خود کی اصلاح اور تربیت کرنے پر زور دیتا ہے 'اسی طرح دوسروں کی صحیح غلطی پر بات کرنے سے پہلے ہمیں خود کے اعمال عقیدہ و مذہب کا علم ہونا ضروری ہے ۔ورنہ اپنی غلطی اور کوتاہیاں نظر نہیں آئیں گی۔اپنے مذہب کا علم حاصل ہونے کے بعد دوسرے فرقوں طریقوں کو جاننے سے اُن کی غلطیوں کے ساتھ ہماری کوتاہیوں کا بھی علم ہوتا ہے۔مہدی موعودؑ سے علما بحث مباحثہ کرنے آئے دوران گفتگو کہا کہ آپؑ کے دایرے کے لوگوں کو نماز ٹھیک طریقے سے ادا کرنی نہیں آتی 'مہدی موعودؑ نے تمام برادران دایرہ سے کہا کہ بھایو یہ علما کیا کہتے ہیں سنو اور اپنی نمازیں ٹھیک سے ادا کیا کرو'اور علماء سے کہا کہ کیا تم لوگ ان کی جیسی نماز پڑھ سکتے ہو؟ (یعنی خدا کے حضور جذب و مستی خشوع و خضوع والی)۔آپؑ نے برادرانے دایرہ کی تصحیح اور تربیت بھی کر دی اور علماء کے غلو کی طرف اشارہ بھی کر دیا' کیونکہ آپؑ خلیفۃ اللہ تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے 29 برس بعد ہی لوگوں میں مسئلہ مہدویت ایک اہم مسئلہ بن گیا'حضرت علیؓ کی اولاد میں محمد بن حنفیہ کو شیعہ کے گروہوں میں مہدی مان لیا گیا'اس طرح آج تک کئی مدعی مہدی پیدا ہوئے'ان کا نہ تاریخ میں نہ علمی طور پر نہ ہی عقیدہ کے طور پر کوئی مثبت مقام یا کردار رہا'سوائے مہدی موعودؑ جونپوری کے جو نویں صدی ہجری میں پیدا ہوئے حضور ﷺ کے پیش گوئی کے مطابق اور آج چودہ سو برس ہو گئے 'نہ صرف ان کی ایک باضابطہ قوم ہے بلکہ ان کی تعلیمات مذہب طور طریق کا چرچہ ہوتا رہا ہے'اور نویں صدی کے معاصر اور بعد کے علمائے حق نے گواہی دی کے ان میں وہ تمام آثار تھے جو رسول اکرم ﷺ نے بیان کئے تھے اور یہ بھی لکھا ہے کہ مہدی جونپوری کی بعثت کے بعد اسلام میں ایک نئی شان اور پہچان

پیدا ہوئی جو حضور نبی کریم کے دور کے اسلام کی یاد تازہ کرتی تھی۔

پہلے وسایل واسباب کی کمی تھی حق اور ناحق میں تمیز کرنا مشکل تھا' دلیل وحجت قایم کرنے کے لے کتابیں نہیں ملتی تھیں محدود وسایل کی کمی سے بے علمی اور کئی باتوں کی اندیکھی ہو جاتی تھی' پچھلی ایک صدی میں کتابیں لایبریریاں اور وسایل خوب جمع ہو گئے ہیں۔ دنیا میں جتنے جھوٹے مدعی مہدی گزرے لگ بھگ تمام نے احادیث کی بنیاد پر ہی دعوی مہدی کیا ہے اور انہیں تمام احادیث کی کتابیں بھی نہیں ملتی تھیں اس لے کصرف ایک یا دو حدیث کا سہارا لیکر دعوی کر دیا' **دنیاے اسلام میں واحد ذات میراں سید محمد مہدی موعودؑ جونپوری کی ہے جنہوں نے قرآن کی بنیاد پر اللہ کے حکم سے دعوی کیا' یہی ایک بات آپ علیہ السلام کے مہدی حق ہونے کے لے کافی ہے۔** اور مہدویہ رہبروں اور عالموں نے اسی کو نظر انداز کیا۔ جب خاندانی وراثت اور متاع دنیا کی طلب غالب آجاتی ہے تو وہاں حق باقی نہیں رہتا ناحق اور نفس کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ عام لوگوں میں جب دینی علم اور تعلیمی فراست کی کمی ہو جاتی ہے تو لامحالہ جاہل قسم کے لوگ عالم کہلائے جاتے ہیں' اور مواعظ حسنہ مفقود ہو جاتے ہیں۔

آج مہدی صرف اُسی کو مانا جارہا ہے جو آئے گا تو تمام کفار و مشرکین سے جنگ کر کے مسلمانوں کی حکومت قایم کر دیگا' اور تمام دنیا کے لوگ مسلمان بن جائیں گے۔ غور کریں جب حضور نبی کریم ﷺ سردار النبیاء کی رسالت نبوت کو ساری دنیا نے نہیں مانا ہے تو مہدی کیسے ساری دنیا کو مسلمان بنا دیں گے؟ یہ تو کھلی توہین نبوت کا نظریہ ہے۔ دنیا میں نبی رسول اصلاح وتبلیغ کے لے آتے ہیں دولت اور حکومت حاصل کر کے اپنی قوم میں بانٹنے کے لے نہیں۔ اگر ایسا ہی ہونا تھا تو اللہ تعالی صرف مسلمانوں امیر دولت مند بنا دیتا کافر و مشرک کو غربا و مساکین' جبکہ آج دنیا میں مسلمانوں نے علم تحقیق اور جستجو کو چھوڑ دیا حق انصاف کو چھوڑ دیا حلال کمائی اور تجارت کو چھوڑ دیا ساری دنیا میں ذلیل اور رسوا ہیں' اس پر سے مہدی پر آس لگا کر بیٹھنا ان کی نا اہلی جہالت کی مثل ہے۔ اللہ نے دنیا کو ہر انسان کے لے مکافات عمل بنا کر بھیجا ہے' کہ اچھاے اعمال اور محنت کرو اور سچے صادق امین اور محنتی بن کر دکھاؤ۔ یہ روش بنی اسرائیل جیسی ضدی قوم کی ہے جنہوں نے موسیٰ سے کہا کہ تم اور تمہارا رب دشمنوں سے جنگ کرو جب کامیاب ہو تو بتا دینا ہم آ کر دنیا میں عیش کریں گے۔

شرک کیا ہے ؟

معنی کے لحاظ سے شرک کی دو قسم ہیں' ایک شرک جلی۔ یعنی خدا کے ساتھ شرک کرنا معنی بت پرستی' مخلوق پرستی۔ دوسرا شرک خفی۔ معنی پوشیدہ شرک خدا کو چھوڑ انسانوں پر' بھرسہ کرنا کہ وہ میرا کام کرانے میں اللہ کے پاس سفارش کریں گے۔ یا اپنی کمال کرامت سے میرا کام انجام دیں گے یا اللہ کے پاس میری نمایندگی کریں گے اور ان سے منتیں مرادیں مانگنا چادر صندل لگانا ان کی خبروں پر ان کے بڑے بڑے مقبرے بنا کر سجانا یا ان کے بغیر ہم اللہ کو نہیں پا سکتے وغیرہ۔ اس کے علاوہ ذات خدا کے سوا ہر شے اور مخلوق پر بھروسہ کرنا۔ اللہ تعالی کی جو مخلوق ہیں ان پر بھروسہ کرنا اللہ کے سوا' یا خدائی کا کمال ان میں دیکھنا' یا خدا کی عظمت ان کے اندر دیکھنے کی کوشش کرنا' یا خدائی میں یا ذات قدرت میں انہیں شامل سمجھنا۔ یا کسی نبی رسول فرشتہ میں خدائی طاقت اور قدرت وعظمت کے کمال شامل سمجھنا' یا کہکشاں سورج چاند ستاروں میں اس کا تصور کرنا' اور اللہ کے متعلق یہ خیال کرنا کہ وہ فلاں کام نہیں کر سکتا بغیر مخلوق کی مدد کے' تقدیر پر بھروسہ نہ ہونا بھی شرک خفی ہے۔ اور شرک کی کیفیت صریح الاثر زہر کی طرح ہے جو فوراً اپنا اثر دکھاتا ہے اور کہیں بھی کسی بھی کیفیت میں داخل اور حاوی ہو جاتا ہے' ایمان کی کیفیت تریاق جیسی ہے جو اثر کرتا ہے مگر آہستہ سے جس میں علاج کے لئے پرہیز بھی کرنا پڑتا ہے۔ کفر و شرک کی مثال یہ ہے کہ جیسے جسم پر ہلکی سے خراش پر بھی اگر گندگی لگ جائے تو جراثیم جسم میں داخل ہو کر سارا اعصابی نظام معطل کر دیتے ہیں اس لئے ٹیٹنس کا ٹیکہ لگایا جاتا ہے جس کی قیمت چند سکے ہوتے ہیں' ایمان کی کیفیت اس ٹیکے کی طرح ہے اگر نہ لیا احتیاط نہیں کی تو جان کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ تخلیق کائنات سے پہلے جو چیز معرض وجود میں نہیں تھی اُسے خدا کے ساتھ شریک کرنا اور ذات احدیت میں شامل کرنا اللہ کی عظمت و ہیبت میں کمی تصور کرنا ہی شرک ہے۔ وَ هُوَ الَّذِی خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّ کَانَ عَرْشُهٗ عَلَی الْمَآءِ لِیَبْلُوَکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ط وَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّکُمْ ۔ (سورہ ھود ۷) اور وہی (خدا) ہے جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں۔ اور (اس سے پہلے) اس کا عرش پانی پر تھا (بعد میں زمین و آسمان پیدا کئے) تاکہ آزمائے تمہیں کہ تم میں سے کون اچھا عمل (شرک و کفر کے بغیر) کے لحاظ سے (کرتا ہے)۔ یہاں اللہ فرما رہا ہے کہ اس کائنات کی تخلیق سے پہلے سوائے ذات خدا کے کچھ بھی نہیں تھا فرمایا اللہ نے

اَلْعُمَاءُ اَیْ لَیْسَ مَعَہٗ شَیْئٌ یعنی عماء سے مراد وہ ہے جس کے ساتھ اور کوئی شے نہ تھی۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات موجود تھی جبکہ اور کوئی چیز نہ تھی۔ حدیث)۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے لوح پیدا کی اور اس میں سب کی تقدیر اور تخلیق کو لکھ دیا۔ معلوم ہوا کہ جب اللہ کے سوا کوئی شے نہیں تھی تو اللہ کے سوا کسی اور کو فوقیت دینا شرک ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ اور آپؐ کے تابع نے اس حمد وثنا کے لئے یوں ترجمہ کیا لا اللہ توں ھے لا الہ ھوں نھیں ۔ یعنی تو ہی تو ہے کوئی شے نہیں حتیٰ کہ میں بھی نہیں۔ اس طرح ہر شے کی فنا ہی ذات احدیت کی بقا ایمان ہے۔ یہی احسان ہے جس کسی نے اس حقیقت کو سمجھ لیا وہ محسن ہے اس کے بعد ایمان اسلام کے درجات ہیں۔ اللہ کا کلام ہی ذات خدا ہے اسے محض کتاب سمجھنا شرک ہے اللہ تعالیٰ کی ذات احدیت کا تصور ایما اور احسان ہے اور اس کے وجود مجسم کا تصور شرک ہے لیس کمثلہ شی خلا بھی ذات خدا ہے اور وجود شرک ہے اپنے اطراف اس کی موجودگی احدیت ہے وھو معکم این ما کنتم تم جہاں کہیں ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔ خودی اور اپنی ذات کا تصور بھی شرک ہے انسان کی فنا ہی اس کی بقا ہے۔ یہی بات رسول مقبول ﷺ نے فرمائی لا تحصی ثناء ک کہ میں تیری حمد وثنا کا حق ادا نہیں کرسکتا۔ جس طرح اللہ کی موجودگی ہر جگہ ہے اسی طرح قلب مومن میں اللہ کا مقام ہے۔ قلب کے معنی محض دل نہیں ہے بلکہ تمام احساسات کیفیات کو جزیات کو قلب کہتے ہیں۔ اس لئے خدا اور بندے کے درمیان جو شے حایل ہو اس کا بت ہے یہی بات مہدی موعودؑ نے فرمائی یہی احسان ہے ۔ دنیا میں پہلے اسلام ایمان اور احسان ہے مگر ذات احدیت کے معنوں میں پہلے احسان بعد میں ایمان پھر اسلام ہے۔ حدیث **احسان میں پہلے اللہ کو دیکھنے** کی بات ہے اگر کسی وجہ سے ناکام ہو جاتا ہے **تو پھر اللہ کے دیکھنے پر مکمل یقین کرنا** ہے۔ جو بات اللہ نے پہلے عمل کرنے کی بتائی اسے سارے عالم کے مسلمانوں نے انکار کر دیا کہ ''تو۔ تو اللہ ہے تو کیسے دکھائی دے سکتا ہے بغیر ہمارے مرنے کے ہم کمر کر آئیں گے دکھائی دینا' کیونکہ تو صرف آسمانوں پر ہے زمین پر ہے نہیں' اسی بات کو اللہ نے فرمایا مَثَلُ الْفَرِیْقَیْنِ کَالْاَعْمٰی وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِیْرِ۔ ھود۲۴۔ ان دونوں فریقوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک آدمی اندھا بہرا دوسرا ہو دیکھنے سننے والا۔ ہم نے ذات احدیت کو جو اول ہے اسے آخر سمجھ رکھا ہے۔ یہی بات حدیث احسان میں کہی ہے کہ ''تو اُسے دیکھ۔ یا اتنا جان کے وہ تجھے دیکھ رہا ہے''۔ خدا کو یا اس کے نور کا مشاہدے میں یا اللہ کو دیکھنے میں یہ حقیقت ہے کہ بندہ جانتا ہے کہ وہ تو دیکھ رہا ہے لیکن یہ احساس بھی ہو جاتا ہے

کہ اللہ بھی اسے دیکھ رہا ہے' مگر اللہ کے دیکھنے میں یہ بات ہے کہ میں نہیں دیکھ پا رہا ہوں مگر اللہ مجھے دیکھ رہا یہ دوسری کیفیت یومنون بالغیب ہے پہلی والی کیفیت یقیمون الصلواۃ ہے جب بندہ پہلے والی کیفیت سے گزرتا ہے تو وہ دوسرے والی کیفیت میں داخل کردیا جاتا ہے یقین اور نماز کے ذریعہ۔ اُسے دیکھنا احسان ہے مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَ'ای (١١) نظر نے جو دیکھا' دل نے اُس میں جھوٹ نہ ملایا اَفَتُمٰرُ وْنَہ' عَلٰی مَا یَرٰی (سورہ نجم ١٢) اب کیا تم اُس چیز پر اُس سے جھگڑتے ہو جسے وہ آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ اور یہی اُس کا دیکھنا ایمان' اسکے بعد وہ جہاں ہوگا اس احساس کے ساتھ زندگی گزارے گا۔ وھو معکم این ما کنتم۔ (حدید) تم جہاں کہیں ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔ حدیث احسان یا حدیث جبرئیل میں رسول اللہ ﷺ اور جبرئیلؑ کے مابین جو گفتگو ہوئی ہے اس کے بعد اس میں قیامت کے آثار کا ذکر ہے وہ اللہ تعالی کی عظمت کا احساس دلانے کے لئے ہے کہ جو پہلے فنا تھا اسے بعد قیامت پھر فنا ہی ہونا ہے۔ اس کا لب لباب یہ ہے کہ اللہ تعالی کا خالق ہونا ہی مخلوق کا ہونا' اور مخلوق ہونا نہیں ہے وہ پہلے بھی معدوم تھے بعد میں بھی معدوم ہیں چند وقفہ کےے انہیں موجود کیا گیا تا کہ اللہ کی عظمت و بزرگی ظاہر ہو۔ یہی لا الـہ الا اللـہ جب اُمت رسول نے نہیں سمجھا تو خلیفۃ اللہ تابع تام رسول اللہؐ کے ذریعہ بتایا کہ **"ما مذہب بصیراں آوردیم" کہ میں دیکھنے والوں کا مذہب لے کر آیا ہوں**' الا اللـہ تو ھے لا الـہ ھون نھیں کے ذریعہ سمجھایا بتایا گیا۔ اس میں اقرار کرایا گیا کہ جو کچھ ہے 'تو ہے میں بھی نہیں ہوں۔ پہلے اس تعلیم کو اسلام اور ایمان میں سمجھایا گیا جب لوگ سمجھے نہیں تو احسان کے ذریعہ سمجھایا گیا فرایض ولایت مقیدہ مخصوصہ میں۔ اعمال صالحہ کی پاکی پابندی تربیت اور تعلیم کے ذریعہ۔ اسی لئے ذات احدیت کے اقرار کرنے والی ارواح کو بعد حشر باقی' انکار کرنے والی ارواح کو فنا کردیا جاتا ہے جہنم میں' دنیا میں ان کے اجسام کو عقبی میں ان کی ارواح کو فنا کردیا جاتا ہے بعد حشر۔

قرآن کی ابتداء ہی یومنون بالغیب سے ہوئی ہے اس کے بعد و یقیمون الصلواۃ یعنی **پہلے اللہ تعالی کو جو غایب ہے اسے حاضر جانئیں' اس کے بعد یقین سے نماز پڑھیں کہ وہ ہمیں دیکھ رہا ہے**۔ سورہ بقرہ مدنی سورۃ ہے جسے لوح محفوظ کی ترتیب میں قرآن میں پہلے رکھا گیا ہے' مگر مکی سورہ الحدید میں بتایا جاچکا تھا کہ "تم جہان کہیں ہو اللہ تمہارے ساتھ ہے"۔ اور سورہ یوسف میں اللہ کے رسولؐ اور ان کے تابع کو "دعوت بصیرت پر بلانے حکم بھی دیا گیا'' جو کہ مکی سورۃ ہے۔ اللہ تعالی کا کلام مطلق ہوتا ہے جو ہر زمانے کے لے ہے ماضی

حال اور مستقبل کے لئے مگر لوگ اسے صرف اپنے زمانے تک محدود سمجھ لیتے ہیں اس کی مثال آگے کی آیت ۴ میں ہے "جو کتاب تم پر نازل کی گئی ہے (قرآن) اور جو کتابیں تم سے پہلے نازل کی گئی تھیں ان سب پر ایمان لاتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں"۔ یہاں قرآن پر ایمان لانا تو ٹھیک ہے جو عرب میں محمد ﷺ پر نازل ہو رہا تھا جو کہ رسول عربی ہیں۔لیکن اگلی یعنی پہلے نازل کردہ کتابوں پر ایمان لانا کیا معنی جو کہ ساقط ہو چکی ہیں اور وہ بنی اسرائیل پر نازل ہوئی تھیں جو کنعان یا عرض فلسطین کی قومیں تھیں۔یہی فرق کو اللہ نے ابتداء میں سمجھا دیا کہ جو کچھ پہلے کے واقعات اس قرآن میں آگئے ہیں ان قوموں کے اُن پر بھی یقین کرنا ہے کہ اُن کے واقعات حق ہیں جو قرآن کے بیان کے مطابق ہوں جبکہ نزول قرآن کے بعد ان کے احکام اور شرائع ساقط ہو گئے اور وہ واقعات بھی علم غیب ہی ہیں جو اللہ بیان فرما رہا ہے۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ علم غیب صرف فرشتوں پر ملا یکہ پر جنت جہنم پر ایمان لانا نہیں ہے بلکہ سب سے پہلے اللہ پر ایمان لانا ہوگا جو غایب ہوتے ہوئے حاضر ہے اس کے بعد پچھلی کتابوں ان قوموں ان کے واقعات کو جو اللہ نے بیان کئے ہیں ان پر بھی یقین کرنا ہوگا اسی کے ساتھ آگے مستقبل میں ہونے والے واقعات جو اللہ نے بیان کئے ہیں ان پر بھی یقین معنی ایمان لانا ہوگا جس میں آثار قیامت اور نزول حضرت عیسیٰ کے علاوہ بعثت حضرت مہدی موعود علیہ السلام خلیفۃ اللہ تابع تام رسول اللہ پر بھی ایمان لانا ہوگا اسی قرآن کے بیان حجت دلایل اور رسول مقبول ﷺ کی نشاند ہیں کی بنیاد پر۔ایسا نہیں کہ اپنی عقیدے جماعت اور خیال اور جھوٹے عالموں کے ماننے یا نا ماننے کی بنیاد پر نہیں۔اس طرح علم غیب ماضی حال اور مستقبل پر محیط ہے۔اب رہی بات مہدی جونپوری کے مہدی موعودؑ خلیفۃ اللہ ہونے یا نہ ہونے کی اس کے لئے انہوں نے جو قرآنی آیات پیش کیں حجت اور دلیل پیش کی اس کو قرآن حدیث کی بنیاد پر جانچ کر ان کی بعثت کا اقرار کرنا ایمان ہے جو علم غیب کا اہم جز ہے۔بعثت کے معنی کسی نبی رسول کا آنا اور بعثت کے معنی "بعد" پیچھے اور آخر بھی ہے۔نزول کے معنی اتارا جانا خصوصاً پیغام کا اتارا جانا یا بھیجا جانا یا فرشتہ یا نبی کا بھیجا جانا ہے۔حضور نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت کے بعد حضرت عیسیٰ کو نازل کیا جائے گا آسمان سے اور مہدی کی بعثت ہوگی ختم نبوت کے بعد۔اس کی ایک اور مثال ہے کہ مکہ مکرمہ میں کل 86 سورہ نازل ہوئیں مدینہ میں 28۔مکہ کی ۸۶ سورہ میں ابتدائے نبوت میں بالاتفاق سورہ اقرا بسم پہلی سورہ ہے اور اس کے بعد متواتر نزول میں سورہ کافروں ۱۸۔سورہ فلق ۲۰۔سورہ الناس ۲۱۔اور سورہ اخلاص ۲۲ ہے۔اس میں کفر ہر شے سے پناہ مانگنے اور

وسواس شیطان اور دوسری نامعلوم اور غیر مرئی اندیکھی برایوں طاقتوں سے اللہ سے پناہ مانگنے کے بعد اللہ کو ایک واحد ماننے کی تعلیم دی گئی ۔ جب مکہ میں ان باتوں کو نہیں سمجھا گیا ضد ہٹ دھرمی کے ساتھ کفر الحاد اور شرک میں مبتلا رہے تو آخر دور نبوت میں اس کی ترتیب اُلٹ دی اور سورہ کافروں کو ۱۰۹ سورہ تھی اخلاص ۱۱۲ فلق ۱۱۳ اور الناس ۱۱۴۔ آخر میں رکھا گیا تا کہ بعد میں آنے والی اُمت تمام قرآن کے مطالع اور علم کے بعد اچھی طرح سمجھ کر ان سے اللہ پناہ مانگے ۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ ایک لاکھ چوبیں ہزار انبیا کو بھیجے جانے کی روایات ہیں' سب سے آخر میں خاتم الانبیا محمد ﷺ ہیں مگر انہیں رحمت العلمین سردار الانبیا کیوں کہا گیا ؟ اسی میں اللہ کی مصلحت پوشیدہ ہے ۔ بالکل اسی طرح ختم نبوت کے بعد ایک خلیفۃ اللہ کا بھیجے جانے کا وعدہ محمد ﷺ سے تو کروایا مگر ! قرآن میں بھی بتادیا' عـلـم الـقـرآن خلق الانسان علمه البيان سورہ رحمٰن ثلة الاولين و قليل من الاخرين سورہ واقعہ امام من ذريتي سورہ بقرہ ۔ من اتبعني سورہ یوسف وسورہ انفال ثم اورثنا الكتاب سورہ فاطر ۔ میں آیات میں بتایا گیا ۔ ختم نبوت اور حضور محمد ﷺ کے نوسو برس تک ہزاروں علما فقہا اولیا اتقیا آئے ان کے علاوہ کچھ جھوٹے مدعی مہدی بھی گزرے ان برسوں میں کسی نے بھی ان آیات کو پورے وثوق حجت دلیل کے ساتھ نہ بتایا نہ پیش کیا بلکہ اس کے غلط ترجمے اور بیان اور تفسیریں کرتے رہے اور آج بھی کرر ہے ہیں ۔ سوائے میراں سید محمد مہدی موعودؑ جونپوری کے ۔ یہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ انہوں نے اللہ کے حکم سے یہ آیات دلایل وثبوت کے ساتھ پیش کیں اور فرمایا کہ مجھے اللہ کا حکم ہورہا ہے ۔

اللہ تعالی نے اسلام اور ایمان کا معاملہ بندوں کے سپرد کردیا قرآن وشریعت رسول کے ذریعہ صرف احسان کا معاملہ اپنے پاس رکھا ثـم ان عـلـينا بيانه ۔ نوصدیوں تک بندوں کو اسلام اور ایمان کے ذریعہ احسان کی کوشش کرنے کا موقع دیا اسی کے ساتھ یہ آزادی بھی دی کہ چاہو تو مسلمان مومن بنو یا کافر مشرک یہ تمہاری اپنی مرضی ہے' مگر میں ان سب کا بروز حشر حساب لونگا کیونکہ میں اللہ خالق ہوں تمام مخلوق کا' یہ میرا حق ہے کہ اپنی تخلق' مخلوق انسان کا محاسبہ کروں' انہیں انعام دوں یا عذاب' ان کے اچھے برے اعمال پر ۔ مگر میری رضا خوشنودی مومنوں کے لئے ہے اور میری قربت محسنوں کے لئے ہے جو دنیا میں بھی بصیرت کی کوشش کرتے رہے اور عقبی میں بصارت کے ساتھ رہیں گے ۔ ان نوصدیوں میں کسی نے اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لئے اسے دیکھنے اس کے جلوں کا مشاہدہ کرنے اس کی عظمت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر یقین کرنے کی کوشش نہیں کی تو 'اللہ

نے مہدی خلیفۃ اللہ کے ذریعہ اس کی تعلیم اور تربیت کا انتظام کیا" "ما مذہب بصیراں آور دیم"۔ اس پر بھی وہی لوگ چلے جنہیں اللہ نے پہلے قبول کرلیا تھا قلیل من الاخرین میں سے۔

معراج مقدس کے بعد اسلام میں دیدار کے مسلہ پر گفتگو اور بحث اقرار وانکار میں جب تب ہوتی رہی ہے۔ مگر قطعی دلیل وحجت کے ساتھ بات نویں صدی ہجری میں میراں مہدی موعودؑ خلیفۃ اللہ نے بتائی اللہ کے حکم سے اور قرآن سے ثابت بھی کیا۔ جبکہ اس سے پہلے قرآن سے کسی نے یہ ثابت نہیں کیا تھا۔

اب اس دیدار کا ایک دوسرا پہلو دیکھیں۔ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ ابو سعید خدریؓ انسؓ قتادہؓ سے روایات ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ "جس کسی نے خواب میں مجھے دیکھا' اُس نے گویا مجھے جاگتے میں (بہوش حواس میں) دیکھا' کیونکہ شیطان میری شباہت اختیار نہیں کرسکتا۔ یہ ابو ہریرہؓ کی حدیث بخاری جلد ۹ کتاب ۸۷ حدیث ۱۲۳ ہے۔

کیا کبھی غور کیا ہے کہ مسلمانوں کا ہر طبقہ فرقہ جماعت حضور ﷺ کے خواب میں تشریف لانے کے دعوے کرتی ہے' اور اسے اس شخص کا مبارک ہونا مانا جاتا ہے۔ احادیث میں حضور ﷺ کے سراپا تشبہ وتشخص کی کئی روایات ہیں۔ جب کہ کیا کوئی حضور ﷺ کے تصور تشخص شاہیہ کا کوئی قطعی دعوی کرسکتا ہے' کہ حضور ﷺ ایسے ہی ہونگے' کیوں کہ انسان کی شخصیت لڑکپن جوانی بڑھاپے میں تبدیل ہوجاتی ہے۔ اگر کسی نے آپ کو بہ حالت خواب دیکھا تو عمر کے کس مقام پر دیکھا؟ یہ ضروری ہے کیونکہ شیطان آپ ؐ کی شباہت اختیار نہیں کرسکتا۔ ان سب کے باوجود سوائے نبی کریم ﷺ کے مسلمانوں کی کوئی جماعت اپنے کسی عالم صوفی ولی کے خواب میں آنے کسی مشکل کے حل کرنے پر اتنی پر یقین اور پر اعتماد نظر نہیں آتی اور نہ ہی خوشی اور مسرت کا اظہار کرتی ہے اور کوئی بھی ان کے خواب میں آنے کی بات نہیں بتاتا' سوائے محمد ﷺ کے۔ اسلام میں اللہ تعالی کے بعد صرف رسول اللہ ﷺ کی توقیر اور تقدس اہم ہے۔ اس طرح جب حضور نبی کریم ﷺ کا خواب میں آنے کسی شخص کی انتہائی تکمیل ایمان یا انتہائے احترام مان جاتا ہے تو کیا اللہ کے نور کے ایک ذرہ برابر دیدار ہونا' اللہ کا دیدار ہونا نہیں ہے۔ یہی بات مہدی موعودؑ نے فرمائی کہ "تنکہ کے برابر دیدار ہونا بھی دیدار ہے"۔ اور کہا کہ ہر شخص خدا کو دیکھتا ہے مگر پہچانتا نہیں۔ اس پہچاننے کو دین میں حجاب کہتے ہیں' شرک وکفر تو بالکل اندھیرا ہے مگر اسلام اور ایمان کے مدعی لوگوں میں بھی بدعات رسوم گناہ تقوی وتوکل کا نہ ہونا بھی حجاب ہیں۔ اسی لئے مہدی

موعودؑ خلیفۃ اللہ کے ذریعہ تعلیم اور تربیت دی گئی ہے کہ بندہ اللہ کو دنیا میں سر کی آنکھوں سے یا بہ حالت خواب یا قلب دیدار کر سکے۔

جیسے کہا دنیا میں مسلمانوں کے طبقہ فرقہ قوم فرقہ کے رہنما رہبر عالم کے خواب میں آنے کی بات نہیں کہتے اگر کہیں ایسا ہوا بھی ہے تو کروڑوں میں ایک کوئی ہوگا۔ خصوصًا کسی نبی رسول پیغمبر کے خوابوں میں آنے کے واقعات تو بالکل نہیں معلوم' صرف رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ" مجھے خواب میں دیکھنا بیداری میں دیکھنا ہے"۔ اس سے ایک بات معلوم ہوتی ہے کہ انبیاء مرسلین احادیث کے مطابق اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں ان کے اجسام کو مٹی نہیں کھاتی 'اور حضور ﷺ نے معراج کے دن کچھ انبیاء کو اپنی قبروں میں نماز پڑھتے دیکھا ۔ نماز کی فرضیت زندہ انسانوں کے لئے ہے۔ مردوں کے لے نماز ذکر کوئی نہیں' اور انبیا: کا اپنی قبروں میں نماز پڑھنا بتا رہا کہ ان کے زندہ ہونے کی بات۔ حضرت میراں سید محمد جونپوری مہدی موعودؑ خلیفۃ اللہ تھے' آپ نے اپنے دعوی مہدی کے ثبوت میں فرمایا کہ **"میرے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد جب قبر میں اتارا جاے تو دیکھوں کہ اگر موجود رہا تو بندہ مہدی نہیں تھا' تم اس ہاتھ سے دیتے ہو اللہ اُس ہاتھ سے لے لیتا ہے"**۔ یعنی جب تک حیات رہے اپنے مہدی موعود آخر الزماں تابع تام رسول اللہ ہونے کا ثبوت دیتے رہے اور دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی اپنے دعوے کا ثبوت فراہم کیا"۔ اور معلوم ہے آپ علیہ السلام خلیفۃ اللہ تھے۔ ایسی بات تاریخ اسلام میں آج تک کسی نے نہیں کہی ایسا دعوی کے" اگر مجھے قبر میں موجود پاؤ تو بندہ مہدی نہیں تھا"۔ اس طرح دوسرے خلیفہ اللہ کی طرح مہدی کا حیات بعد الموت رہنا ثبوت مہدی ہے کہ آپؑ خاتم خلافۃ اللہ تھے اور خلافت آدم علیہ السلام کی آخری کڑی۔

بندوں میں نبی رسول اور پیغمبر اس لئے ہوتے ہیں کہ اُن کا رابطہ براہ راست اللہ سے یا فرشتہ سے یا وحی کے ذریعہ ہوتا ہے جو بندوں کی اصلاح و تبلیغ پر معمور ہوتے ہیں۔ رسول نبی کریم ﷺ نے خواب کو نبوت کا چھیالیس واں 46 حصہ بتایا ہے۔ معنی اللہ سے بندہ کا رابطہ ہوسکتا ہے بشرطیکہ وہ اُن احوال و اعمال کے متحمل ہوں جو نبی سے صادر ہوتے ہیں۔ اب یہاں نبوت اور نبوت کے چھیالیس حصہ ہونے کی حقیقت یہ ہوسکتی ہے کہ نبوت کے احوال حضور ﷺ سے چالیس 40 ویں برس میں ظاہر ہوئے اس لحاظ سے عام اُمتی مقام نبوت کے اہل تو ہوتے نہیں البتہ ان کیفیات کے متحمل ہونے کے نچلے درجات 6 گھٹے ہیں۔ تا کہ نبی اور بندہ یا اُمت کا

فرق واضح رہے۔اس طرح دنیا کے تمام مذاہب اور طریقے دنیا کے بارے میں بہت کچھ بتاتے ہیں لیکن واحد مذہب اسلام ہے جو حیات بعد الموت کے واقعات بھی بتاتے ہوئے کہتا ہے کہ انسان مٹی سے بنا ہے مٹی میں مل جائے گا لیکن روح جو اللہ نے اس میں داخل کی تھی وہ حشر تک محاسبہ کے لئے باقی رہے گی اور ان میں بھی مومن اور محسن ہمیشہ باقی رہیں گے' کافر مشرک ملحد کی ارواح بھی مٹادی جائیں گی جہنم میں۔

اسلام ہی حقیقی مذہب کیسے؟

اس بات پر کیسے یقین کیا جائے کہ اسلام ہی حقیقی مذہب اور قرآن اللہ ہی کی کتاب یا حکم نامہ ہے؟اس کا صاف اور سیدھا جواب ہے کہ یہ محمد ﷺ پر نازل ہوا جو اُمی تھے یعنی پڑھے لکھے نہیں تھے۔اور کسی مذہب یا اہل کتاب سے نہیں تھے'ہاں مگر دین حنیف کے کچھ اعمال آپ کے خاندان کا حصہ تھے ضرور۔ایک نبی اُمی کے ذریعہ یہ حکم نامہ کی کتاب نازل ہوئی یہی ثبوت اور دلیل اور حجت ہے اس قرآن کے اللہ کی طرف سے نازل کتاب ہونے میں'جو تمام جہانوں کا خالق ہے۔اگر یہ کتاب کسی عالم فاضل اور پڑھے لکھے شخص پر نازل کی جاتی تو اس بات کا احتمال تھا کہ لوگ اسے اس شخص کی علمی کاوش سمجھتے۔دور نبوت محمدؐ میں عرب میں کافی یہودی و عیسائی تھے جو اہل کتاب تھے'ان کے علاوہ کوئی دوسری قوم عرب میں اہل کتاب نہیں تھی'ان کے سوا کافر مشرک و ملحد کے۔علاقہ عرب سے باہر ایران میں اہل فارس تھے جو مذہب کے لحاظ سے پارسی تھی اور ان کی کتاب زند اویستہ کو نہ ہی مذہبی کتاب کا درجہ حاصل تھا اور نہ ہی دیو مالائی کتاب کا' کیونکہ وہ اپنی مذہبی کتاب کو دوسری قوموں میں متعارف کرانا ہی نہیں چاہتے تھے'اس کے لئے کسی کو پیدائشی پارسی ہونا ضروری تھا'ان کے علاوہ برصغیر ہند میں ہندو مذہب تھا جس کی کتابیں مذہبی نہیں دیو مالائی Mythology پر مبنی تھیں۔اسی طرح جین دھرم بھی اور بودھ دھرم سبھی دیو مالائی قصہ کہانیوں پر مبنی تھے وے احکام کی کتابیں نہیں تھیں اور ان قوموں کو اس بات کا دعویٰ بھی نہیں تھا کہ ان کے کسی خالق و معبود نے ان کے اصلاح کے لئے یہ کتابیں دی ہیں۔مہابھارت رشی ویاس نے لکھی تھی'جسے بھگوت گیتا کہا جاتا ہے اور بھی صرف ارجن اور کرشنا کے درمیان مکالمہ کے طور پر۔اور رامائن سادھو والمیکی نے لکھی جو راجہ رام کا قصہ یا کہانی تھی۔اسی طرح جین کا آگما سورتا مہاویر کی تربیت اور طریقے کی کتاب ہے۔اور خود یہ قومیں نہیں مانتی کے ان کے یہ مذہب ہیں بلکہ زندگی کا طریقہ مانا جاتا ہے ہندو'بودھ اور جینیو ں

کو۔اور قرآن کو دنیا کی ہر قوم مذہبی کتاب اور حکم نامہ مانتی ہے۔حالانکہ توریت زبوت انجیل آسمانی نزول کی کتابیں ہیں جس کا اقرار اسلام میں ضروری قرار دیا گیا ہے مگران پر عمل کرنے سے منع بھی کیا گیا کیونکہ اس میں بنی اسرایل نے اپنی طرف سے کمی زیادتی کر کے جھوٹی اور من گھڑت باتیں داخل کردیں،جیسے مسلمانوں میں آج کچھ جماعتیں فرقے ان کے عالم کرر ہے ہیں قرآن کے ترجمے غلط کر کے من مانی تفسیریں لکھ کے۔اسی طرح بنی اسرائیل نے ان کتابوں کو یا خدا آسمانی احکام کو مکدر اور غیر بھروسہ مند اور شکوک وشبہات میں شامل کردیا۔اس لحاظ سے قرآن مجید ہی کسی شک وشبہ وہم وگمان اور انسانی دخل اندازی سے پاک ہے۔قرآن مجید کا کسی انسانی دخل اندازی سے پاک ہونا نبوت کے ابتدا ہی سے ایک مسلمہ حقیقت رہا ہے۔اوراس بات کی تایید اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ وہ عرب جن کو اپنی زبان دانی پر ناز تھا جو دوسری قوموں کو عجمی یعنی گونگے کہتے تھے انہوں نے اعتراض کیا تھا کہ ایک رییس مالدار صاحب اقتدار اور پڑھے لکھے شخص پر اللہ نے یہ کتاب کیوں نہیں نازل کی 'ایک امی شخص پر کیوں نازل کی؟ یعنی اہل عرب قرآن کے کلام وبیان پر ہکا بکارہ گۓ تھے اتنا نفیس پاکیزہ اور پر مغز کلام انہوں نے اس سے پہلے نہیں سنا یا پڑھا تھا وہ جان گۓ محمد ﷺ پر واقعی اللہ تعالی نے یہ کتاب نازل کی ہے۔اُن کو اکار محمدؐ سے تھا قرآن سے نہیں'اسی طری یہودیوں عیسایوں کو مخالفت محمدؐ سے تھی قرآن سے نہیں' کیونکہ وہ بھی جان گۓ تھے کہ یہ وہی کلام اور انداز بیان ہے جوان کی کتابوں میں کہیں کہیں باقی رہ گیا ہے'اور اللہ تعالی نے اس بات کا پورا انتظام کیا ہوا تھا کہ اہل کتاب اس کا انکار نہ کرسکیں' کہ یہ اللہ کا کلام نہیں ہے۔انسانی فطرت کے انکار واقرار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوۓ اللہ تعالی نبوت کے پہلے دور مکہ کے تیرہ برسوں میں ۸۴ سورتیں نازل فرائیں 'جہاں کفار مشرکین ملحدین کے علاوہ یہودی اور عیسائی بھی رہتے تھے جو اہل کتاب تھے'اور ہجرت مدینہ کے بعد کے دس برسوں میں مدینہ منورہ میں ۲۸ سورتیں نازل کیں جہاں یہود ونصاری کی بڑی آبادیاں اور قبیلے تھے جن میں بہت سارے ان کے عالم تھے۔اس طرح وہ نہیں کہہ سکے کے محمد ﷺ نے یہ کتاب لکھی ہے' کیونکہ وہ نزول وحی اور محمدؐ کے اُمی ہونے کے شاہد اور عینی گواہ بھی بن گۓ۔یہی حقایق اسلام کو حقیقی مذہب اور قرآن کو اللہ کے نازل کردہ کتاب حکم نامہ اور شریعت ماننے پر مجبور کرتی ہیں انہیں۔ان قوموں نے محمدؐ کا انکار تو کردیا مگر قرآن کو جھٹلا نہ سکے۔یہی کچھ بات حضرت میراں سید محمد جونپوری کو مہدی موعودؑ خلیفۃ اللہ ماننے اور قبول کرنے میں اہل قرآن کو ہے'منکرین مہدی آپ کو ایک عالم بے بدل اور صوفی وولی تو مانتے ہیں لیکن ان کو مہدی ماننے

میں انہیں انکار ہے۔اور یہی وہ خلا ہے جہاں پچھلے سو برس کے مہدویہ عالموں اور رہبروں نے تعلیمات مہدی اور ثبوت مہدی کی وضاحت articulate کرنے میں کاہلی سستی اور غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کیا‘ جس کی وجہ سے مہدویت کو مشکوک اور مخدوش کر دیا۔پچھلے سو برس ہی وہ زمانہ ہے جب برصغیر اور مملکت اسلامیہ کا وہ دور ہے جب اچانک تعلیم تدریس اشاعت و بلاغت کا دور اچانک شروع ہوا تھا‘ جب دیوبندیوں اور تبلیغیوں نے دیکھا کہ مہدوی عالم رہبر غفلت کی نیند میں ہے اور آپسی خاندانی مخالفت زوروں پر ہے تو انہوں نے تعلیمات مہدی کو بگاڑ کر کی زیادتی کر کے اپنے نام سے تبلیغی جماعت کے طریقے کے طور پر مشہور کر دیا۔دیوبندیوں نے تعلیمات مہدی کی نقل کر کے تبلیغی جماعت بنالی اور آج مہدوی دیوبندیوں اور تبلیغیوں کی نقل کو دین و مذہب سمجھ رہے ہیں‘ اس طرح کوئی مفتی شفیع الرحمٰن کی تفسیر کو دین بتا رہے ہیں تو کوئی شاہ بلیغ الدین کی تعریف و توصیف میں رطب اللساں ہیں اور دماغی طور پر قلاش ہو کر قوم میں بے دینی کو بڑھاوا دیا جا رہا ہے۔

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا   ورنہ گلشن میں علاج تنگیٔ داماں بھی ہے   اقبالؔ

فرایض اسلام اور فرایض ولایت

اسلام کے پانچ فرایض ہیں یہ بات ہر مسلمان جانتا ہے۔لیکن بطور فرایض صریح اور واضح حکم قرآن میں نماز۔روزہ۔زکواۃ۔حج کا آیا ہے۔کلمہ شہادت کے متعلق قرآن مجید میں صرف لَآ اِلٰـهَ اِلَّاالـلّٰـهُ سورہ صفت آیت ۳۵ اور سورہ محمدؐ ۴۷ آیت ۱۹ میں ہے۔اور محمد الرسول الله سورہ فتح ۴۸ آیت ۲۹ میں ہے۔اور اگر نزول قرآن کے اعتبار سے دیکھیں تو صفات ۵۶ سورہ محمد ۹۵ اور سورہ فتح ۱۱۱ سورہ ہیں۔یعنی سورہ صفت نزول ۵۶ مکی سورہ ہے اور سورہ محمد نزول ۹۵ مدنی سورہ اور سورہ فتح ۱۱۱ المدنی ہے‘ کہ جس میں محمد الرسول الله آیت ۲۹ میں ہے۔بتانا مقصود یہ ہے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سورہ صفت آیت ۳۵ میں ہے جو نزول کے لحاظ سے مکی سورہ اور سورہ محمد نزول ۹۵ مدنی اور فتح نزول ۱۱۱ المدنی سورہ ہے۔یعنی ایک جگہ پر لَآ اِلٰـهَ اِلَّاالـلّٰـهُ محمد الرسول الله قرآن میں نہیں ہے۔مگر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی فضیلت کے لحاظ سے احادیث میں بہت روایات ہیں ۔اسی طرح کلمہ شہادت لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ محمد الرسول الله دونوں کلمات کو احادیث میں ہی بیان کیا گیا ہے لَآ اِلٰـهَ اِلَّاالـلّٰـهُ محمد الرسول الله جو کہے تو آگ اسے ہرگز نہ کھائے گی۔اس طرح کی بہت روایت ہیں

حدیث میں دونوں کلمات کو ملا کر شہادت بیان ہوئی ہیں۔مگر قرآن میں یہ دونوں کلمات الگ الگ بیان ہیں ایک جگہ بیان نہیں۔اب ذرا غور کریں مہدی موعودؑ نے ذکر دوام میں صرف لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ذکر کو نوبت میں تلقین کی ہے۔اب پھر اسلام کے پانچ فرایض کی طرف لوٹتے ہیں۔کلمہ شہادت کا جس طرح ایک جگہ اکھٹا بیان نہیں ہے۔مگر نماز کا حکم ۵ سورتوں میں آیا ہے سورہ ھود آیت ۱۱۴۔سورہ النساء آیت ۱۰۳۔سورہ عنکبوت آیت ۴۵۔سورہ بقرہ آیت ۲۔۳۔جبکہ پنج وقتہ نماز کا حکم مکہ مکرمہ میں معراج کے دن ہوگیا۔سوائے نماز کے چار فرایض کا بیان مدینہ میں ہوا ہے۔زکواۃ کا واضح بیان ۲۷ جگہ ہے۔رمضان کے روزہ کا بیان سورہ بقرہ ۱۸۱ اور عمران ۱۸۴۔اور حج کا بیان بھی مدینہ منورہ میں سورہ مایدہ۔عمران۔فتح۔توبہ۔حج۔سورتوں میں آیا ہے۔حالانکہ حضور ﷺ نے ہجرت سے پہلے دو حج کئے تھے ہجرت کے بعد ایک حج کیا (ترمذی حدیث ۸۱۵)۔کل ملا کر بات یہ ہے کہ صرف نماز کا حکم مکہ میں باقی چار فرایض کا حکم مدینہ میں ہوا اس سے پہلے حضور ﷺ کی اطاعت کرنا اللہ کی اطاعت کرنا قرآن مجید میں سورہ النساء آیت ۸۰ میں ہے جو کہ نزول کے اعتبار سے مدنی ۹۲ سورہ ہے۔کچھ ایسی ہی حقیقت تعلیمات مہدی کی ہے کہ چھ ۶ فرایض ولایت خطہ ہند کے تیرہ ۱۳ برسوں میں آپؑ نے بیان کئے تعلیم اور تربیت دے دی۔صرف ایک ''طلب دیدار'' فرض دعوی مکہ کے بعد دیا ہے۔

مگر پانچ فرایض اسلام کے متعلق واضح بیان حدیث جبریئل میں آیا ہے۔پہلے ذرا اس حدیث کے متعلق جان لیں۔قاضی عیاض نے فرمایا کہ شریعت کے سارے علوم اسی حدیث کی طرف لوٹتے ہیں، اور اسی سمندر سے نکلنے والی نہریں ہیں۔امام قرطبی نے فرمایا کہ جس طرح سورہ فاتحہ کو اُم الکتاب کہا جاتا ہے اسی طرح اس حدیث کو حدیث السّنۃ کہا جاتا ہے۔حضرت عمرؓ نے فرمایا: بَینَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُول الله ذَاتَ یَوْم اِذْ طَلَعَ عَلَیْنَا رَجَلٌ شَدِیْدُ بَیَاض الثِّیَابِ شَدِیْدُ سَوَا دِ الشَّعَر لَا یَری عَلَیْهِ اَثَرُ السَّفْرِ وَلاَ یَعْرِفُهُ مِنَّا اَحَدُ حَتّٰی جَلَسَ اِلَی النَّبِیّ فَاَسْنَدَ رَكْبَتَیْهِ اِلَی رَكْبَتَیْهِ وَ وَضَعَ كَفَّیْهِ عَلَی فَخِذَیْهِ وَسَالَ یَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِی عَنِ الاِسْلَامِ فَقَا لَ رلسُوْ اللّٰهِ اْلِا سْلاَمْ اَنْ تَشْهَدُ اَنْ لا اِلٰهَ اِلا اللّٰهُ وَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ وَ تُقِیمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِیَ الزَّكَاةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ وَتَحجَّ الْبَیْتَ انِ اسْتَطَعْتَ اِلَیْهِ سَبِیْلا قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَعَجِبْنَا لَه' یَسْاءَ لَهُ وَ یُصَدِّقُهُ قَالَ فَاَخْبِرْنِی عَنْ الاِیْمَانِ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلاَ یِئكَتِهِ وَ كُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْیُوْمِ الآ خِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَیْرِهِ وَشَرِّهِ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَاَخْبِرْنِی عَنِ

الاِحْسَانِ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ کَاَنَکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ قَالَ فَاَخْبِرْنِی عَنْ السَّاعَۃِ قَالَ مَاالْمَسْئُوْلُ عَنْھَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ قَالَ فَاَخْبِرْنِی عَنْ اَمَارَتِھَا اَنْ تَلِدَ الاَمَۃُ رَبَّتَھَا وَاَنْ تَرَی الْحُفَاۃَ الْعُرَاۃَ الْعَالَۃَ رِعَاءَ الشَّاءِ یَتَطَاوَلُوْنَ فِی الْبُنْیَانِ قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِیًا ثُمَّ قَالَ لِی یَعُمَرُ اَتَدْرِی مَنِ السَّائِلُ قُلْتُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّہٗ جِبْرِیْلُ اَتَاکُمْ یَعَلِّمُکُمْ دِیْنَکُمْ کسی روز ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوے تھے کہ اچانک انتہائی سفید کپڑوں میں ملبوس‘ نہایت سیاہ بالوں والا ایک شخص ہمارے پاس آیا‘ جس پر نہ سفر کا اثر تھا اور نہ ہی ہم میں سے کوئی اسے جانتا تھا‘ اس شخص نے اللہ کے رسول ﷺ کی جانب بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ کے گھٹنوں سے اپنے گھٹنوں کو ملا دیا‘ اور اپنے دونوں ہاتھوں کو رسول اللہ ﷺ کے دونوں زانوں پر رکھا‘ اور کہا اے محمد ﷺ! آپ مجھے اسلام کے بارے میں بتائے‘ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ کی گواہی دینا‘ نماز قایم کرنا‘ زکواۃ ادا کرنا ‘رمضان کے روزے رکھنا‘ طاقت ہوتو اللہ تعالی کے گھر کا حج کرنا اسلام ہے۔ اس پر اس شخص نے کہا آپ نے سچ فرمایا‘ عمرؓ نے فرمایا کہ ہم (صحابہؓ) کو تعجب ہوا کہ وہ شخص سوال کرر ہاہے اور جواب سن کر جواب کو صحیح بھی قرار دے رہا ہے‘ اس شخص نے پوچھا کہا آپؐ مجھے ایمان کے بارے میں بتائے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ پر اس کے فرشتوں پر‘ اس کی کتابوں پر‘ اس کے رسولوں پر‘ آخرت کے دن پر‘ اور اچھی بری تقدیر پر کامل یقین رکھنا ایمان ہے۔ تو شخص نے اس جواب کو بھی صحیح قرار دے کر کہا کہ آپؐ مجھے احسان کے بارے میں بتائے‘ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ اللہ کی عبادت اس کیفیت کے ساتھ کریں کہ آپ اللہ کو دیکھ رہے ہیں کہ آپ اللہ کو دیکھ رہے ہوں اگر نہیں تو اتنا جان لیں کہ اللہ ضرور دیکھ رہا ہے۔ اس شخص نے پوچھا کہ آپؐ مجھے قیامت کے بارے میں بتایے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (آپ) (قیامت کے متعلق پوچھنے والے) سے زیادہ (قیامت کے متعلق جس سیم پوچھا جارہا ہے (مجھے بھی) اس کا علم نہیں ہے۔ اس شخص نے کہا کہ آپؐ مجھے اس کی نشانیوں کے بارے میں بتایے‘ تو رسول اللہؐ نے فرمایا کہ لونڈی اپنی مالکہ کو جنم دے گی‘ ننگے سر‘ ننگے بدن بکریاں چروانے والے غریب لوگ تعمیرات میں مقابلہ کریں گے‘ عمرؓ نے فرمایا کہ وہ شخص چلا گیا‘ رسول اللہ ﷺ نے کچھ دیر بعد مجھ سے پوچھا کہ اے عمر! سوال کرنے ولے شخص کو کیا آپ جانتے ہو؟ تو میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں‘ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ جبریلؑ تھے جو آپ (اصحاب) کو آپ کا دین سیکھارہے تھے۔

حضرت جبرائیلؑ اور حضور نبی کریم ﷺ کے مابین اس گفتگو اور صحابہؓ مقتدر کی موجودگی میں ہونا اور اس میں کلمہ نماز روزہ زکواۃ اور حج کے بعد احسان کا ذکر بتاتا ہے کہ فرایض اسلام پر مکمل عمل کے بعد احسان کا مقام ہے۔اس کے علاوہ اس حدیث میں باقاعدہ فرایض اسلام کے ساتھ احسان کو بیان کرنا احسان کی فضیلت اور فرضیت کو مخصوص بناتا ہے۔حضور نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ میں فرایض اسلام پر تو مکمل وضاحت سے تعلیم دے دی گئی، مگر !احسان کا آخر اور میں اور آخری دور میں بیان کرنا یہ بھی بتاتا ہے کہ اس کا بیان ہونا باقی تھا، جسے اللہ تعالی نے حضو ﷺ کو مکہ مکرمہ میں ہی آگاہ کردیا تھا ثم ان علینا بیان (قیامہ) ''کہ ہم اس قرآن کا بیان کریں گے'، اور اس کے لۓ ایک ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ , (فاطر ۳۲) پھر ہم نے اس کتاب کا وارث بنادیا اُن لوگوں کو جنہیں ہم نے (اُس وراثت کے لۓ) اپنے بندوں میں سے چن لیا ان میں سے کوئی اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے۔اس اللہ کی کتاب کی وراثت کی شرط یہ ہے کہ وہ اللہ کے چنے ہوۓ بندے ہونگے جو اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والے ہونگے۔ایسے لوگو اسلام میں صرف مہدی موعودؑ کے صحابہ گزرے ہیں یہ تاریخ گواہ ہے۔جن کے تعلق سے حضو ﷺ نے حضرت ابو ذر غفاریؓ کو بتایا تھا

اس حدیث کو حدیث جبریل اور حدیث احسان دونوں کہا جاتا ہے۔اور یہ حدیث حضو ﷺ کے بالکل حیات کے آخری ایام میں بیان ہوئی ہے اور اس کی خصوصیت یہ ہے کہ جبریلؑ بذات خود حضو ﷺ کے صحابہؓ کے سامنے آۓ انسانی شکل میں اور اس حدیث کے راوی حضرت عمرؓ ہیں جن کے بارے میں حضو ﷺ فرما چکے ہیں کہ میرے بعد نبوت ختم ہے اگر کوئی نبی ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتے۔ایسی ہستی کا یہ حدیث روایت کرنا اسے مخصوص بناتا ہے اور یہ حدیث فریض اسلام کے پانچ ہونے کی قطعی حجت ہے۔مگر !مگر یہاں ایک اور حقیقت پوشیدہ ہے اسے بعد کے راویوں عالموں مجتہدوں صوفیوں محدثوں نے نہیں پہچانا وہ ہے اس کے احسان کا بیان ۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کے پانچ فرایض کی اہمیت کو تو پہچان لیا گیا اور عمل آور ہوگۓ لیکن احسان کی حقیقت کو کسی نے بھی جاننے پہچاننے کی کوشش نہیں کہ تا وقت یہ کہ بعثت امام مہدی موعودؑ کے اس کی دعوت دیدار دینے تک بس یہ ایک حدیث ہی بنی رہی جس میں فرایض اسلام کو بیان کیا گیا' اس کی پوری حقیقت کو بیان کیا مہدی موعود خلیفۃ اللہ تابع تام رسول اللہ نے۔اور یہ حدیث ہی اصل بنیاد اسلام کا اعلان ہے کہ ان پانچ فریض میں سے ایک کا انکار بھی کفر ہے۔جبکہ اس میں حقیقت احسان کو نہ دیکھا نہ سمجھا گیا' جیسے کہا یہ حدیث اسلام کے

فرایض کا اعلان ہے مگر اس میں احسان کا اعلان بھی ہوا ہے جس کے لے اُن پانچ فرایض شہادت نماز زکواۃ روزہ حج کے علاوہ احسان کی بات کو صریح اور واضح طور پر قرآن کی ابتداء میں بیان کیا گیا ہے جس کی بنیاد پر ایمان کے حصول کے لے کل سات ے فرایض ہیں۔ جس میں تقوی اور توکل شامل ہے۔

ہم ہر دن سورہ فاتحہ پڑھتے ہیں اور اللہ سے اھدی نـا صـراط الـمستقیم کا ورد کرتے ہیں۔ جیسے ہی ہم یہ دعا طلب کرتے ہیں تو اللہ تعالی فوراُ قرآن کے شروع میں اس کے لے یہ شرط بتا دیتا ہے کہ ھدی اللمتقین یعنی اللہ جواب دے رہا ہے کہ صراط مستقیم انہیں لوگوں کو حاصل ہوگی جو متقین ہوتے ہیں یعنی اللہ سے ڈر کر توکل اور تقوی اختیار کرنے والے ہوں انہیں کو راہ ھدایت نصیب ہوگی صرف اسلام قبول کر لینے سے نہیں۔ اور اس کے بعد دوسری شرط بھی بتا دی یـومنون بالغیب جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔ اکثر اس کا مطلب جنت جہنم فرشتے قیامت پر ایمان رکھنا ہی لیا جاتا ہے۔ سب سے بڑا غیب تو اللہ تعالی کا حاضر ہو کر غایب ہونا ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کو معراج میں نظر آیا اس کی طلب کو مہدی موعودؑ نے فرض قرار دیا۔ اس کے بعد تیسری شرط یـقیمون الصلواۃ ہے معنی نماز پڑھنا ایک حقیقت ہے مگر یقین کی نماز پڑھنا ہی یـقیمون الصلواۃ ہے جسے اللہ کے رسول ﷺ نے الـصـلـوۃ معراج المومنین کہا یہاں معراج المسلمین **نہیں بلکہ معراج المومنین** ہے چوتھی شرط و مـمـا رزقـنـاھم ینفقون جو اللہ نے رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرنا معنی زکواۃ دینا۔ اس طرح اللہ عالم الغیب پر ایمان لانا کہ وہ دیکھ رہا ایمان کی پہلی منزل ہے۔ جو احسان کا دوسرا حصہ ہے۔

حدیث جبریل یا حدیث احسان میں اس حقیقت کو بتایا گیا ہے کہ اسلام دین ہے عام بندوں کے لے جو سلامتی کی راہ اختیار کرنا چاہتا ہے مگر جو ایمان حاصل کرنا چاہتا ہے اُسے مزید کچھ اور اعمال اختیار کرنے ہونگے جو بندے کو خدا کے قریب کردے۔ اس بات کو اور اچھے طریقے سورہ حجرات آیت ۱۴ میں۔ قَـــالَـــتِ الْاَعْـرَابُ اٰمَـنَّـا ، قُـلْ لَّـمْ تُـؤْمِـنُـوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَاِنْ تُـطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَا لِكُمْ شَيْئًا ، اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۱۴) یہ دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لاے ان سے کہو تم ایمان نہیں لاۓ بلکہ یوں کہوں کہ ہم نے اطاعت قبول کی ہے۔ ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا ہے اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی فرمابرداری اختیار کرلو تو وہ تمہارے اعمال کے اجر میں کوئی کمی نہیں کرے گا یقیناً اللہ بڑا درگزر کرنے والا اور رحیم ہے۔ یہاں بات اللہ نے صاف کردی

کے اسلام ایک حقیقت ہے مگر ایمان ایک نعمت غیر معتبر قہ ہے جس کا اندازہ کم لوگوں کو ہے۔اسلام کم علم اور نا سمجھ لوگوں کے سمجھنے کی بات ہے (دیہاتی) جبکہ ایمان عقلمندوں فہم وادراک رکھنے والوں کے لئے ہے۔اور احسان معرفت الٰہی یا قربت الٰہی حاصل کرنے والوں کے لئے ہے۔

جیسے پہلے کہا قرآن مجید میں یوں تو احکام پند ونصائح قصص اور واقعات ہیں عبادات ذکر واذکار کے احکام ہیں ۔اور تفصیلی طور پر اللہ کی عبادت ذکر واذکار کا بیان ہوا ہے۔مگر علماء وصوفیا نے اپنے طور پر ان پر عمل اور طریقے بتائے ہیں'ان میں کئی حق ہیں کئی ایسے ہیں جن میں مبالغہ آرائی کی ہے'جس کی وجہ سے بعد میں جھوٹے لوگوں نے بہت زیادہ کمی زیادتی کر کے کئی بدعات اور خرافات پیدا کر دیں۔مگر خلیفۃ اللہ مہدی موعود علیہ السلام نے سات 7 فرایض ولایت پر عمل کی ہدایت کرنے کی کیوں کی؟اس بات کو سمجھنے کے لئے پہلے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ مہدی کا منصب کیا ہے؟حضور نبی کریم مخبر صادق ﷺ کے مطابق مہدی کا منصب ''ھدایت'' ہے ۔جس طرح نبوت ایک منصب ہے رسالت ایک منصب ہے پیغمبری ایک منصب ہے۔خلافۃ اللہ کے یہ چار منصب ہدایت اصلاح وتبلیغ سے معمور ہیں' مگر نبی کریم ﷺ نے ہدایت کو خصوصًا مہدی موعودؑ سے مخصوص کیا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مہدی اللہ کا خلیفہ ہے''یعنی آپ کے فرمان کے مطابق ایسی ھدایت جیسی میں نے کی ویسی ھدایت کرنے والا ہی اللہ کا خلیفہ ہے جو اللہ کے حکم سے ہو۔یہی بات ہے آپ ﷺ نے فرمایا ''مہدی کو اللہ تعالی ایک رات میں ہدایت سے سرفراز کرے گا''اور اس ھدایت کا آغاز آپ علیہ السلام کو تب سے ہوا جب جہاد میں آپؑ نے دلپت رائے کو واصل جہنم کرتے وقت اس کے دل پر آپؑ کی نظر پڑی تو دیکھا جس کی وہ پرستش کرتا ہے اس کا نقش اس کے دل پر منقش ہے تو آپؑ پر جذبہ حق طاری ہو گیا کہ اگر باطل کا دل پر اتنا اثر ہے تو حق کا اثر کیسا ہو گا؟۔اس کے بعد بارہ برس آپؑ جذبہ حق میں مستغرق رہے۔اس سے پہلے حضرت شیخ دانیالؒ کی شہادت میں حضرت خضرؑ نے کھوکھری مسجد میں آپ علیہ السلام کو رسول اللہ ﷺ کی امانت پہنچادی تھی۔آپؑ کو معلوم ہو گیا تھا کہ آپؑ کو ھدایت کے لئے چن لیا گیا ہے۔مگر آپؑ نے اس کا اعلان نہیں کیا کیوں کہ اس کا معین وقت نہیں آیا تھا اور اس کے مخفی رکھنے کے آپؑ پابند تھے۔بعد اختیار ہجرت اصلاح وتبلیغ اُمت کے'تیرہ 13 ویں برس میں مکہ مکرمہ میں آپ نے اپنے مہدی ہونے کا اعلان بہ طریق شریعت کے کیا۔ اس لئے ہم یہاں پہلے مہدی کے منصب ہدایت کے اسباب واحوال کو دیکھ لیتے ہیں۔

کچھ لوگوں کے دل میں سوال ہوسکتا ہے کہ جب حضورﷺ پر قرآن نازل کردیا تو پھر دوبارہ اس کے بیان کے لئے ایک خلیفۃ اللہ مہدی کی کیا ضرورت تھی؟ تو پہلا جواب ہے کہ جب قرآن موجود ہے تو تفسیر وتشریح کی کیا ضرورت تھی؟ کیوں اس کی تفسیر وتشریح کی گئی؟ اس کے علاوہ قرآن کو نازل ہوئے آج چودہ سو برس گزر گئے مگر عام لوگ تو عام لوگ عالم فاضل ان باتوں کو خوب دلچسپی سے بیان کرتے ہیں جو آج کی موجودہ تحقیقات بتارہی ہیں اور یہ کوئی مسلم یا مومن نہیں غیر مسلم ان تحقیقات پر کام بھی کررہے ہیں اور بتا بھی رہے ہیں اور ایمان بھی لا رہے ہیں۔اس کی دو تین مثالیں یہاں دیکھیں۔ایک جاپانی ماہر سیاسیات پروفیسر آتو شی کامل اکوڈا نے بہت ساری مذہبی کتابوں کا مطالع کیا اور قرآن کا مطالع کرتے ہوئے حیران ہوگیا کہ " وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ (سورہ حجر ۲۶) ہم نے انسان کو سوکھی کھنکھناتی کالی مٹی سے پیدا کیا۔دوسری مثال ڈاکٹر کیت مور کی جو ایک مادہ پیدائش کے محقق ہیں جب انہوں نے انسانی پیدائش کے متعلق قرآن کی آیت کا مطالع کیا تو حیران ہوگئے کہ یہ تو پہلے قرآن نے بیان کردیا جسے آج ہم اپنی تحقیق سمجھ رہے ہیں' تیسری مثال تھائی لینڈ کے ماہر جلدیات تیجاتل تیجاسا کی ہے جنہوں نے یہ بتایا کہ اگر جلد کو جسم سے الگ کردیا جائے تو انسان کو درد اور جلن کا احساس نہیں ہوگا' اور یہ بات جب انہوں نے قرآن میں یوں دیکھی کہ "جب ہم جہنمیوں کو دوزخ میں ڈالتے ہیں تو ان کی کھال جل جاتی ہے' اور ہم انہیں دوسری کھال پیدا کردیتے ہیں"۔ جب ان تینوں نے اپنی تحقیقات کو قرآن میں چودہ سو برس پہلے بیان ہوتے دیکھا تو یقین کرلیا کہ اللہ کا کلام ہے اور ایمان لے آئے۔یہی بات بیان قرآن کے متعلق بھی کہی جائے گی' کہ چودہ برسوں میں صرف ظاہری لفظ و معنی پر بات کرتے رہے اور معرفت الٰہی کو لوگوں نے نہیں سمجھا اسی کا بیان مہدی موعودؑ کے ذریعہ کرایا گیا ہے۔آج بھی ہم دیکھ سکتے ہیں کہ مسلمانوں کے سبھی فرقے اور طبقے صرف ظاہری اعمال عبادات طلب جنت اور جہنم سے نجات تک محدود ہیں' اللہ کی ہیبت عظمت ثنائی اور محبت کی بات پر لوگوں کی توجہ ہی نہیں' صرف واقعات روایات کو دین اور اسلام سمجھ لیا ہے' ایسے لگتا ہے کہ اللہ تعالی نے انسان کو دنیا میں بھیج کر صرف انکے مطالبات پورے کرنے کے لئے پیدا کیا ہے۔جبکہ اللہ کہتا ہے کہ "میں جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت (معرفت) کے لئے پیدا کیا ہے۔

فرائض اسلام اور فرائض ولایت میں کوئی فرق نہیں ہے صرف ایک عمل طلب دیدار مخصوص ہے۔

1. **کلمہ شہادت**۔ اللہ ایک اور محمد ﷺ اس کے آخری نبی اور رسول ہونا گواہی دینا کہ یہی حق اور سچائی ہے۔
2. **نماز**۔ جسے اللہ نے قرآن میں ذکر اللہ کہا ہے۔
3. **روزہ**۔ اللہ کے لئے کھانا پینا ہی نہیں ہر جائز عمل کو بھی چھوڑ دینا۔
4. **حج**۔ ذات، مال اسباب سے اللہ کی راہ میں اللہ کے بھروسے اللہ کے لئے سفر کرنا۔
5. **زکواۃ**۔ خدا کی راہ میں خیرات دینا۔ صدقہ اور عشر دینا۔

1. **صحبت صادقین**۔ سچے اور حق پرستوں کی صحبت، سنگت اختیار کرنا۔
2. **ذکر دوام، ذکر کثیر**۔ نوبت کے ساتھ اپنی باری مقرر کرنا وقت کی پابندی۔
3. **ترک حب دنیا**۔ ترک علایق، عزلت از خلق۔
4. **ہجرت**۔ اللہ کے لئے ظاہری و باطنی ہجرت اختیار کرنا کے اس کی رضا کی خاطر وطن ملک خاندان س کو اگر چھوڑنا پڑے تو گریز نہ کرنا۔
5. **تقوی**۔ تقوی اور توکل ایسے اعمال ہیں
6. جو ماسوا اللہ کے کسی پر بھروسہ نہ کرنا۔

توکل۔ پر کے ہمیں وہی دیگا قایم رہنا۔ چونکہ تقوی و توکل ایک ہی اصل ہیں تو وہ 4,5 ہم نے گنائے ہیں۔

ان تمام میں ساتواں 7 عمل ہی ولایت میں ایسا ہے جو صرف ذات محمد ﷺ سے مخصوص ہے یعنی ''دیدار'' جسے مہدی موعودؑ نے ''طلب دیدار'' فرض کہا یعنی اس کا طلب کرنا فرض گردانا، نہ کہ ''دیدار فرض'' قرار دیا ہے۔ یہ عمل حضور ﷺ سے صادر ہوا ہے، جس کی خواہش یا تمنا بندے اللہ سے کر سکتے ہیں قبول کرنا یا نہ کرنا اللہ کی مرضی ہے۔ البتہ اللہ نے حضور ﷺ کو اور ان کے تابع کو اس کی دعوت عام دینے کا حکم دیا ہے سورہ یوسف کی ۱۰۸ ویں آیت میں اور جابجا قرآن میں اللہ کی قدرت میں نہ دیکھنے یا غور کرنے اور فہم وادراک نہ کرنے والوں کو دنیا میں اندھے اور آخرت میں اندھے ہونے کی بات بتائی ہے۔ جب اللہ تعالی نے بصیرت یا دیدار کی طرف

دعوت دینے کی بات بتائی تو حضورﷺ کی حیات کے آخری دور میں حدیث جبرئیل اور حدیث احسان میں اس بات کو بتا کر اس کی اہمیت کو واضح کر دیا۔اور جو باتیں کسی معاملے کی انتہا اور تکمیل پر بتائی جاتی ہیں وہ بڑی اہمیت کی حامل ہوتی ہیں‘اور حدیث احسان یا حدیث جبرئیل حضور نبی کریمﷺ نے اپنی حیات کے بالکل آخر میں بیان کی ہے اس حدیث کے 81 دن بعد آپؐ دنیا سے رخصت ہوگئے یہ بات تمام محدثین نے بتائی ہے اور خصوصًا امام ابوحنیفہ تابعی تھے جن کا زمانہ حضورؐ کے قریب کا زمانہ ہے انہوں نے یہ مدت بیان کی ہے۔اس لئے بصیرت اور دیدار کی اہمیت ہے‘جیسے تابع تام رسول اللہؑ خلیفۃ اللہ مہدی موعودؑ نے اپنی تعلیمات کے آخری دور میں بیان کیا جب آپؑ نے اپنے دعوی مہدی کا مکہ میں اعلان کیا‘اس کے بیان کا زمانہ مہدویہ روایات میں متعین نہیں ہے لیکن قیاس غالب ہے کہ بڑلی کے دعوی موکد کے بعد ہی بیان کیا‘ کیونکہ دعوت طلب دیدار کے مباحث علما سے اس کے بعد ہی ہوئے ہیں بڑلی کے دعوی موکد کے بعد کیونکہ دوسرے دعوی احمد آباد کی تاج خاں سالار کی مسجد کے مباحث میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ جب آپؑ نے اپنا دعوی مہدی پوری حجت اور دلیل سے پیش کر دیا اُس کے بعد ''طلب دیدار'' کی دعوت دی اور مصدقوں پر اس کی طلب کو فرض بتایا۔کیونکہ سورہ انفال جو مدنی سورہ ہے اس میں بھی اللہ تعالی نے نبی کریم کو بتایا ہے کہ آپؐ کو اور آپؐ کے تابع کو اللہ کافی ہے۔ یَـا اَیُّهَـا النَّبِـیُّ حَسْبُکَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ (۶۴انفال)اے نبیؐ کافی ہے آپؐ کو اللہ تعالی اور اور جو آپؐ کے فرمانبردار ہیں مومنوں میں۔یہاں مومنین کا ذکر ہے اسے مہدی کے مخصوص تابع ہونے سے کیسے منسلک کیا ۔اس کا جواب یہ ہے کہ ایک تو مہدی موعودؑ نے اپنے دعوی کے ثبوت میں یہ آیت پیش کی‘ دوسری بات یہ کہ اس آیت کے نزول کے متعلق حضرت ابن عباسؓ کی روایت اہم ہے فرمایا: جب حضرت عمر فاروقؓ نے اسلام قبول کیا تو مسلمانوں کے قبول اسلام کے تعداد 40 مکمل ہوئی تھی‘اس لحاظ سے بھی یہ عام نہیں مخصوص مومن کی بات ہے۔اور اس میں لفظ اتَّبَعَکَ آیا ہے‘اور ہر کوئی نبی کریمﷺ کی ہوبہو اتباع کا حامل نہیں ہوسکتا۔یہ اتَّبَعَکَ اتباع خاص ہے۔یہ خصوصیت مدینہ منورہ میں نازل سورتوں میں دیکھی جاسکتی ہے جسے مہدی موعودؑ نے اپنے دعوی کے ثبوت میں پیش کیا ہے‘جیسے سورہ بقرہ آیت ۱۲۴ میں ابراہیمؑ کی امام کے ذریت سے ہونا‘ آل عمران آیت ۲۰ فَـاِنْ حَـاجُّـوْکَ فَـقُـلْ اَسْـلَـمْـتُ وَجْهِیَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۔پھر اگر وہ آپؐ سے جھگڑا کریں تو تو کہدیں میں نے جھکا دیا اپنا منہ اللہ کے لئے اور ''جس نے میری پیروی کی'' یہاں بھی اتباع مخصوص

مراد ہے۔سورہ الرحمٰن جومدنی سورۃ ہےاس میں بھی معلم اورمبین کابیان ساتھ ہوا ہےمخصوص طورپر علم القرآن خلق الانسان علمه البیان ۔یہاں علم القرآن کے بعد علمه البیان میں دوا لگ حقیقتیں پوشیدہ ہیں،قرآن کاعلم دیا جانا الگ اوراس کابیان کرنا الگ۔سورہ بینہ میں بھی دو بینہ کا ذکر ہے آیت ۱ اور آیت ۴ میں۔انہیں باتوں کوسمجھنے کے لئے اللہ تعالی نے فہم و دراک کالفظ استعمال کیا ہے۔اور یہی نہیں بلکہ ان مدنی سورتوں میں معرفت الٰہی کی باتوں کوسمجھنے والی قوم کو بھیجے جانے کاذکرسورہ محمدؐ آیت ۳۸۔سورہ جمعہ ۳۔سورہ المایدہ ۵۴۔میں کیا ہے کہ رسولؐ کے اُس تابع کی باتوں کوقبول کرنے والی قوم کا بھی ذکراللہ نے کردیا،یعنی دیدار کی حقیقت کوقبول کرنا۔جیسے کفار کے وقت میں مومنین نے معراج کی حقیقت کودل وجان سے قبول کیا تھا۔اوراسی بیان کوختم نبوت کے بعد کرنے کی بات سورہ قیامہ میں کہی ثم ان علینا بیانه (آیت ۱۹)اوراس بیان کرنے والےکورسول اللہﷺ نے خلیفۃ اللہ مہدی کہااوراللہ نے مبین خلق الانسان علمه البیان (سورہ رحمٰن)اور یہ بیان کرنے والاوارث کتاب یعنی وارث قرآن ہوگا، ثم اورثنا الکتاب الذینَ اصطفینا (سورہ ملک/ فاطر۳۲)۔پھرہم نے اپنے چنے ہوئے بندوں کوکتاب کاوارث بنایا۔یہاں اللہ کابندوں کو پہلے چن لینا اور کتاب یعنی قرآن کاوارث بنانا بیان ہے۔**غورطلب بات یہ ہے کہ قرآن کانزول ہورہا ہےاس کے بعد کچھ بندوں کوچن لینا اورقرآن کے وارث بنانے کا کیا مطلب** ہے۔اس بات کواس کے بعدوالی آیت میں وضاحت کی ہے کہ من عبادنا فمنهم ظالمٌ لنفسه و منهم مقتصد ومنهم سابق مبالخیرات باذن الله ذالک هو الفضل الکبیر ۔ان میں سےکوئی اپنی جان پرظلم کرنے والا ہےاوران میں سےکوئی میانہ رو ہے،اوران میں سے کوئی سبقت لیجانے والانیکیوں میں اللہ کے حکم سے یہی اللہ کافضل ہے۔اس آیت کے متعلق مجمع الزوایدمیں حضرت عایشہؓ سےروایت ہے کہ فرمایا: جوسابقین ہیں وہ توحضورؐکی ظاہری زندگی میں چلے گئے،ان کے حق میں جنت کی شہادت ہے جومعتقد ہیں جنہوں نے ان کے امر کی اتباع کی ان کے جیسے اعمال کئے یہاں تک ان کے ساتھ جا ملے۔جہاں تک اپنی جان پرظلم کرنے والے ہیں ان کاتعلق میری اور تیری مثل کے لوگ ہیں جنہوں نے ہماری پیروی کی سب جنت میں ہیں۔یہاں صحابہؓ کے تین گروہ کا ذکر ہے جن میں حضورﷺ کے وہ صحابہؓ جوحضورﷺ کی مکمل پیروی کی،دوسرے جوان کی پیروی کی،تیسرے وہ جو حضرت عایشہؓ کے زمانے کی پیروی کرنے والے جنت میں ہونگے۔یہی بات اللہ تعالی نے سورہ واقعہ آیت ۱۴۔۱۵میں بتائی

ثلۃ من الاولین و قلیل من الاخرین ۔چند اگلوں میں سے چند آخرین میں سے۔یہ اصل میں صحابہؓ رسول ﷺ اور صحابہؓ مہدی موعودؑ کے متعلق ہے۔اور یہی بات نزول قرآن کے بعد کچھ بندوں کو چن لینا اور انہیں وارث کتاب بنانے میں بیان ہے۔صحابہؓ رسولؐ وہ ہیں جن کے سامنے قرآن نازل ہورہا تھا وہ تو یعنی وہ پہلے مخاطب قرآن تھے وہ سامنے تھے اس کے بعد بندوں کو چن کر انہیں وارث کتاب بنانے کا بیان صحابہؓ مہدیؑ کی طرف صاف اشارہ ہے۔یہ آیات بطور دلایل دعوی حجت مہدیؑ موعودؑ نے اپنے دعوی کے ثبوت میں دے ٔ ہیں۔

اس کے علاوہ مہدی موعودؑ کا اللہ کی طرف سے امام ہونا (لوگوں کے ماننے یا بنا لینے یا کہنے سے نہیں ہے)سورہ بقرہ ۱۲۴ میں پیش کیا'ابراہیم کی ذریت کا امام ہونا'اور یہ امام یا بینہ یا اتباع کرنے والے اللہ کی طرف سے جن کی شہادت اللہ رسول اور اللہ نے دی ہے(سورہ ھود آیت ۱۷)جس کے ذریعہ مزید اس قرآن کی آیات کی تفصیل بیان کی جا ئیگی۔**اور اللہ نے اس آیت مبارکہ میں یہ نہیں کہا کہ قرآن تفصیل سے بیان ہوگا'بلکہ آیات کا تفصیل سے بیان ہونا بتایا ہے۔** الٓر ' كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُه' ثُمَّ فُصِّلَتْ جس کی آیتیں پختہ ہیں اور تفصیل سے بیان ہونگیں۔عربی میں **فَصَلَ** کے معنی ادا کرنا'نکلنا' ٹکڑے کرنا ہے'اور یہ واحد مذکر ماضی غایب ہے اس کا مصدر فُصُلٌ ہے یعنی ان آیات کو الگ کر کے تفصیل سے بیان کرنا جو خبر غایب ہے۔جو ابھی وارد نہیں ہوئ۔جبکہ فُصِّلَتْ غایب ماضی مجہول ہے معنی یہ بیان کردی گیئں مجہول بات ہے غیر معلوم'نا معلوم'یعنی یہ وہ فاعل ہے جو معلوم نہیں'اگر قاعدے سے دیکھا جاے تو حضور نبی کریم ﷺ کی حیات میں اس کا فاعل (مہدی موعودؑ) لوگوں کو معلوم نہیں تھا اور یہ مکی سورہ ہے جس کا نزول ۳۵ ہے اس وقت حضور ﷺ نے مہدی کے متعلق کوئ بات نہیں بتائ بلکہ مدینہ منورہ میں مہدی کے متعلق بتایا گیا۔جب اردو میں اس کا ترجمہ ہوا یا تفسیریں ہوئیں تو مان لیا گیا کہ یہ تفصیل سے بتادی گیئں'مگر مہدی موعودؑ نے اپنے دعوی کے بعد اللہ کے حکم سے اس آیت کو اور دوسری اٹھارہ آیات کی تفصیل بتائ۔اور عربی کے لغوی معنوی اعتبار سے بھی قرآن کے ترجمہ تفسیر بیان کرنے والوں نے کئ باتوں کو نظر انداز کر کے پیش کردیا کہ جس سے اللہ کی مراد یا مرضی قرآن کے بیان غلط تاویل اور ترجمہ کی نظر ہوگئی۔ظاہر ہے قرآن مجید اللہ کا کلام اور حکم نامہ ہے لوگوں نے یہ جان کر بھی اس میں عجلت لاپرواہی اور نا عاقبت اندیشی کا مظاہرہ کیا ہے۔جبکہ انہیں عربی زبان کی قرآت اور لغت کے لحاظ سے قرآن کے معنی بیان کرنے تھے'اس قدر شہ کے پیش نظر حضورؐ واس قرآن کا بیان ہمارے ذمہ ہے کہا گیا کیونکہ اللہ تعالی کو اپنے علم

غیب سے معلوم تھا کہ اُمت کے لوگ یہ حرکت کریں گے۔اور مہدویہ صحابہؓ نے عمل سے اپنی مہدویت کو ثابت کیا جبکہ پچھلے سو سالوں سے عالموں رہبروں نے جب یہ غلط ترجمے ہورہے تھے اس کی طرف توجہ دینے کے بجائے اپنی ذاتی خاندانی پرخاش میں اُلجھے ہوئے تھے۔اوراب تو ایسی کسی کوشش کی اُمید ہی نہیں ہے' کہ وہ حقیقی تعلیم مہدویہ پر بولیں گے لکھیں گے تحقیق وتدقیق کریں گے'اب انہیں مہدویہ تعلیمات سے واسطہ ہی نہیں ہے۔اورحضورﷺ کو اللہ تعالی نے جس آثار قیامت کے متعلق بتایا تھا جن کا ذکر احادیث اور قرآن میں ہے وہ تقریباً ظاہر ہوچکے ہیں'اوراب صرف حضرت عیسیٰ کی آمد آمد کا زمانہ لگ رہا ہے۔جس تفصیل سے قیامت کا ذکر قرآن وحدیث میں ہے وہ تمامتر ظاہر ہوچکے ہیں صرف دجال کا آنا باقی ہے'کیا معلوم وہ بھی ظاہر ہوچکا ہو یا اس کے احوال ظاہر ہوچکے ہوں'ہم دیکھ نہیں پارہے ہوں۔انہیں دیکھنے کے لئے ایمان کی ضرورت ہے اوراب وہی نہیں یہی بات اللہ نے قرآن میں کہی کہ ایک وارث کتاب (مہدیؑ) اس کی تفصیل بیان کریگا'اوراُن آیات کو تفصیل سے بتائے گا کہ مہدی کا ذکر کن آیات میں ہے اوراسے اپنے دعوی کے ثبوت میں پیش کرینگے۔اوراسی قاعدے اوراُصول کے تحت مہدی موعودؑ نے تعلیمات فرایض ولایت میں ان تمام قرآن کے احکام کو جمع کردیا 'سمودیا تا کہ بندے اطمینان قلب سے یہ اعمال کرلیں جو اللہ کی رضاجوئی کے لئے ضروری ہیں جن کا حکم قرآن میں جابجا ہوا ہے۔قرآن میں لیلتہ القدر کی عبادت کا صلہ ایک ہزار مہینے یا ۸۴ برس کا ہے تو قرآن کے اسی پیمانۂ زمانہ یا وقت کو سامنے رکھ کر یہ خیال کریں کہ ایک انسان کی عمر پچاس برس ہے اگر وہ عیدالضحیٰ کے پچاس نمازیں پڑھے گا اور اتنی ہی مرتبہ حضرت ابراہیم اسماعیل حاجرہ کے تمام واقعات سنتا رہیگا تو اس طرح ہر مسلمان کو یہ واقعات ازبر ہوجاتے ہیں اسی طرح دوسرے انبیا مرسلین اور اعمال کی باتیں ازبر ہوجاتی ہیں پھرانہیں بار بار دہرانے کی کیا ضرورت ہے واعظ بیان تقریر میں؟ مگر دہرایا جاتا ہے کیونکہ عالموں مجتہدوں مفسروں مفتیوں کو دین میں کمی وزیادتی کا اختیار نہیں ہوتا وہ اتنا ہی بتا سکتے ہیں۔لیکن اللہ کا خلیفہ مہدی موعودؑ کو یہ اختیار ہے کہ وہ ان تمام واقعات سے حاصل ہونے والے فایدے یا صلہ کو تعلیم یا عمل میں جمع کرکے اللہ کے بندوں کو یہ بتادیں کہ اتنا کرو تو ان تمام انبیاء مرسلین کے اعمال کی پیروی ہوجائے گی اور اللہ اوراس کے آخری نبی کے احکام بھی ادا ہوجائیں گے۔اور وہی کام خلیفتہ اللہ مہدی نے کیا کہ اب تفسیریں تشریحیں بحث مباحث کرنے کے بجائے یہ چھ یا سات اعمال کرلو اللہ کو راضی کرنے کے لئے دین ودنیا میں تمہاری کامیابی یقینی ہوجائے گی۔اور یہ تعلیمات اور

اعمال عین قرآن کے احکام اور آیات بیان کے مطابق ہیں۔اس سے وقت نہیں ضایع ہوگا بلکہ معرفت الٰہی میں ترقی ہوگی جو عبادت واطاعت کامخزن ہیں۔یہی بات اس سے پہلے ہم نے فریض اسلام اور فرایض ولایت کو سمجھاتے ہوئے کہی کہ فرایض ولایت عین فرایض اسلام ہیں صرف ایک ''طلب دیدار'' حضورﷺ سے منسوب ہے ہے جو اُمت کے اعلیٰ علیین کے مقام کا عمل ہے۔یہاں اس غلط فہمی میں مبتلا ہونے کی ہرگز ضرورت نہیں کہ تمام مہدوی اس مقام کے حقدار ہیں۔

ایک بات ذہن نشین ہونا ضروری ہے کہ بیشک اللہ تعالی نے فرمایا کہ اِنَّ عَلَیۡنَا جَمۡعَہٗ وَقُرۡاٰنَہٗ ١٧ فَاِذَا قَرَاۡنٰہُ فَاتَّبِعۡ قُرۡاٰنَہٗ ١٨ ثُمَّ اِنَّ عَلَیۡنَا بَیَانَہٗ ١٩ ۔ہمارے ذمہ ہے اس کو جمع کرنا اور اس کو پڑھنا ہے۔پس جب ہم پڑھیں تو آپؐ اتباع کریں اسے پڑھنے کی۔پھر ہمارے ذمہ ہے اس کا کھول کر بیان کرنا۔عرف عام میں **قرآن کا معنی اللہ کا کلام اور اللہ کی کتاب لیا جاتا ہے' لیکن ''قرآن'' کا لغوی معنی پڑھنا ہے** Reading **پڑھنے کو قرآن کہتے ہیں۔**یہی بات سورہ ارحمٰن میں ہے علمه القرآن پڑھنے کا علم یعنی اللہ کے احکام کو پڑھانے کے معلم حضور نبی کریمﷺ ہیں۔ فَاِذَا قَرَاۡنٰہُ فَاتَّبِعۡ قُرۡاٰنَہٗ ١٨ جب ہم پڑھیں تو (آپؐ) پڑھیں۔اللہ کا پڑھنا فرشتہ جبرئیلؑ کے ذریعہ پڑھنا ہے۔اللہ تعالی نے اپنے کلام سے واضح کریا ہے۔چند الفاظ کو جیسے ''کتاب۔نزول۔وحی۔کلام۔ان الفاظ پر غور کرنا دھیان دیا جانا ضروری ہے ان سب کا پڑھا جانا قرآن ہے ورنہ ترجمے میں اور سمجھنے میں بہت فرق واقع ہوجاتا ہے۔جیسے کہا قرآن پڑھنے کو کہا جاتا ہے'چونکہ صدیوں سے قرآن کے معنی اللہ کی کتاب ہی لی گی س لے'اب یہی معنی عام ہوگئے۔اس کے بعد یہ سمجھنا ہے کہ اس پڑھی ہوی کتاب یا احکام خدا کا بیان کرنے کی بات آیت ١٩ میں ہے معنی آپؐ پڑھے'ہم اس کا بیان کریں گے۔یہی بات سورہ الرحمٰن میں ہے کہ ''خلق میں ایک انسان کو پیدا کریں گے جو مبین کلام ہوگا'' اور سورہ ھود میں اس کو مزید وضاحت سے کہا کِتٰبٌ اُحۡکِمَتۡ اٰیٰتُہٗ ثُمَّ فُصِّلَتۡ مِنۡ لَّدُنۡ حَکِیۡمٍ خَبِیۡرٍ کہ ہم نے ''یہ کتا(اور)'اس کی آیات مضبوط کیں'پھر تفصیل کی گیئں خبردار کے پاس سے''(ھود١) **پہلے آیات کا مضبوط کردینا بعد میں تفصیل کرنا** یعنی علم القرآن '(خلق الانسان)علمه البیان ۔یعنی ان آیات کو (وحی کے بعد) مضبوط کرنے تفصیل کرنے کی بات ہے۔یہاں '' مِــــــنْ '' ہماری طرف سے یعنی اللہ کی طرف سے ہے۔اس کے بعد لــــدُنْ کے معنی طرف سے'پاس سے'کے ہیں'جو نہایت وقت کی ابتدا کی طرف دلالت کرتا

ہے۔جیسے اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً مجھے اپنی طرف سے رحمت عطا فرما۔بقول راغب اصفہانی عموماً لَدُنْ کے پہلے مِـنْ حرف جر (وہ لفظ جو کسی فعل کو اسم سے ملائے۔جیسے پر۔میں۔تک) آتا ہے بغیر مِـنْ کے استعمال تو ہوتا ہے مگر کم۔اس طرح اس گفتگو سے معلوم ہوا کہ وقت اور موزوں زمانہ کے لحاظ سے اس کا بیان کیا جائے گا'' یہ پیغام دیا گیا ہے۔اور ضروری نہیں کہ سارے قرآن کا بیان ہو! جو ضروری بات ''بصیرت'' کی ہوگی وہ آیتیں ہی بیان ہوں؟ رسول ﷺ کے تابع کے ذریعہ۔اب یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ کیا حضور ﷺ سے زیادہ مہدی کا مرتبہ ہوگیا کہ وہ قرآن کا بیان کریں گے؟ تو جواب ہے حضور ﷺ نے فرمایا ''میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیا کی طرح ہیں'' اگر عام معنی میں لیا جائے تو کیا جو علمائے حق کے علاوہ جھوٹے لوگ علما بنے بیٹھے ہیں وہ انبیا کی طرح ہو سکتے ہیں؟۔بات معنوی لحاظ سے کئی وجوہ سے کہی جاتی ہے اس لئے مہدی خلیفۃ اللہ تو ہیں مگر تابع رسول اللہؐ ہیں کیونکہ نبوت ختم ہو چکی۔

سوال یہ ہے کہ جب اللہ تعالی اپنے احکام کی کتاب نازل کر رہا ہے اپنے نبی رسول اور پیغمبر محمد ﷺ سے' یہ کیوں فرماتا ہے کہ آپ صرف اسے پڑھ لیں لَا تُحَرِّکْ بِہٖ لِسَانَکَ لِتَعْجَلَ بِہٖ ۔آپؐ (اس قرآن) کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دیں کہ جلد (یاد کرلیں) لِتَعْجَل معنی جلدی میں عجلت میں۔ہم اسے جمع بھی کریں گے اور اس کے بیان کا ذمہ ہمارا (اللہ کا) ہے۔اس بات کو سمجھنا اس لئے ضروری ہے کہ قرآن رسولؐ عربی پر نازل ہو رہا تھا جن کے مخاطب اہل عرب تھے ,وہ زبان عربی اور اُسکی لغت اور لسانی آداب سے واقف تھے'اس طرح وہ اس کے الفاظ معنی سے بخوبی واقف ہو رہے تھے (وہ مستقبل کی حقیقت سے بھی واقف ہو رہے ہونگے) 'انہیں اس کے بیان یا خلاصہ کی یا وضاحت کی ضرورت نہیں تھی' کیونکہ وہ اہل زبان تھے۔مگر ایک حقیقت یہ بھی تھی کہ اسی عرب میں ہر قبیلے کی عربی مختلف تھی جبکہ قرآن اہل قریش کی قرآت (لغت) میں نازل ہو رہا تھا'اس لئے دوسرے قبایل اور خصوصاً غیر عربی لوگوں تک اس کلام اللہ' یا احکام خدا کی بات پہنچنا تھا' اسی کا وعدہ اللہ یہاں فرماتا ہے کہ آپ پڑھ لیں ہم اس کا بیان کریں گے۔لہٰذا ایسا بعد نبوت ہوا بھی' ہر قبیلہ عرب اپنی عربی میں اسے پڑھنے لگا تو حضرت عثمان غنیؓ نے جید اور معتبر صحابہؓ کی مجلس بنائی اور قرآن کو جمع کر کے کتابی شکل دی تو قرآت قریش پر اسے محفوظ کر دیا۔اور بعد میں جب اس کی تفسیریں ترجمے تحقیق و تدقیق کا کام شروع ہوا عجمیوں نے اسے اپنی زبانوں میں منتقل کرنا شروع کیا تو اپنے طور پر اپنے خیال سے تفسیر اور ترجمے کے جس میں

غلطیاں اور پریشانی ظاہر ہونے لگیں تو بعثت مہدی کے ذریعہ ان غلطیوں کے ازالہ کے لئے اس کا بیان کیا اللہ کی طرف سے۔ خصوصًا یہ غلطی واضح طور پر بعثت مہدی اور مقام مہدی کے تعلق سے لوگوں نے پیدا کر دی تھے مثلاً ہر مسلمان اور غیر معصوم عالم خود کو اللہ کے رسول کا تابع اور قایم مقام سمجھنے لگا' اس طرح قرآن کے بیان غلط ہونے لگے خصوصًا معرفت الٰہی کے بیانوں میں بڑی خرد برد کی گئی جس کی وجہ سے لوگ معرفت الٰہی سے ہی منحرف ہونے لگے۔ دور نبوت میں حضور ﷺ کو قرآن کا بیان کرنے کی ضرورت در پیش نہیں تھی کیونکہ حضور ﷺ کی اپنی زبان عربی میں قرآن کا نزول ہو رہا تھا اور اس کے مخاطب عرب تھے انہیں اس کے معنی و بیان کی وضاحتوں کی ضرورت بالکل نہیں تھی۔ یہ بیان کی ضرورت عجمیوں اور غیر عرب کے لے تھی' اور دور نبوت کے بعد جو عرب قرآن پڑھ رہے تھے وہ بھی اہل قریش کی قرآت سے متعارف نہیں تھے اس لئے بعد میں انہیں بھی اس کے بیان کی ضرورت ہوئی اسی لئے بعد میں تفسیر کا سلسلہ شروع ہوا۔ کیونکہ ہر زبان کا یہ لازمی وصف ہے کہ وہ کچھ مدت زمانہ اور فاصلے کے بعد زبان کی ادائیگی اور لفاظی بدل جاتی ہے' اس لئے بعد کے زمانوں میں ہونے والی اس تبدیلی کو ہی اللہ نے بیان کیا کہ آپؐ وحی کو محفوظ کر لیں اس کا بیان ہم کریں گے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ہندوستان میں جو آج اُردو بولی اور لکھی جارہی ہے وہ آج سے سو برس کی اُردو سے مختلف ہے آج کے کئی اُردو دان سو برس پہلے کے الفاظ مکالے اور محاورے کچھ دیر کے لئے سمجھ نہیں پاتے اس سے بھی اچھی طرح ایسا سمجھا جا سکتا ہے کہ دکن کی اردو شمال کی اردو سے کئی لحاظ سے مختلف ہے' شمالی ہندوستان کے اردو دان کچھ دکن کی اردو کے باتیں اور الفاظ سمجھ نہیں پاتے۔ ایسا ہی عربی میں ہوا ہے آج مصر لبیا حبشہ شام کے علاقوں کی عربی تھوری بہت جدا ہے ۔ ہندی زبان میں بھی یہ فرق ہے' جو ہندی یوپی بہار میں بولی جاتی ہے وہ مہاراشٹر گجرات پنجاب ہریانہ کرنا ٹک کی ہندی سے بالکل مختلف ہے۔ ان مثالوں سے سمجھا جا سکتا ہے کہ کلام اور بیان میں کیا فرق ہے۔ یہی بات تھی اللہ تعالی نے حضور ﷺ سے فرمایا آپؐ ہمارے ساتھ پڑھ لیجیے اس کا بیان (بعد میں) ہم کریں گے ایک مبین کے ذریعہ۔ یہ الگ بات ہے کہ لوگ اپنی ضد ہٹ دھرمی میں اپنی ہی بات اور منطق پر اڑے رہتے ہیں وہ دوسروں کی بات سننا اور سمجھنا نہیں چاہتے' ہم جو سمجھ رہے ہیں وہی صحیح اور ہم جو بول رہے ہیں وہی صحیح' یہ دستور ہر زمانے میں انسانوں کا رہا ہے کہ وہ نبی رسول اور اللہ کے خلیفوں کا بھی انکار کر دیتے ہیں۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ

وَذَرُوا الْبَيْعَ ط ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۔اے ایمان والو جب پکارا جائے (اذاں دی جائے)
جمعہ کے دن نماز کے لئے تو تم (فوراً) اللہ کی یاد کے لئے لپکو' اور خرید و فروخت چھوڑ دو (سورہ جمعہ ۹) ۔اس آیت
میں نماز جمعہ کو پڑھنے کی اہمیت بتائی گئی ہے اور نماز جمعہ جماعت کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔مگر کیا دن کی پانچ
فرایض نمازوں میں جماعت سے پڑھنا فرض بتایا گیا ہے۔نماز پڑھنا فرض ہے جماعت کے ساتھ پڑھنا کہیں
بھی فرض نہیں بتایا۔البتہ فرایض میں جماعت کے ساتھ اداد کرنے کی بڑی فضیلتیں ہیں بلکہ قریبی مسجد ہو اور
جماعت سے نہ پڑھنے پر پھٹکار ہے شریعت میں' ہاں مگر امام کے عقیدہ میں فرق ہو تو انفرادی نماز بہتر
ہے۔وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۔اور اس نے اپنے رب کا نام یاد کیا اور نماز پڑھی (آیت ۱۵ سورہ اعلیٰ) کہنا یہ
ہے کہ صرف نماز جمعہ کو جماعت کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے۔جہاں کافر بدعقیدہ لوگ ہوں جس سے نماز ساقط
ہو جانے کا ڈر ہو وہاں انفرادی نماز پڑھ لینا چاہیے' ثواب کی نیت میں بدعقیدہ کے پیچھے نماز پڑھنا نماز نہ پڑھنے
کے برابر ہے۔نماز فرض ہے جماعت فرض نہیں' اگر جماعت فرض ہوتی تو دنیا میں نمازی ہی نہ ہوتے سوائے
مسلمانوں کے۔کچھ لوگ باجماعت نماز صرف اس لئے پڑھتے ہیں کہ انہیں قرآن کی سورتیں یاد نہیں رہتیں مگر
از اراے شرمندگی بتانا نہیں چاہتے۔البتہ جمعہ کے تعلق سے غسل کرنا کپڑے بدلنا اور مسجد جانے کا حکم قرآن میں
ہے اس لئے اس کا باجماعت فرض ہونا معلوم ہوتا ہے' لیکن ! نماز جمعہ کی کچھ شرایط ہیں' اس سے جماعت یا
اژدھام پر کسی قسم کی پابندی نہ ہونا چاہیے حکومت کی طرف سے اس کے لئے نماز جمعہ کی کچھ شرایط ہیں۔اجتماعی
نماز اتحاد المسلمین کا مظاہرہ بھی ہے۔نماز فرض اجتماعی انفرادی کہیں بھی ہو سکتی ہے' اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ساری
زمین کو مومنوں کے لئے مصلہ قرار دیا ہے۔مسلمانوں میں کئی ایسی باتیں عملی طور پر نہیں ہیں جو اسلام نے جس کی
تاکید کی ہے اور کئی باتیں ہیں جنہیں اپنے آپ شامل کر لیا ہے۔حج میں باجماعت نماز حج کا رکن نہیں ہے' کئی
حاجی اسے حج کا رکن سمجھ کر ہر کسی کی اقتداء میں نماز پڑھنا ثواب سمجھ لیتے ہیں۔اسی طرح زیارت مدینہ حج کا رکن
نہیں ہے۔اسے سفر حج میں اسلئے شامل کر لیا گیا ہے کہ دور دراز کی مسافت سے مسلمان حج پر آتے ہیں زندگی میں
ایک موقع انہیں مرکز اسلام پر آنے کا ملتا ہے اور پیغمبر اسلام کی زیارت کرنا اور مدینہ منورہ جہاں پر آپ جلوہ
افروز ہیں اسے اپنی آنکھوں سے دیکھنا ایک ازلی خواہش ہوتی ہے اس لئے کچھ مدت مدینہ قیام کی ضروری ہوتی
ہے۔نمازیوں میں ہر کوئی نمازی نہیں ہوتا' چند صرف فرض ادا کرنے یا ڈیوٹی نبھانے آتے ہیں' کچھ ریا کاری

کرنے ۔حج کےلغوی معنی زیارت کے ہیں یعنی مقامات ابراہیم ومحمدﷺ کی نبوت کے مقامات کی زیارت کرنا اس طرح اُمت محدم کواللہ کے گھر اور نبی آخرالزماں سے جوڑے رکھنا اتحاد واتفاق کی بصا پیدا کرنا۔حقیقی نمازخشوع وخضوع والی نماز معدودے چندافراد ہی پڑھتے ہیں۔کچھ یہی حالت تلاوت قرآن کی بھی ہے کہ لوگ جھوم جھوم کرقرآن اس لئے پڑھتے ہیں کہ لوگ انہیں دیکھیں۔قرآن دکھاوا کرنے پیسہ کمانے کا آج ذریعہ بنالیا گیاہے جس کی بڑی وعید آئی ہے‘لیکن لوگ بازنہیں آتے۔قرآن سمجھنےعمل کرنے اصلاح کرنے کے لئےنازل ہوا ہے۔نماز اورقرآن کی تلاوت ایسی ہے جواللہ کی طرف بندے کوراغب کرتی ہےمگرلوگوں نے انہیں اپنی طرف راغب کرنے اوراپناقد اور مرتبہ بڑھانے کا ذریعہ بنالیا ہے۔انسان دنیا میں پیدا ہوا ہےتو اسے اپنے بارے میں سوچنے اپنے خاندانی کفالت اپنی صحت معاشرہ اپنی مالی حالت اورضروریات پرسوچنے کاحق اللہ نے دیاہےمگر ! اسے یہ سوچناپہلے ہے کہ میں کس مقصد کے لئے پیدا کیا گیاہوں‘میری دنیاوی اور دینوی ذمہ داری کیاہے‘یہی مقصد ہے۔

کون سی صورت بدل دی زندگی کی موت نے لوگ مٹی ہی کوتو مٹی ہی میں تو دفنانے گئے وسیم بریلوی

اللہ تعالی نے خلیفۃ اللہ مہدی موعود آخرالزماں میراں علیہ السلام کوآن واحد میں یایوں ہی ہادی و مہدی بنا کر ھدایت کے لئےنہیں چن لیا !‘بلکہ ایک سلسلہ وارطویل مراحل سے پہلے گزارا‘قرآن بحیثیت شریعت موجودتھااس کے نفاذ کے لئےسنت رسولؐ موجودتھی‘لہٰذا پہلے اس کی تعلیم سے آپؑ فارغ کئےگئے ۔کیونکہ آپؑ وارث قرآن تھےآپؑ نے اپنے دعوی مہدی کےثبوت میں سورہ فاطر کی۳۲ویں آیت پیش کی ”ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا ,۔پھرہم نے ُاپنے چنے ہوئےبندے کو کتاب کاوارث بنایا ۔اکثرمترجموں نے عِبَادِنَا جمع کے صیغہ میں بندوں کہاہے۔جبکہ اس آیت میں عِبَادِنَا ہےحالانکہ عبدبندہ واحد ہےعبادنا جمع ہےلیکن چونکہ اس کا سیاق پہلے کتاب کاوارث بنانا ہےتو ہربندہ تو کتاب کاوارث نہیں بن سکتا ‘کتاب کاوارث معصوم عن الخطا ہوناضروری ہےاورحضورﷺ کی ختم نبوت کے بعدمعصوم صرف خلیفۃ اللہ مہدی ہیں‘جواس کتاب کے وارث ہونگے۔یہ عربی زبان کامعیار ہے کہ اس میں کئی وجوہ سے کلام کیا جاتا ہے‘مثلاً اسلام اورایمان کاتقاضہ ہے کہ اللہ تعالی کوبلاشرکت غیرواحد مانا جائے‘اورقرآن میں جابجااللہ نے ”میں“ کہنے کے بجائے ”ہم نے“ کہاہے جوجمع کا صیغہ ہے۔ وَاِذْ قُلْنَا (بقرہ۳۴)اورپھر جب ”ہم“ نے۔اسی طرح وَقُلْنَا

(بقرہ ۳۵)قُــلْ اھْـبِـطُــوْا (ہم نے کیا)(بقرہ ۳۸)وَاِذْ قُــلْــنَـــا اِذْخُــلُــوْا اورپھر یاد کرو جب ہم نے (بقرہ ۵۰) یعنی اللہ تعالی نے ''میں'' کہنے کے بجائے ''ہم نے'' کہا۔یعنی بیان کلام میں واحد کے بیان کو جمع کے صیغہ میں خطاب کیا۔اسی طرح عِبَــادِنَـــا ایک عبد بندہ ''مہدی موعودؑ'' سے متعلق ہے۔اوراس کے بعد حضرت شیخ دانیالؒ کی شہادت کے ساتھ خضرؑ کے ذریعہ امانت رسول ﷺ کھوکھری مسجد میں پہنچائی گئی۔اس کے بعد اپنے خاندانی منصب امارت یعنی حکومت کا امیر کا منصب آپؑ طلب کرکے جونپور میں مقیم ہوجاتے بجائے اس کے آپؑ نے اسے ترک کرکے 1) توکل یعنی اللہ پر بھروسہ اختیار کیا' اور2) خدا کا خوف یعنی تقوی اختیار کیا' جہاد کے بعد۔حضورؐ سے ترمذی میں ۸۱۵ نمبر حدیث منقول ہے فرمایا حضورؐ نے :تم جہاد کرسکتے ہو بغیر مقابلہ اور مقاتلہ اور معرکہ کے۔وہ ہے حج۔امام عبدالرزاق اور طبرانی۔3) جذبہ حق کے ذریعہ ترک دنیا یا ترک حب دنیا معتقدوں کو کرائی' جذبہ سے افاقہ کے بعد 4) ہجرت ظاہر وباطنی اختیار کی' اس دوران دایرے کی زندگی کا انعقاد کرکے 5) ذکر دوام اور نوبت کا انعقاد کیا' اوراصحاب دایرہ میں برادروں میں موافقت اور وضع داری سے 6) صحبت صادقین کو ضروری قرار دیا۔اتنا سب ہونے کے بعد جب مکہ مکرمہ میں دعوی مہدی کیا تب جاکر 7) طلب دیدار کی دعوت بھی دی اور قرآن سے اپنا دعوی ثابت کیا۔بعد میں جب آپ نے صحابہؓ میں ہدایت کو مثبت پایا تو انہیں اعمال کو ان کی زندگیوں کا حصہ بنایا اور یہی آپ علیہ اسلام کے ہادی ومہدی ہونے کا ثبوت ہیں اور یہی طریقہ بعد میں تعلیمات فرایض ولایت کے لئے اہم قرار ہوا ہے۔ہم یہ بات اللہ کے رسول ﷺ کے زندگی میں بھی دیکھ سکتے ہیں کہ آپؐ امین متقی پرہیزگار تو تھے ہی' غار حرا میں تحنث یا کشف ومراقبہ کے ذریعہ معبود برحق کی تلاش کی تو پہلے آپ ﷺ سے اللہ کے واحد وبرحق ہونے کی شہادت دلوائی گئی 1) اِقْــرَا بِــاسْـمِ رَبِّـکَ الَّذِیْ پڑھو اپنے رب کے نام سے۔اس کے بعد 2) معبود برحق کی عبادت یعنی نماز سکھائی گئی' اس کے بعد 3) روزہ یعنی اللہ کے خاطر خواہشات نفس کو قابو کرنے کا طریقہ بتایا گیا اسی کے ساتھ 4) غربا ویتیم کی خبرگیری کا خیال دلایا گیا اور جب مدینہ منورہ میں دین میں استحکام ہوگیا تو 5) حج کرایا آپ کے جد امجد ابراہیمؑ کے دین حنیف کے طریق پر۔اور یہی بعد میں بنیاد اسلام قرار ہوے۔جس طرح اللہ کے رسول ﷺ کی حیات نبوت سے پہلے مکہ مکرمہ میں تشکیل ہوئی بعد میں مدینہ منورہ میں انجام واختتام کو پہنچی اسی طرح آپؐ کے مبشر ہادی ومہدی خلیفۃ اللہ کی زندگی بعد ہجرت اور بعد دعوی مکہ مکرمہ تشکیل پائی اور ولایت مخصوہ ہدایت کے ذریعہ اختتام کو پہنچی ہے۔یا اللہ

تعالی نے صرف معجزات یا فرشتوں کے ذریعہ انسان کی تعیم وتربیت نہیں کہ بلکہ رسول مقبول ﷺ کوانسانوں کی صفوں میں ہدایت اصلاح وتبلیغ کے لے مبعوث کیا اس میں مہدی کی مماثلت ہونا ضروری تھا ! کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ المھدی منی یقفو اثری ولا یخطی مہدی مجھ سے ہے میرے نقش قدم پر چلے گا خطا نہیں کریگا۔ اوراللہ تعالی نے بھی اس منصب ھدایت کوقبولیت بخشی تھی قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۔(اے محمدؐ) کہدو کہ یہ میرا راستہ ہے (جس پر بلاتا ہوں) بصیرت (دیدار کی بنیاد پر) میںؐ اور میرا تابع بھی (مہدی موعودؑ) اللہ تعالی پاک ہے (کسی بھی قسم کے شرک سے) اور میں شرک کرنے والوں میں نہیں ہوں (سورہ یوسف ۱۰۸) یہاں شرک معنی اللہ کو کسی بھی مخلوق کی تمثیل میں نہیں دیکھنا ہے۔ کیونکہ لیس کمثلہ شی اُس کی مثل کوئی شئے نہیں ہے۔ وہ مخلوق کی مثل سے وراء ہے۔ سبحان اللہ کلام کا یہ اعجاز بیان ہے کہ ''دیدار'' کی دعوت بھی دے دی اور شرک سے آگاہ بھی کردیا کہ خبردار مخلوق میں میرا تصور نہ کرو۔ یہی حقیقت کو سمجھنے کے لے فرایض اسلام اور فرایض ولایت سے آگاہ ہونا ضروری ہے۔ اس آیت میں اَدْعُوْٓا کا لفظ آیا ہے معنی دعوت دینا، دعوت دینا نبی رسول اور اللہ کے خلیفوں کا کام ہے جو معصوم عن الخطا ہوں، جن سے خطانسیاں یا کمی وزیادتی کا احتمال نہ ہو۔ کسی بھی انسان کو مصلح کہا جاسکتا ہے معنی اصلاح کرنے والا مبلغ نہیں۔ اسلام سلامتی کی راہ ہے اور ایمان اس کا مرجع ہے، جس کو ایمان حاصل ہوگیا اسے سلامتی حاصل ہوگئی بارگاہ باری تعالی میں، اور جس نے اسلام اور ایمان دونوں کو حاصل کرلیا اسے احسان حاصل کرنا دشوار نہیں مشکل ضرور ہوتا ہے صرف اسے محسن بننے کے لے اعمال فرایض ولایت پر عمل کرنا ہے، مگر یہی وہ مقام ہے جسے حاصل کرنا کٹھن ہوتا ہے جس کے لے صبر واستقلال اور آزمایش کے لے خود کو پیش کرنا پڑتا ہے، یہی بات اللہ تعالی فرماتا ہے اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ , وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ يَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ (۱۔۳عنکبوت) کیا لوگوں نے گمان کرلیا ہے کہ وہ (اتنے پر) چھوڑ دےٴ جائیں گے کہ انُہوں نے کہہ دیا کہ ہم ایمان لے آےٴ ہیں، اور وہ آزماےٴ (نہیں) جائیں گے؟ اور البتہ ہم نے ان سے پہلے لوگوں کو (بھی) آزمایا، تو اللہ ضرور معلوم کرلے گا ان لوگوں کو جو سچے ہیں، اور ضرور معلوم کرلے گا جھوٹوں کو (بھی)۔ سبحان اللہ کیسا حتمی کلام ہے، اللہ تعالی نے کسی بھی لفظ آیت حکم کلام بیان میں جھول اور رخنہ اندازی کی جگہ ہی نہیں چھوڑی، ہر بات کو قطعیت سے مکمل کیا ہے، تا کہ

بندے اس میں دخل اندازی نہ کریں یا مرضی کی بیان بازی۔قرآن مجید کوخلوص نیت اور غور سے پڑھیں تو اس میں اتنے واضح صاف کلمات اور آیات ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہی وہ اھدنا الصراط مستقیم ہے جس پر چلانے کی اللہ تعالی سے گزارش ہم ہر دن کرتے رہتے ہیں۔

میراں سید محمد جونپوری مہدی موعودؑ خلیفۃ اللہ تابع تام رسول اللہ ہجرت کے بعد تیرہ 13 برس تک اخطائے ہند میں قرآن مجید کے احکام کے مطابق 6 چھ تعلیمات اعمال ولایت یا فرایض مخصوصہ کی تعلیم اور تربیت معتقدین کو دیتے رہے۔صرف ایک تعلیم "طلب دیدار" پہلے دعوی مہدی کے بعد دینا شروع کیا بعد کے 10 دس برسوں تک اس کی حقیقت اور عوامل یعنی معرفت الٰہی کا بیان کرتے رہے۔یعنی آپؑ کی دعوت مہدی اور مکمل تعلیم وتربیت کے بعد معرفت الٰہی کی تعلیم دی اور قرآن کی آیات سے ثابت کیا' جب مصدقوں میں دین کے تئیں صداقت اور مضبوطی پیدا ہوگی۔اور اس کے دلایل اور حقایق اور کیفیات کو قرآن سے سمجھایا بتایا۔حقیقت معراج کو دیکھیں نوسو برس تک یعنی بعثت مہدی تک لوگ معراج کے متعلق شش و پنج میں رہے کسی نے کہا سدرۃ المنہی تک ہوآئے' کسی نے کہا وہاں پر جبرئیل کو دیکھ کر آئے' کسی نے کہا قلب سے دیکھا کسی نے کہا آنکھوں سے دیکھا کسی نے کہا حجاب میں دیکھا وغیرہ وغیرہ ایسے حالات میں دنیا میں سر کی آنکھوں سے خدا کو دیکھنے کی بات کرنا لوگ کس طرح قبول کرتے۔اس لیے تیرہ برس تک معرفت الٰہی کے احوال سے مصدقوں کو گزارا اس کے بعد کہا اب پختگی پیدا ہوئی ہے دیدار کی طلب کرو۔آپ علیہ السلام کے بعد بھی جن کا ظرف اتنا اونچا نہیں وہ اسی گمان شک میں مبتلا ہیں کی ایک تو قطعی منکر ہیں۔لہذا منکرین مہدی کو دو باتوں پر اعتراض ہے۔سید محمد جونپوری کا مہدی ہونا دوسرا طلب دیدار کی دعوت دینا۔باقی اعمال میں وہ سید محمد جونپوری کو کبار اولیا میں مانتے ہیں' معنی اپنے جیسا صوفی ولی مانتے ہیں' نہیں مانتے ہیں تو خلیفۃ اللہ تابع تام رسول اللہ ہونا۔ایسا حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ بھی ہوا' آپ کو امین' صاحب الرائے' اعلی خاندان ہونا کفار بھی مانتے تھے مگر انہیں اعتراض تھا تو یہ کہ ایک امی محمد کو نبی رسول کیسے بنادیا؟ کسی قبیلے کے سردار' دولت وثروت والے کو کیوں نہیں بنایا' ان کے خیال میں نبوت رسالت دنیاوی حکومت کی طرح ہے۔صحابہؓ مہدی نے تابعین مہدویہ نے تبہ تابعین مہدویہ نے بعد کے بزرگوں نے تعلیم مہدی پر عمل کیا اور کامیاب ہوئے اس کے اُصول وضوابط وضع کرکے اپنا حق ادا کیا' مگر! پچھلے سو سواسو برسوں کے بعد جب علم کا غلغلہ بلند ہوا تو مہدویہ عالموں نے علم کی بنیاد پر دوسروں کو اس حقیقت سے آگاہ

کرنے کا حق ادا نہیں کیا' اسی کی وجہ سے آج یہ افراتفری کی کیفیت ہے۔ایسا مسلمانوں کے دوسرے گروہوں میں بھی ہوا ہے طلوع اسلام کے بعد سات سو برس تک جو عملی علمی تحقیق و کوشش ہوئی اس کے بعد اس پر مزید عمل اور کوشش کرنے کے مسلمانوں نے بحث مباحثہ حجت دلیل مناظرہ مقابلہ کے' میں مسلمان تو مسلمان تو کافر میں کافر ,میں اپنی توانائیاں صرف کردیں۔اور اس طرح نئے نئے فرقے جماعتیں تو پیدا ہوئیں مگر تیرا اسلام میرا اسلام کا مقابلہ ہی ہوتا رہا۔آج جو مدرسے اور دارالعلوم ہیں وہ صرف رٹنے رٹانے کے کارخانے ہیں جہاں دین ایمان نہیں صرف ان مدرسوں کی جماعتوں سے تعلق کے عقاید بتائے سمجھائے جاتے ہیں اور دوسروں کو کافر گردانے کے حربے سکھائے جاتے ہیں اور دینی تعلیم کے ذریعہ پیسہ کمانے کا طریقہ بتایا جاتا ہے۔قرآنی علوم اور معرفت الٰہی بالکل ندارد ہے۔اب صرف مہتمم اور شیخ اسلام شیخ الحدیث ہونا مسلمان اور شان کی بات رہ گئی ہے۔

ہر قوم کا ایک معاشرتی کردار ہوتا ہے ایک تنظیمی' ایک مذہبی' ایک بین القوامی۔نبوت کے بعد صحابہؓ ان تینوں کرادراوں میں کھرے اترے۔عیسائی' یہودی کا بھی ایک کردار ہے جو بتاتے جتاتے رہتے ہیں' ہندو ایک مذہب نہیں ہے طریقہ زندگی way of Life ہے یہ بات خود ہندو بھی مانتے ہیں' صرف دہریوں کی نہ کوئی معاشرت نہ مذہب نہ بین القوامی شناخت اور نہ کردار ہوتا ہے۔یہی بات مہدویوں کے لئے بھی ہے' مہدی موعود اور ان کے بعد کے صحابہؓ یہ تینوں کردار بخوبی نبھائے' لیکن پچھلے سوا سو برسوں کے مہدوی عوام تو دور کی بات عالموں اور رہبروں نے نہیں نبھایا' اس لئے وہ دبے دبے ڈرے ڈرے سے ہیں' یہی بات ہے دنیا کی ہر قوم اور مسلمانوں کا ہر فرقہ چاہے وہ حق پر ہو یا ناحق پر مگر اپنے اُصول پر ڈٹا ہوا ہے' مگر مہدویوں کی صفوں میں انتشار اور مایوسی ہے جبکہ مہدی موعودؑ اور ان کے صحابہؓ نے مذہبی کردار خوب نبھایا اپنی اصلاح و تبلیغ سے' اور تنظیمی کردار میں دایروں کے زندگی اپنا کر منظّم و متحد رہنا سکھایا' اور دنیا میں مہدویت کا غلغلہ بلند کیا۔اور آج خود کو معتبر اور مقدس ثابت کرنے کی کوشش میں عجیب اور مضحکہ خیز حرکتیں کرنے لگتے ہیں' ابھی ایک ایسے عالم کا فیس بک پر بیان سنا کہہ رہے تھے کہ مہدویت قرآن ہے' انہوں نے نہ اس کی دلیل دی نے وضاحت کی اور نہ ہی تشفی بخش تبصرہ کیا ۔جبکہ دنیا میں مثل قرآن ہونا صرف ذات محمد ﷺ کے لئے مخصوص ہے حضرت عایشہؓ سے پوچھا گیا کہ حضورؐ کے اخلاق اوصاف کیا تھے آپؓ نے فرمایا کہ وہ چلتا پھرتا قرآن تھے۔یہ خصوصیت دنیا کی کسی قوم کو تو کیا کسی ہستی کو

بھی حاصل نہیں'لیکن بغیر دلیل کے صاحب کہہ گئے' اسی طرح کچھ لوگ اپنے باپ دادا کی کتاب کوقرآن اور سنت یا اللہ کی رسی کہہ رہے ہیں یہ ہے جہالت کی انتہا۔ایک جاہل نے کہیں لکھا کہ کہ مرشدوں سے قرآن کے حکم وبیان میں غلطی ہو ہی نہیں سکتی' جبکہ کئی منصب نشیں جادوٹونہ تعویز سحر جن بھوت بھگانے کے دھندے میں ہیں اور کچھ کوڈھنگ سے اردو پڑھنا نہیں آتا قرآن کے معنی کیا خاک سمجھیں گے۔صرف پگڑی شیروانی ہاتھ میں چھڑی پکڑ لینے سے کوئی عالم یا مرشد نہیں بن جاتا'اس کے لئے سب سے پہلے خدا کا خوف اور ادب رسول وانبیا کا ہونا ضروری ہے'اور کچھ لوگوں نے برملا تضحیک کی ہے اور اپنی بات پر اڑے رہے کہ ہم نے جو کچھ کہا یا لکھا وہی صحیح ہے تو کیا یہ لوگ قرآن کے عمل وبیان میں معصوم کہلائے جائیں گے؟۔ادب کیا ہوتا ہے اس کی مثل ایک واقعہ ہے ایک عالم یا صوفی بہت لوگوں میں مشہور ہو گئے ہر کوئی ان کا گرویدہ اور دیوانہ ہو گیا'ایک شہر میں تشریف لائے تو وہاں ایک خدا پرست عالم یا صوفی تھے ان کے لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ ان سے ملنا اور اکتساب فیض حاصل کرنا چاہے لوگوں کے کہنے پر لاچار وہ ان سے ملنے گئے قریب پہنچے تو دیکھا کہ وہ کسی وجہ سے قبلہ رخ ہو کر تھوکتے ہیں 'وہیں سے وہ عالم یا صوفی واپس ہو جاتے ہیں'لوگوں کے استفسار پر کہتے ہیں کہ جو شخص شریعت کے معمولی حکم کو نہیں جانتا کہ قبلہ رخ نہیں تھوکنا چاہے'وہ نہ عالم ہے نہ صوفی بلکہ جاہل ہے۔

قرآن مجید انسانیت کی بھلائی اور بقا کے لئے نازل ہوا اس کے احکام دین ہیں' سنت نبوی ﷺ اس قرآن مجید کو سمجھنے اور عمل کرنے کا ذریعہ ہیں جنہیں احادیث کہا گیا' مگر اس میں دشمنان اسلام نے اور کچھ خود ساختہ لوگوں نے خرد برد کی اور کچھ زیادہ بیان کر دیا کچھ کم'لہٰذا جو حدیث قرآن کے بیان کے مطابق ہو وہ صحیح ہے اور یہ عقیدہ صرف مہدویوں میں ہے کہ حدیث کو قرآن کے مطابق ہونا چاہے۔'اور نبی کریم ﷺ کی بیان کردہ ہے'محدثین نے احادیث کو جمع کرنے کا بے مثال کام کیا ہے۔مگر کچھ عالموں اور بدعقیدہ جماعتوں اور گروہوں نے احادیث کو قرآن کے تابع کرنے کی کوشش کی اور'قرآن کو احادیث کے تابع کر دیا ہے یعنی جو صحیح مسلم صحیح بخاری میں نہیں وہ اسلام ایمان اور دین نہیں'اس طرح قرآن کی بے حرمتی کی جاتی ہے'ہم دیکھ سکتے ہیں ایک جماعت اہل حدیث کی ہے جو قرآن ایمان اسلام کو نہیں صرف حدیث کو ماننے والے۔اور کچھ اہل قرآن بھی ہیں سوائے قرآن کے احادیث کو نہیں مانتے انہیں روایات سمجھ کر کے درگزر کر دیتے ہیں اس طرح یہ تمام فریق راہ مستقیم سے ہٹے ہوئے ہیں'مہدی موعودؑ نے ''مذہب ما کتاب اللہ واتباع سنت رسول اللہ'' فرما کر ان تمام

مباحث کا خاتمہ کردیا کیوں کہ آپؑ خلیفۃ اللہ ہیں۔آپ علیہ السلام نے جہاں تعلیمات ہدایت یا فرایض ولایت کو قرآن کی بنیاد پر قایم کیا ہے وہیں پر آپ کی زندگی سنت نبوی کے اُصولوں پر قایم تھی۔تعلیمات فرایض ولایت وہ ہیں جو حضورﷺ سے مخصوص ہیں جو آپﷺ نے اپنی زندگی میں اختیار کرر کھی تھیں' فرایض اسلام کی پابندی کا حکم اُمت کو دیا لیکن جنہوں نے آپﷺ کے طریق پر اپنی زندگی گزاری انہیں منع نہیں کیا جن کی مثال حیات نبوی میں اصحاب صفہ رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں 'جنہوں نے تقویٰ تو کل ذکر کثیر ترک حب دنیا ہجرت ظاہری وباطنی کو اپنی زندگی کا مقصد بنا کر ایک دوسرے کے رفیق وغمگسار بن گۓ تھے' انہیں لوگوں کو رسالت مآبﷺ نے اپنی معیت اور قربت میں رکھا ہوا تھا' اور اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کو تاکید کی تھی کہ ان کو اپنے سے دور نہ رکھیں۔صرف طلب دیدار ایک واحد تعلیم اور طریقہ ہے جو مہدی موعود نے حضورؐ کی اتباع میں مصدقوں کو دعوت دی ہے۔

مہدی موعودؑ کے فرایض ولایت کو سمجھنے سے پہلے قرآن کے نزول اور اس کے احکام کے مقصد کو سمجھنا ضروری ہے' ورنہ یہ فرایض کی تعلیم اور طریقہ سمجھ میں نہیں آۓ گا۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ قرآن میں جو ہے بس وہی کرو' احادیث کی شان نزول کی روایات کی وضاحتوں کی ضرورت نہیں' ٹھیک ہے انہیں لگتا ہوگا کہ پیدا ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعہ کتاب اللہ نے سیدھے انہیں کے ہاتھوں میں رکھدی ہے نبی کے رسول کے پیغمبر کے اللہ کے خلیفوں کی ضرورت نہیں۔یہ منطق اور خام خیالی آج سے دوسو برس پہلے شروع ہوئی جس میں آوے کا آوا بہہ گیا اسی بنیاد پر کچھ اہل قرآن بنے کچھ اہل حدیث۔مگر وہ یہ نہیں بتا سکتے کہ نماز کا حکم قرآن میں ہے اسے کیسے پڑھنا کب پڑھنا کتنا پڑھنا انہوں نے کہاں سے سیکھا وہ یہ نہیں بتاتے سوال پر الجھ جاتے اور خفا ہو جاتے ہیں۔یہ جاننے کے لۓ ہمیں رسول کا نبی کا ان کے قول و عمل کو اختیار کرنا پڑتا ہے جسے سنت کہیں یا احادیث یا شریعت اس کا علم سواۓ نبیﷺ کے کسی کو نہیں تھا' اور جو صرف حدیث کے قایل ہیں وہ عمل قرآن کے احکام پر کرتے ہیں مگر محدثین کا مقام ان کے پاس نبیؐ سے زیادہ ہے۔یہی بات زکواۃ کے متعلق ہے اگر صرف قرآن پر چلنے کی ہے تو زکواۃ ڈھائی فیصد ہی کیوں؟ یہ دس یا بیس فیصد کیوں نہیں دیتے؟ کیوں احادیث اور فقہ کا سہارا لیتے ہیں' یعنی اپنی سہولت کے مطابق لوگ دین اختیار کۓ ہوتے ہیں خدا کے لۓ نہیں۔اور شان نزول میں غور کرنے پر لوگوں کو بڑا اعتراض ہے۔تو انہیں کس طرح معلوم ہوا کہ جس ترتیب میں آج قرآن ہے

وہ حضورﷺ کے زمانے کی ہے کہاں سے معلوم ہوا' یہ بھی تو احادیث وروایات سے معلوم ہوا ہے؟ اللہ نے قرآن میں بار ہا بتایا کہ زمین پر گھوم پھر کر کیوں نہیں دیکھتے کہ ہم نے نافرمانوں کا کیا انجام کیا؟ انہیں کیسے یقین ہو گیا کہ دنیا میں کون سی قوم کب کیسے اللہ کی نافرمانی کرتی تھی' کیا صرف فرعون نمرود قوم صالح اور ھود ہی اللہ کے نافرمان تھے؟ اگر احادیث کی ضرورت نہیں تو کیوں نہیں کسی عورت سے کہہ لیتے کے میرا تم سے نکاح ہے چلو زندگی گزارتے ہیں' کیوں سنت کا طریقہ اختیار کرتے ہیں' قرآن سامنے موجود ہے؟ کیوں خود کو قبرستان میں دفناتے ہیں جلا کیوں نہیں لیتے۔ انہیں کیسے یقین ہے کہ قرآن میں ۱۱۴ چودہ ہی سورتیں ہیں کیا وہ حضورﷺ کے دور میں موجود تھے یا فرشتوں نے انہیں خاص طور پر بتایا ہے؟ بغیر نبی رسول حدیث دلیل کے انہیں کیسے معلوم کے قرآن اللہ کے احکام کی کتاب ہے؟ اگر قرآن کو اہل زبان کی طرح سمجھنا ہے تو' پھر کیا دنیا میں جو مسلمان ہیں وہ تمام عربی کے اہل زبان ہیں اگر نہیں تو عربی جاننے والوں سے ہی انہوں نے بھی سیکھا ہے کہ قرآن کیا ہے؟ اگر قرآن عربی میں ہے تو مصر کی عربی ,شام کی لبیا کی مراقش اعراق کی عربی مختلف ہے تو کونسی عربی میں وہ قرآن پڑھ اور سمجھ رہے ہیں' مانا کہ قرآن ایک ہے مگر انہیں کے مطابق انہوں نے کونسی عربی میں قرآن کو سمجھا ہے؟ وضو کا طریقہ قرآن کی چھٹی آیت میں ہے جس میں منہ ہاتھ کہنیوں تک سر کا مسہ اور پیر دھونے کی بات ہے۔ اگر یہ سمجھتے ہیں قرآن کے مطابق ہی چل رہے ہیں تو اس میں کلی کرنے اور پہلے ہاتھ دھونے کی بات نہیں ہے' تو کیوں یہ دو عمل اختیار کرتے ہیں جتنا قرآن میں ہے اتنا کرونا؟ سنت اور حدیث کا سہارا کیوں؟ قرآن میں داڑھی کا حکم نہیں ہے یہ سنت رسول ہے جو احادیث سے معلوم ہوا ہے' کیوں داڑھی رکھ رہے ہو؟ بات دراصل یہ ہے کہ انسان میں "میں' ضد ہٹ دھرمی من مانی کا چلن فطرت میں ہے اس لئے اپنے بات منوانا مقصد ہے اور کچھ نہیں' قرآن مجید اللہ کا کلام ہے اس نے رسولﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے' اور یہ سب حیلے بہانے رسول اللہﷺ کو درمیان سے نکالنے کے ہیں جو آج سے دوسو برس پہلے جس کی ابتداء ہوئی تھی۔ سوال ہے قرآن میں فون سوشیل میڈیا انٹر نیٹ کا ذکر نہیں اسے ترک کیوں نہیں کرتے' جہاں سہولت اور ضرورت ہوئی دین سمجھ لیا جہاں اپنی بات آئی وہ دین نہیں' کیوں؟ سود کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے' آج بینکوں کا سارا نظام مالیت سود (انٹرسٹ) کے بغیر نہیں' کیا بینک میں نوکری کر کے تنخواہ حاصل کرنا سود سے فایدہ حاصل کرنا نہیں؟۔

اللہ تعالی نے انسانوں کی مرضی پر قرآن نازل نہیں کیا' قرآن کے مطابق اور اس کے احکام کے تحت

انسانوں کو رکھا ہے۔قرآن میں واقعات امثال' دوسری قوموں کے حالات کیوں بیان کئے؟ صرف احکام نصیحتیں وعدہ وعید کا بیان کیوں نہیں؟ یہ وضاحتیں یہ چیونٹی کی مثل مکھی مکڑی کی مثل بقرہ کا بیان لوہا سونا ہیرے جواہرات جہاز ستاروں کہکشاں پہاڑوں ندیوں سمندر کی مثالیں کیوں؟۔ دراصل انسانوں کا وطیرہ ہے کہ ہر بات میں وہ اپنی عقل کو مقدم رکھتا ہے'اور کبھی دیکھا جس ماحول میں جا بیٹھتا ہے انہیں کی ہاں میں ہاں ملانے لگتا ہے۔اہل قرآن احادیث کو اس لئے ضروری نہیں سمجھتے کہ اس میں غلط بیانی ہوئی ہے اور اب جو یہ غلط بیانی اور تاویلات کرتے ہیں اس کے صحیح غلط کا فیصلہ کون کرے گا'انہیں بس اپنی عقل اور بات کو منوانا ہے اور کچھ نہیں چاہے وہ قرآن کا حکم ہو یا نبی رسول کا حکم ہو اس سے انہیں کوئی مطلب نہیں۔ یہی یہودیت اور نصرانیت ہے۔انسان جب اپنے نفس اور انانیت کو قوی بنالیتا ہے تو وہ نہ قرآن کو مانتا ہے نہ حدیث کو نہ اس کے پاس کسی کی قدر و قیمت ہوتی ہے'وہ صرف اللہ اور رسول کا نام معاشرتی ضرورت اور مجبوری کے لئے لیتا ہے'اگر ایسی مجبوری نہ ہوتی تو وہ خود احکام خدا سے یا قرآن سے بھی بری الذمہ ہو جاتا'یہ ایک قسم کا الحاد ہے جو لوگ اختیار کر لیتے ہیں۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم صرف قرآن کو مانتے ہیں یا احادیث کو یا ہمارے پیر فقیر نہ علمائے حق کو نہ اولیائے کاملین کو نہ صحابہؓ کو تو دراصل یہ لوگ کسی کو نہیں مانتے'صرف ان کا سہارا لئے ہوتے ہیں'مانتے کسی کو نہیں یہ اپنی انا کو مانتے ہیں کہ جو کچھ ہم سمجھ رہے ہیں وہی صحیح ہے۔یعنی''میں''ان میں اس'میں'' کا بت اتنا قوی ہو چکا ہوتا ہے کہ وہ کسی کے آگے جھکنا نہیں چاہتا حتی کہ ایک ایسے مقام پر یہ لوگ پہنچ جاتے ہیں جہاں وہ معبود حق کے آگے بھی جھکنے سے انکار کر دیتے ہیں۔اس بات کا گواہ قرآن ہے کہ جن لوگوں نے شرک و بت پرستی کی سو کی'مگر جو اہل کتاب کہلائے وہ بھی اس'میں'اور نفس کا شکار ضرور ہوئے۔کسی نے کہا ہے کہ لوگ آدھا سنتے ہیں'تھوڑا سمجھتے ہیں'اور زیادہ بتاتے ہیں۔

قرآن بطور شریعت نازل ہو چکا تھا' سنت رسولؐ جو اقوال و اعمال رسول ﷺ تھے انہیں احادیث کے ذریعہ بطور سنت پیش کر دیا گیا'تو پھر اللہ کے رسول ﷺ نے ایک ہادی مہدی کی بعثت نویں صدی ہجری میں ہونے کی بات کیوں کہی؟ یہ بات مسلمانوں کے تمام فرقوں اور طبقوں میں ہے کہ مہدی کو بھیجا جائے گا ۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم میراں سید محمد جونپوری کو مہدی موعودؑ آخر الزماں خلیفۃ اللہ مانتے ہیں اور ان کی آمد و گذشت کا اقرار کرتے ہیں۔سوال ہے کہ جب اللہ تعالی نے قرآن کے بیان کا وعدہ کیا اپنی رسولؐ سے تو کیوں

نہیں آپ ﷺ نے اپنی حیات میں یا اپنے بعد کسی کو نامزد نہیں کیا؟ اس کا جواب قرآن ہی دیتا ہے کہ توریت زبور میں خرد برد انہیں لوگوں نے کی جو اس کے ماننے والے تھے' کافروں نے نہیں اور کئی صدیوں بعد' انجیل میں دخل اندازی انہیں لوگوں نے کی جو اس کے ماننے والے تھے کئی صدیوں بعد اور یہی کام اہل قرآن نے کیا صدیوں میں غلط ترجمے غلط تفاسیر غلط تشریحات یہ کام کچھ مدت میں نہیں ہوا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی اس بدعملی کو ظاہر کرنے کے لئے مہدی کی بعثت کا وعدہ اپنے رسول ﷺ سے نویں صدی ہجری میں کرایا' تاکہ ان کی تمام کوتاہیاں غلطیاں نفس پرستی علم مقام و مرتبہ کا غرور عام ہو جائے۔ حق اور ناحق کو بعد میں پیش کیا۔ مہدویوں کا یقین ہے آپؑ ہی مہدی موعودؑ ہیں اب کوئی مہدی آنے والا نہیں' اب صرف قرب قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئینگے۔ دوسرے طبقے مہدی کے انتظار میں ہیں کچھ علاقائی طور کچھ لوگوں کو مہدی مانا' مگر جتنا چرچہ مہدی موعودؑ ہونے کا اغیار میں میراں سید محمد جونپوری کی مہدویت کا ہے کسی اور کا اتنا مشہور نہیں' بھلے وہ مخالفت میں ہو کہ موافقت میں یا ادب احترام میں ہو' یا انکار میں۔ ہمارا کہنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم غیب میں یہ پوشیدہ کیا کہ نزول قرآن اور ختم نبوت کے بعد ایک مبین کلام اللہ مراد اللہ کو بھیجنا ہے' اور اس کا وعدہ اپنے رسول ﷺ سے کیا تاکہ وہ اُمت کو آگاہ کردیں۔ اور اُمت کو سمجھانے کے لئے قرآن کے نزول میں اپنے رسولؐ کے ذریعہ بتایا کہ ''ثم ان علینا بیانه'' کہ ہم اس قرآن کا بیان کرینگے۔ یہ سورہ قیامہ کی آیت ہے۔ اور اس کی وجہ بتاتے ہوئے اللہ نے فرمایا کہ' آپ اس قرآن کو یاد کرنے کے لئے اپنی زبان کو جلدی جلدی حرکت نہ دیں' ہم اس قرآن کو جمع بھی کریں گے اور اس کا بیان بھی کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کو یہ بات معلوم تھی کہ اس قرآن کی وضاحتیں تفسیریں لکھی جائیں گی' اس سے فقہی مسایل نکالے جائیں گے۔ لہٰذا اللہ نے اپنے رسولؐ کی تسلی فرمائی اور اُمت کو پیغام بھی دیا' مگر انسان تو انسان ہے اس کی فطرت میں اطاعت ہے تو حکم عدولی انحراف حجت بھی ہے' یہی ہوا مسلمانوں میں یہ سلسلہ شروع ہو گیا بعد ختم نبوت۔ آج مسلمانوں کا ہر فرقہ گروہ جماعت ایک دوسرے کو غلط ٹہراتی ہے۔ اب یہ سمجھنا چاہے کہ ایسی کیا بات ہے جو مہدی موعودؑ کو حضور نبی کریم ﷺ کے بعد مخصوص Unique بناتی ہے علمائے اسلام ولیوں صوفیوں کے درمیان؟۔ وہ ہے آپ کی خدا ترسی ہجرت اور دعوت الی اللہ' جس کا اعتراف غیر مہدویہ مصنفوں محققوں مورخوں نے بھی کیا ہے۔ دنیا میں دوسرے جھوٹے مدعی مہدی میں کسی کے متعلق اتنی بحث اور تحقیق نہیں ہوئی ہے۔ آپ کے کٹر مخالف بھی اس بات کا اعتراف کر چکے ہیں کہ آپؑ میں وہ

تمام آثار مہدی پائے جاتے تھے۔ جو احادیث میں بیان ہیں۔ یہاں ایک روایت کا بیان ضروری ہے۔ امام مہدی کی فضیلت کے متعلق امام سیوطی نے الحاوی جلد ۲ صفحہ ۹۳ پر مصنف ابن شیبہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ جس میں ابن سیرین کا قول ہے "اس اُمت میں ایک خلیفہ ہوگا' جس پر حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو بھی فضیلت نہ ہوگی' یہی روایت ضمرہ کی سند سے ابن سیرین سے منقول ہے کہ فتنوں کا ذکر کرتے ہوئے حضورﷺ نے فرمایا کہ' جب فتنوں کا زمانہ آئے اپنے گھروں میں بیٹھ جاؤ' یہاں تک کہ ابو بکرؓ اور عمر سے بہتر آدمی کے آنے کا نہ سن لو۔ صحابہؓ نے پوچھا کیا ان دونوں سے افضل کوئی شخص آئے گا؟ تو نبی کریمؐ نے فرمایا" **وہ تو بعض انبیاء پر فضیلت رکھتا ہوگا"** ۔غور طلب بات یہ ہے کہ آپ ﷺ نے بعض انبیا پر فضیلت رکھنا بیان کیا' یہ نہیں کہا کہ وہ نبی ہے۔ نبی ہونے میں فضیلت میں بڑا فرق ہے۔ حضورﷺ نے اکثر کہا کہ میں دین حنیف کی اتباع کرتا ہوں' مگر اللہ تعالی نے آپ ﷺ خاتم الانبیا بنایا اور کہا کہ محمد پر اللہ اور اس کے فرشتے درور بھیجتے ہیں' ابراہیمؑ کے متعلق یہ بات نہیں کہی۔ حضرت ابراہیمؑ کی فضیلت اپنی جگہ پر مگر حبیب خدا صرف محمدؐ ہیں۔ اس طرح انبیا کے مقام اور ہیں خلافۃ اللہ ایک حقیقت ہے' جو ہر نبی کو حاصل ہوتی ہے۔ اور آثار وقرائین بتاتے ہیں کہ حضور نبی کریمﷺ کو اللہ تعالی نے مکہ مکرمہ کے دور نبوت میں مہدی کے متعلق بہت تفصیل سے بتادیا تھا' لیکن وہ دور پر آشوب تھا خدا کی وحدانیت اور رسولؐ کی نبوت کو لوگوں کے دلوں میں مضبوطی سے جمانا تھا' لہٰذا آ ﷺ نے مہدی کی بعثت آمد اور دوسرے آثار وشمایل بعد ہجرت مدینہ بیان کیں جب اسلام مستقل ایک حقیقت اور طاقت کے ابھر چکا تھا۔ اور غور طلب بات یہ کہ دنیا کے تمام جھوٹے مدعی مہدی میں سبھی نے احادیث کی بنیاد پر دعوی کیا' میراں سید محمد مہدی جونپوری خلیفۃ اللہ نے قرآن کی بنیاد پر اپنا دعوی ثابت کیا۔ حضور نبی کریمﷺ کو آپ کی بعثت سے آگاہ کر دیا گیا تھا' اسی لئے آپ ﷺ نے اس تعلق کی نشانیاں اور اشارے دئے' آپؐ نے فرمایا کہ" مجھے ہند کی طرف سے ٹھنڈی ہوا کے جھونکے اور خوشبو آتی ہے" اور مہدی کی بعثت اسی لئے ہوئی کہ اللہ رب العزت قدرت اور عظمت والے کے سامنے انسان خود کو حقیر اور سمجھے' یا یہ انسانی فطرت ہے یا نفس کا بہکاوا یا شیطان کی شرارت انسان اپنی فطرت سے باز نہیں آتا۔ نفس خودی انانیت کو ترک کرنے کی تعلیم مہدی موعود نے دی ہے' آپؑ نے صرف عبادات یا ذکر واذکار نہیں سکھائے' پوری اور مکمل تربیت کا طریقہ اور تعلیم دی' اللہ سے ڈرنے کے لئے تقوی کو ضروری قرار دیا' اللہ پر بھروسہ کرنے کے لئے توکل کی تعلیم دی' دنیا متاع دنیا کی غلاظت سے دور رہنے

کے لئے ترک حب دنیا کی تعلیم دی' خودشناسی ریا کاری شہرت کی طلب دنیا کی محبت علم کمال ہنر کے غرور سے دور کر کے ہجرت ظاہری و باطنی کا طریق سکھایا' ان سبھی باتوں سے ہٹ کر اللہ کی ذات میں غور کرنے فہم و ادراک کرنے کے لئے نیک لوگوں کی صحبت کی تاکید کی۔

قرآن صرف رٹنے رٹانے ترجمہ سے پڑھ لینے لحن سے قرآت کرنے تجوید سے تلاوت کرنے ترنم سے پڑھنے حفظ کر لینے فتوے دینے کے لئے نہیں۔ بلکہ اللہ کی عظمت اور قدرت میں غور فہم و ادراک کرنے کے لئے ہے۔ کیوں اللہ نے دنیا میں بھیجا اللہ کی اور رسولوں کی اطاعت کا حکم کیوں دیا قوموں کے واقعات کیوں بیان کئے' اندازے کیوں بتائے جہنم جنت کا ذکر کیوں ہے دنیا کے معاملات کے احکام کیوں دئے۔ اسی میں سنت احادیث اور روایات کو سمجھنے کی بات ہے تاریخ جغرافیہ جنگ امن کے بیان ہیں اور اسی میں نزول قرآن کی حقیقت کو احادیث میں روایات میں بیان کیا گیا۔ جو بھی اسلام ایمان کے حالات ہم تک پہنچے وہ اللہ کے رسول اور فرشتے آ کر نہیں بتاتے' ہمیں صحابہؓ کے بیانات روایات احادیث سے ہی معلوم ہوتے ہیں۔ اس میں یہ دعوی کرنا کہ قرآن کے احکام اور بیان یا احادیث کافی ہیں اول درجے کی حماقت غرور تکبر کی علامت ہے۔ کوئی بھی بات کو بڑھا چڑھا کر یا گھٹا کر کی ذیاتی کرنا ٹھیک نہیں' مگر اللہ نے غور و خوص کا حکم دیا ہے معنی تحقیق کرنا۔ یہ تحقیق احکام میں مسایل میں حالات میں نبوت کے احوال میں نزول کے احوال میں تاریخ میں ہوتی رہی ہے ہوتی رہے گی اس کا انکار تکبر اور غرور کی علامت ہے کہ میں نے جو سمجھا وہی صحیح' یہ فرعونیت اور نمرودیت ہے۔ صوفیا اور اولیا نے انسانوں کو اس جنجال سے نکالنے کی اپنے طور پر کوشش کی وہ خدا کے طرف سے معمور نہیں تھے اور معصوم عن الخطا بھی نہیں۔ اللہ تعالی نے حضور نبی کریم خاتم الانبیا ﷺ سے کئے گئے وعدے کے مطابق ثم ان علینا بیانہ اور اس کا بیان ہم کرینگے (سورہ قیامہ)۔ نویں صدی ہجری میں ایک ہادی و مہدی وارث قرآن (سورہ فاطر) کو مبعوث کر کے بندوں کی تعلیم اور تربیت کا انتظام کیا۔ جیسا کہا وارث قرآن ہر کوئی نہیں ہوتا سوائے خلیفۃ اللہ مامور من اللہ معصوم عن الخطا کے مگر انہیں بھی خاتم الانبیا ﷺ کے تابع رکھا "میرے نقش قدم پر چلے گا خطا نہیں کرے گا"۔

قرآن صرف کتاب نہیں ہے خالق اللہ کا کلام ہے' جو خاتم الانبیا محمد ﷺ پر نازل کی گئی۔ نزول وحی کی کیفیت بہ حجاب' بہ ذریعہ فرشتہ یا لقا اللہ کے ذریعہ ہوتی ہے۔ ان میں بصیرت ہونا سب سے فضیلت والی ہے جو

حضور نبی کریم ﷺ کو پہلے معراج میں عرش پر ہوئی جہاں پنجوقتہ نمازوں کا حکم ہوا' التحیات دی گئی' اور سورہ بقرہ کی آخری آیات بتائی گئیں' ان کے علاوہ حضور ﷺ کو بعد معراج اس طریق پر وحی کا نزول ہوا ہے' جب کئی موقعوں پر حضورؐ نے فرمایا کہ میں "اپنے اللہ کے پاس رات گزارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا بھی ہے پلاتا بھی ہے" اور کئی صحابہؓ کے جنتی ہونے کا اعلان' معرکہ بدر سے پہلے حجابات کا اُٹھایا جانا اور کفار کے واصل جہنم ہونے کے مقامات کی نشاندہی' صلح حدیبیہ میں اللہ کا فرمانا کہ محمدؐ کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے جس پر تم بیعت کر رہے ہو' چاند کا دو ٹکڑے ہونا' اگلی قوموں کے واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر بتانا' اور بھی کئی معاملات ہیں جو بغیر جبرئیل امین کے واقع ہوئے یہی حجاب کا اُٹھنا ہے کہ آپ ﷺ کو اللہ وہ دکھا رہا تھا جو بغیر واسطہ تھا۔ اب رہا لقا اللہ کی بات یہ نبی رسولوں سے مخصوص عمل ہے' لہٰذا ہم جب تاریخ اسلام سے پہلے کی قوموں نبیوں رسولوں کے واقعات میں دیکھ سکتے ہیں کہ حضرت جبرئیل کے نبیوں کے پاس آنے کے اتنے واقعات بیان نہیں ہیں یہاں تک کے یہود و نصاریٰ بھی توریت و زبور کے جبرئیلؑ کے ذریعہ نازل ہونے کی باتیں نہیں بیان کرتے اور سب سے بڑی مثل یہ کہ حضرت موسیٰؑ کو توریت بلا واسطہ تختیوں کی شکل میں دی گئی۔ سب سے زیادہ حضرت جبرئیل کی آمد اور وحی کے کی بات اسلام میں ہی بتائی گئی ہے۔ اور حضرت جبرئیلؑ پہلے بھی انبیا کے پاس آتے رہے ہیں' حضرت بی بی مریمؑ نبیہ نہیں تھیں لیکن حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش سے پہلے آ کر کئی خوش خبریاں دیں' اس سے معلوم ہوا کہ حضرت جبرئیلؑ کچھ خاص اللہ کے بندوں کے پاس آ چکے ہیں' اور اس ثابت بھی ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے نبی رسول خلیفۃ اللہ کے پاس آتے تھے۔ اور حضور ﷺ کے بعد لیلۃ القدر کے دن ہر سال زمین پر فرشتوں کے ساتھ آنا بتا رہا ہے کہ بعد ختم نبوت بھی وہ آتے ہیں اللہ کی مرضی سے تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ فرشتے اور روح (جبرئیل) اس (رات) میں اپنے رب کی اذن سے (مرضی سے؟ حکم سے) اترتے ہیں (قدر) ملا یکہ آتے ہیں زمین پر اس رات روح الامین کے ساتھ اللہ کی حکم سے۔ معلوم ہوا جبرئیل بعد نبوت بھی آیا کرتے ہیں۔ نبوت اور وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا' مگر جبرئیل کا آنا جانا بھی بند ہو گیا ایسا کہاں ہے؟۔ سورہ قدر میں جبرئیلؑ کا فرشتوں کی جماعت کے ساتھ آنا بیان ہے' اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اکیلے نہیں آتے' حضرت جبرئیلؑ اللہ کے مقرب فرشتوں میں ہیں' جب عزرائیلؑ آ جا رہے ہیں اسرافیلؑ میکائیلؑ اپنا کام اور ذمہ داری نبھا رہے ہیں تو کیا حضرت جبرائیل کا کام ختم ہو گیا؟ وحی کے علاوہ بھی اللہ نے انہیں کسی کام کو دیا ہو ہمیں کیا معلوم؟۔ جبرئیلؑ نہیں

آینگے اللہ کا دیدار نہیں ہوسکتا' مہدی حاکم بن کر آئیں گے قیامت انسانوں کی مرضی پر آئے گی' اللہ تعالی تمام مسلمانوں کو بخش دے گا یہ سب خود کے خیالات ہیں جبکہ اللہ نے کہا کہ "تم ابھی مسلمان بنے ہو ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا" سورہ احزاب۔ حشر کے دن مسلمان ہونا نہیں مومن ہونا کام آئے گا۔ ان کے علاوہ ایک اور بندہ کا ذکر قرآن میں ہے مگر نام نہیں ہے' مگر حضورؐ کے وصال پر آنا حضرت ابو بکرؓ اور حضرت علیؓ کا انہیں پہچان لینا بیان ہے وہ ہیں حضرت خضرؑ۔ محدثین میں امام بخاریؒ اور ابن جریر طبری نے ان کا ذکر کیا ہے اور صوفیا میں تو کئی بزرگوں نے ان کی موجودگی اور ملاقات کا ذکر ہے۔ اور مہدی موعودؑ کے ذکر میں حضرت شیخ دانیال کے ساتھ کھوکھری مسجد لے جا کر امانت رسولؐ پہنچانے کا ذکر ہے۔ لیکن ان سب کے باوجود ہمیں خضرؑ کے متعلق صحابہؓ اور اولیا اور محدثین سے علم ہے حضورؐ سے ان کے متعلق تذکرہ نہیں ملتا' اور حضرت موسیٰؑ کے بعد اگر کچھ تفصیلی ملاقات کا ذکر کیا ہے تو وہ مہدی موعودؑ ہیں۔ اور لقاء اللہ کی کیفیت کشف ومراقبہ سے بہت بلند ہے' جس کا بیان سورہ انعام میں ہے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ, نگاہیں اُس کو نہیں پاسکتیں اور وہ نگاہوں کو پاسکتا ہے۔ اس کا ایک معنیٰ تو "انسان اُسے نہیں دیکھ سکتا ' مگر وہ آنکھوں کو نظر آسکتا ہے" اور دوسرا معنی یہ ہوسکتے ہیں کہ وہ انسان کے حواس خمسہ پر چھا جائے' یعنی دل دماغ سوچ بصارت سماعت پر اس کا چھا جانا' کہ اللہ اسے وہ دکھا دے یا سمجھا دے جو اللہ بتانا چاہتا ہے۔ یہ حالت سچے خواب کی بھی ہے اور حضورؐ نے سچے خواب کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ بتایا۔ اب اس کے بعد ہمیں دیکھنا ہے کہ انبیا اور مرسلین اور اللہ کے خلیفوں کا منصب کیا ہوتا ہے یعنی ان کا کام اور ذمہ داری الگ الگ ہوتی ہیں ۔ منصب نبوت' رسالت سے الگ ہے' پیغمبر کا منصب الگ ہے' ہدایت کا منصب الگ ہے۔ منصب نبوت خبر سے ماخذ ہے جیسے سورہ نباء' نبوت یا نبی اللہ سے احکام اخذ کرتا ہے' رسول کو صحیفہ کے ذریعہ رسالہ یا حکم دیا جاتا ہے جو لوگوں تک پہنچاتا ہے' پیغمبر کو ایک پوری مکمل شریعت دی جاتی ہے صحیفہ یا کتاب کے ذریعہ تاکہ لوگوں تک احکام پہنچائے' اور ان پر عمل کرائے حضورﷺ کے بعد کوئی خبر رسالہ کتاب شریعت نئی آنے والی نہیں۔ اسی طرح ہدایت ایک منصب ہے۔ جس طرح نبوت رسالت اور پیغمبری کا خاتمہ ہو گیا محمدﷺ پر اسی طرح ہدایت کا خاتمہ خلیفۃ اللہ مہدی موعودؑ آخرالزماں پر ہو گیا' اُمت محمدؐ میں آیمہ ہوئے' علماء ہوئے' محدث مفسر ہوئے' مفتی مجتہد ہوتے ہیں ولی صوفی ہوتے ہیں مگر ہادی ومہدی کا کسی کو دعوی نہیں ہے۔ مسلمانوں میں ولیوں صوفیوں میں جنہوں نے مہدی ہونے کا دعوی کیا بعد میں تایٔب ہوئے' اس

کا ذکر ان کے معتقد بھی کرنا گوارہ نہیں کرتے اور نہ ان کی سوانح واقول میں بیان کیا جاتا ہے۔اور جنہوں نے
مہدی کے جھوٹے دعوے کے ان کا اب ذکر بھی نہیں ہوتا۔مگر میراں سید محمد جونپوری مہدی موعودؑ خلیفۃ اللہ کا ذکر
عمداً موافقت اور مخالفت میں ہوتا رہتا ہے' یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپؑ کو مرضی سے یا مرضی کے بغیر مہدی
موعودؑ مانا جاتا ہے۔رسول نبی کریمؐ پر قرآن نازل کر کے ہدایت کا آغاز ہوا ذالک الکتاب لاریب فیہ
ھدی للمتقین (بقرہ) یہ کتاب ھدایت کا راستہ دکھاتی ہے متقین کو' یعنی اللہ سے ڈرنے والوں کو' اور جب
نبوت ورسالت کا آغاز ہوا تو اس کا خاتمہ بھی ہوا اسی طرح ہدایت کا خاتمہ بھی ہونا تھا' تو اللہ تعالی نے مہدی
پر ہدایت کا خاتمہ کیا' جس طرح قرآن کا آغاز ہدایت ھدی للمتقین سے ہے تو خاتمہ کا بیان بھی اسی قرآن
میں ہونا چاہئے تو دیکھیں سورہ بینہ جو نزول کی 98 سورۃ ہے وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِمَا
جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ یہاں فرقوں میں بٹی اُمت کو ایک بینہ کے پیغام کے ساتھ بتایا گیا کہ قرآن ہی ھدایت کا
آخری پیغام ہے جو رَسُوْلٌ مِنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً رسول اللہ کی طرف سے پاک صحیفہ پڑھ کر سنا چکے
تھے۔ اور یہ سورۃ مدنی ہے اور مہدی موعودؑ نے اسے اپنے دعوی کے آخری اور اٹھارویں آیت کے طور پر پیش کیا
'اس سورۃ میں ایک بینہ جو صاحب شریعت تھے ان کا بیان بھی ہے جو صاحب کتاب اور رسول (محمدؐ) ہیں اللہ کے'
اور دوسرے بینہ جو صاحب ہدایت (مہدیؑ) ہیں جو ایک کتاب یا اہل قرآن کی اتباع کرنے والے بینہ' ان کا
بیان یہاں ہے' اور اس ہادی ومہدی کی ہدایت پر چلنے کا فرقوں کا حکم ہوا ہے قوم کو نہیں اسی کے ساتھ نماز اور زکواۃ
کے حکم کے ساتھ ہدایت کے خاتمہ کا بیان ہے کیونکہ انہیں دو خاتمین کا دین صحیح بتایا گیا ہے۔اس کے بعد کی
سورتوں میں کفار مشرکین کے علاوہ اہل کتاب کی نافرمانی پر عذاب کا ذکر ہے۔اس طرح سوہ بینہ کے بعد اور سورہ
بینہ کی خصوصیت یہ کہ اس کے آخری الفاظ اللہ ان سے راضی ہوا جو اپنے رب سے ڈرے' ڈرنا معنی تقوی کی بات
وہی قرآن کا بیان متقی لوگوں سے شروع متقی یا ڈرنے والوں پر ختم' ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ' یہ اس لئے ہے کہ
جو اپنے رب سے ڈرے۔اللہ سے ڈرنے والے ہی ہدایت یافتہ ہیں۔اس سورہ بینہ میں اللہ سے ڈرنے والوں
یعنی متقی لوگوں کی پہچان بتا کر خاتمین ﷺ کے رسالت نبوت پیغمبری اور مہدی کی ہدایت کے خاتمہ کا اعلان ہوا
ہے۔ خَشِيَ رَبَّهٗ' خشی خشیت کے معنی ڈر خوف کے ہیں تقوی کے معنی بھی اللہ سے ڈر اور خوف کے ہی ہیں۔اس
طرح مہدی موعود نے متقی ہدایت پانے والے ایک گروہ کی مثال میں دنیا کو ہدایت آخری کا پیغام دیا اور بات

معرفت الٰہی یا طلب دیدار پر ختم کی۔عقل سمجھنے کے لئے ہے عقل کو امام بنانے سے انسان میں نفس اور غرور قوی ہوتا ہے‘اس کے لئے اللہ نے قرآن میں فہم اور ادراک کی بات کی ہے‘فہم وادراک عقل سمجھ سے ماوراء الگ چیز ہے کہ جب انسان خلوص سے اللہ کے احکام پر چلنے اور سمجھنے کی کوشش کرتا ہے تو اس میں فہم وادراک پیدا ہوتا ہے معنی یہ خدا کی طرف سے ودیعت کی گئی ایک نیک خصلت ہوتی ہے جو متقیوں اور عارفوں میں پیدا ہوتی ہے۔ بلکہ ایک طرح سے خدا کی رہنمائی کا احساس ہے۔اللہ تعالی نے قرآن دیا شریعت دی‘ہدایت باقی تھی وہ بھی پوری کردی۔اب زمانہ فرقوں جماعتوں بے دین عقایدوں کا ہے۔

میراں سید محمد جونپوری کے مہدی موعودؑ خلیفۃ اللہ ہونے کا سب سے بڑا ثبوت آپ علیہ السلام کا قرآن سے اپنا دعوی مہدی پیش کرنا اور قرآن کی بنیاد پر فرایض ولایت کی تعلیم دینا ہے۔انہیں فرایض ولایت کیوں کہا گیا؟اس لئے کہ فرایض نبوت حضورﷺ کے بعد نہیں بتائے جانے تھے وہ جو بیان ہونا تھا قرآن اور سنت رسولﷺ سے بیان ہو چکے تھے۔اُمت محمدؐ کا کوئی گروہ فرقہ یا ان کے پیشوا عالم ولی نے کبھی کوئی بات اس طرح نہیں کی کے ہمارا دعوی یا ہماری بات یا ہماری تعلیم قرآن کی بنیاد پر ہے‘حالانکہ انہوں جو بھی بتایا قرآن وحدیث سے ہی بتایا مگر قرآن کی شہادت کی بنیاد پر دعوی نہیں کیا کیونکہ وہ اس پرنا قادر تھے اور نہ ہی انہیں اس بات کو کرنے کی اجازت تھی اور وہ جانتے تھے کہ ہر بندہ خاطی و گنہگار ہوتا ہے کم یا زیادہ‘اس لئے وہ اپنے گناہوں پر لرزہ براندام ہوا کرتے تھے۔مہدی موعودؑ ہادی ومہدی تھے ان کا بیان تعلیم خدا کے حکم سے ہوا کرتی تھی اور وہ رسول مقبولﷺ کے مطابق معصوم عن الخطا تھے‘اس لے برملا اللہ کے احکام اور اقوال واعمال کی تعلیم بھی دی اور تربیت بھی کی مصدقوں کی۔

طلب دیدار کے تعلق سے مہدی موعودؑ نے جو مثبت ومدلل آیت پیش کی وہ سورہ یوسف کی ایک سو آٹھویں آیت ہے جسے اللہ تعالی نے محمدؐ پر نازل کر کے فرمایا'' کہدو اے محمدؐ یہ میرا راستہ ہے جس پر بلاتا ہوں بصیرت پر‘اور وہ بھی بلائے گا جو میرا تابع ہے‘اور اللہ پاک ہے‘اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں''۔حضور نبی کریمﷺ نے پہلے بصیرت یا طلب دیدار کی دعوت کی پہیل کردی‘جب آپؐ کے تابع کی بعثت ہوئی تو آپؑ نے اسی راستے پر لوگوں کو بلایا‘اُدْعُوْا اِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ ۔کے بعد یہ بات کہ میں مشرک نہیں ہوں وہ ذات کہہ رہی ہے جنہیں دنیا میں بھیجا ہی گیا اس لئے کہ شرک کو مٹائیں حضورﷺ شارع عالم تھے انہیں قرآن

اور وحی دی گئی اور ان دو کے ساتھ معراج میں بلاکر دعوت بصیرت کی یا دیدار کی ابتدا کردی، مہدی موعودؑ آپ شارع عالمﷺ کے تابع تھے اور آپؑ کے مبشر خلیفۃ اللہ مہدی یعنی ہدایت کے منصب پر تھے، اور اس ھدایت کا تقاضہ تھا کہ مہدی علیہ السلام قرآن اور سنت رسولﷺ کی بنیاد پر ہی یہ دعوت بصیرت پیش کرسکتے تھے۔ لہٰذا آپؑ نے قرآن مجید میں معرفت الٰہی کے بیان کا جو مخزن تھا انہیں بنیاد پر اللہ کے حکم سے تعلیمات فرایض ولایت کی ھدایت مصدقوں کو دی۔ حضور نبی کریم کا واقعہ معراج ہی بصیرت اور دیدار کی بنیاد ہے مگر اللہ نے سورہ نجم اور سورہ اسراء میں یہ بات نہ بتاکر سورہ یوسف میں یہ بات بتائی کہ ''آپ بھی بصیرت کی طرف دعوت دیں اور آپ کا تابع بھی یہی دعوت دیگا''، یعنی متبوع اور تابع کے مقامات اللہ نے پہلے ہی بتادئے۔ **اور اپنے رسولﷺ سے بصیرت کے دعوت کی ابتدا کردی** مگر اس کا تفصیلی بیان نویں صدی ہجری میں ایک خلیفۃ اللہ تابع رسول اللہ سے ہونا طئے پایا ہے۔ یہی بات ہے رسول اللہﷺ جب مدینہ منورہ ہجرت کے بعد پہنچے پہلے فرایض اسلام کو مثبت طریقے پر صحابہؓ کو بتایا کہ ان کے بغیر ایمان مکمل نہیں۔ ان میں سورہ بقرہ۔ محمد۔ رعد۔ الرحمٰن۔ بینہ۔ حشر۔ نور۔ حج۔ جمعہ جیسی سورتوں میں اس بصیرت کے کوایف واعمال کو بیان کیا اور سورہ محمد نزول ۹۵ اور سورہ المایدہ نزول ۱۱۲ دو ایسی سورتیں ہیں کہ جن میں ایک قوم کا ذکر کیا گیا وہ ایمان اور حقیقت کے احکام کو انکار کرنے والے نہیں اور وہ قوم ایسی ہوگی جن سے اللہ محبت کرے گا اور وہ قوم اللہ سے محبت کرے گی کسی ملامت کرنے والے سے نہیں ڈرے گی۔ اس کے بعد ہی حدیث احسان کا بیان ہوا کہ جس میں بصیرت یا دیدار کے مسئلے کو بالکل وضاحت کے ساتھ اعلانیہ بیان کردیا گیا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ: کچھ گناہوں کو نہ نماز بچاسکتی ہے نہ روزہ بچاسکتا ہے، بلکہ انسان حلال رزق کمانے کے لئے جو تکلیف اور مصیبتیں برداشت کرتا ہے اسی کی وجہ سے کچھ گناہ مٹ جاتے ہیں۔ اس بات سے دلیل ثابت ہوتی ہے کہ اگر اللہ کی معرفت حاصل کرنا ہے تو حضورﷺ کی ولایت کے اعمال جسے مہدی موعودؑ نے فرایض ولایت کے بطور پیش فرمایا ان پر عمل کرنا ہوگا کیونکہ ان میں تقوی توکل کی پوری تشریح توجیہہ اور تربیت کے تمام عوامل شامل ہیں۔ فرایض اسلام مسلمان اور بندہ ہونے کی نشانی ہیں اللہ کے مقرب ہونے کے لئے فرایض ولایت ہیں۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ۔ **میں نے جنوں اور انسانوں کو اسی لے پیدا کیا کہ وہ میری بندگی کریں۔** (سورہ الزرعات ۵۶) واضح صاف بیان Un equivocal statement اس کے بعد کوئی تردد نہ ہونا چاہئے۔ تعلیمات مہدی میں وہ تمام اعمال واحوال ہیں جو نہ صرف گناہوں سے بچنے کا

سبب ہیں بلکہ ان پر خلوص سے عمل کرنے سے اللہ کی رضا قربت اور معرفت کا راستہ کھل جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے بعد اسلام کے کسی گروہ فرقہ اور جماعت یا خانقاہ میں ایسی تعلیم نہ دی گئی نہ دی جاسکتی ہے سوائے خلیفۃ اللہ مہدی کے۔ رسول اللہ ﷺ کا دنیا میں بھیجا جانا انسان کے دل دماغ جسم خاندان معاشرہ ماحول طبیعت ملک وطن کی تبدیلی کے لئے تھا، وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ, زمانے کی قسم بیشک انسان خسارے میں ہے سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور اُنہوں نے نیک عمل کئے اور اُنہوں نے ایک دوسرے کو حق کی وصیت کی اور صبر کی وصیت (تلقین) کی۔ مہدی موعود کا بھیجا جانا، انسانوں کے خصوصاً اُمت کی ذہنی قلبی وروحانی طہارت کے لئے ہے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗۤ , اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ , یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآىٕمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ اے ایمان والو! تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر گیا تو عنقریب اللہ ایسی قوم لائے گا جنہیں وہ (اللہ) محبوب رکھتا ہے اور وہ (قوم) اللہ کو محبوب رکھتی ہے، وہ مومنوں پر نرم دل ہونگے ' کافروں پر زبردست ہیں، (وہ) اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں (ظاہر میں اور اپنے نفسوں سے) اور کسی ملامت کرنے والے (مرتدین جو اپنے دین سے پھرے ہوئے) کی ملامت سے نہیں ڈرتے، یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کو چاہتا ہے (دین اور ایمان) دیتا ہے، اور اللہ وسعت والا علم والا ہے (المایدہ ۵۴) اس آیت مبارکہ کو مہدی موعودؑ نے اپنے دعوی کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔ یہیں پر بس نہیں ہے بلکہ اللہ نے ان لوگوں کی اور وضاحت کرتے ہوئے فرمایا اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ , وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ , ۔ تمہارا رفیق تو صرف اللہ ہے، اور اس کا رسول' اور اے ایمان والو، اور وہ جو نماز قایم کرتے ہیں اور زکواۃ دیتے ہیں 'اور (اللہ کے حضور) رکوع کرنے والے ہیں، جو دوست رکھے اللہ اور اس کے رسول کو اور ایمان والوں کو، تو بے شک اللہ کی جماعت ہی (سب انکار کرنے والوں پر) غالب رہے گی۔ (مایدہ ۵۵) ور یہ بات ہوکر رہی ہے نویں صدی ہجری میں، اور اس کے چار صدیوں تک ایمان والوں یا مہدویوں کا غلغلہ رہا۔ اس کے بعد بھی اللہ نے فرمایا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ

قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنتمْ مُؤْمِنِيْنَ (مایدہ ۵۷) اے ایمان والوں نہ بناؤان لوگوں کو اپنا (دوست) نہ بناؤان لوگوں کو جو تمہارے دین کو ایک مذاق اور کھیل ٹھراتے ہیں (یعنی وہ) جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور کافروں کو دوست نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرو اگر تم ایمان والے ہو۔ **یہاں اللہ تعالی نے ایمان والوں کی خصوصیات کا پورا نقشہ کھینچ کر بتادیا کہ جو لوگ تمہارے دین طور طریق کا مذاق بناتے ہیں تمہارے بزرگوں کی تضحیک کرتے ہیں اور اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں (جن میں مہدی کی تصدیق اور اتباع کا حکم ہے) ایسے لوگوں کو دوست نہ بناؤ حالانکہ ان کے پاس اللہ کی کتاب ہے مگر وہ اس میں غور نہیں کرتے محض اپنے علم اور عالم ہونے کے زعم میں (مہدی موعود کا انکار کرتے ہیں) ایسے لوگوں کو دوست نہ بناؤ، اور صرف اللہ سے ڈرو اسی پر یقین اور بھروسہ رکھو۔ مگر پچھلے سو برسوں میں ہوا یہ ہے کہ نہ صرف ان لوگوں کو مہدویوں نے دوست بنالیا بلکہ ان کے ہم خیال بن گئے جو ہمارے بزگوں کا مذاق بناتے ہیں اور مہدی کی تضحیک کرتے ہیں اب تو ان کے ہم نوالہ ہم پیالہ بن گئے ہیں ان کی اقتدا بھی کر رہے ہیں ان میں شادی بیاہ بھی کر رہے ہیں اس طرح دین ایمان مہدویت کو ایمان اور کفر سے مکدر کردیا ہے' جبکہ اللہ نے انہیں بتایا ہے کہ ان سے دور رہو' باوجود یہ کہ وہ اہل کتاب یعنی اہل قرآن ہیں وہ اللہ کے رسول کی نافرمانی اور مہدی کا انکار کرکے مرتد ہو چکے ہیں دین سے پھر گئے ہیں' ایسے لوگوں کے ساتھ مہدوی اور ان کے رہنما ان کے گود میں جا بیٹھے ہیں' ان کے مدرسوں سے تعلیم حاصل کرکے مہدویت کا مذاق بنادیا ہے۔**

سورہ بینہ کا نزول 100 ہے اسے ترتیب قرآن میں 98 پر رکھا گیا ہے ترتیب کے لحاظ سے 16 اور نزول کے حساب سے 14 سورتوں سے پہلے قرآن میں ہے۔ مہدی موعودؑ نے قرآن کی 14 سورتوں کی 18 آیات سے اپنا دعوی مہدی پیش کیا' اس کا ایک مثبت پہلو یہ بھی ہے کہ سورۃ القدر ترتیب میں 97 پر رکھی گئی کہ جس میں ایک رات کی عبادت کا صلہ ہزار مہینے کا' یعنی تمام آخری انعامات اللہ نے دنیا میں ختم کردے ختم نبوت رسالت وخلافۃ اللہ سے پہلے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعد قیامت کا زمانہ 14 صدی بعد کا بتایا' فرمایاً نے کے چودھویں صدی ہجری کے بعد دنیا میں بیدینی کفر شرک خون خرابہ ضلالت بے حیائی عریانی بدکاری اور گناہوں کا دور ہوگا' وہ آج ہمارے سامنے ہے۔ جیسے کہا بینہ کے بعد 14 سورتیں ہے اس میں لوگوں کی نافرمانی ضد بحثی کج فہمی کج کلامی خاندانی وراثت کے غرور اصحاب فیل کا واقعہ انسان کے ناشکر ہونے دنیا کی محبت مال

متاع کی محبت میں حد سے گزرنے والوں کا ذکر ہے ان میں ایک سورہ اخلاص کو رکھا گیا ہے جس میں خدا کی وحدانیت ربوبیت کے ذکر کے بعد وسواس الخناس سے پناہ مانگنے کی بات ہے' یہ ہے ختم شد۔

جیسے کہا کہ بینہ کے ختم سے پہلے قدر والی رات کی نعمت بھی بیان کردی' اب سوال یہ ہے فرشتے آسمانوں میں تو ہیں زمین پر اللہ کی بے شمار مخلوقات ہیں ان میں ہر تحریک وعمل پر فرشتے موجود ہیں' نکیرین بھی ہر انسانوں کے شانوں پر ہیں اس طرح کروڑوں عربوں فرشتے زمین پر موجود ہیں' تو پھر لیلۃ القدر میں جبرئیل کا فرشتوں کے ساتھ دنیامیں دوبارہ آنا کیا معنی؟ معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ کوئی اور فرشتے ہیں جو پہلے دنیا میں نہیں آئے یا آتے خصوصاً لیلۃ القدر کو ہی آنا کیا ختم نبوت رسالت خلافۃ اللہ کے اہتمام انتظام کے لئے ہے۔ نوسو برسوں تک کسی نے لیلۃ القدر کے ستائیسویں شب ہونے کی قطعیت طے نہیں کی' خلیفۃ اللہ مہدی موعودؑ کے سوا۔ میراں سید محمد مہدی موعودؑ نے ہی لیلۃ القدر ہونا بتایا' آپ ہی کے بعد سبھی فرقے گروہ جماعتیں ستائیس شب کو ختم قرآن کا انتظام کرنے لگیں ورنہ مہدی موعودؑ سے پہلے تیس 30 تراویح کا رمضان میں اہتمام ہوتا رہا' اسی لئے قرآن کے تیس 30 جز اور سپارے بنے تھے۔ اور مہدویہ میں سنت رسول ﷺ کے مطابق تین 3 تراویح ہی پڑھی جاتی ہے۔ اہل حدیث وغیرہ جماعتیں جو بعثت مہدی کے بعد وجود میں آئیں انہوں نے مختلف رکعت اپنے لئے مقرر کرلیں۔ اور ستائیس ویں رمضان کو ہر مسلم فرقہ ختم قرآن کرتا ہے' تو پھر حضرت عمرؓ کے طریق پر تیس تراویح کیوں نہیں پڑھتے کیوں ۳۰ جز ستائیس رمضان کو ختم کردیتے ہیں۔ یعنی خود ہی ایک طریقہ اختیار کیا اور خود ہی اس کو چھوڑ دیا' یہ سب ہوا مہدی موعودؑ کے لیلۃ القدر کے تعین کے بعد' یعنی مہدی موعودؑ کا طریقہ پسند ہے مہدی قبول نہیں ہیں۔

جیسے کہا ہدایت منصب ہے نبوت اور رسالت کی طرح' ہدایت پانے یا مہدیؑ ہونے سے پہلے میراںؑ صرف سید محمد جونپوری ہی تھے' جذبہ حق میں مستغرق کرکے اللہ نے انہیں ہدایت کے لئے مہدی بنایا۔ رسول اللہ ﷺ کو بھی چالیس ویں برس نبوت عطا ہوئی اور آپ ؐ پہلی وحی کے نزول سے پہلے غار حرا میں تحنث یا اللہ کی عبادت میں مستغرق ہی ہوا کرتے تھے۔ اس سے پہلے آپ ؐ کو معلوم نہیں تھا کہ نبوت کے لئے چن لیا گیا ہے۔ ایسا نہیں تھا تو کیوں پہلی وحی کے نزول کے وقت حضرت جبرئیل کو دیکھ کر آپ ﷺ گھبرا گئے؟ بعد میں آپ ؐ نے ہی خلیفۃ آخر الزماں کو مہدی کہا یعنی ھدایت یافتہ۔ ھَـادٍ اسم فاعل واحد مذکر ہے ھدایۃ مصدر' اصل میں

یہ هادی ہی تھا۔جیسے سورہ رعد آیت ۷۔ اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَ لِکُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۔اس آیت میں اللہ نے حضورؐ کو ہادی بتایا ہے۔اس کے معنی راستہ بتانے والا'ہدایت کرنے والا۔مگر آپ ﷺ نے کبھی خود کو ہادی نہیں کہا بلکہ نبی رسول اور اللہ کا پیغمبر ہی بتایا'ہدایت کرنے والا'اور نوصدیوں تک بھی کسی نے محمدؐ کو ہادی نہیں کہا۔اللہ کے رسول ﷺ نے خلیفۃ اللہ مہدی کہا'اور کہا''میرے نقش قدم پر چلے گا خطا نہیں کریگا''اور اللہ نے قرآن میں کہا کہ''تم بھی بصیرت کی راہ پر بلاؤ'تمہارا تابع بھی بلائے گا''۔یعنی اللہ کے رسول ﷺ نے مہدی موعودؑ کو اپنا ہم منصب''ہادی'' کہا۔ہدایت یاب کرنے والا' هَـادِی . هَادِیًا ....هُدَاةٌ ... ہدایت کرنے والا۔هَدِیٌ مراد ہے ہدایت یافتہ کا۔اصل میں یہ اَلْمُهْتَدِیْ تھا۔ یا کو ساقط کر دیا گیا۔ اَلْمُهْتَدِی معنی ھدایت یاب۔اسم فاعل واحد مذکر ہے۔هَـدَایَةٌ مہربانی کے ساتھ رہنمائی کرنا ایسی چیز کی طرف رہنمائی جو نظر میں اچھی ہو۔قرآن میں ہادی انسان کو کہا گیا ہے'مگر لفظ'ہدیٰ'' کی نسبت اللہ کے کلام کی طرف زیادہ کی گئی ہے۔

یہاں ہم ہدایت کے متعلق قرآنی آیات میں دیکھتے ہیں کہ ہدایت کیا ہے۔لَیْــــسَ عَـلَیْکَ هُـدٰهُـمْ وَلٰـكِـنَّ الـلّٰهَ یَهدِیْ مَنْ یَشَآ ءُ ۔نہیں آپؐ پر(آپ کا ذمہ نہیں ہے)ان(کفر کرنے والوں) کی ہدایت اور لیکن اللہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے(۲۷۲بقرۃ)معنی ہدایت کرنا اللہ کے خلیفوں کا منصب ہے مگر ھدایت دینا اللہ کے مرضی پر ہے۔ذٰلِکَ الْـکِتٰـبُ لَا رَیْـبَ فِـهِ , هُـدًی لِّـلْمُتَّقِیْنَ , یُؤْمِنُوْنَ بِا لْغَیْبِ وَیُقِیـمُوْ نَ الصَّلٰوۃَ۔یہ کتاب جس میں کوئی شک نہیں پرہیز گاروں کے لئے ہدایت ہے'جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قایم کرتے ہیں(۱۔۲بقرہ)قُـلْ لِـلّٰــهِ الْـمَشْـرِقُ وَالْـمَـغْرِبُ یَهْدِیْ مَنْ یَشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّستَقِیْـمٍ ۔آپؐ کہہ دیں کہ مشرق و مغرب سب اللہ(ہی) کا ہے'وہ جس کو چاہتا ہے ھدایت دیتا ہے۔(بقرہ ۱۴۲)وَمَـا اَنْـزَلْـنَـا عَـلَیْکَ الْـکِـتٰـبَ اِلَّا لِتُبَیِّـنَ لَهُـمُ الَّذِیْی اخْتَلَفُوْا فِیْهِ , وَهُدًی وَّ رَحْـمَةً لِّقَوْمٍ یُّــؤْمِـنُـوْنَ ۔اور ہم نے تم پر یہ کتاب نہیں اتاری مگر(صرف)اس لئے کہ ان کے لئے تم واضح کردو جس میں انہوں نے اختلاف کیا'اور ھدایت ان کے لئے جو ایمان لائے ہیں۔(نحل ۱۶)وَیَـوْمَ نَبْـعَـثُ فِـیْ کُلِّ اُمَّةٍ شَهِیْـدًا عَـلَیْهِـمْ مِّـنْ اَنْـفُسِهِـمْ وَجِئْنَا بِکَ شَهِیْدًا عَلٰی هٰٓؤُلَآ ءِ , وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَا نًا لِّـکُـلِّ شَیْ ءٍ وَهُدًی وَّرَحْمَةً وَّ بُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ ۔اور جس دن ہم اُٹھائیں گے **ہر اُمت پر اُن ہی میں سے ایک گواہ'اور ہم آپ کو اُن سب پر گواہ لائیں گے مسلمانوں کے لئے**۔(۸۹نحل)وَلَـقَـدْ جِـئْـنٰهُـمْ بِکِتٰبٍ

فَصَّلۡنٰهُ عَلٰی عِلۡمٍ هُدًی وَّرَحۡمَةً لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ اورہم ان کے پاس ایک کتاب لائے جسے ہم نے تفصیل سے بیان کیا علم (کی بنیاد) پر ایمان لانے والوں کے لئے ہدایت ورحمت ہے۔ (اعراف ۵۲) وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ۔اور بے شک اللہ ان لوگوں کو سیدھے (راستے کی طرف) ہدایت دینے والا ہے جو ایمان لائے۔ (حج ۵۴) یَهۡدِی اللّٰهُ لِنُوۡرِهٖ مَنۡ یَّشَآءُ , وَیَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ لِلنَّاسِ , اللّٰهُ بِكُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ, فِیۡ بُیُوۡتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنۡ تُرۡفَعَ وَیُذۡكَرَ فِیۡهَا اسۡمُهٗ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیۡهَا بِالۡغُدُوِّ وَالۡاٰصَالِ ۔ھدایت (رہنمائی) کرتا ہے اللہ اپنے نور کی طرف وہ جس کو چاہتا ہے اور بیان کرتا ہے اللہ کی مثالیں لوگوں کے لئے۔ اور اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے۔ یہ (روشنی ہے) ان گھروں میں (جن کی نسبت) اللہ نے حکم دیا ہے کہ انہیں بلند کیا جائے اور ان میں اس (اللہ) کا نام لیا جائے وہ ان میں صبح میں وشام اس کی تسبیح کرتے ہیں۔ (نور ۳۶-۳۵) یہاں اللہ کے نور کی طرف رہنمائی یا ''دیدار'' کی بات ہے جو ذکر دوام میں ہوتی ہے اور یہ ہدایت انہیں کے لئے ہے۔ یہاں ھدایت کے ساتھ نور کی بات ہے؟ ہدایت تو اصلاح کے لئے ہوتی ہے اس میں ساتھ نور کی طرف ہدایت کرنا ایک خاص نعمت کا اشارہ ہے اور اس کے ساتھ مثالیں بیان کر کیا معنی؟ اور ان گھروں میں اس روشنی کا ہونا جن میں اللہ کی حمد وتسبیح کی جاتی ہو! یہ تمام حالتیں کسی مخصوص ہدایت کی طرف اشارہ ہیں اور یہ مثالیں قرآن میں دی گئیں ہیں کہ اللہ کا آنکھوں پر چھا جانا' دنیا میں انسان کا اندھا ہونا' ہر انسان اندھا نہیں ہوتا کوئی کوئی ایک اندھا ہوتا ہے' دراصل یہ انسان کی بندگی عمل اور سوچ سمجھ کا اندھا پن ہے وہ بلا سمجھے بے وقعت مخلوق اور اانسانوں کو معبود بنالیتا ہے انہیں وسیلہ اور ذریعہ سمجھ لیتا ہے جبکہ ہر انسان اللہ کا بندہ ہے اسے اللہ سے ہی طلب اور ضرورت کی امید رکھنا چاہئے, ہاں البتہ اس کی تسبیح وتحمید کے ساتھ ہر قسم کی طلب بھی چاہے دنیا کی ہو یا عقبی کے مقامات کی' اور سب سے بہتر طلب دنیا میں عقبی کے اعمال کی جس کی وجہ حجابات اُٹھ جائیں عالم غیب کے چند نور کے قطرے ہم پر برسیں اور ہم نور میں اللہ کی عظمت اور قدرت کا مشاہدہ کریں یہی کچھ اس آیت میں بیان ہے' ہدایت رہبری کے معنوں میں بھی مستعمل ہے یعنی راستہ دکھانا' اھدنا الصراط المستقیم بتلا دے ہم کو سیدھا راستہ۔ ظاہر بات ہے راستہ روشنی میں طے ہوتا ہے اندھیرے میں نہیں' اور یہ روشنی اللہ کی نور کی روشنی کی طرف اشارہ ہے جو دلوں میں پیدا ہوتی ہے۔ اِنَّكَ لَا تَهۡدِیۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ وَهُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِیۡنَ **بے شک تم جس کو چاہو ہدایت نہیں دے سکتے' بلکہ اللہ جس کو چاہتا ہے**

ہدایت دیتا ہےاور وہ خوب جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو۔اللہ جانتا ہے کس میں ہدایت قبول کرنے کی صلاحیت ہے کس میں نہیں ہے۔اگر ایسا ہوتا تو دنیا کے تمام انسان مومن مسلمان بن جاتے ۔اس نے جہنم اس لے نہیں بنائی کہ اس کا مصرف نہ ہو'وہ خالق ہے مخلوق کی فطرت سے واقف ہے' کون کیا عمل کرے گا جانتا ہے 'صرف انسان کو اتنا شعور دیا نیکی بھی اس کے سامنے رکھدی اور بدی بھی یعنی جہنم بھی اور جنت کا انعام بھی اب یہ انسان کی ذمہ داری ہے کہ وہ کونسا انتخاب کرتا ہے'یہی آزمایش کے لے انسانوں کو دنیا میں بھیجا گیا۔یہ دنیا مکافات عمل ہے یہاں انسانوں کی آزمایش کے ساتھ پیدایش نشو ونما اولا دآدمؑ کی افزایش ہوتی ہے ان میں سے بھلے برے نیک بد کی چھانٹ کانٹ ہوجاۓگی اسی کے مطابق جنت جہنم کا فیصلہ ہوگا'اور کچھ مخصوص بندوں کو دنیا میں چن لیا جاے گا جو مقربین ہونگے'اورانہیں کی آزمایش اورامتحان کٹھن ہوگا۔ان میں انبیا مرسلین اولیا کاملین شھدا متقین متوکلین صادقین ذاکرین محبوبین کے درجات والے لوگ ہونگے'اور جو عمل صالح حبیب خدا ﷺ کا تھا اس مقام اورنہج کا عمل جن کا ہوگا وہ اللہ کے محبوبین ہونگے۔جس کا ذکر سورہ مایدہ میں اور سورہ محمدؐ میں ہے۔(قصص۵٦)وَ اِنْ تُكَذِّبُوْ ا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِنْ قَبْلِكُمْ , وَ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ , اَوَ لَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِىءُ اللّٰهُ الْحَقَ وُلَمَّ يُعِيْدُه' , اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ۔اوراگرتم جھٹلاؤگےتو (تم سے پہلے کی) بہت سی اُمتیں تم سے پہلے بھی (حق) کو جھٹلا چکی ہیں'اوررسول کے ذمے نہیں مگر صاف طور پر پہنچادینا(اللہ کے احکام) کیا اُنھوں نے نہیں دیکھا کیسے اللہ پیدایش کی ابتدا کرتا ہے'پھر دوبارہ اس کو پیدا کرے گا' بے شک اللہ پر یہ آسان ہے۔**یہاں بتایا گیا ہے کہ اللہ کے رسول خلیفہ اور ہدایت کرنے والوں کو پہلے کی قومیں بھی جھٹلا چکی تھیں'مگر رسولوں کا کام اللہ کے احکام پہنچانا ہےاور ہدایت دینااللہ کا کام ہے'اگر نہیں مانے تو پھر اللہ نے ان قوموں کو مٹادیا اسی طرح ان قوموں کو بھی مٹ جانا ہے'ان کی جگہ اللہ دوسری قوم لاے گا۔جیسا کہ سورہ مایدہ میں بتایا کہ کہ"اگر دین سے پھر جاؤ مرتد ہوجاؤ تو اللہ ایک ایسی قوم کو لاۓ گو جو اللہ سے محبت کریں گےاور اللہ ان سے محبت کرے گا"**۔(عنکبوت١٨)قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَه' ثُمَّ هَدٰى اس نے کہا(موسیٰ نے) ہمارارب جس نے عطا کی ہے ہرچیز اس کوشکل وصورت دی پھراس کی رہنمائی کی۔(طہ۵٠)ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِىْ بِهٖ مَنْ يَشَآءُ , وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَه' مِنْ هَادٍ یہ اللہ کی ھدایت ہے'اُسے جسے چاہے ھدایت دیتا ہےاور جسے چاہے گمراہ کرےاس کے سوا کوئی ھدایت دینے والا نہیں

۔(زمر ۳۹)وَ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا فَیُوْحِیَ بِاِذْنِہٖ مَا یَشَآءُ اِنَّہٗ عَلِیٌّ حَکِیْمٌ , وَ کَذٰلِکَ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ رُوْحًا مِنْ اَمْرِنَا مَا کُنْتَ تَدْرِیْ مَا لْکِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ وَ لٰکِنْ جَعَلْنٰہُ نُوْرًا نَّھْدِیْ بِہٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا اور (اگر) پردے کے پیچھے سے'یا وہ کوئی فرشتہ بھیجے'(اپنے نبی رسول خلیفہ کے پاس) پس وہ اس کے حکم سے جو (اللہ) چاہے وہ وحی کرے (پیغام پہنچا دے) بے شک اللہ بلند تر حکمت والا ہے 'اور اسی طرح ہم نے آپؐ کی طرف اپنے حکم سے قرآن کو وحی کیا' آپؐ نہ جانتے تھے کتاب کیا ہے؟اور نہ ایمان (کی تفصیل) لیکن ہم نے بنا دیا اسے نور اس سے ہم بندوں کو جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں ۔ **یہ آیات مبارک دلیل ہے اس بات پر کہ وحی غرشتہ یا جبرئیل کے ذریعہ ہی نہیں آتی 'اللہ حجاب میں بھی اپنے نبیوں کو پیغام پہنچاتا ہے۔** (شوریٰ ۵۲)وَ الَّذِیْنَ اھْتَدَوْا زَادَھُمْ ھُدًی وَّ اٰتٰھُمْ تَقْوٰھُمْ **۔اور جن لوگوں نے ھدایت پائی (اللہ نے) انہیں اور زیادہ ہدایت دی'اور انہیں عطا کی پرہیز گاری** (محمدؐ ۱۷) ۔یعنی مزید درجات بلند کئے۔

لوگوں میں نقل کی عادت شروع سے ہے اللہ نے اپنے خالق حقیقی ہونا مختلف طریقوں سے بتایا مگر لوگوں نے اس کی نقل میں بتوں کو بنالیا'حضورؐ کو نبوت سے سرفراز کیا تو مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی جیسے جھوٹے لوگ نبوت کے مدعی بن گئے'محدثین نے محنت کوشش اور اخلاص سے احادیث جمع کیں امام بخاری نے چھ لاکھ احادیث جمع کیں صرف چھ ہزار اپنی کتاب میں درج کیں'بعد میں جھوٹے محدثوں کی باڑ آ گئی'انہیں میں شیخ علی متقی برہان پوری بھی تھا۔مہدی موعودؑ کی بعثت ہوئی لوگوں نے ہدایت قبول کرنے کے بجائے اپنے طایفے جماعتیں فرقے بنالئے ,وہابی دیوبندی تبلیغی جماعت اسلامی اہل حدیث بریلوی اہل قرآن' نہ جانے کیا کیا!اور یہ سلسلہ آج بھی یہ جاری ہے ۔جنوبی افریقہ ڈربن کے شیخ احمد دیدات نے یہود و نصاریٰ کی آسمانی کتابوں میں دخل اندازی اور عیسیٰ کو ابن اللہ بنانے کی سازش کو بے نقاب کرکے ان کا پردہ چاک کیا'وہ مخلص انسان تھا۔ان کے فوراً بعد نقالوں نے اس میں شہرت ریا کاری کے اسباب دیکھے تو ذاکر نایک جیسے بے حساب لوگ پیدا ہو گئے'سلافیوں میں'اب ان کے بے شمار برادر ہیں۔ دراصل'اخلاص و عمل اور اصل کی حقیقت برقرار رہتی ہے نقل کچھ عرصہ کے لئے بام و در پر چڑھ بیٹھتی ہے'اس کی مثال چینی طریقہ علاج میں ہے جسے اکیو پنکچر کہا جاتا ہے کہ سوئی کے ذریعہ صحیح مقام عارضہ کو نشانہ بنا کر عارضے کو فارغ کیا جاتا ہے'ان کا ماننا ہے جسم میں کہیں کہیں فاصد مادہ جمع ہو کر بیماری کا سبب بنتا ہے جسے صحیح جگہ نشتر لگانے سے وہ ذایل ہو جاتا ہے۔چینیوں کی دیکھا

دیکھی ہرایک اس علاج میں اپنی صلاحیت آزمانے کی کوشش کررہا ہے جب کہ اس طریقہ علاج میں اگر سوئی غلط مقام اورنشان پر چبھ گئی تو انسان کو فالج ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔اسلام میں اسے حجامہ کہا جاتا ہے حضورﷺ ایسے فاصد خون کو جسم سے نکالتے تھے اور یہ عمل کرنے والے کو معاوضہ بھی دیا کرتے تھے۔آج یہ جماعتیں فرقے اُمت کو غلط تاویل تعلیم اور پیغام دے کر مذہبی فالج لقلقہ میں مبتلا کررہے ہیں ۔قرآن کا پیغام صرف ظاہری اعمال اور دنیاوی ضرورت کے لئے نہیں ہے بلکہ روحانی بلندی یا معرفت الٰہی اور قربت خداوندی کے حصول کے لئے ہیں۔اللہ تعالی نے اولا آدمؑ کو زمین پر اس لئے نہیں بھیجا کہ بڑے شاندار محلات باغات موٹر گاڑی ریل ہوائی جہاز راکٹ کمپیوٹر بنا کر مزے کرے اور عیش کرکے آجائے تو آسمانوں میں بھی جنت دے کر اس کی عزت وتوقیر کی جائے کہ واہ واہ تم نے یہ سب ایجادات کیں' ۔بلکہ ان سب کے درمیان وہ مصروف معروف اور مشہور ہونے کے دیکھیں حقیقی مالک اللہ کو وہ یاد رکھتا ہے کہ نہیں' جس نے انسان کو یہ سب بنانے کی عقل اور سمجھ دی۔اور اُسے یاد کرنے کا طریقہ یہ نہیں کہ وہ اللہ کی نقل کے بت بنالے یا انسانوں کو بھی خدا اور خدائی تخلیق کا حامل سمجھ لے۔اگر ایسا ہے تو انسان سورج چاند کیوں نہیں بنا تا کیوں کہکشاں میں راکٹ چھوڑ کر مارا مارا پھر رہا ہے کہ اگر دنیا ختم ہوجائے تباہ ہوجائے تو وہ دوسرے کرہ یا سیارے پر جا کر بسے؟ وہاں بھی تو اللہ ہی کی حکومت ہے۔اللہ تو کہہ چکا ہے کہ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (بقرہ ۱۱۵)۔مشرق اور مغرب (یہ کہکشاں چاند ستارے آسماں) سب اللہ کے بنائے ہوئے ہیں۔ جہاں کہیں تم رخ کر (چلے جاؤ) اُدھر اللہ ہی کی بادشاہی ہے اللہ تعالی تمہاری سب حرکتوں سے واقف ہے۔

مذہب اسلام کے پانچ بنیادی فرایض ہیں1) کلمہ شہادت 2) نماز 3)روزہ 4) زکواۃ 5) حج ۔ان میں تین ہر عاقل وبالغ مسلمان پر فرض ہیں جن کا ادانہ کرنا باعث گرفت وعذاب ہے۔اور دو زکواۃ اور حج صاحب نصاب پر فرض ہیں۔فرایض واحکام پر بے شمار انگنت کتابیں لکھی گئیں ہیں لہٰذا وہ ہمیں کہیں سے بھی دستیاب ہوجاتی ہیں' چونکہ مہدویہ پر بہت کم یا نہ کے برابر کتابیں لکھی گئ ہیں اور بحیثیت مہدوی ہمیں انہیں پر کام کرنا ہے۔ یہاں ہمارا عنوان چونکہ فرایض اسلام اور فرایض ولایت ہے تو بات یہیں سے شروع کرتے ہیں 'سب سے پہلے اس بات کو سمجھ لیتے ہیں کہ اگر مہدویہ میں فرایض اسلام اور فرایض ولایت کی تعلیم ہے تو پھر فرایض نبوت کیوں نہیں؟ مہدی موعودؑ تو تابع تام رسول اللہؐ ہیں؟اس کا جواب ہے کہ جب سارا قرآن مجید کلام

اللہ اور سنت رسول ﷺ ہی فرائض نبوت ہے تو دوبارہ فرائض نبوت کی بات بے معنی ہوگی اور اس پر گفتگو صحیح نہیں ہے' کہ اس عنوان کے تحت ہم گفتگو کریں گے۔لہٰذا مہدی موعودؑ نے فرائض ولایت کی جو تعلیم دی ہے اس پر ہی بات کریں گے کیونکہ فرائض اسلام ایک بین القوامی وبین البر اعظمی حقیقت ہیں۔ ہمارا مقصد تعلیمات مہدی کی حقیقت کو بتانا ہے ہم اسی پر گفتگو کریں گے جو صرف قربت الٰہی یا معرفت الٰہی پر مبنی برحق ہے۔جس طرح فرائض اسلام اور قرآن کے احکام پر ساری دنیا کے لوگ عمل نہیں کرتے کفر انکار اور شرک کرتے ہیں' اسی طرح قرآن کے ماننے والوں میں بھی قربت الٰہی معرفت الٰہی کے انکار کرنے والوں کی کمی نہیں' بے شک مسلمانوں میں رسوم و بدعات ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ کے طالب نہیں ہیں۔اللہ کی طلب یا معرفت کو صرف بدعت کہہ کر یکلقام مسترد کردینا ضد ہٹ دھرمی اور غرور کی نشانی ہے۔اور ہمیں یہ بتانا ہے کہ میراں سید محمد جونپوری مہدی موعودؑ نے اپنی تعلیم اور تربیت کی بنیاد ہی قرآن اور سنت رسولؐ پر رکھی ہے جو دین اور دنیا کی فلاح کا راستہ ہے' اپنی طرف سے کوئی کمی یا اضافہ نہیں کیا ہے لہٰذا جب ہم تعلیمات مہدی پر نظر کرتے ہیں تو آپؑ کی تعلیم کی پہلی بنیاد ہی ذکر اللہ پر ہے۔جب جذبہ حق سے آپؑ کو افاقہ ہوا تو پہلے خلافتہ اللہ کی سنت کے مطابق ہجرت اختیار کی اور اس کا مثبت پہلو ہی ذکر اللہ کا اہتمام تھا یعنی آپ علیہ السلام نے سب سے پہلے ذکر اللہ کا اہتمام نوبت یعنی باری باری ذکر کی مجالس سے کیا' اس طرح ان سات 7 تعلیمات میں جو آپؑ نے بتائیں جس کا ہم باری باری بیان کریں گے اس میں پہلی تعلیم اور تربیت ذکر اللہ کی دی اس طرح ذکر کی مجالس سے دائروں کا آغاز ہوا تھا۔ جو مہدویہ وغیر مہدویہ روایات ہیں ان کے مطابق سرزمین ہند جو اُس وقت برصغیر کا حصہ ہوا کرتا تھا اس میں مکہ مکرمہ میں پہلا دعوی مہدی سے پہلے 6 چھ تعلیمات اور اعمال کی بجا آوری پر آپؑ نے اُمت کو دعوت ایمان کی شروعات کردی' صرف ایک دعوت "طلب دیدار" آپ علیہ السلام نے دعوی مکہ مکرمہ کے بعد دی ہے۔اس طرح ذکر اللہ کے بعد تقوی توکل ترک حُب دنیا ہجرت ظاہری وباطنی صحبت صادقین کی تعلیم کا آغاز ابتدائے ہجرت سے ہی ہوگیا۔ایسا نہیں کہ آپؑ نے ہجرت اختیار کی تو بڑا ہجوم اور انبوہ کثیر آپؑ کے ساتھ ہوگیا ہو' بلکہ آپؑ کے ساتھ صرف خاندان کے افراد تھے ان میں بھی اُم المصدقین بی بی الہدیتی' بندگی سید محمودؓ بندگی شاہ دلاورؓ اور آپؑ کے ماموں میاں سید سلام اللہؓ کے نام ملتے ہیں' آپ کے بھائی امیر سید احمد جو بادشاہ کی حکومت میں اہم عہدے پر تھے اور دوسرے رفقاء آپ کے ساتھ نہیں ہوئے۔جب آپؑ دانا پور پہنچے تو اتنے ہی افراد تھے' جو اس وقت بہار

میں ہے'وہاں سے آپ علیہ السلام نے ہجرت کا رخ مشرق سے مغرب کی طرف کیا کالپی'چندیری کے بعد چاپانیر پہنچے دوبارہ مانڈو پہنچے اس طرح آپؑ کا سفرِ ہجرت جاری رہا'اور لوگوں میں آپ کی اصلاح وتبلیغ کا چرچہ ہوگیا لوگ شامل ہونے لگے'اور اُس وقت کے علمائے حق اور اولیاے کاملین مجذوبین کو آپؑ میں آثار ہدایت یعنی مہدی ہونا دکھائی دیا اور اس بات کا چرچہ ہوگیا'مگر جب تک مکہ مکرمہ نہیں پہنچے آپؑ نے دعوی مہدی نہیں فرمایا۔جبکہ ہند کے طویل وعریض میں آپؑ کی تبلیغ کا غلغلہ ہونے لگا'مگر بہت کم صرف مخلص لوگ آپؑ کی ہجرت میں شامل ہوتے گئے۔لہٰذا ہم دیکھ سکتے ہیں کہ بعد ہجرت نبوی ﷺ مدینہ میں فرایض یعنی نماز روزہ زکواۃ اور حج کے احکام سنائے۔اور جب آپ ﷺ نے ہجرت کی تو مکہ مکرمہ میں چند لوگ ہی ایمان لائے تھے زیادہ سے زیادہ دیڑھ دوسو لوگ ہونگے یا اس سے زیادہ'جب آپؐ مدینہ پہنچے تو اسلام قبول کرنے والوں کا سلسلہ شروع ہوا'عرب میں کعبہ ہونے اور اس میں بتوں کے ہونے سے لوگ اہل قریش سے اور بتوں کی ناراضگی سے دبے اور ڈرے ہوئے تھے'جب دیکھا کہ محمد ﷺ کا اہل قریش کچھ نہ بگاڑ سکے نہ ان کے بت'تو لوگوں نے سمجھ لیا کہ محمد حق پر ہیں اور اللہ کے رسولؐ ہیں۔اور معرکہ بدر اور احد وخندق نے کفار ومشرکین یہود ونصاری کا سارا بھرم دبدہ اور وقار ملیا میٹ کردیا'اور لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوتے چلے گئے۔چونکہ مہدی موعودؑ کو حضرت خضر علیہ السلام کی توسط سے بتادیا گیا کہ ہدایت کے بارِ عظیم کے لے چن لیا گیا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کے وعدہ کے مطابق بعثت مہدی کا وقت آن پہنچا ہے'باوجود اس کے آپؑ تیرہ 13 برس تک ہندوستان کے طویل وعریض میں دعوت اصلاح وتبلیغ تو دیتے رہے مگر دعوی کو ہضم بھی کرتے رہے تاکہ پورے اطمینان سے اس دعوی کا اظہار کریں۔اور جب اللہ تعالی کی طرف سے تہدی وعتاب کے ساتھ حکم ہوا کے دعوی کر کہ ہم نے تجھے ہدایت کے منصب پر فایز کیا ہے تو مکہ مکرمہ میں دعوی کیا جو مرکز اسلام وایمان ہے۔اور اس دعوی کے بعد ہی آپ علیہ السلام نے "طلب دیدار" کی دعوت بھی دی اور قرآن مجید سے اپنا دعوی خدا کے حکم سے پیش کرنا یا ثابت کرنا شروع کیا۔اس طرح "طلب دیدار" آخری اور ساتویں دعوت آپؑ نے دی تھی دعوی مہدی کے بعد'اور جب خلقت نے آپؑ کے دعوی مہدی کا ثبوت مانگا تو قرآن سے اپنا دعوی حق ہونا ثابت کرتے رہے ان بعد کے دس برسوں میں۔جیسا کہ پہلے کہا مہدی موعودؑ نے ذکراللہ کی تعلیم ابتدائے ہجرت سے ہی شروع ہوگئی رفتہ رفتہ دوسری تعلیمات کے اعمال اور احوال معتقدین کو بتائے جاتے رہے جو بعد میں مصدقین کہلائے۔اس طرح ذکراللہ آپؑ کی پہلی تعلیم اور

تربیت قرار ہوگی جو نوبت کی تربیت سے شروع ہوئی اور یہی ذکراللہ کی مجالس مہدویت کی بنیاد ہیں۔اور مہدی موعودؑ نے ان ساتوں اعمال کو صرف قرآن کے احکام کی بنیاد پر اپنے مصدقین کو تعلیم دی اس میں اپنی طرف سے کوئی کمی یا اضافت نہیں کی۔اس لے آگے ہم ان ساتوں اعمال کا ایک ایک کرکے قرآن وحدیث کے مطابق جایزہ لیں گے'تا کہ مصدقین کو ان تعلیمات کی حقیقت'ضرورت اور خصوصیت کا اندازہ ہو۔اللہ تعالی نے قرآن کی سورہ ھود کی آیت ۱۴ میں ایک بہت ہی عمدہ بات بتائی ہے فَاِلَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ فَاعْلَمُوْٓ ا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰـهِ وَ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ پس اگر وہ (انکار کرنے والے'یا کفر کرنے والے) تمہاری بات قبول نہ کریں اور قرآن جیسی کوئی سورت نہ بنا سکیں تو جان لو کہ وہ (قرآن) اللہ کے علم سے اتارا گیا ہے اور یہ کہ اس (اللہ) کے سوا کوئی معبود نہیں۔یہ ایک واضح اُصول ہے کہ جب تمام دلایل اور ثبوت پیش کرنے اور حجت ثابت کرنے کے بعد بھی کوئی اقرار نہ کرکے انکار کرے تو سمجھ لینا چاہے کہ حق اللہ نے ثابت کر دیا ہم کو اس پر قایم رہنا ہے شش و پنج اور تردد میں نہیں رہنا چاہے'بھلے انکار اور کفر کرنے والے کچھ بھی کرلیں۔یہی اُصول حضورﷺ کے نبوت کے لے بھی تھا اور مہدئ موعودؑ کی خلافتہ اللہ کے لے'بھی کہ باوجود تمام شہادتیں حقایق بتانے کے بعد بھی انکار کرنے والے کفر کرنے والے نہیں مانیں گے' کیونکہ انھوں نے حق کا انکار کرنے کا تہیہ کرلیا ہے وہ اسی پر جمے رہیں گے۔حضورﷺ کا مکہ مکرمہ میں انکار کیا گیا طایف میں ظلم وستم کیا گیا تو کیا اس سے حضورﷺ کی نبوت ختم ہوگی۔مکہ مکرمہ میں حضورﷺ کی جو سب سے بڑی مخالفت اور حجت کا سبب بنی وہ واقعہ معراج کا بیان ہے'یہاں تک جو یہود و نصاری خاموش تماشائی بنے منتظر تھے کہ کیا یہ وہی پیغام دے رہے ہیں جو اس سے پہلے کہ نبی رسول دیتے آے ہیں'جب معراج کا واقعہ حضورﷺ نے بیان فرمایا تو یہ بھی بدک گے مخالف ہوگے کیونکہ انھوں نے ایسا معاملہ خود اپنی کتابوں میں نہیں سنا پڑھا اور دیکھا تھا لہٰذا وہ اس واقعہ کو تسلیم کرنے میں کفار ومشرکین کو بہکانے میں سب سے آگے ہوگے کہ جب بنی اسرائیل کے انبیا کو یہ مقام حاصل نہیں تو رسول عربی محمدﷺ کو کس طرح حاصل ہوگا؟۔یہی وجہ ہے اللہ تعالی نے مدینہ منورہ میں یہود و نصاری کی جہاں کثیر آبادی تھی سورہ بقرہ نازل فرما کر واضح کردیا کہ ''جو متقین یعنی اللہ سے ڈرنے والے غیب پر ایمان لاتے ہیں انہیں یہ کتاب یعنی قرآن راستہ بتاتی ہے'ہر کسی کو نہیں''۔یعنی حضور نبی کریمﷺ کی نبوت رسالت پیغمبری کا نکتہ منہاج واقعہ معراج علم غیب ہے۔بالکل ایسا ہی مہدی موعود علیہ السلام جب ہجرت کے بعد مکہ مکرمہ میں دعوی مہدی کیا تو لوگ شش و پنج میں تو

رہے ہی مگر جب ''دعوت طلب دیدار'' دی تو علمائے سُو چراغ پا ہو گے کہ یہ کیسے ممکن ہے؟ اگر یہ علمائے سُو واقعہ معراج کے حالات کیفیات کو سورہ نجم اور بنی اسرائیل میں جس کا بیان ہے ان میں غور و خوص کرتے تو وہ مخالفت نہ کرتے۔قوم بنی اسرائیل حضرت موسیٰ کے طور پر جانے اور شجر سے روشنی پھوٹنے اور اللہ کے کلام کرنے سے اور موسیٰ کے عصا زمین پر مارنے سے بارہ چشمے پھوٹنے سے حیرت زدہ نہیں ہیں۔ وہ اس بات پر حیران ہیں کہ جو معاملہ موسیٰ یعقوبؑ اسحاقؑ دواؤدؑ کے ساتھ ممکن نہ ہوا وہ محمد رسول عربی آل اسماعیل کو کیسے ممکن ہوسکتا ہے؟ یہی بات علمائے سُو کی ہے کہ دنیا میں دیدار خدا کیسے ممکن ہے؟ کیونکہ وہ آج تک یہ طے نہیں کر پائے کہ حضورﷺ کو معراج میں دیدار سر کی آنکھوں سے ہوا کہ نہیں؟ کچھ کہتے ہیں ہوا' کچھ کہتے نہیں ہوا, کچھ کہتے ہیں محمد ﷺ سدرۃ المنتہیٰ پر جبرئیل کو دیکھ کر آگئے تو وہ میراں سید محمد جونپوری کا دنیا میں سر کی آنکھوں کے دیدار کی طلب کو کیسے قبول کرلیں گے۔ یہ قبول کرنا کرانا سب ھدی اللمتقین کے اعمال واوصاف والوں کا حصہ ہے' جو عالم الغیب و الشھادہ پر یقین رکھتے ہیں' ہر کسی کا نہیں۔

کہا جاتا ہے کہ کلمہ گو کو کافر نہیں کہا جانا چاہیے' بالکل سچ ہے' مگر کس کلمہ گو کو؟ اس پر بھی غور کیا جانا چاہیے, پہلے شرک اور کفر کا فرق جان لینا چاہیے' شرک وہ کہ کسی مخلوق یا انسان کو اللہ کی ذات میں شریک سمجھنا اس کے آگے سر جھکانا اس سے مدد مانگنا جسے بت پرستی بھی کہا گیا' مشرک اللہ کو بھی مان رہا ہے اس کی ذات میں دوسروں کو شریک بھی سمجھ رہا کہ یہ اللہ کے شریک کار ہیں یا وسیلہ ہیں۔ مگر کفر کی تعریف یہ ہے کہ اللہ کو مان رہا اس کے نبی رسول اور کتابوں کو بھی مان رہا کہ یہ اسی کے احکام ہیں مگر اللہ کی چند ایک یا بہت سارے یا ایک حکم کا بھی انکار کرتا ہے کہ میں نہیں مانتا یا یہ میری مرضی مقام اور مرتبہ کے خلاف ہے تو وہ کفر ہے' معنی انکار کرنا۔ آج مسلمانوں میں کئی فرقے اور جماعتیں ہے جو قرآن کو اللہ کا کلام تو مانتے ہیں محمد ﷺ کے رسول اور ختم نبوت کا انکار کرتے ہیں اور کچھ کہتے ہیں ہم بھی محمدؐ کے برابر ہیں اور کچھ کہتے ہیں قرآن محمدؐ کے ذریعہ آگیا اب محمدؐ کا کچھ کام نہیں دین و مذہب کو سمجھنا ہمارا کام ہے سنت نبوی اور احادیث میں گڑبڑ ہوگئی اس لئے ہم انہیں نہیں مانتے۔ کفر کی یہی علامتیں ہیں جو بغیر سمجھے جانے بوجھے اپنی انا کی تقلید کرنا' یہی کام تو ابلیس نے کیا تھا؟۔ مگر آج ایسے ہی لوگوں کا بول بالا ہے جو دامت برکاتہ' برادر مبلغ مصلح شیخ الحدیث شیخ الاسلام بنے ہوئے ہیں۔ یہود و نصاریٰ اللہ کو مانتے ہیں قرآن سے پہلے کی کتابوں کو مانتے ہیں مگر بعض خدا کے احکام کا انکار تو کرتے ہیں لیکن

سب سے بڑھ کرقرآن جوآخری حکم نامہ ہےاس کااور نبی آخرالزماں محمدﷺ کاانکار کرتے ہیں اس لیے کہ ان کے خیال اورمرضی کے مطابق محمدؑ نبی رسول نہیں ہیں' نبی رسول کوانکی مرضی اورخیال کے مطابق ہونا چاہیۓ 'اسی لۓ اللہ تعالی نے قرآن میں انہیں اہل کتاب ہونے کے باوجودکفرکرنے والےانکار کرنے والے کہااورعذاب کی وعید ہےان کے لۓ یہ بالکل اسی طرح ختم نبوت یامحمدﷺ کے بعداگرکوئ نبی رسول ہونے کادعوی کرے یا لوگ کسی کو نبی رسول مان لیں تو کفر ہے یعنی محمدالرسول اللہ کی نبوت کی ختمیت کاانکار ہے جوکفر ہے۔مگراللہ کے رسولﷺ نے اپنے بعدایک ہادی ومہدی کی بعثت یا آنے کاوعدہ کیا ہےاس کے آثاروشمایل بیان کےان کی قوم کےمتعلق بیان فرمایاتو جب وہ ہادی ومہدی اپنادعوی قرآن کی بنیادپراللہ کےحکم سےپیش کرے جواللہ کاکلام ہےتواس کی تحقیق حق کی بنیادپرلازمی ہےاورحق قرآن ہے۔جواللہ کےرسولﷺ کا گواہ یا شاہدتھاوہ اللہ کے مبشر کابھی شاہدقرآرپاۓ گا' کیوں کہ اب کوئ حکم نامہ یا کتاب آنے والی نہیں تو اسی قرآن سےاس مہدی کو اپنادعوی ثابت کرنا ہوگا۔اورتاریخ اسلام میں ان چودہ سوبرسوں میں صرف واحدذات میراں سیدمحمد جونپوری کی ہےجنہوں نے قرآن سے اپنادعوی پیش کیا کہ مجھےاللہ کاحکم ہورہا ہے کہ دعوی کرتیری ذات مہدی ہے۔اسکے لۓ ایک دونہیں اٹھارہ آیات اپنے دعوی مہدی کےثبوت میں پیش کۓ 'اور جوطریقے اورتعلیم قربت خداوندی دی اس کی تمامتر بنیادقرآن کے بیان اورکلام پرمبنی تھی'ایسانہیں کہ اللہ اللہ حق حق ھوھوکےنعرے لگانے کی تربیت کی ہو۔بلکہ سلسلہ وارایک طریقہ اوراعمال بتاۓ کہ اللہ کی قربت اورمعرفت کیسے حاصل ہوسکتی ہے جوقرآن میں بیان ہے۔تاکہ دنیامیں انسان بودوباش وحیات ترقی وترویج کے علاوہ صرف اللہ تعالی کے لۓ زندگی گزارے ایسی ایک جماعت انسانوں میں بنائ۔اگربغیرتحقیق اپنےعلم مقام مرتبہ عقیدہ مذہب جماعت گروہ سےوابستہ ہونے کے زعم میں کوئ انکار کرےتو وہ کفر ہے' جیسایہودونصاری نے محمدؐ کاانکار کیاضدہٹ دھرمی اورقومی وقاراورخاندانی نسب کی بنیادپر۔اورجس طرح یہودونصاری اہل کتاب ہونے کےکفرمیں مبتلاہوۓ اسی طرح اگراہل قرآن بھی ضدہٹ دھرمی جماعت گروہ اوراپنی علمی قابلیت کےزعم میں بلاسوچےسمجھےمہدی خلیفۃ اللہ کاانکار کرےتو وہ کفر ہے۔ بلکہ اب تو یہی لوگ مہدی موعود کےلۓ اول فول باتیں کرتے اورمہدویوں پرکفرکےفتوے لگارہے ہیں' یہی روش یہودونصاری کی حضورنبی کریم کےمتعلق تھی اور ہےاوروہ سلامتی کی راہ سے دور ہیں۔مہدی موعودؑ کودوسرےحکمرانوں کی حکومت میں ہجرت کے دوران ستایا گیا اخراج ہوا مکہ میں بھی

مخالفت ہوئی ,ایسا تو حضور سید الانامﷺ کے ساتھ مکہ میں ہی کیا گیا' آپؐ اور صحابہؓ کو تین برس تک درہ شعیب ابی طالب میں اخراج کیا' طایف میں ظلم وستم کی انتہا کر دی' تو کیا ان کے ایسا کرنے سے آپﷺ کے مقام مرتبہ اور مقصد میں فرق آیا؟ یہی بات مہدی موعودؑ کے لئے ہے جو خلیفۃ اللہ اور تابع رسولؐ ہیں۔ احادیث حق ہیں لیکن اس میں شریر لوگوں نے اپنے خیالات داخل کر دئے ہیں اسی لئے محدثین نے احادیث کی صحت کے اُصول بنائے , جب بات غیر یقنی کی ہو تو ظاہر ہے سب سے بڑا شاہد تو اللہ کا کلام قرآن مجید ہے' تو ضروری ہے کہ قرآن سے مہدی کے دعوی کی تحقیق ہو اور خصوصًا جو آیات آپ علیہ السلام نے اپنے دعوی کے ثبوت میں پیش کے ان کے کلام بیان میں فہم وادراک سے غور کیا جانا ضروری ہے۔

ایک سوال ہے کہ اگر مہدی موعودؑ خلیفۃ اللہ ہیں تو ان کو احکام کس طرح پہنچائے جاتے تھے؟ اس کا جواب جاننے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ کیا حضرت جبرئیلؑ اگلے پیغمبروں کے پاس آتے تھے؟ جواب ہے ہاں یہ بات احادیث اور قرآن سے ثابت ہے۔ مگر ! جس طرح حضور نبی کریم خاتم الانبیاﷺ کی حیات میں حضرت جبرئیل علیہ اسلام کا آنا جانا بیان ہے اس طرح پہلے کے نبیوں اور انکی قومی کتب وروایات میں بیان کم ہوا ہے حتی کہ توریت زبور اور انجیل بھی اس معاملے میں خاموش ہیں۔ حضرت آدمؑ اور ان کے بعد ادریسؑ ان کے بعد نوحؑ اور دوسرے نبی رسول کے پاس فرشتوں کا آنا بیان ہے مگر حضرت جبرئیل کا آنا بیان نہیں' یہاں تک کہ حضرت ابراہیمؑ کو خواب میں احکام دئے گئے' موسیٰؑ کو احکام تختیوں میں توریت کے ذریعہ دی گئی بلکہ اللہ خود ان سے کلام کیا کرتا تھا' حضرت عیسیؑ نے حضرت جبرئیل کا ذکر نہیں کیا بلکہ بی بی مریم کے پاس روح الامین کا آنا بیان ہے۔' البتہ نبی رسولوں نے فرشتوں کا آنا احکام دینا بیان کیا ہے مگر نام جبرئیل نہیں لیا۔ اس کا مطلب ہے اللہ تعالی نبی رسول اور پیغمبروں اور اپنے خلفاء سے کلام یا رابطہ رکھتا آیا ہے اس کی کیفیت کیا تھی یہ بیان نہیں ہے' اور جب حضرت موسیٰؑ سے اللہ کلام کرسکتا ہے تو کیا اپنے حبیبﷺ سے کلام نہ کیا ہوگا؟' بغیر واسطہ کے؟ مہدی موعود اللہ کے خلیفہ ہیں یہ بات اللہ کے رسول مخبر صادقﷺ نے بتائی ہے تو مہدی سے کس ذریعہ اور طریقہ سے اللہ کا واسطہ یا رابطہ تھا وہ اللہ جانے ! اور جب حضرت عیسیؑ تشریف لائیں گے تو اللہ سے ان کا رابطہ کس طرح ہوگا یہ اللہ جانے' مگر لوگ اسے متنازعہ ضرور بنائیں گے یہودی کہیں گے کہ عبرانی توریت وانجیل کی زبان ہے اس میں بات کریں عیسائی کہیں گہ کہ اطالوی عبرانی رومی اور یونانی انجیل کی زبان ہے اس میں

بات کریں اور مسلمان اس میں پیچھے کیوں رہیں وہ کہہ سکتے ہیں کے اسلام کی زبان عربی ہے لہٰذا عربی میں بات کریں ہمارا یقین ہے کہ پہلے کی تین کتابیں موقوف ہوگئی ہیں اگر عیسیٰؑ ان کا حوالہ بھی دیں گے تو یہود و نصاریٰ اور مسلمان اپنی اور موجودہ کتابوں کو ہی بنیاد بنا کر کلام کرنے کی کوشش کریں گے' اور حضرت عیسیٰ آخریں شریعت قرآن کے مطابق ہی بات کریں جو یہود و نصاریٰ کو قبول نہیں اس طرح عیسیٰ کو قبول کرنا بھی ایک مسلہ ہی بنایا جائے گا جب تک کہ خدا کی طرف سے کوئی نشانی عیسیٰؑ کے حق میں نا آجائے۔ البتہ مہدی موعودؑ نے جب بھی تعلیم دی حکم دیا یا اپنے دعوی کا ثبوت پیش کیا تو فرمایا ''بندے کو اللہ کا حکم ہوتا ہے''۔ اس ضمن میں ہمیں قرآن کریم میں سورہ شوریٰ کی آیات 51-53 معاملے کو صاف کردیتی ہیں۔ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآیءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْ لًافَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَايَشَآءُ , اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ,وَ كَذٰلِكَ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ رُوْحًا مِنْ اَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ , صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ , اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ۔ اور کسی بشر کو یہ (مجال) نہیں کہ وہ **اللہ سے کلام کرے مگر وحی سے یا پردے کے پیچھے سے' یا وہ کوئی فرشتہ بھیجے'** پس وہ اس کے حکم سے جو (اللہ) چاہے وہ وحی کرے (پیغام پہنچادے) بے شک (اللہ) بلند تر ہے حکمت والا ہے اور اسی طرح ہم نے آپؐ کی طرف اپنے حکم سے قرآن کو وحی کیا' آپؐ نہ جانتے تھے کتاب کیا ہے؟ (اُمی تھے) اور نہ ایمان (کی تفصیل معلوم تھی) **لیکن ہم نے اسے نور بنایا' اس طرح ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ھدایت دیتے ہیں'** اور بیشک آپؐ ضرور رہنمائی کرتے ہیں سیدھے راستے کی طرف (یعنی اللہ کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں) اسی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے' اور جو کچھ زمین میں ہے ۔ **یاد رکھئے ! تمام کاموں کی بازگشت اللہ کی طرف سے ہے** ۔ یہاں ایک لفظ نور ہے اور ایک بازگشت ہے اگر ان پر غور کیا جائے تو نور' روشنی نہیں ہے مگر روشنی کا ایک ایسا مادہ ہے جس کا بیان الفاظ میں کسی نے نہیں کیا۔ رہی بات بازگشت کی' یہ کسی آواز کو زور سے یا بار بار دہرائے جانے Ecoh کو کہتے ہیں۔ یہاں اللہ کے اس کلام پر غور ہونا چاہیے۔ اس پوری آیت مبارکہ کو سورہ انعام کی آیت سے مسابقت کر کے دیکھیں کہ اللہ فرماتا ہے۔ '' آنکھیں اس کو نہیں پاسکتیں' اور وہ آنکھوں کو پالیتا ہے' کیا ان دونوں آیتوں میں مماثلت نہیں ہے'' اور کسی بشر کو یہ (مجال) نہیں کہ وہ **اللہ سے کلام کرے مگر وحی سے یا**

پردے کے پیچھے سے یا وہ کوئی فرشتہ بھیجے پس وہ اس کے حکم سے جو (اللہ) چاہے وہ وحی کرے (پیغام پہنچا دے)
بے شک (اللہ) بلند تر ہے حکمت والا ہے۔

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآیءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْ لًا فَيُوْحِيَ
بِاِذْنِهٖ مَايَشَآءُ , اِنَّه' عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ,

1) اور نہیں کسی بشر کو اللہ سے کلام کرے مگر وحی سے یا پردے کے پیچھے سے یا وہ (اللہ) کوئی فرشتہ بھیجے پس وہ اس کے حکم سے جو (اللہ) چاہے وہ وحی کرے بیشک وہ بلند تر حکمت والا ہے۔

وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

2) لیکن ہم نے اسے نور بنایا اس طرح ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ھدایت دیتے ہیں۔

صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ , اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ

3) یہ اللہ کا راستہ ہے اسی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں یاد رکھے! تمام کاموں کی بازگشت اللہ کی طرف سے ہے۔ رہی نور اور بازگشت کی بات پہلے کے زمانہ میں لوگ ان کے مختلف معنوں میں سمجھا کرتے تھے۔ مگر آج ان کا سمجھنا بالکل آسان ہے۔ بازگشتگونج کو کہتے ہیں کہ کسی آواز یا صدا بار بار پلٹ کر آنا۔ جب الکوانڈر گراہم بل نے فون بنایا تو پہلے مورس کوڈ آزمایا کہ جس سے اشارے یا سگنل ہی آتے تھے پھر اس نے تانبے کے تاروں میں اپنی آواز صدا یا بازگشت کو بجلی کی مدد سے دوڑایا تو وہ کئی میل جا کر گونجنے اور سنائی دینے لگی پھر مارکونی نے ریڈیو بنایا جس نے ہوا میں آواز کو یا بازگشت کو منتشر کر کے ریڈیو ں کے آلہ میں پکڑ لیا اور لوگو بغیر رابطہ کے سننے لگے۔ اور آج زمانہ ترقی کے ایسے مقام پر ہے کہ تار بجلی فون ریڈیوں سے کہیں آگے بڑھ گیا ہے۔ اب سلیکان فایبر کے ذریعہ روشنی کی لہر دوڑائی جاتی ہے جس میں نہ صرف آواز بازگشت بلکہ ویڈیو انٹرنیٹ کا نظام چل رہا ہے جو بجلی تار سے کئی سو گناہ تیز ہے۔

وحی یا اللہ کے پیغام پہنچانے کے یہ تین اُصول اللہ نے بتائے کہ کوئی بشر اپنی طرف سے اللہ کا حکم پہنچانے پر قادر نہیں ہے بغیر اللہ کی مرضی کے۔ اللہ چاہے تو وحی کرے فرشتے کے ذریعہ یا حجاب میں سے کلام کرے اللہ تعالیٰ وحی کو نور بتا رہا ہے کہ جس کے ذریعہ اللہ ھدایت دے کسی بھی بندے کو۔ معنی جس کو ھدایت اللہ دیتا ہے اس پر نور کا ہالہ بنا دیتا ہے کہ اس کے ذریعہ وہ اللہ سے احکام پاتا ہے۔ یعنی تمام انسانی احساسات اُس

وقت بندے کے اللہ کے قابوں میں ہوتے ہیں' وہ اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کر سکتا' سوائے اللہ کی ھدایت کے۔ یہ اللہ کا راستہ یا اس کی ملکیت ہے آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے' اور انہیں میں اللہ اپنی بازگشت کے ذریعہ بھی وحی کرتا ہے' معنی آواز صوت میں وحی سے یا لقاء اللہ کے ذریعہ بھی اپنے نبی رسول خلیفوں سے اللہ کلام کرتا ہے' مگر ان کی کیفیت کیا ہوگی وہ اللہ جانے کہ کیا وہ کانوں سے سنائی دیتی ہے یا دل و دماغ پر وارد ہوتی ہے یا انسان کی عقل و سمجھ اللہ کے اختیار میں ہوتی ہے یہ اللہ جانے۔ آج ورچول گیم کے لئے ایک شیشہ نما چیز آنکھوں میں لگائی جاتی ہے جس سے سامنے پورا ایک منظر آ جاتا ہے کہ انسان فٹ بال جنگی کھیل یا کوئی اور گیم کھیل سکتا ہے جبکہ سامنے بیٹھے لوگوں کو کچھ نہیں معلوم ہوتا کہ کیا چل رہا ہے' مگر کھیل کھیلنے والا کسی اور دنیا میں پہنچ چکا ہوتا ہے۔ "یہاں بازگشت کا لفظ قابل غور ہے۔ تَـصِيْـر کے معنی گونج ,بازگشت , ضرب ,اور وہاں تک پہنچنے (آواز' گونج' بازگشت) کے ہیں صَيْرٌ کے معنی ایک حال سے دوسرے حال کی طرف پلٹنا' یا کلام کا آواز بن کر گونجنا' بازگشت ہونا۔ لہٰذا اس طرح حضرت جبرئیل کا آنے یا نہ آنے پر پہلے کے انبیا مرسلین اور اللہ کے خلیفو ں کو پیغام دیا جاتا ہوگا' اور یہی سنت ختم نبوت کے بعد بھی خلیفتہ اللہ مہدی کو پیغام یا حکم پہنچانے کے لئے اللہ نے استعمال کی ہوگی جس کا اگر ہمیں علم نہیں تو اس پر کلام بھی نہیں۔ البتہ حضورؐ کو بغیر جبرئیل امینؑ کے وحی دے جانے کی روایتیں ہیں' سب سے بڑی دلیل تو یہ ہے کہ معراج میں عرش پر اللہ نے کلام کیا اور نماز کا حکم دیا۔

پہلے آواز کی لہریں المونیم بعد میں تانبے کی تاروں سے منتقل کی جاتی تھی' اب حالات بدل گئے فایبر آپٹک کے ذریعہ ہوتی ہے اور اب تو باقاعدہ ہوا سے ہوا میں بات ہوتی ہے یعنی درمیان میں کوئی واسطہ یا ذریعہ ہی نہیں۔

اور یہی اُصول یا طریقہ جو بھی ہے اللہ تعالی نے بصیرت اور بصارت کے لئے بھی فرمایا ہے۔

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ , لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ الْلَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ اللہ ہر چیز کا کفیل ہے' آنکھیں اُس کو نہیں پاسکتیں اور وہ آنکھوں کو پا سکتا ہے اور وہ (اللہ) بھید جاننے والا خبردار ہے۔ (انعام ۱۰۳) کہ جس طرح وہ (اللہ) وحی کرنے پر قادر ہے اسی طرح دکھائی دینے نہ دینے پر بھی قادر ہے۔

انسانوں کی سوچ اور خیال کا محور صرف ظاہری باتوں اور تشخص تک محدود ہوتا ہے۔ اس کی

بہترین مثال سورہ اخلاص ہے۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ، اَللّٰهُ الصَّمَدُ ، لَمْ يَلِدْ ، وَلَمْ يُوْلَدْ ، وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۔(اے حبیبؐ) فرما دیجیے اللہ یکتا ہے۔ اللہ صمد ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا۔ اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے۔ اس سورۃ میں بے شک یہ الفاظ ہیں کہ نہ اللہ کو کسی نے جنا اور نہ وہ جنا گیا۔ یہاں پہلے لفظ صمد کے معنی دیکھ لیتے ہیں اس لفظ کے معنی میں بڑا اختلاف ہے۔ مگر ہم نے یہاں ایک قول قتادہؒ کا لیا ہے کہ صمد وہ ذات ہے جو خلق کے فنا ہونے کے بعد بھی باقی رہے۔ دوسرا قول عکرمہؓ نے کہا کہ صمد وہ ہے جس کے اوپر کوئی نہ ہو (اس سے آگے پیچھے کوئی نہ ہو) اور یہی قول حضرت علیؑ کا بھی ہے۔ لہٰذا صمد وہ ہے جس کے پہلے بھی کچھ نہیں تھا اسکے بعد بھی کچھ نہیں رہیگا۔ اس کے ازل و ابد سے کوئی واقف نہیں وہ ذات ایکتا ہے، وہ کسی کی مثل نہیں ہے۔ اسے کسی پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ اسی کا سب کچھ ہے وہ تمام خلایق کا خالق ہے یہ کاینات یہ کہکشاں اسی نے بنائے ہیں۔ کیوں بنائے کس لئے بنائے اُس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ جس طرح انسان نہیں جانتا کہ وہ کہاں تھا کس نے پیدا کیا اسی طرح اللہ کو یا صمد کی حقیقت نہیں جانتا، صرف اتنا جان لینا انسان کے لئے کافی ہے کہ کسی مقصد کے لئے اُسے پیدا کیا گیا ہے۔ اور انسان بے بس اور مجبور محض ہے اس کی ہستی حیات یا زندگی چند روزہ ہے، انسان کیلئے اور ہر شے کے لئے موت یقینی ہے حیوانات حجر شجر سبھی کے سوا باقی رہنے والی ذات اللہ کی ہے جو معبود ہے اسی کے لئے عبادت اور حمد لایق ہے۔ اس سورۃ کا نزول 22 واں ہے نبوت کے ابتدائی ایام کے بعد جب محمد ﷺ کی نبوت کا چرچہ عام ہوگیا ہر چار اطراف میں شہرت ہوگئی ایام نبوت کے تقریباً نو سے دس گیارھویں برس کا دور ہوگا کچھ کفار مشرکین آپؐ سے اللہ کے بارے میں جاننے معلومات حاصل کرنے آئے، کچھ روایتوں میں یہودیوں کا آنا بیان ہے۔ کہ بتائیں اللہ کا خاندان کونسا ہے نسب کیا ہے وہ دکھتا کیسا ہے اس کی مثل کیا ہے۔ ان تمام سوالات کا جواب جبرئیل امین نے اس سورت کو لا کر دیا۔ کہ اللہ تعالیٰ کو جو صمد ہے اسے کسی شے یا مخلوق پر محمول نہ کرو بلکہ وہ تو تمام جہانوں کا خالق ہے اور وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک اور مثل نہیں، اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے یا اس جیسا ہے۔ یا تم خود پر اشیاء پر خلایق میں اس کی مثل نہیں دیکھ سکتے وہ خالق ہے مخلوق کی سمجھ سے وراء تمہیں صرف حیات زندگی اور موت کا علم ہے، باقی تمامی علوم اسی کے ہیں۔ اس کی ذات اور صمدیت کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ لہٰذا کل ملا کر وہ واحد و ایکتا ہے اس کی مثل کوئی شے نہیں۔ اور اس کا یقین و ایمان رکھنے والے کے لئے خوشخبری ہے اس سورۃ کا ایک بار پڑھ لینا ایک چوتھائی قرآن

پڑھنے کے برابر ہے معنی جو قرآن میں احکام بیان واقعات معاملات ہیں ان کا نچوڑ یہ سورۃ خدا کی خدائی اور قدرت کی ہے۔حضرت ابراہیمؑ کا واقعہ ایک مثال ہے کہ جب نمرود نے کہا میں بھی جلاتا اور مارتا ہوں تو آپؑ نے اس کہا کہ میرا رب مشرق سے سورج طلوع کرتا ہے مغرب میں غروب اگر تو مغرب سے سورج طلوع کرا اور مشرق میں غروب تو ' تو اپنے دعویٰ میں رب ہوا' اور نمرود لا جواب ہو گیا۔

بندوں کا اعتراض آنا کائی شروع سے رہی ہے یہی بات اللہ تعالیٰ ہمیں فرماتا ہے وَ لَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ , فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ (شعرا۱۹۹) اگر وہ (اللہ اس قرآن کو) نازل کرتا کسی عجمی پر (غیر عربی) پھر وہ پڑھتا اسے ان کے سامنے وہ (انکار کرنے والے) اس پر ایمان نہ لاتے۔ وَ لَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْ لَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ءَ اَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ , قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّ هُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى (حٰم سجدہ ۴۴) اور اگر ہم قرآن کو عجمی زبان میں نازل کرتے' تو وہ (انکار کرنے والے) کہتے کیوں نہیں صاف بیان کی گئیں اس کی آیتیں کہ کیا کتاب عجمی اور رسول عربی؟ آپ فرمادیں جو ایمان لائے یہ اُن کے لئے ہدایت اور شفا ہے' اور جو لوگ ایمان نہیں لائے اُس کا انکار کیا ان کے کانوں میں قرآن کی تلاوت اور احکام گراں گزرتے ہیں یہ ان کا اندھا پن ہے۔ یہاں اللہ نے معاملہ صاف کردیا ہے کہ اللہ کے نبی رسول خلفاء عربی ہوں کہ عجمی جن کو انکار کرنا ہے وہ حیلے بہانے حجت اختیار کرتے ہیں ایسا کیوں ہے ویسا کیوں نہیں ہے عربی کیوں ہے عجمی کیوں نہیں ہے۔اور مہدی موعود کے تعلق سے آج تک یہی ابہام ہے کہ مہدی عربی ہونا چاہے۔عجمی مہدی کیسے ہوسکتا ہے؟ معنی جن کو اللہ کے احکام ماننا ہی نہیں وہ بہانے اور حجت کرتے رہتے ہیں' ایسے لوگ آنکھوں اور دل کے اندھے ہوتے ہیں' قرآن کے ہر حکم کا انکار کرنے والے۔مگر ایمان والوں کو اللہ نے حکم دیا ہے اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ پیروی کر (قرآن کے احکام کی) جو تم پر نازل کیا گیا ہے آپؐ کے رب کی طرف سے اور پیچھے نہ لگو کارسازوں کے (مفسر محدث عالموں صوفیوں کے) قرآن کے سوا کسی کو خدا کے معاملے میں رفیق نہ بناؤ مگر بہت کم لوگ نصیحت قبول کرتے ہیں۔(اعراف ۲۔۳) وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ ....تا........وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ (آل عمران ۸۱) اور جب لیا اللہ نے عہد نبیوں سے کہ جب تم کو کتاب اور حکمت دوں' پھر تمہارے پاس رسول آئے (اگلے پیغمبر کی تصدیق

کرتا ہوا۔ (مذھب مآ کتاب اللہ و اتباع سنت رسول اللہ) **تو تم اس پر ضرور ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا"** (اللہ نے) فرمایا کیا تم نے اقرار کیا قبول کیا؟ اور تم نے اس پر میرا عہد قبول کیا؟ (القرآن و المھدی اما منا آمنا و صدقنا) اور یہ عہد لینے کے بعد۔ اس (اللہ) نے فرمایا پس تم گواہ رہو اور میں تمہارے ساتھ گواہ ہوں (ثم ان علینا بیانہ) اُنہوں نے کہا (ہاں)' (اللہ) نے کہا میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔ سورہ قیامہ کی 16 سے 23 آیات کو غور سے دیکھا جائے تو یہ بڑی با معنی ہیں ظاہر بات ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی رسول آنے والا نہیں سوائے خلیفۃ اللہ مہدی کے اور یہ خطاب نبیوں سے ہے! مگر یہ پیغام اہل قرآن کے لئے ہے ورنہ کیا ضرورت ہے اللہ کو اس عہد کو دہرانے اور بتانے کی؟ نبیوں رسولوں کو بتانا معنی اُن کی اُمتوں کو بتانا ہے اور اُمت رسول آخری اُمت ہے۔ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ , اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ , فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ , ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ , كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ , وَ تَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ , وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ , وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ , آپ حرکت نہ دیں اس (قرآن) کے ساتھ اپنی زبان کو کہ جلدی یاد کرلیں' بیشک ہم پر ہے اس کا جمع کرنا اور اس کا پڑھنا۔ پس جب ہم اسے (فرشتے کی زبانی پڑھیں) تو آپ پیروی کریں اس کے پڑھنے کی۔ پھر بے شک اس کا بیان کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ (اے کفر کرنے والو) تم دنیا سے محبت رکھتے ہو اور آخرت کو چھوڑ دیتے ہو۔ اس دن (حشر) میں بہت سے چہرے بارونق ہونگے' اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے۔ اور بہت سے چہرے اس دن بگڑے ہوئے ہونگے۔

یہاں جو باتیں معلوم ہو رہی ہیں وہ ہیں 1) کہ آپ اُسے یاد کرنے حفظ کرنے محفوظ کرنے کے لئے جلدی جلدی اپنی زبان کو متحرک نہ کریں۔ 2) اس کا جمع کرنا اس کا پرھانا بھی ہمارے ذمہ ہے۔ 3) اور اس کا بیان کرنا بھی ہمارے ذمہ ہے۔ 4) یہاں کفر کرنے والوں کا ذکر ہے مشرکوں کا نہیں جو دنیا سے محبت رکھتے ہیں آخرت کا خیال چھوڑ کر' اور مہدی موعودؑ کی تعلیمات کا لب لباب ہی آخرت کی تیاری اور دنیا کی محبت سے برات ہے۔ اور وضاحت کے ساتھ اللہ نے بتایا کہ 'اس دن (حشر کے) بہت سے چہرے بارونق ہونگے اور اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہونگے۔ یہ بڑا غور طلب معاملہ ہے' حشر ایک ایسا مقام ہے جہاں نفسا نفسی کا عالم ہوگا احتساب کے خوف سے لوگوں کی حالت خراب ہوگی وہ اپنے رب سے اپنے گناہوں کے سبب نظریں نہیں ملا

رہے ہونگے ! ایسے عالم میں بارونق چہرے والوں کا اپنے رب کی طرف دیکھنا بتا رہا ہے کہ کچھ لوگوں کو اپنے اعمال کے بہتر انعام کا یقین ہوگا اور جس طرح دنیا میں اللہ کے ''دیدار'' سے نوازے گئے تھے اسی طرح سکون واطمینان سے حشر کے دن اللہ کو دیکھ رہے ہونگے ۔ یہ بات معلوم ہے کہ سارے عالم اسلام میں ''دیدار'' کے حق اور حیات دنیا میں ہونے کا یقین صرف مہدی موعودؑ کے مصدقوں کو ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ تمام مہدوی اس مقام اور مرتبے کے نہیں ہیں۔ اس طرح اللہ تعالی نے اس قرآن کو لوگوں کے سینوں میں محفوظ کرادیا' اس کے بعد اسے جمع کرنے کا انتظام وانصرام بھی کرا دیا۔ رہی بات بیان کرنے کی وہ نہ دور صحابہؓ میں ہوا نہ بعد میں' وقت مقررہ پر اپنے رسول کے وعدہ کے مطابق نویں صدی ہجری میں قرآن کا بیان میراں سید محمد جونپوری مہدی موعودؑ خلیفۃ اللہ کے ذریعہ ہوا۔

دیدار کے معنی عام طور پر دیکھنا ہی لیا جاتا ہے اور س کے معنی ہیں بھی یہی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا خدا کو دیکھ لینے سے انسان کا مقصد پورا ہو گیا یا انسان کامل واکمل ہو گیا؟ یا انسان کا خدا کو دیکھ لینا ہی مقصد بندگی ہے؟ یا خدا کو دیکھ لینے سے تخلیق کائینات کا مقصد حاصل ہو گیا؟ ۔ بلکہ نہیں جب انسان کسی چیز یا شے کو دیکھتا ہے اس کے حسن کو اس کی خوبصورتی کو اسی کی تخلیقی خوبیوں کو اس کی صنائی کو اس کے حسن وزیبائش کو! اس کی جاذبیت اور کشش کو! اس کی طلسماتی اور محسور کرنے والی کشش کو! تو اس کا اثر دیرپا ہوتا ہے۔ اور اللہ کا دیدار کرنا کیا اس کی خلایق میں غور کرنا ملا کہ فرشتوں کی تشکیل وپیدایش کی تدبیر' نفس یا انسان کے اندر مخالفت بغاوت سرکشی حکم عدولی کے جذبات کے منفی نتایج میں غور کرنا یہ کہکشاں ستارے چاند کی بناوٹ یہ چرند پرند آبی مخلوق حشرات کی موجودگی ان کی ضرورت اور حیات کا مقصد یہ روشنی اور اندھیرے کا امتزاج یہ موسموں کی بدلتی رنگارنگی' زمین پر انسان کے علاوہ حیات کا مقصد ان سب کو پیدا کرنے والے کی پہچان اور اس کا انتظام وانصرام یہ موت حیات کا وقفہ یہ زمین وآسمان میں ہونے والی آئے دن کی تبدیلیاں' کیوں ہیں؟ کس لئے ہیں' کس نے اس کا انتظام چلا رکھا ہے؟ اگر انسان اتنا ہی قابل ہے تو ہمیشہ کی زندگی کیوں نہیں اختیار کر لیتا۔ یہ زمین وآسمان میں ہونے والی تبدیلیوں کو کیوں نہیں اپنے قابو میں کر سکتا؟ یہ جو معبودانے باطلہ یا خیالی تصوراتی معبود ہیں وہ ساکت وجامد کیوں ہیں؟ کیا یہ انسان کی بات سن کر اسے نفع ونقصان پہنچانے کا ملکہ رکھتے ہیں اگر نہیں تو پھر کون ہے جو اتنی قدرت اور عظمت والا ہے جو ان تمام کو قایم کر کے ہمیں دنیا میں چند روزہ حیات عطا کرتا ہے۔ جب انسان ان تمام احوال وکیفیات کو

محسوس کرنا مطالع شروع کرتا ہےتو وہیں سے اس کا فہم و ادراک اسے ایک عظیم قدرت والے رب کی طرف رہنمائی کرتی ہے مگر وہ ان محسوسات کو جذب نہیں کرپاتا اخذ نہیں کرپاتا باوجود علم عقل کے تو اللہ تعالی نے پہلے اسے اپنے پیغمبر نبی رسول کے ذریعہ ایک مثال قایم کرکے دکھائی کہ اس قدرت اور عظمت والے رب تک پہنچا جاسکتا ہے بشرطیکہ ویسا طریقہ اور اعمال اختیار کئے جائیں جو رسول ﷺ نے جس راستے کی طرف چلنے کی دعوت دی اور وعدہ کیا کہ اس راستے پر چلنے کا مفصل بیان کسی اور وقت اللہ کرے گا' جب انسانیت علوم تخلیقات معرفت الٰہی کی کھوج کے باوجود نہیں سمجھ پائی تو اس قرآن کی آیتوں کو کھول کر بیان کیا جائے گا جس کا وعدہ اللہ کے حبیبؐ سے کرایا گیا اور ایک ہادی ومہدی ھدایت والے رہبر کے ذریعہ جو نویں صدی ہجری میں مبعوث کیا جائے گا۔ اگر تم اس کے بارے میں سنو تو اس کی بیت کرو کیونکہ وہ اللہ کا خلیفہ ہے چاہے تمہیں اس کی بیت کے لئے برف پر سے رینگتے ہوئے کیوں نا جانا پڑے۔ کیونکہ وہ خلیفہ انسان کی زمین پر حیات کے مقصد کو حاصل کرنے کا طریقہ بتائے گا تعلیم دے گا۔ معرفت الٰہی حاصل ہوجانے یا دیدار ہوجانے کے بعد کیا بندہ مکمل ہوگیا یا کمال کو پہنچ گیا؟ بلکہ نہیں بندے کی ذمہ داری اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ بہترین مثل حضور نبی کریم ﷺ کی ہے کہ نبوت کے گیارہویں برس کے بعد معراج ہوئی روایات یہی بتاتی ہیں۔ مگر اللہ کے رسول ﷺ کے اعمال میں اور نبوت کے احکام کی بجا آوری اور اصلاح و تبلیغ میں اور زیادہ شدت آ گئی معراج کے بعد کے گیارہ بارہ برس میں آپ ﷺ نے بہت زیادہ مشقت اور محنت کی دین حنیف کی تبلیغ میں۔

یہاں ایک بات غور طلب ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے خصوصی اعمال کیوں صحابہؓ کو نہیں بتائے یا انہیں کرنے کی تاکید کیوں نہیں کی؟ کیوں یہ معاملہ نو ۹ صدیوں بعد بتایا گیا خلیفۃ اللہ کے ذریعہ؟ اس کا سیدھا سا جواب ہے بعد ایک عرصہ کے ایک طویل مدت کے سرزمین عرب میں اسلام آیا' اس وقت تک یہاں شرک و بت پرستی اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔ باوجود اس کے کہ یہود و نصاری کی یہاں موجودگی ہونے کے وہ اپنی انا خود پرستی اور خاندانی و مذہبی غرور میں کوشاں تھے' ان کے درمیان فرایض اسلام اور احکام و ایمان کے ساتھ ہی معرفت الٰہی کا بیان اور احکام لوگوں میں انتشار پیدا کردیتے۔ اس کی مثال ہم احادیث کے بیانوں میں دیکھ سکتے ہیں کہ جس میں ایک ہی بات اور مسلہ کو مختلف راویوں نے مختلف الفاظ میں بیان کیا جس سے بعد میں آیمہ و علما کو فقہی مسایل کا ایک طریقہ بتانا پڑا کہ اُلجھوں مت ایسا ہے' مگر اس وقت تک یہودی و منافق لوگ اپنا کام کرچکے تھے دین میں

انتشار پیدا کرنے کا جس کا نتیجہ خوارج اور اہل تشیع کا وجود ہے۔

سورہ قیامہ آیت ۱۷ میں ہے کہ بے شک قرآن کا جمع کرنا اور اس کا پڑھانا اللہ کے ذمہ! مگر اس کے بعد آیت ۱۹ میں اس قرآن کے پڑھنے اور بیان کا ذکر ہوا ہے۔ **یعنی پہلے جمع کرنے کی بات ہے اس کے بعد اس کے بیان کرنے کی بات ہے**' مطلب یہ کہ قرآن کا جمع کرنا پڑھنا ایک الگ معاملہ ہے اور اس کا پڑھنا اور بیان کرنا ایک دوسرا معاملہ ہے۔ قرآن مجید کا اعجاز ہے کہ وہ اپنی بات ذرا مختلف انداز میں بیان کرتا ہے مثلاً ایسا ہی کلام سورہ بینہ ۹۸ میں آیا ہے۔ اس سورۃ کی پہلی آیت میں ایک بینہ کا ذکر ہوا جو شرکوں اور اہل کتاب کے پاس کھلی دلیل بیان کرتے ہیں اللہ کا صحیفہ پڑھتے ہوئے' اور اس کی چوتھی آیت میں ایک دوسرے بینہ کا بیان ہے جو اُمت کے فرقوں میں بٹے ہوئے' لوگوں کو ان کے پاس اسی قرآن کی دلیل سے بیان کرتے ہوئے' جمع کرتے ہیں اُمت کو تا کہ یک رخ ہو کر' 'دیدار' ' کے ذریعہ اللہ کی عبادت کریں۔ سورہ بقرہ آیت 124 میں حضرت ابراہیمؑ ایک امام کو اپنی اولا د میں بھیجے جانے کی اللہ سے دعا کرتے ہیں اس کے بعد آیت 129 میں ایک رسول کو بھیجے جانے کی دعا کرتے ہیں جو لوگوں کو پاک صحیفہ اللہ کا پڑھکر سنائے۔ یہ پڑھکر سنانے والے رسولؐ اور ایک دوسرے امام کو بھیجا جانا' اسی طرح ایک بینہ کو شرکین اور اہل کتاب کو صحیفہ دے کر بھیجنا' اسی طرح قرآن کو جمع کر کے پڑھنا اس قرآن کے پڑھنے کے بعد اس کا بیان کرنا۔ یہی بات اللہ تعالی قرآن میں بار بار کہتا ہے کہ فہم وادراک کرو غور کرو۔ یعنی اللہ تعالی نے ہر چیز کی نذیر پیدا کی ہے اسی طرح محمد ﷺ کے نذیر ان کی عترت میں ہادی ومہدی ہیں۔

کوئی بھی زمین پر ایک مدت تک ہی زندہ رہ سکتا ہے چاہے ساٹھ ستر برس ہو کہ سو برس' جن کی عمریں دوسو پانچ سو ہزار برس کی تھیں وہ بھی اپنی مدت ختم کر کے دنیا سے چلے گئے انہیں موت آگئی۔ اس ناپایدار زندگی کے لئے انسان برائی کرتا گناہ میں مبتلا ہوتا دھو کہ دیتا اللہ کی حکم عدولی کرتا ہے۔ اللہ کی موجودگی ہر زمانے میں رہی کبھی بھگوان کہا گیا کبھی گاڈ کبھی خدایا کچھ اور اور آج بھی اللہ معبود رب خالق سے ہم پکارتے ہیں' جس کی موجودگی ہمیشہ رہی ہے' وہ قوی اور دانا ہے کہ چند دن زمین پر گزار کر مر جانے والے؟۔ اتنی بات کو اگر سمجھ لیا جائے کہ خالق کائنات کی موجودگی کو زمانے کے ہر دور میں محسوس کیا گیا اور اس کی اطاعت وعبادت کی گئی ,بھلے بعد میں کفر وشرک اختیار کر لیا تو ہمیں یہ بات سمجھ میں آجانی چاہے کہ بغیر خالق اور رب العالمین کے انسان کی زندگی

اوراس کے شب وروزاور محرکات زمین پر ممکن نہیں۔اس لئے انسان کو حق کی ہمیشہ تلاش میں رہنا چاہئے چاہے وہ نبی رسولوں کے ذریعہ سامنے آئے یا اللہ کے خلیفوں کے ذریعہ بتائی جائے۔ہاں مگر ! اس حق کے بیان میں ہمارا کردار کیا ہےاور ہمیں کرنے کو کیا کہا گیا ہم کر کیا رہے ہیں اس بات کو سمجھنا ہی دین مذہب ہے اس کے بعد اسلام ایمان ہے اور جو اس راہ سلوک میں مزید آگے بڑھنا کمال حاصل کرنا چاہتے ہیں اُن کے لئے احسان ہے جسے حدیث میں کامل ایمان کہا گیا۔

یہ ضروری نہیں کہ بعثت مہدی کے بعد دین مذہب طریقہ عمل علم میں اختلاف نہ ہو ! انسانی فطرت ہے نفس کی اطاعت پر جلد راضی ہو جاتا ہے۔اوراس کے لئے خود مہدویہ میں ایسے عالم دیندار رہبرورہنما پیدا ہوتے ہیں جن کا دین وایمان سے کچھ لینا دینا نہیں' مگر لوگوں کو ہشیار خبردار رہنا ضروری ہے کیوں کہ یہ دین کا معاملہ ہے جس کی جوابدہی ہر انسان کو بروزمحشر دینی ہے اس طرح ہم دوسروں کے رحم وکرم کے خواستگوار نہیں ہو سکتے' جہاں کہیں بیدینی رسم وبدعت وعادت پھیلائی جارہی ہواس سے کنارہ تو کرنا ہے مگر اس کی مخالفت کرنا دین وایمان کا حصہ ہے۔اللہ نے جوفرمایا کہ كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۔(آل عمران ۱۱۰) تم بہترین اُمت ہو جسے انسانوں کی ہدایت کے لئے پیدا کیا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

ہمیں اس سے پہلے یہ بات بھی جان لینا چاہیے کہ اللہ رب العزت اپنے کلام حمید فرقان مجید میں اس تعلق سے کیا فرماتا ہے۔وَ اَنزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِن لِّيَبْلُوَكُمْ فِىْ مَآ اٰتٰكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ (المایدہ ۴۸) اور ہم نے نازل کی آپ کی طرف کتاب سچائی کے ساتھ پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور اس پر نگہبان ومحافظ' سوان کے درمیان اس پر فیصلہ کریں جو اللہ نے نازل کیا ہے اوران (کافر ومشرکوں) کی خواہشات کی پیروی نہ کریں اس کے بعد جب کہ تمہارے پاس حق آ گیا' ہم نے مقرر کیا ہے تم میں سے ہر ایک کے لئے الگ دستور (شریعت) اور (جدا) راستہ اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں ایک واحد اُمت بنا دیتا لیکن وہ (چاہتا ہے) تا کہ وہ تمہیں آزمائے جو

اُس نے تمہیں دیا ہے پس نیکیوں میں سبقت کرو تم سب کو اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے' وہ تمہیں بتلا دیگا جو تم (کیا کرتے) تھے اس میں اختلاف۔ یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ اللہ نے یہ گروہ قبیلے فرقے بندوں کو آزمانے کے لئے بنائے ہیں کہ دیکھیں کون کتنا مومن کتنا انکار کرنے والا ہے اللہ کی آیتوں کا یا احکام کا۔ اور کہا کہ نیک کاموں میں سبقت کر معنی معرفت الٰہی کی کوشش کرو۔ اور اللہ تعالی حضور ﷺ سے یہ بھی کہتا ہے کہو وَ كَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَ عِنْدَهُمُ التَّوْرٰةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ , وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ (المایدہ ۴۳) اے نبیؐ جب ان کے پاس توریت کے احکام ہیں جس میں اللہ کا حکم ہے تو پھر اس کے بعد وہ اس کے حکم سے پھر کر' تمہیں حکم بناتے ہیں اس طرح وہ تمہارا حکم بھی ماننے والے نہیں وہ نہ قرآن پر عمل کرنے میں مخلص ہیں نہ توراۃ پر۔ یہ محض اپنے خیال کی مرضی کی پیروی کرنے والے ہیں۔ اور آج ہم دیکھ سکتے ہیں کہ اہل قرآن بھی یہی کررہے ہیں۔ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ قرآن سے لوگ ایمان والے ہی نہیں بنتے بلکہ کافر اور سرکش بھی بن جاتے ہیں اپنی ضد اور ہٹ میں وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ , وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا , فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (۶۸ المایدہ) اور جو تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے' (اُن کے کفر کی وجہ سے) اور ضرور بڑھ جائے گی ان میں سے اکثر کی سر کشی اور کفر اس کی وجہ جو آپؐ پر آپؐ کے رب کی طرف سے جو نازل کیا گیا ہے تو آپؐ افسوس نہ کریں (فکر نہ کریں' متردد نہ ہوں) انکار کرنے والے کافروں پر۔ رسول ﷺ کو ان کی ذہنیت اور چالاکیوں سے خبردار کرنے کے بعد اللہ تعالی فرماتا ہے۔ اَ فَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَ يَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَ مِّنْ قَبْلِهٖ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّ رَحْمَةً , اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ , وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ , فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ (سورہ ھود ۱۷) تو کیا جو شخص اپنے رب کی طرف سے کھلی سند یا دلیل پر ہو۔ اس کی طرف سے ایک گواہ اس پر (رسولؐ) ہوں (المهدی منی من يقفو اثری و لا يخطی) اس سے پہلے کتاب موسی ہے (جو لوگوں کو دی گئی ہے) امام اور رحمت۔ کیا اس کے انکار کرنے والے اس (مہدی) کے برابر ہو جائیں گے؟۔ وہی لوگ اس (مہدی) پر ایمان لاتے ہیں (جو ایمان والے ہوتے ہیں) اور جماعتوں میں (اسلام کے گروہ اور فرقوں میں) سے جو اس (مہدی) کا انکار کرے گا (اللہ کے) وعدے کے مطابق (اس انکار کرنے والے) کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ تو (اے نبیؐ) تو اُس

(مہدی) کی طرف سے شک میں نہ ہو بے شک وہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے (آ کر رہے گا) چاہے لوگ مانیں یا نہ مانیں) لیکن اکثر لوگ (اُمت کے) اس پر ایمان نہیں لاتے۔ یہاں اس آیت کی توجہ کا مرکز''۔تو (اے نبیؐ) تو اُس (مہدی) کی طرف سے شک میں نہ ہو بے شک وہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے'' یہاں غور طلب امر یہ کہ اللہ تعالی اپنے حبیبﷺ سے جب قرآن اُن پر نازل ہورہا ہے فرماتا ہے کہ''وہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے آے گا'' **یعنی بعد میں ضرور کسی وقت آے گا**۔اس آیت میں مہدی کا نام نہیں ہے مگر اس آیت کا سباق یہی بتا رہا ہے جن کے بارے میں حضورؐ سے وعدہ کرایا گیا۔ یہاں بات حال کی نہیں مستقبل کی کی گی ہے۔وَ كَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى وَ كَذٰلِكَ نَجْزِىْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَ اَبْقٰى ۔اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں جو حد سے نکل جاے اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہ لاے اور البتہ آخرت کا عذاب شدید ترین ہے اور زیادہ دیر تک رہنے والا ہے۔سوہ طہٰ آیت ۱۲۷ دیکھیں اور سورہ حج ۵۱۔وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِىْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۔اور جن لوگوں نے کوشش کی (اپنے زعم میں) ہماری آیات کو ہرانے میں (انکار کرنے میں)' وہی ہیں دوزخ والے۔ یہ آیات کا ہرانا یا انکار کرنا حضورؐ کے وقت نہیں ہوا۔بعد میں جب اسلام کو استقامت ہوئ تو لوگوں نے دوبارہ وہی پرانا طریقہ اور فطرت اپنائ جو اگلی اُمتوں بشمول یہود و نصاریٰ نے اپنائ تھی۔زمانے کے ہر دور میں لوگ کفر شرک میں مبتلا ہوتے رہے ہیں اور رسوم و بدعت بھی اختیار کرتے رہے ہیں' لیکن جب کبھی نبی رسول پیغمبر بھیجے گۓ اور انکے ذریعہ احکام اور صحیفے دیۓ گۓ تو دوبارہ لوگ اسلام اور ایمان کی طرف لوٹ آتے پھر مدت گزرنے کے بعد دوبارہ اسی میں مبتلا ہو جاتے لوگوں میں بگاڑ پیدا ہونا اور اصلاح کیا جانا ہر دور میں رہا' ایک طرح سے تجدید ایمان کا دور ہر زمانے میں ہوتا رہا ہے اور یہ انسان کی فطرت کا خاصہ ہے اور حضورﷺ کے بعد بھی اس تجدید ایمان کا ایک موقع دیا گیا ہے خالق عالم کی طرف سے مہدی کی بعثت کرکے' بلکہ ابھی ایک اور موقع ہے حضرت عیسیٰؑ کو دوبارہ بھیجے جانے میں ۔اگر آج بندے قرآن کا اور اس کے رسول محمدؐ کا اقرار کررہے ہیں تو گویا وہ آدمؑ سے محمدؐ تک تمام نبی رسولوں کا اقرار کررہے ہیں اور جو انکار کرتے چلے آے اور جو کررہے ہیں وہ گویا تمام نبی رسول اور صحائف کا انکار کررہے ہیں اس طرح اقرار کرنے اور انکار کرنے والوں کے درمیان ایک واضح لکیر یا خط کھینچ دی گی ہے جنہیں سورہ واقعہ میں یوں کہا گیا وَّ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ,مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ

, وَ اَصۡحٰبُ الۡمَشۡئَمَةِ مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡمَشۡئَمَةِ ۔(واقعہ ۔۹)اور تم ہو جاؤ گے تین قسم کے (لوگ) تو دائیں ہاتھ والے (سبحان اللہ) کیا ہی (اچھے) ہیں دائیں ہاتھ والے اور بائیں ہاتھ والے (افسوس) کیا ہی (برے) ہیں بائیں ہاتھ والے ۔ یہاں اسلام لانے والے اور کفر و شرک کرنے والوں کی تفریق بتا دی گی ۔مگر یہاں تین گروہ کا ذکر ہے اور یہی اس آیت مبارک کا مبین اور باریک فہم کا حصہ ہے وَالسّٰبِقُوۡنَ السّٰبِقُوۡنَ اُولٰٓئِکَ الۡمُقَرَّبُوۡنَ , فِیۡ جَنّٰتِ النَّعِیۡمِ ثُلَّةٌ مِّنَ الۡاَوَّلِیۡنَ وَقَلِیۡلٌ مِّنَ الۡاٰخِرِیۡنَ ۔اور سبقت لے جانے والے ہیں یہی ہیں ''مقرب'' اللہ کے نعمتوں والے باغات میں بڑی جماعت پہلوں میں سے اور تھوڑی جماعت پچھلوں میں سے ۔(۱۰۔۱۴ واقعہ) کتنی واضح اور صاف بات' کہ پہلے دو جماعتوں کا ذکر کر دیا دائیں والے اور بائیں والیاس کے بعد بتایا کہ 'اللہ کے مقرب'' جو اللہ کی نعمتوں کو حاصل کرنے والے **بہت پہلوں میں سے تھوڑے پچھلوں میں سے** ۔یہاں بہت پہلوں والے صحابہؓ رسول ﷺ ہیں اور اہل اللہ اور علمائے حق ۔اور تھوڑے پچھلوں میں سے اصحابؓ مہدی اور ان کے بعد معرفت الٰہی حاصل کرنے والے ۔یعنی اللہ نے پورا اندازہ تخمینًا بتا دیا کہ اللہ کے رسول ﷺ میں **بہت سارے لوگ** مقربین ہونگے اور مہدی موعودؑ کے بعد **تھوڑے مقربین** ہونگے' یعنی اللہ کا قرب حاصل کرنے کی نعمت کم لوگوں کے حصے میں آئے گی 'مسلمان تو بہت ہونگے مگر مومن اور محسن ہونا اللہ کے مقرب ہونا ہے' یعنی جنت کے طلب گار تو لوگ ہونگے مگر اللہ کے طلب گار چند ہونگے جو مقربین کہلائے گئے۔

بعثت مہدی کے متعلق لوگ بٹ گئے کسی نے کہا مہدی کا آنا حق ہے کیونکہ اللہ کے رسول نے وعدہ کیا ہے ۔کسی نے اس بعثت کا انکار کر دیا' جنہوں نے انکار کیا ان کا معاملہ یہ ہے کہ وہ مزید کسی قسم کی دعوت یا ہدایت کو قبول کرنے حق میں اس لئے نہیں تھے کہ انہیں اپنے علم مقام مرتبہ کا ہونا یا غرور اس بعثت کو قبول کرنے میں مانع رہا ۔جب انسان خدا کی بندگی سے خود کو بلند سمجھنے لگتا ہے تو وہ کسی ھدایت یا اصلاح و تبلغ کو قبوک کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا' اس کا نفس اس پر راضی نہیں ہوتا کسی اور کی ہدایت کو قبول کرے' یہ روش ہر زمانے میں انسانوں کی رہی ہے ۔بت پرستوں مشرکوں کا حق کو قبول کرنا سمجھ میں آتا ہے کہ ان کے ذہن عقل سمجھ منجمد اور ساکت و جامد ہو جاتی ہے وہ کسی بھی حق بات سچائی کو قبول کرنے لائق نہیں رہتے اسی طرح بے علم اور جاہل لوگ 'مگر عالموں کا مخالفت کرنا سب سے بڑی حدائی مخالفت ہے ۔مکہ مکرمہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے کافر

وشرک بھی تھے اور یہود ونصاری بھی' کافر ومشرک کا مخالفت کرنا تو سمجھ میں آتا ہے یہود ونصاری دین مذہب انبیا مرسلین پہلے کی نازل کردہ کتابوں کا علم رکھنے کے باوجود مخالفت پر حضورؐ کی کمر بستہ ہوگئے' یہی حال میراں سید محمد مہدی جونپوری کے قبول تصدیق میں ہے۔

اللہ کی آیات کو جھٹلانا معنی اللہ کے احکام کو جھٹلانا ہے۔دعوی مہدی موعودؑ کوئی معمولی دعوی نہیں ہے ایک اللہ کے خلیفہ ہونے کا دعوی ہے ! ایسا نہیں کے کسی نے خود کو ولی کہہ لیا عالم فاضل کہہ لیا' جو یہ دعوی مہدی کرے اور قرآن سے اپنا ثبوت پیش کرے' اس پر غور کیا جانا چاہئے۔اللہ نے عالموں صوفیوں کے متعلق قرآن میں نہیں بتایا اگر بتایا تو رسول اللہؐ سے وعدہ کرایا ایک ہادی ومہدی کا' مگر مسلمان عالموں صوفیوں کے بارے میں بہت جانتے احترام کرتے ہیں مگر مہدی کا صرف انتظار کرتے ہیں کہ کسی طرح بچے بچائے رہیں اور دنیا سے چلے جائیں' کیا یہ چالاکیاں اللہ کو نہیں معلوم ہیں؟۔حضورﷺ نے اپنے دعوی کے ثبوت میں قرآن پیش کیا' جسے وہ عرب جو دوسری قوموں کو عجمی یعنی گونگا کہا کرتے تھے ششدر رہ گئے' اس کے کلام وبیان پر' اور عربی زبان میں قرآن کا آج بھی مطالع کرنا جوئے شیر لانا ہے کیوں کہ زبان عربی جتنی دقیق ہے اس میں اتنی ہی وسعت ہے ایک ایک لفظ کے کئی معنی ومطالب ہیں' صرف اُونٹ کے معنی پچاس سے زیادہ بیان ہیں اس طرح دیکھا جائے تو تمام قرآن کے الفاظ کو سمجھنا اخذ کرنا علمی اور تحقیقی کام ہے۔اور جب حضورﷺ نے قرآن پیش کیا تو اس کے بیان الفاظ معنی ومطالب سن کر عرب دنگ رہ گئے' یعنی خود گونگے ہوگئے۔اور یہ یاد رہے آج کی عربی قرآن کی عربی نہیں ہے' اس میں دوسری زبانوں کی آمزش ہوگئی ہے۔ایسے میں مہدی موعودؑ نے اپنے دعوی کے ثبوت میں جو آیات پیش کی اُن کا جاننا اور سمجھنا ضروری ہے۔بغیر اس کا انکار کرنا اللہ کی وعید میں آتا ہے۔جس کا یہاں ذکر ہے۔آج تو لوگ مدرسوں سے رٹ رٹا کر آتے ہیں علم اور تحقیق سے ان کا دور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔

قرآن میں اللہ تعالی نے اس بات کو بار بار دہرایا ہے کہ لوگ اللہ کی آیات کو جھٹلاتے ہیں' وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ، هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۔اور جن لوگوں نے کفر کیا اور جھٹلایا ہماری آیات کو وہی ہیں دوزخ والے وہ اس میں ہمیشہ رہینگے۔وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۔اور جن لوگوں نے کفر کیا (انکار کیا) ہماری آیات کے ساتھ اور جھٹلایا' یہی لوگ دوزخ والے ہیں (مایدہ ٨٦) يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ

فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۔اے اولادآدم اگر تمہارے پاس تم ہی (میں) سے رسول (اللہ کا خلیفہ) آئیں‘(اور) سنائیں تم پر میری آیات (احکام‘دلیل‘نشانی) تو جو ڈرااس نے اصلاح کر لی ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔(اعراف ۶۳) یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ قرآن حضور ﷺ پر نازل ہو رہا پھر اللہ کس سے کہہ رہا کہ ”اے اولاد آدمؑ اگر تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول (یا اللہ کا خلیفہ) آئیں اور سنائیں تم پر میری آیات (جیسے کہا حضور ﷺ قرآن آئے ہوئے ہیں آیات سنا رہے ہیں اس کے باوجود دوبارہ آیات کا سنایا جانا کس لئے۔ظاہر ہے یہ آیات کا سنانا خاطی گنہگار عالموں کا معاملہ تو نہیں ہے یہ کسی اور کا آیات سنانا یا احکام کی تجدید کرنا ہے۔اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُجْرِمِيْنَ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الظّٰلِمِيْنَ ۔بے شک جن لوگوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور ان سے تکبر کیا‘ان کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں‘اور جنت میں داخل نہ ہوں گے‘ جب تک اونٹ داخل (نہ) ہو جائے سوئی کے ناکے میں سے (جو ممکن نہیں) اسی طرح ہم مجرموں کو بدلہ دیتے ہیں‘ان کے لئے جہنم کا بچھونا ہے اور ان کے اوپر سے (جہنم کا ہی) اوڑھنا ہے‘اسی طرح ہم ظالموں کو بدلہ دیتے ہیں۔(اعراف ۴۱)وَ اَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ لِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِى الْعَذَابِ ۔اور جن لوگوں نے کفر کیا اور جھٹلایا ہماری آیتوں کو‘اور آخرت کی ملاقات کو‘پس یہی لوگ عذاب میں گرفتار کئے جائیں گے۔(روم ۱۶)وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۔اور جن لوگوں نے کفر کیا‘اور انہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو یہی لوگ دوزخ والے ہیں‘اس میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بری جائے بازگشت (برا ٹھکانہ جہاں ان کا سننے والا کوئی نہیں ہوگا) ہے (تغابن ۱۰) یہاں غور طلب امر یہ ہے کہ اللہ نے یہ نہیں کہا کہ ہمارے نبی رسول اور اللہ کے خلیفوں کو جھٹلانا دوزخ کا سبب ہے بلکہ یہ کہا کہ ”ہماری آیتوں کا جھٹلانا دوزخ کا سبب ہے“ جب اللہ کا کلام نازل ہوا اور محمد ﷺ کو اللہ نے اپنا نبی رسول کہا اپنی آیات میں یا احکام تو اس نبی رسول کا نا ماننا کفر ہوا‘اور اسی قرآن کے ذریعہ اللہ کا خلیفہ اپنا دعویٰ پیش کرے تو بلا تحقیق اور سنی سنائی باتوں پر ان آیات پر غور نہ کرنا انکار کرنا‘ کفر ہے۔

اللہ کے نبی رسول پیغمبروں اور خلیفوں کو جھٹلانا انسانوں کا پرانا طریقہ ہے جس کا ذکر اللہ

نے سورہ فاطر آیت ۴ میں فرماتا ہے۔ یُّکَذِّبُوْکَ فَقَدْ کُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِکَ ۔اور اگر تمہیں وہ جھٹلائیں تو تحقیق جھٹلائے گئے ہیں تم سے پہلے بھی رسول ۔(فاطر ۴) مگر اللہ تعالیٰ ہی ہے جو اپنے چنے ہوئے بندوں میں سے نبی رسول اللہ کے خلیفہ اور وارث کتاب بناتا ہے 'معنی پیغمبر صحایف اور کتب نزول کے وارث' اللہ تعالیٰ نے صرف چار کتابیں نازل کیں، مگر تقریباً ایک سو صحایف بھی اپنے رسولوں اور نبیوں کو دئے اس طرح ان ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا مرسلین کو جنہیں قوموں کی اصلاح و تبلیغ کے لئے بھیجا انہیں، انہیں صحایف اور کتابوں کے تابع رکھا یعنی انہیں میں کے احکام اور معاملات تھے جو اس وقت ان قوموں کی شریعت ہوا کرتی تھی۔ ہر کسی نبی رسول کو کتاب نہیں دی اسی طرح مہدی موعود علیہ السلام خلیفۃ اللہ کو حضور نبی کریم خاتم الانبیاء ﷺ اور ان پر نازل قرآن کے تابع کیا۔اور اس کا اقرار اور شہادت بھی میراں سید محمد مہدی موعود نے دی "مذہب ما کتاب اللہ واتباع رسول اللہ"۔اور یہی نبی رسول اور خلفاء اللہ ہیں جنہیں صحیفہ اور کتاب نہیں دی گئی صرف پیغام یا وحی کے ذریعہ ھدایت دی گئی وہ اپنے ماسبق نبی کی نبوت رسالت اور نزول صحیفہ اور کتاب کو پہنچانے کے گواہ ہونگے اپنے اگلے انبیا و مرسلین کے، یہی بات سورہ نسا آیت ۴۱ اور سورہ نحل ۸۹ میں کہی گئی ہے۔ فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِیْدٍ وَّ جِئْنَا بِکَ عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ شَهِیْدًا ۔پھر (حشر میں کیا کیفیت ہوگی؟) جب ہم ہر اُمت سے ایک گواہ بلائیں گے، اور آپ کو ان پر گواہ بنا کر بلائیں گے۔ وَ یَوْمَ نَبْعَثُ فِیْ کُلِّ اُمَّةٍ شَهِیْدًا عَلَیْهِمْ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِکَ شَهِیْدًا عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ اور جس دن ہم اُٹھائیں گے (حشر میں) ہر اُمت میں اُن پر ان ہی میں سے ایک گواہ، اور ہم آپ کو ان سب پر گواہ لائیں گے۔ یہاں اُمت میں ایک گواہ لانا تو سمجھ میں آتا ہے اس کے بعد حضور کو ان سب پر گواہ بنانا کیا معنی؟ اس کا جواب اسی آیت میں آگے دیا ہے۔یعنی ہر اُمت پر ایک گواہ ہوگا اور ہر نبی کی گواہی حضورؐ دیں گے۔

اب یہاں مہدی موعود علیہ السلام کی ہدایت کردہ اُن سات 7 اعمال فرایض ولایت کے متعلق قرآنی آیات میں دیکھتے ہیں کہ آپؑ نے قرآن کے علاوہ کوئی بھی حکم طریقہ یا ھدایت نہیں دی نہ اپنے طرف سے اس میں کمی زیادتی کی۔اور یہ سات فرایض ھدایت یا ولایت وہ ہیں جن کا بیان قرآن میں کثرت سے آیا ہے۔انہیں بیان کرنے کے لئے ہی ہم نے یہ تمام تمہیدیں باندھی ہیں۔

1) ذکراللہ۔ذکرکثیر۔ذکردوام۔

مذہب اسلام میں فرایض کے بعد اگر کسی بات پر زیادہ زور دیا گیا ہے تو وہ ہے ذکر اللہ۔غیر مہدویہ گروہ جماعت فرقوں میں ذکر کی مجالس اور ذکر کا اہتمام تو ہوتا ہے اور ذکر کا چرچہ بھی مگر ذکر کثیر یا ذکر دوام کے الفاظ اور اس کی اصطلاح صرف مہدویوں میں مستعمل ہیں اور کہیں اور استعمال نہیں ہوتے اللہ تعالی فرماتا ہے کہ وَالذْکُرْ رَّبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا وَّ خِیْفَةً وَّ دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ وَلَا تَکُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ (اعراف ۲۰۵) اور اپنے دل میں اپنے پروردگار کو گڑگڑا کر اور چپکے سے اور بغیر آواز بلند کے صبح اور شام یاد کرو اور غافلوں میں نہ ہو۔اس آیت مبارک میں خاموشی اور اور بغیر آواز کے ذکر کا حکم ہے جو دراصل ''ذکرخفی'' ہے۔قرآن مجید میں ذکر اللہ کے تعلق سے بے شمار آیات نازل ہوئیں۔اور قرآن میں جہاں ذکر اللہ کی بات ہے وہیں ''تسبیح'' کی بات ہے۔تسبیح کے لغوی معنی اللہ تعالی کی پاکی بیان کرنا معنی کہ اللہ تعالی ہر قسم کے شرک سے پاک ہے یعنی اُس کی ربوبیت قدرت اور خدائی میں کوئی شریک نہیں وہ واحد وا یکتا ہے،خالق و مالک ہے ہر شے کا۔مگر ''ذکر'' کے معنی یاد کرتے رہنا ہے یا یہ احساس کہ ہمارا خدا خالق و مالک ہے ایک ہے واحد وا یکتا ہے تمام جہانوں کا پیدا کرنے والا ہے زندگی اور موت دیتا ہے ہمیں دنیا میں اس لئے پیدا کیا کہ ہم اپنی مصروفیتوں کے باوجود ہمیشہ اُسے یاد کرتے رہیں،ہمارا پیدا کیا جانا ہی اس کی یاد عبادت اور اس کے احکام پر عمل آوری اور غلامی ہے بغیر چوں و چرا کے ہمیں اس کی قدرت میں کوئی شک نہیں اور اپنی تقدیر پر شاکر رہنا ہے جو اُس نے بنائی ہے مقدر کی ہے ہر انسان کی تقدیر ایک جیسی نہیں بنائی ہمیں جو کام یا آداب بندگی دنیا میں دے اُس پر عمل کرنا ہے اس کے حدود و احکام کو توڑے بغیر اور وہ ہماری نگرانی کر رہا ہے ہمیں دیکھ رہا ہے ہمارے قریب موجود ہے ہمارے اعمال کا احاطہ کئے ہوئے ہے اس کی قدرت زمین و آسمان کا احاطہ کئے ہوئے ہے،منکر نکیر فرشتے موت حیات سب ہماری آزمایش کے اسباب ہیں ورنہ اللہ غایب ہونے کے باوجود موجود ہے حاضر ہے۔اور اس کے ذکر کے کئی احوال اعمال اور طریقے اور اس کے اچھے اچھے نام ہیں جو اُس کی صفات کے مظہر ہیں جو ایک سو صفات سے زیادہ ہیں مگر اللہ کے رسول نے فرمایا ہے کہ ''افضل الذکر لا الہ الا اللہ'' معنی سوائے اُس کے کوئی معبود یا عبادت کے لایق نہیں وہ ہر جگہ موجود ہے بغیر اس کی موجودگی کے یہ کار جہاں نابود ہے جس کی کوئی ہستی نہیں۔جیسے کہا ''ذکر'' کے معنی یاد کرنا انسانوں کو یا کسی شے کو یاد کرنا بھی ذکر کے معنوں میں

ہے لیکن دین کی اصطلاح میں ذکراللہ کو اس کی صفات اسماالحسنیٰ' قدرت ملکیت اس کے حسن و جمال کے معنوں میں یاد کرنا ذکراللہ ہے۔ ہم اپنے ماں باپ کو یاد کرتے ہیں قرابت داروں اور دوستوں کو یاد کرتے ہیں کیونکہ ہم ان سے تعلق اور محبت رکھتے ہیں۔ مگر ان سب کی محبت جس نے ہمارے دل میں پیدا کی اُس کو یاد کر کے اس کے آگے سر بسجود ہو جانا ذکر کی سب سے بڑی صفت ہے۔ اور قرآن میں اللہ تعالی نے نماز کو ذکر کہا ہے' نماز کیا ہے؟ اس کی حمد و ثنا اس کی بے شمار نعمتوں کی تعریف توصیف اس کی بزرگی برتری کا اقرار انسان کی کم مائیگی کا احساس ہمارے اعمال اور احوال میں اس کی عطا اور درگزر کا مدعا اس کے آگے اس کی عظمت کے آگے سر جھکا دینا یہی تو عبادت ہے جو نماز میں ہمیں کرنا ہے۔ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ (سورہ طور ۴۸) اور تم اپنے پروردگار کے حکم کے انتظار میں صبر کئے رہو۔ تم تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہو اور جب اُٹھا کرو (نیند سے) تو اپنے پروردگار کی تعریف کیا کرو۔ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنَ (بقرہ ۱۵۲) مجھے (اللہ کو) یاد کرو میں (اللہ تمہارا رب) تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر کرو اور میرا (خالق و مالک ہونے میں) انکار نہ کرو۔ کیونکہ میں ہی تمارے اعمال کا احتساب کرنے والا ہوں۔ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا (مزمل ۸) اور اپنے پروردگار کا نام لے کر اور اس کی طرف (سب سے علیحدہ ہو کر) رجوع کرو۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا (احزاب ۴۱) اے ایمان والو اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو۔ علاحدہ ہو کر تنہائی میں بغیر ریاکاری کے دکھاوے کے' کہ میں اتنا بڑا زاہد و عابد ہوں اللہ کو یاد کرنا چپکے چپکے اس کے بارے میں غور کرنا ذکرِ خفی کی علامت ہے۔ زور زور سے اللہ اللہ کرنا جھومنے لگ جانا مست ہو جانا' اللہ کو یاد کرتے ہوئے ہذیانی کیفیت کا طاری ہو جانا' خوامخواہ لوگوں کو دکھانے چھپ کر بیٹھ جانا کپڑا اوڑھ لینا سب ریاکاری اور دکھاوا ہے' سب سے اچھا ذکر اللہ ذکرِ خفی ہے کہ ہر وقت بندہ اس احساس کے ساتھ زندگی گزارے کے اللہ مجھے دیکھ رہا ہے' مجھے گناہوں سے پرہیز کرنا ہے اچھے اعمال کرنا ہے اللہ کو راضی کرنے کے اسباب تلاش کرنے ہیں کسی کو دکھائے بغیر یہ سب ذکرِ خفی کی علامتیں ہیں۔ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (النصر ۳) تو اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح (پاکی بیان کرنا) کرو اور اس سے مغفرت مانگو وہ معاف کرنے والا ہے۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ، اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا (نصر ۳) پس تو اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کر اور اُس سے معافی مانگ۔ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ؛ الَّذِيْ

خَـلَـقَ فَسَـوّٰی , وَالَّذِی ُقَدَّرَ فَهَدٰی ؛ وَالَّذِیٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰی ؛ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰی :(الاعلی ا۔۵) اپنے پروردگار کے نام کی پاکی بیان کر جس نے پیدا کیا اور جس نے اندازہ کیا(صحیح صحیح انسان کی تشکیل کی عقل دی علم دیا سمجھ دی فضیلت دی) پھر رستہ دکھلایا (اچھے اعمال اور بھلائی کے نتائج کا)اور جس نے تازہ گھاس نکالی اور پھر اس کو سیاہ چورا کیا(انسان کے لئے اناج میوے تازہ پیدا کرنے کے طریقے سکھائے پھر انہیں ختم کیا پھر دوسرا تازہ اناج پیدا کیا)۔وَ تَـوَ کَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْی لَا یَمُوْتُ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِہٖ ؛ وَ کَفٰی بِهٖ بِـذُنُـوْبِ عِبَـا دِہٖ خَبِیْـرًا (اور اُس زندہ ذات پر بھروسہ رکھو جو(کبھی) نہیں مرے گا اور اس کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے رہو اُور وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے خبر رکھنے کو کافی ہے (یعنی فرشتوں اور نکیرین کے گواہی کی اُسے ضرورت نہیں وہ تمہیں ہر لمحہ دیکھ رہا ہے نکرین صرف تمہارے انکار کرنے پر تمہارے اعمال تمہیں بیان کریں گے)۔اس طرح قرآن مجید میں اللہ تعالی نے بے شمار آیات نازل کیں ہیں اللہ کے ذکر تسبیح وتمجید کرتے رہنے کے لئے اگر یہاں ان کو درج کیا جائے تو صفحات بھر جائیں لہٰذا ہم نے چند مثال کے طور پر لئے ہیں۔

اب مہدی موعودؑ کے ذکر کے طریقے احوال اور اعمال کا جائزہ لیں آپؑ نے ہجرت کی ابتداء ہی سے اس ذکر اللہ کے عمل کو تعلیم معرفت یا قربت الٰہی کا درس دینا شروع کردیا نوبت کے ذریعہ۔نوبت بغیر رکاوٹ کے باری باری ذکر کرتے رہنے کو کہتے ہیں'چونکہ انسان کی فطرت کے لحاظ سے وہ آٹھوں پہر یا چوبیس گھنٹے ذکر میں بیٹھ نہیں سکتا اسی حوائج ضرور یہ کا خیال کرتے ہوئے تا کہ وہ بیزار نہ ہوجائے اُوب نہ جائے تنگ نہ ہو جائے خلیفۃ اللہ مہدی موعودؑ نے نوبت کا انتظام کیا تا کہ دایرے میں ذکر کا تسلسل نہ ٹوٹ جائے خُدا کی یاد یا ذکر حمد وتسبیح سے مصدقوں کی دایرے جماعت خانے مسجد آباد اور معمور رہیں۔لیکن ذکر دوام کے ذاکر کو اللہ تعالی ایک ایسی حالت عطا کرتا ہے کہ وہ زبان سے ذکر نہ بھی کرے تو اس کی روح ذکر اللہ میں مستغرق رہتی اور نفس قابو میں یہ ذاکر خود نہیں جانتا مگر اسکی سانسوں کی آمد ورفت اللہ کے ذکر سے مزین ہوجاتی ہیں۔اس بنیادی طریقہ تعلیم کی تربیت کی وجہ سے لوگ سب سے پہلے تو معاصی وگناہ سے دور ہوجاتے ہیں پھر ان میں خدا کا خوف اور اسی کے ساتھ اللہ کی محبت ان کے دلوں میں گھر کرنے لگتی ہے جس سے تقوی پیدا ہوتا ہے کہ مجھے اعمال بد اور احکام خداوندی سے انحراف یا غفلت سے پرہیز کرنا چاہے۔حالانکہ تصوف کے سلسلوں میں بھی ذکر کی محفلیں ہوتی ہیں ان میں شور شرابہ دکھاوا ریا کاری کا مظاہرہ ہوتا ہے اور تصوف کے سلسلے اُن صوفیا نے بنائے ہیں جو خدا

کی طرف سے معمور من اللہ نہیں تھے انہوں نے اللہ کی محبت میں یہ طریقے بنا تو دے مگر اس میں تقوی توکل
حب دنیا سے کنارے کا کوئی انتظام نہ تھا لہذا بعد میں انہیں کے معتقدوں میں شاگردوں نے اس میں نئی نئی جدتیں
اور بدعتیں پیدا کر لیں اور اس حد تک آگے بڑھ گے کہ رسم و بدعت شامل ہوگئی پھر ولیوں اور کرامتوں کی اظہار
میں جھوٹ اور نمایش کا کھلا مظاہرہ ہونے لگا پھر تو ایک دور ایسا آیا کہ جاہل لوگ بھی ولی اور صوفی کہلائے جانے
لگے۔مہدی موعودؑ نے اسی بے راہ روی کو ختم کرنے اور خاموشی سے اللہ کی عبادت ریاضت ذکر کے اہتمام کا
طریقہ بتایا اور تعلیم دی۔اور یہ طریقہ کوئی نیا نہیں تھا نہ ہی کوئی بدعت یہ عین حضور نبی کریم محمد ﷺ خاتم الانبیاء کا
طریقہ تھا جسے سنت رسول کہا جاتا ہے۔حضور ﷺ کے شب و روز اسی طرح گزرتے تھے اعمال نبوت کی ادائگی
کے ساتھ آپ ﷺ ہمیشہ اللہ کی طرف راغب رہتے کبھی وحی نازل ہو رہی ہے، کبھی جبرئیل امین سے گفتگو ہو رہی
ہے، کبھی فرشتوں کی آمد ہو رہی ہے، کبھی صحابہؓ کی تعلیم اور تربیت ہو رہی ہے، کبھی کفار و مشرکین کو ہدایات اصلاح
و تبلیغ ہو رہی ہے، کبھی اللہ کے احکام پڑھ کر سنائے جا رہے ہیں، کبھی گناہ و معاصی پر تنبیہ اور سخت سزا کی وعید سنائی
جا رہی ہے، کبھی احکام دین و دنیا دئے جا رہے ہیں، باوجود ان تمام کے رات میں آپ اللہ کے روبرو حاضر ہو رہے
ہیں تہجد پڑھ رہے ہیں تسبیح و تمہید کر رہے ہیں اس کی حمد ثنا و تعریف کر رہے ہیں۔اسی اسوہ حسنہ کا احساس مہدی
موعودؑ نے مصدقوں کو دلایا تعلیم دی طریقہ بتایا تربیت کی جس کی پہلی کوشش ذکر دوام یا ذکر کثیر اور نوبت کی مجالس
ہوا کرتی تھیں۔حضرت ابو ہریرہؓ روایت سے ہے کہ فرمایا حضور ﷺ نے:اللہ تعالی فرماتا ہے کہ میرا بندہ میرے
متعلق جیسا خیال رکھتا ہے میں اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں، جب وہ ذکر کرتا ہے میں اس کیساتھ ہوتا
ہوں۔اگر وہ اپنے دل میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں بھی اس کی قربت میں اس کا ذکر کرتا ہوں اور اگر جماعت میں
ذکر ے تو میں اس کا جماعت میں ذکر کرتا ہوں، اگر وہ بالشت بھر میرے نزدیک آتا ہے تو میں دو بعضوؤں کے
برابر اس کے نزدیک ہوتا ہوں اگر وہ میرے طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں (متفقہ علیہ)

مہدویت کی ایک خصوصیت ہے پیر و مرید کا تعلق ہمیشہ کے لئے ہوتے ہوئے بھی ہمیشہ کے لئے
نہیں ہوتا۔اگر پیر میں نقص یا کجی بد عملی اور متاع دنیا کی طلب ظاہر ہو تو مرید اپنا علاقہ بدل سکتا ہے، مگر پیر اپنا دایرہ
نہیں۔اور مرید بہ یکوقت بہت سارے دایروں سے تعلق نہیں رکھتا، جبکہ غیر مہدویہ صوفی ولی کے سلسلوں میں پیر کا
مرید پابند بھی نہیں ہوتا وہ بہت سارے سلسلوں سے اپنا تعلق رکھتا ہے۔مثلاً غیر مہدویہ میں بیکوقت لوگ سہروردی

قادری چشتی نقشبندی وغیرہ کہلاتے ہیں یعنی کوئی اُصول اور پابندی ہی نہیں اور اعمال کی کوئی قید نہیں جو جی میں آئے کرے۔ایسا ہندوں میں بھی ہے کہ وہ بیکوقت کئی بھگوانوں کی پوجا کرتے ہیں شاید کسی سے مدد مل جائے یہی حال مسلمانوں کے آج کے ولیوں صوفیوں کے فرقوں کا ہے وہ سمجھتے ہیں بچ نکلنے کا کوئی تو راستہ کہیں ہوگا۔مہدویہ میں اعمال واحوال کا ایک نظام اور پابندی ہے جس کے تحت ہی کوئی عمل کیا جاسکتا ہے اور وہ قرآن کی تعلیم کی بنیاد پر ہے'تقویٰ توکل صحبت صادقین ترک حب دنیا عزلت از خلق ذکر دوام اور طلب دیدار۔

یہاں ہم سب سے پہلے **ذکر دوام** کے متعلق نزول آیات کو کچھ من وعن پیش کرتے ہیں اور کچھ کا حوالہ دیتے ہیں کیونکہ تمام آیات کو یہاں پیش کرنے سے کتاب ضخیم ہو جائے گی۔مہدویہ بزرگوں نے تعلیم مہدی یا اعمال فرائض ولایت مقیدہ مخصوصہ کی تعداد مختلف بیان کی ہے'لیکن سات تعلیمات حق ہیں'بعض میں کچھ اضافتیں ہیں وہ ان اپنی قابلیت اور شوق میں ہیں۔لوگوں نے اللہ کی ذکر کے اوقات کو صرف دن میں صبح میں شام میں مخصوص کرر کھا ہے۔

جیسا کہ ہمارا ایمان ہے مہدی اللہ کے خلیفہ ہیں انہوں نے جو بھی قرآن کا بیان کیا اللہ کی مراد ہی کو بیان کیا مثلاً سورہ دھر/الانسان کی ۲۵ آیت کے بعد ایک ایسا کلام ہے جو ایک خلیفۃ اللہ کے بیان کو ان کے اعمال کو ان کے صحابہؓ کی مثل کو ظاہر کرتا ہے۔ہم نے ان آیات کو سمجھنے کے لئے کئی ترجمے اور تفسیریں دیکھیں 'اس میں ان آیات کی ویسی تشریح اور وضاحت نہیں ہے جو ہونی چاہیے تھی بلکہ کئی مفسروں نے اس کی وضاحت اور تشریح بیان ہی نہیں کی ہے۔جبکہ تعلیمات مہدی میں مہدی موعودؑ نے اسے آسانی سے سمجھا دیا ہے'پہلے آیات دیکھیں وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۞ وَ مِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَ سَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ....تا.... ۳۱ وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا (سورہ الدھر/الانسان آیات ۲۵ تا ۳۱)اور یاد کرتے رہا کرو اپنے رب کے نام کو صبح بھی اور شام بھی۔اور رات (کی تنہایوں میں) بھی اس کو سجدہ کیا کرو'اور رات کافی وقت رب کے نام کی تسبیح کیا کیجیے۔بیشک یہ لوگ دنیا سے محبت کرتے ہیں اور پس و پشت ڈال رکھا ہے انہوں نے بڑے سخت دن کو۔ہم نے ہی ان کو پیدا کیا ہے اور ان کے جوڑبند مضبوط کئے ہیں (صحت وتندرستی دی ہے) پس جس کا جی چاہے اختیار کرلے اپنے رب کے قرب کا راستہ۔اور (اے لوگو!) تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے بجز اس کے اللہ خود چاہے (اللہ کی مرضی کے بغیر)۔بیشک اللہ تعالیٰ علیم ہے حکیم ہے جس کو چاہتا ہے اپنے (دامن) رحمت

میں داخل کرلیتا ہے۔اور ظالموں کے لئے تو اس نے تیار کر رکھا ہے دردناک عذاب۔ **غور سے اگر پڑھیں تو اس سورہ کی ان آیات میں وہ تمام باتیں ہیں جن میں مہدی موعود نے فرایض ولایت میں جمع کیا ہے گویا یہ آیات مہدویت کی پیش گوئی ہیں کہ مصدقین مہدی کس طرح کے ہونے چاہے مثلاً ذکر دوام، ترک حب دنیا تہجد اور طلب دیدار اور قرب الٰہی اللہ کی مرضی اور اللہ کا چنے ہوے لوگوں کو اپنی رحمت میں داخل کرنا۔** ان آیات میں اللہ تعالی نے عام بندوں کے علاوہ ایسے بندوں کا ذکر مخصوص اور ان کے اعمال شوق کو بیان کیا ہے کہ اللہ کے محبوب اور مقرب ہونا چاہتے ہوتو دن رات یا زندگی کا کوئی لمحہ ضایع نہ کرو۔اور مہدی موعودؑ کے صحابہؓ نے ان آیات کو اپنے اعمال صالحہ سے ثابت کیا ہے۔

قرطبی نے وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلًا متعلق قرطبی نے اول حصہ کی نماز فجر لی ہے اور آخر حصہ کی نماز ظہر اور عصر اور وَ مِنَ الَّیْلِ فَاسْجُدْ لَہٗ وَ سَبِّحْہُ لَیْلًا طَوِیْلًا اس سے مراد مغرب اور عشاء کی نماز بیان کی اس کے ساتھ یہ بھی لکھا کہ رات کے نوفل ہونا بیان کیا ہے۔یہاں مفسروں کی پریشانی اس بات کی غماز ہے کہ انہیں اس کا معنی و مطلب سمجھ میں نہیں آیا اس لئے متذبذ ہوگئے۔قرطبی کا زمانہ ساتویں صدی ہجری ہے ۱۲۱۴۔۱۲۷۳۔ یہ اسپین اندلس کے رہنے والے تھے لہذا انہیں اس کے جو معنی سمجھے اسے بیان کیا ہے۔اب یہاں آیت ۲۷ اِنَّ ھٰٓؤُلَآءِ یُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَۃَ وَیَذَرُوْنَ وَرَآءَ ھُمْ یَوْمًا ثَقِیْلًا , کے متعلق دیکھیں ۔بے شک یہ لوگ دنیا سے محبت کرتے ہیں اور پس و پشت ڈال رکھا ہے انہوں نے بڑے سخت دن کو،ہم نے ہی ان کو پیدا کیا اور ان کے جوڑ بند مضبوط کئے ہیں اور جب ہم چاہیں تو ان کی شکلوں کو بدل کر رکھدیں۔قرطبی نے لکھا ہے کہ ھٰٓـــــؤُلَآءِ سے مراد اہل مکہ ہیں اور یہ کلام انہیں شرمندہ کرنے اور جھڑ کنے کے لئے ہے۔اور الْـعَـاجِـلَۃَ سے مراد دنیا ہے۔یَـذَرُوْنَ کا معنی وہ چھوڑ دیتے ہیں۔ وَرَآءَ ھُـمْ کا معنی وہ آخرت کو پس پشت ڈالدیتے ہیں وہ اس کے لئے کچھ عمل نہیں کرتے۔یہ قول یہ نقل کیا کہ یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی جوانہوں نے رسول اللہ ﷺ کی صفات اور نبوت کو چھپایا تھا ان کا دنیا سے محبت کرنے کا مطلب ہے جو وہ چھپاتے ہیں اس پر وہ رشوت لیتے ہیں ایک قول یہ ہے کہ اس سے منافقین مراد ہیں کیونکہ وہ کفر کو چھپاتے ہیں اور دنیا طلب کرتے ہیں۔اس تمام مباحث میں محسوس کیا جاسکتا ہے کہ مہدی موعودؑ سے پہلے کے مفسروں کو اس کا معنی اور بیان کرنا پریشان کر رہا ہے کیونکہ وہ اس ذکر اللہ ترک حب دنیا دیدار کی حقیقت سے واقف نہیں تھے اور

بعد کے عالموں نے جان کر بھی انجان بنے رہنے کا طریقہ اپنا جو صریح منافقت ہے جس کا یہاں بیان ہوا ہے اور ایک اہم بات یہاں بیان ہے وہ ہے کہ "یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی صفات اور نبوت کو چھپایا تھا ان کا دنیا سے محبت کرنے" جبکہ یہ آیت ان علمائے سُو کے لئے ہے جنہوں نے مہدی موعودؑ کی حقیقت کو چھپانے کے لئے ان کی مخالفت کی ہے۔ کیونکہ اللہ کے رسولؐ کا زمانہ پہلے گزر چکا تھا یہ آیت مستقبل بعید کا بیان کر رہی ہے۔ اور نزول قرآن کے لحاظ سے بھی دیکھیں تو یہ مکہ والوں کے لئے تو ہوگی لیکن اس کا سباق بتا رہا ہے کہ یہ مہدی کے منکروں کے لئے ہے کیونکہ اس سورۃ کا نزول ۹۸ ہے اور یہ مدنی سورہ ہے۔ جبکہ اس بحث کے لحاظ سے مکہ کے دور کی ضد بحثی مقابلہ آرائی اور مخالف تقریباً ماند پڑ چکی تھی اور یہ نبوت کے آخری دور کے زمانہ کی نازل سورۃ ہے۔ اس کے بعد صرف ۱۶ سولہ سورتیں نازل ہوئی تھیں۔ اس میں ترجمہ کیا جاتا ہے کہ یہ منافقین کفر کو کو چھپاتے اور دنیا طلب کرتے ہیں۔ اگر اس وضاحت کو بھی لیا جائے تو معنی ہونگے منکرین مہدی کے کیونکہ انہوں نے ہی مہدی کا انکار یا کفر کیا تھا اور دنیا کے طالب تھے۔ کیونکہ هٰـــؤُ لَآ ءِ سے اہل مکہ اور الْعَاجِلَةَ سے مراد دنیا لینے سے بھی یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حیات نبوی میں کافر مشرک مومن کا بیان ہو رہا تھا۔ اہل دنیا کی گفتگو اہل مکہ کی ضد میں نہیں بیان ہو رہی تھی۔ اس طرح یہ آیات بعثت مہدی کے دور کا حال بیان کر رہی ہیں کہ جس میں رات کی عبادت اور ذکر و تسبیح، طلب دیدار (قرب) دنیا کی محبت، بعثت مہدی کو چھپانے کی باتیں کی گئی ہیں۔ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّهٖ سَبِیْلًا ۲۹۔ پس جس کا جی چاہے اختیار کر لے اپنے رب کے قرب (دیدار) کا راستہ۔ سبیل کا معنی راستہ ہے اور سبیل اُس راستے کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ کسی شئے تک پہنچا جائے۔ یعنی واسطہ بھی ہو سکتا ہے مگر یہاں سبیل اللہ سے قربت کے حصول کے معنوں میں ہے۔ جس کا بیان سورہ یوسف میں ہے قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْٓ کہہ دو یہ میرا راستہ ہے۔

ذکر دوام، ذکر کثیر یا اللہ کی تسبیح و تمہید

اَلَّـذِیْـنَ اٰمَـنُـوْا وَتَـطْـمَـئِنُّ قُلُوْ بُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ , اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنَّ الْقُلُوْبُ , اَلَّـذِیْـنَ اٰمَـنُـوْا وَعَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰی لَهُمْ وَ حُسْنُ مَاٰبٍ (۲۸الرعد) جو لوگ ایمان لائے اور اطمینان پاتے ہیں جن کے دل اللہ کی یاد (ذکر) سے، یاد رکھو! اللہ کی یاد (ذکر) ہی سے دل اطمینان پاتے ہیں۔ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے خوشحالی ان کے لئے ہے اور اچھا ٹھکانہ (جنت)۔ رِجَــــالٌ

لَاتُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ، يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَار (نور۳۷) غافل نہیں کرتی کوئی تجارت نہ خرید وفروخت اللہ کی یاد (ذکر) سے ان لوگوں کو جو نماز قایم کرتے اور زکواۃ ادا کرنے سے وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں اُلٹ جائیں گے دل اور آنکھیں ۔اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (عمران۱۹۱) جولوگ اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں (پر لیٹے) یاد (ذکر) کرتے ہیں اور غور کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کی پیدایش میں اے ہمارے رب! تو نے یہ بے فایدہ پیدا نہیں کیا، تو پاک ہے تو بچالے ہمیں دوزخ کے عذاب سے وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ اُس (اللہ) کی تعریف کے ساتھ اُس کی پاکی بیان کرو (فرقان ۵۸) 2) وَسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا اور صبح شام اُس (اللہ) کی پاکی بیان کرو (احزاب۴۲) 3) وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَ الْاِبْكَارِ اور صبح اور شام اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ اُس کی پاکی بیان کر (المومن۵۵) 4) وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ جب تو (رات کو) اُٹھے تو اپنے رب (اللہ تعالی) کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کر۔ (طور ۴۸) 5) لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ، وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا (یہ حکم اس لئے ہے) کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاو اور اُس کی مدد کرو اور اُس کی تعظیم کرو صبح وشام اُس (اللہ) کی پاکی بیان کرو (فتح ۹) 6) وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ الْغُرُوْبِ سورج طلوع ہونے سے پہلے اور غروب ہونے سے قبل اپنے رب (اللہ تعالی) کی تعریف کے ساتھ پاکی بیان کرو (ق ۳۹) وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ (۳۶زخرف) اور جو کوئی رحمٰن کی یاد سے غفلت کرے ہم مسلط کردیتے ہیں اس کے لئے ایک شیطان تو وہ اس کا ساتھی ہوجاتا ہے و عنه و عن ابی سعید (خدری)ؓ عنهما قالا : قال رسول الله ﷺ "لا يقعد قوم هذكرون الله عزوجل الا حفتهم الملايكهة و غشيتم الرحمة ونزلت عليهم السكينة وذكرهم الله فيمن عنده (راوه مسلم) حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ فرمایا اللہ کے رسول ﷺ نے: جب ذکر کے لئے لوگ جمع ہوتے ہیں تو ملایکہ اور فرشتے اس جماعت پر سایہ فگن ہوجاتے اور انہیں گھیر لیتے ہیں (اپنے پروں سے) اور اللہ کی رحمت انہیں ڈھانک لیتی ہے سکون واطمینان اُن پر چھاجاتا ہے اور فرشتوں کے درمیان (اللہ) ان کا ذکر

کرتا ہے۔(صحیح مسلم)

2) تقوی ۔معنی خدا سے ڈرنا

کل ملا کر تقوی کے معنی اللہ تعالی خالق و معبود سے ڈرنا ادب و احترام اور تقدس کے احساس کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔حرام سے مکمل اجتناب کرنا اور حلال کو اختیار کرنا' گناہوں سے بچنے کی حتی المقدور کوشش کرنا بلکہ اللہ کی حکم عدولی نہ ہو جائے انجانے میں اس کا خاص خیال رکھنا۔ظاہری و باطنی طہارت و پاکیزگی تقوی کی پہلی سیڑھی ہے'باطنی طہارت یہ کہ دل دماغ خیال اور نفس میں پیدا ہونے والے فرسودہ بے ہودا خیالات بدعات شرک ظاہری و شرک خفی کے انجام نہ ہونے دینے کا خیال'صلہ رحمی خلق خدا سے'عاجزی نیستی بردباری اختیار کرنا'خود کو حقیر و کمتر جاننا'اپنے دم اور قدم پر نظر رکھنا'جہاں بھی خدا کے حکم عدولی کا شایبہ ہو اس سے بچنے کی کوشش کرنا'حقوق اللہ حقوق العباد کا لحاظ رکھنا'دولت عزت جاہ و ثروت حاصل کرنے کے لئے دوسروں کے حقوق کی جو پامالی ہوتی ہے اس سے بچنا'اللہ کی بنائی تقدیر پر مکمل یقین اور بھروسہ رکھنا اپنے معاملات کو اللہ کی مرضی کے تابع کر دینا'یہ سبھی اعمال و اوصاف اور بہت کچھ تقوی کے معنوں میں آتے ہیں۔

قرآن مجید کی ابتداء ہی تقوی پرہیز گاری سے ہے معنی اللہ سے ڈرنے والوں کے ذکر سے هُدًى لِّلْمُتَّقِيْن (یہ کتاب)ہدایت ہے پرہیز گاروں کے لئے۔معنی جو پرہیز گار نہیں یا اللہ سے ڈرنے والے نہیں انہیں اس کتاب سے ہدایت نہیں ملتی۔ (بقرہ۲) وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (عمران۱۳۰)اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ (بقرہ۱۹۴)اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ متقین کے ساتھ ہے۔وَ اتَّقُوا اللّٰهَ واعلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَاب(بقرہ۱۹۶)تم ڈرو اللہ سے اور جان لو کہ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْآ اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ (۲۲۳بقرہ)اور ڈرو اللہ سے اور تم جان لو کہ تم اللہ سے ملنے والے ہو(حشر میں)۔وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (۲۳۱بقرہ)اور ڈرو اللہ سے جان لو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ دیکھنے والا ہے(بلکہ دیکھ رہا ہے)وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (۲۳۴بقرہ)اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْم(۲۸۲بقرہ)اور تم ڈرو اللہ سے اور تمہیں سکھاتا ہے اور اللہ ہر چیز جاننے والا ہے۔فَاتَّقُوا اللّٰهَ

وَاَطِیْعُوْنِ (۵۰آل عمران) سوتم ڈرواللہ سے اور میرا کہا مانو۔ اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ (۱۰۲عمران) تم ڈرواللہ سے جیسا کہ حق ہے اُس سے ڈرنے کا۔ فَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ (۱۲۳عمران) تو ڈرواللہ سے تا کہ تم شکر گزار بنو۔ اَنْ تَعْتَدُوْا وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی مایدہ۳) اور ایک دوسرے کی مدد کرو نیکی اور پرہیز گاری میں۔ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ , وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (مایدہ۲) اور اللہ سے ڈرو اور چاہے کہ اللہ پر بھروسہ کریں ایمان والے۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ (مایدہ۳۵) اے ایمان والو ڈرواللہ سے چلو اُس کی طرف اس کا قرب تلاش کرو۔ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ وَاسْمَعُوْا , وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ (مایدہ۱۰۸) اور اللہ سے ڈرو اور سنو اللہ نہیں ہدایت دیتا نافرمانوں کو۔ قَالَ اتَّقُوا اللّٰہَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (۱۱۲مایدہ) اس (رسول) نے کہا ڈرواللہ سے اگر تم مومن ہو۔ وَاَنْ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّقُوْہُ وَھُوَ الَّذِیْٓ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ (۷۲انعام) اور نماز قایم کرو اور اسی (اللہ سے) ڈرو اور وہی ہے جس کی طرف تم اکھٹے کیے جاؤ گے۔ وَ ھٰذَا کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ مُبٰرَکٌ فَاتَّبِعُوْہُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (انعام۱۵۵) اور یہ کتاب ہم نے نازل کی ہے برکت والی پس اس کی پیروی کرو اور پرہیز گاری اختیار کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

تقوی کے متعلق ان چند مثالوں کے علاوہ سورہ طلاق آیت ۴ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ اَمْرِہٖ یُسْرًا اور جو اللہ سے ڈرے گا تو وہ (اللہ) اس کے لئے اُس کام میں آسانی کردے گا۔ فَلَا تُزَکُّوْٓا اَنْفُسَکُمْ ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی (نجم۳۲) **پس تم اپنے آپ کو پاکیزہ نہ سمجھو وہ (اللہ) خوب جانتا ہے جس نے پرہیز گاری کی** وَاِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ وَاللّٰہُ وَلِیُّ الْمُتَّقِیْنَ۔ جاثیہ۱۹۔ اور بے شک ظالم ایک دوسرے کے لئے رفیق ہیں" اور اللہ پرہیز گاروں کا رفیق ہے۔ عَلَیْکُمْ وَاَوْفُوْا بِعَھْدِیْٓ اُوْفِ بِعَھْدِکُمْ , وَاِیَّایَ فَارْھَبُوْنِ بقرہ۴۰۔ اور پورا کرو میرا وعدہ "میں تمہارا وعدہ پورا کروں گا" اور مجھ ہی سے ڈرو فَلَا تَخْشَوْھُمْ وَاخْشَوْنِیْ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِیْ عَلَیْکُمْ بقرہ۱۵۰۔ سو تم ان سے نہ ڈرو (کافروں سے) ڈرو مجھ (اللہ) سے تا کہ میں اپنی نعمت تم پر پوری کروں۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ حشر۷۔ اور تم اللہ سے ڈرو بیشک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ مایدہ۷۔ اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ دلوں کی بات جاننے والا ہے۔ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا ۴۴۔۸۸۔ پس تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ (اللہ) سے ڈرو اور نہ حاصل کرو میری آیتوں کے بدلے قیمت۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْٓ

اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ممتحنہ ۱۱۔اوراللہ سے ڈرو جس پرتم ایمان رکھتے ہو۔وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَاتُخْزُوْنِ (لوطؑ نے کہا)اوراللہ سے ڈرواور مجھے خوار نہ کرو۔حجر ۶۹ ۔یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ وہ فرشتے نازل کرتا ہے وحی کے ساتھ اپنے حکم سے اور اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے (چن لیتا ہے نبوت رسالت خلافت کے لئے) تا کہ تم کو ڈرائیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے'پس مجھ ہی سے (اللہ سے) ڈرو'اسی نے پیدا کے آسمان وزمین حکمت کے ساتھ'وہ ان سے برتر ہے جنہیں یہ شریک کرتے ہیں۔نحل ۲۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ , اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ۔اے لوگو ڈرو اپنے رب سے' بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی بھاری چیز ہے۔حج ۱۔ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ انفال ۶۹۔ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ , اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۔اگر وہ (اللہ) چاہے تو ٹھہرا دے (پانی پر جہازوں کو) وہ اس کی سطح پر وہ کھڑے ہوئے رہ جائیں' بے شک اس میں ہر صبر کرنے والے کے لئے نشانیاں ہیں'البتہ ہر صبر کرنے والے اور شکر کرنے والے کے لئے (ناشکروں کے لئے نہیں) شعر ۳۳ ۔۸۴ فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۔پس تم تلاش کرو اللہ کے پاس رزق اور اس کی عبادت کرو اور اس کا شکر کرو'اسی کی طرف تمہیں لوٹ کر جانا ہے۔عنکبوت ۱۶۔ الٓمّٓ , تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ , هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ , الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ , اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ الْمُفْلِحُوْنَ ۔یہ آیتیں پُرحکمت کتاب کی ہیں۔ہدایت اور رحمت ہیں نیکوکاروں کے لئے جو لوگ نماز قایم کرتے ہیں'اور زکوۃ ادا کرتے ہیں'اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔یہی لوگ اپنے رب کی (طرف سے) ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح (دونوں جہاں کی کامیابی) پانے والے ہیں۔لقمان ۳۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۔اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو۔وہ تمہارے لئے تمہارے اعمال سدھار دیگا'اور تمہارے گناہ بخش دے گا'اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی تو وہ بڑی مراد کو پہنچا۔احزاب ۷۰۔ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ , اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ

بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ فلا نَعْبُدُ هُمْ اِلَّا لِيقَرِّ بُوْ نَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى اس کتاب کا نازل کیا جانا اللہ غالب، حکمت والے کی طرف سے ہے۔ بے شک ہم نے تمہاری طرف یہ کتاب حق کے ساتھ نازل کی ہے، پس تم اللہ کی عبادت کرو خالص اللہ ہی کے لئے۔ یاد رکھو! عبادت خالص اللہ ہی کے لئے ہے، اور جو لوگ اس کے سوا دوست بناتے ہیں وہ کہتے ہیں، ہم صرف اس لئے اُن کی عبادت کرتے ہیں کہ (وہ) قریب کے درجے میں ہمیں اللہ کا مقرب بنا دیں۔ (زمر ا)۔ یہاں اللہ تعالی نے صاف معاملہ کر دیا ہے کہ سوائے اللہ کے کوئی بھی اللہ کا مقرب نہیں بنا سکتا کوئی عالم مولوی رہنما رہبر پیر فقیر مرشد ہی کیوں نہ ہو۔ اگر ایسا سوچا یا بولا گیا تو وہ کفر ہے۔ يَـاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّ مُوْ جاءَ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ ۔ اے ایمان والوں جو لوگ اللہ اور رسولؐ کے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو۔ قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ , وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْعَرْضِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ , يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا , قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَا مَكُمْ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰ كُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ **(اے رسولؐ) وہ آپؐ پر احسان رکھتے ہیں کہ وہ اسلام لائے! آپ فرما دیں تم مجھ پر اپنے اسلام لانے کا احسان نہ رکھو، بلکہ اللہ نے تم پر احسان کیا ہے (اسلام لانے کے لئے) اس نے تمہیں ایمان کی طرف ہدایت دی، اگر تم سچے ہو (تو بتاؤ کس نے احسان کیا ہے؟)**۔ حجرات ١٦۔ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۔ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کے لئے تیار کرتے ہیں جو نہیں چاہتے زمین میں (اپنی برتری۔ غرور) اور نہ فساد (ملک) میں (قوموں میں) اور نیک انجام پرہیزگاروں کے لئے ہے۔ قصص ٨٣ کے علاوہ دوسری سورتوں میں تقوی اور پرہیزگاری کے متعلق بے شمار آیات ہیں۔

3) توکل۔ اللہ پر بھروسہ کرنا

توکل اللہ پر بھروسہ اور اُمید کو کہتے ہیں، اس بات کا ہر دم خیال رکھنا کے جو کچھ مقدر میں لکھا ہے وہی ہوگا، اور اسی پر اکتفاء کرنا، بجائے دھوکہ فریب حسد بغض اور نفس کی طلب میں حدود اللہ سے گریز کرنا۔ ضرورت سے زیادہ دنیا میں مال جمع کرنے کی طمع حرص اور اولاد کی مالی تقویت کے لئے حدود خدا کو توڑنا توکل نہیں

ہے۔ مذہبی اعمال عبادتوں میں ریا کاری' قرآن کی آیتوں کے ذریعہ مال کمانے کی کوشش دولت عزت جاہ و حشمت کی طلب رکھنا اور توکل کا دعوی کرنا خدا کو دھوکہ دینا ہے۔ اللہ کی عطا کے بغیر برائی سے جو خیال دل میں پیدا ہو وہ توکل نہیں ہے۔ یہ بتانا کہ ہم اللہ کے لئے سب کر رہے ہیں مگر در پردہ دنیا حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالی اور اسکی آیتوں اور احکام کا استعمال کرنا ہے۔

وَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْعَرْضِ یَغْفِرُ لِمَنْ یَشَآ ءُ وَ یُعَذِّبُ مَنْ یَشَآ ءُ وَاللّٰهُ غَفُوْ رٌ رَحِیْمٌ ۔ اور اللہ ہی کے لئے ہے جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے' اور جس کو چاہے بخشدے اور جس کو چاہے عذاب دے' اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (آل عمران ۱۲۹) اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْکِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ , لاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوۃِ , وَ اِنَّهَا لَکَبِیْرَۃٌ اِلَّا عَلَی الْخٰشِعِیْنَ ۔ **کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو؟** حالانکہ تم پڑھتے ہو کتاب ' کیا پھر تم سمجھتے نہیں؟ اور تم مدد حاصل کرو صبر سے اور نماز سے (حالانکہ) وہ بڑا دشوار ہے مگر ! عاجزی کرنے والوں پر (نہیں) وہ جو یقین رکھتے ہیں (۴۵ ۔ ۴۶ بقرہ) ۔ اِنْ یَّنْصُرْکُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَکُمْ , وَاِنْ یَخْذُ لْکُمْ فَمَاذَا الَّذِیْ یَنْصُرُکُمْ مِّنْ م بَعْدِہٖ وَ عَلَی اللّٰهِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُوْ مِنُوْنَ اگر وہ (اللہ) تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب آنے والا نہیں' اور اگر وہ (اللہ) تمہیں چھوڑ دے تو کون ہے جو تمہاری مدد کرے؟ اور اس کے بعد' اور چاہے کہ ایمان والے اللہ ہی پر بھروسہ کریں (۱۶۰ آل عمران)۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَ اَنَّهٗٓ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ۔ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسولؐ (کی دعوت) قبول کرو جب وہ تمہیں اس (ایمان) کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے' اور جان لو اللہ حایل ہو جاتا ہے' آدمی اور اس کے دل کے درمیان (یعنی اللہ ہر بندے کو اپنی رحمت سے نوازنا چاہتا وہ نہیں چاہتا بندہ اُس کے عذاب کا مستحق بنے)' اور یہ کہ تم اسی کی طرف (روز حشر) اُٹھائے جاؤ گے (انفال ۲۴) آدمی اور اس کے دل کے درمیان' معنی اللہ کی رحمت کا حایل ہونا تا کہ وہ مومنوں کے ایمان کی حفاظت کرے۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَ عَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ , الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْ نَ الْصلوٰۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۔ درحقیقت مومن وہ لوگ ہیں جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جائیں (ان پر ان

کے سامنے) اس کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ (آیات) اُنکا ایمان زیادہ کر دیں۔اور وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں ۔وہ لوگ جو نماز قایم کرتے ہیں'اور جو ہم نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں (انفال ۲۔۳) اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ , عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ , وَ عَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۔اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں 'اس پر میں نے بھروسہ کیا'پس چاہئے اس پر بھروسہ کریں'بھروسہ کرنے والے (یوسف ۶۷) لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْ بَيْنِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ لَا يُغَيِّرُ مَا بِ قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۔ اس کے (اللہ کے) پہرے دار ہیں انسان کے آگے سے اور اس کے پیچھے سے'وہ اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں ' بے شک اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا یہاں تک کہ وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں ۔(بظاہر یہاں اللہ کے پہرے کا خطاب ہے'لیکن یہ مومنوں کے ایمان کی حفاظت کی بات ہے) وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَ زِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۔اور جب تمہارے رب نے آگاہ کیا اگر تم شکر کرو گے تو میں ضرور تمہیں اور زیادہ دوں گا'البتہ اگر تم نے ناشکری کی تو بے شک میرا عذاب بڑا سخت ہے۔(ابراہیم ۱۲) وَ مَا لَنَا اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَ قَدْ هَدٰنَا سُبُلَنَا وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۔اور ہمیں کیا ہوا؟ کہ ہم اللہ پر بھروسہ نہ کریں'اور اس نے ہمیں دکھائیں ہماری راہیں'اور تم جو ایذا دیتے ہو ہم اس پر ضرور صبر کریں گے'اور اللہ پر بھروسہ کرنے والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے۔(ابراہیم ۱۲)۔وَّ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ , وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۔اور آپ اللہ پر بھروسہ رکھیں اور اللہ کارساز ہے وہ کافی ہے (بھروسہ کرنے والوں کے لئے) (احزاب ۳) وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ۔اور ہمیشہ قایم رہنے والے (اللہ) پر بھروسہ کرو جسے موت نہیں'اور اس کی تعریف کے ساتھ پاکیزگی بیان کرو ڈر و وہ اپنے بندوں کے گناہ کی خبر رکھنے والا کافی ہے (فرقان ۵۸) وَ اشْكُرُوْا لَهٗ , اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۔اور شکر کرو اللہ کا اسی کی طرف تمہیں لوٹ کر جانا ہے (عنکبوت ۱۷) وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۔اور تم یاد رکھو جو تمہارے گھروں میں اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں (اللہ کے احکام کو یاد کیا جاتا ہے۔دانائی کی باتوں کو) بے شک اللہ باریک بین ہے (دیکھ رہا ہے) اور باخبر ہے۔**(یہاں اللہ نے یہ نہیں کہا کہ سن رہا ہے بلکہ دیکھ رہا ہے سننا کبھی بے توجہی کا سبب بھی ہوتا ہے مگر دیکھنا پوری طرح توجہ دینا ہے)**۔(احزاب ۳۴) وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ,

وَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ۔ جولوگ ایمان رکھتے ہیں وہ ڈرتے ہیں (قیامت) سے اور وہ جانتے ہیں کہ وہ حق ہے (آنے والی ہے) (شوریٰ ۱۷) مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ وَ مَا لَهٗ فِي الْاٰ خِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ۔ جوشخص چاہتا ہے کہ کھیتی آخرت کی، ہم اس میں اضافہ کردیتے ہیں، اور جو دنیا کی کھیتی چاہتا ہے ہم اس میں سے کچھ دے دیتے ہیں اور اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ۔ (شوریٰ ۲۰) ۔ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَا كِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ وَ اِلَيْهِ النُّشُوْرُ ۔ وہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو کیا مسخر تا کہ تم چلو اس کے (بتائے) راستوں پر (احکام پر)، اور اس کے (دئے ہوئے) رزق میں سے کھاؤ، اور اسی کی طرف (دوبارہ) زندہ ہو کر جانا ہے ۔ (ملک ۶ ۷) قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ، فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۔ آپ کہہ دیں ہم ایمان لائے وہی رحمٰن ہے اسی پر، اور اسی پر ہم نے بھروسہ کیا، سو جلد جان لوگے کون کھلی گمراہی میں ہے؟ (ملک ۲۹) ۔ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ ، وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ، رَبِّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا آپؐ اپنے رب کا ذکر کیا کریں اور سب سے الگ ہو کر (تنہائی میں ۔ ترک علائق) سے چھوٹ کر اسی کی طرف لگ جائیں (وہ) مشرق و مغرب کا رب ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، پس آپؐ اسی (اللہ) کو کارساز بنا لیں ۔ (مزمل ۸ ۔ ۹) فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ۔ پس جو کوئی نیک کام کرے اور وہ ایمان والا ہو تو اکارت نہیں (جائے گی) اس کی کوشش، اور بے شک ہم اس کو لکھ لینے والے ہیں ۔ ((انبیاء ۹۴) فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ، رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُوالْعَرْشِ ، يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۔ جو (اللہ تعالیٰ کی طرف نصیحت قبول کرنے والا) رجوع کرتا ہے، پس تم اللہ کو پکارو، اسی کے لئے عبادت خالص کرتے ہوئے خواہ برا مانیں کافر، (وہ اللہ) بلند درجوں والا، عرش کا مالک، وہ اپنے حکم سے روح (وحی) ڈالتا ہے (بھیجتا ہے) جس پر اپنے بندوں میں سے چاہتا ہے تا کہ وہ قیامت کے دن سے ڈرائے نہ پوشیدہ ہوگی اللہ پر ان سے کوئی شئے (بندوں کے اعمال) (۱۶ الملک ۔ غافر

بعض مہاجرین صحابۂ مہدیؑ نے روایت کی حضرت مہدیؑ نے فرمایا کہ "جوشخص فتوح (اللہ دیا) کا منتظر ہو وہ متوکل نہیں ہے ۔ (نقل ۔ ۱۷ ۔ بندگیمیاں عبدالرشیدؒ) روایت کہ مہدیؑ نے فرمایا کہ "اہل دایرہ سے کوئی شخص

دولتمندوں کے گھر جائے اور وہ اس کو کچھ دیں یا اہل دایرہ کے کچھ بھیجیں تو اس پر فتوح (اللہ دیا) کا حکم نہیں ہے
اس کو استعمال نہیں کرنا چاہیے اور دایرے کے مرشد پر لازم ہے کہ اس کو قبول نہ کرے (۷۲)۔مہدیؑ نے
فرمایا کہ "بندے (ترک حب دنیا) کو اختیار اور کوشش سے شرع کے موافق جو کچھ حاصل ہوتا ہے (معنی وہ
صاحب حیثیت تھے) وہ حلال ہے لیکن حلال طیب نہیں ہے (وہ توکل نہیں ہے بلکہ جمع کیا ہوا ہے)۔حلال طیب
وہ ہے کہ بے اختیار (کسی نے اللہ دیا دے) پہنچ جائے وہ حلال ہے۔اور حلال پر محاسبہ (خدا کے ہاں جوابدہی
) ہے حلال طیب پر محاسبہ نہیں ہے۔اللہ تعالی فرماتا ہے "جس وقت داخل ہوتا اس کے پاس (مریمؑ کے) محراب
(حجرہ میں) ان کے پاس کھانا (رکھا ہوا) پاتے انہوں نے (زکریاؑ نے) ان سے (مریمؑ سے) پوچھا یہ تیرے
پاس کہاں سے آیا؟ انہوں نے کہا یہ اللہ کے پاس سے آیا بے شک اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا
ہے۔(۳۷ آل عمران)۔حضورؐ نے فرمایا کہ جو چیز حلال ہو اس کا حساب ہوگا اور جو حرام ہو اس پر عذاب ہوگا
۔اور جو طیب ہے وہ بے حساب ہے۔روایت ہے کہ ایک دفعہ کچھ فتوح آئی صحابہؓ نے مہدیؑ سے عرض کی کہ کیا یہ
حلال طیب ہے؟ مہدیؑ نے فرمایا کہ حلال ہے حلال طیب نہیں (کیونکہ) دو تین دن قبل معلوم ہو چکا تھا کہ وہ
(کوئی) بھیجنے والا ہے۔فرمایا تعین لعین ہے۔(۷۴ نقل۔م ع ر) روایت ہے میاں سومار اور میاں دولت خاں
دونوں مہاجر تھے یہ حضرات ایک دن موافقین (کاسبوں) کے گھر سے دہی لائے تھے۔میراں سید محمودؓ نے ان
کے برتن توڑ دیے میاں شاہ نعمتؓ اور میاں شاہ خوندمیرؓ کا یہی عمل تھا۔(نقل ۷۶۔م ع ر) حضورؐ کے زمانے میں
صحابہؓ کی چار صفات تھیں۔فاقہ۔جان بازی۔ذلت (کسر نفسی) غربت۔اور پانچوں صفات ان میں تھیں
۔حضرت مہدیؑ کے دایرے میں بھی مہدوی پانچ صفات سے متصف تھے۔جان وتن کو قربان کرنا (اللہ کے لے
۔گھر وطن کو چھوڑنا (ہجرت) فاقہ (توکل) خاکساری (عاجزی ونیستی اللہ کے حضور) صبر پر قایم رہنا۔جو مہدیؑ
کا گرویدہ ہوگا انکی تعلیم کو دلنشیں کرلے یقینًا دیدار الہٰی سے مشرف ہوگا۔) نقل ۷۷۔م ع ر) بندگی میاں سید
خوندمیرؓ نے مہدیؑ کی روایت بیان کی کہ حضرت مہدیؑ نے فرمایا کہ مخلوق کا حال (لوگ) یہ ہے کہ سالک (اللہ
کے محبوبوں) کو آسمان سے زمین پر لے آتے ہیں (ان کی عقیدت اور محبت میں) لوگ جب دیکھتے ہیں کہ (اہل
اللہ) ان کی طرف توجہ نہیں دیتے تو وہ معتقد ہو جاتے ہیں اور ان سے محبت میں ان کی دعوتیں کرنے لگ جاتے
ہیں۔کہ آپ کے بغیر ہمارا کام نہیں ہوگا جب مرشد ان کے گھر چلا جاتا ہے تو دوسرے معتقد کے پاس یہ مثال بن

جاتی ہے۔ پھر یہ عادت بن جاتی ہے' اس طرح مرشدان کا مطیع ہوجاتا ہے اور دربدر وسرگرداں۔ (نقل ۔۸۶۔م ع ر) میاں سید خوندمیرؓ نے فرمایا جب تک مخلوق ہم سے مخالفت کرتی رہے گی دین (باقی رہنے) کی امید ہے جب موافق ہوجائیگی تو معلوم ہوگا کہ ہم سے دین نکل چکا ہے۔ (نقل ۔۹۴۔) روایت ہے کہ ایک معلم فتح خاں کی جانب سے چند تنکے لایا تھا آپؑ نے قبول فرالئے' ایک ماہ بعد اتنی ہی مقدار لایا آپؑ نے قبول فرمالئے' اور ایک ماہ بعد اتنے ہی تنکے لایا تو آپؑ نے قبول نہ کیا فرمایا کہ ''فتح خاں نے تو ہمارے لئے (ماہانہ) مقرر کردیا ہے حضرت مہدی علیہ السلام نے تعین کو لعین فرمایا ہے۔ نقل ہے بی بی عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے حیات میں جو کی روٹی بھی ہم نے کسی وقت پیٹ بھر کر نہیں کھائی آنحضورؐ کے بعد یہ ہماری بیدنی ہے کہ جو کی روٹی پیٹ بھر کے کھاتے ہیں۔ (نقل ۔۱۱۔ بندگی سید عالمؒ) نقل ہے کہ ایک مجرد طالب خدا کو خدائے تعالی نے گوشت دیا تھا اس نے مصالحوں کی جستجو کی مہدیؑ نے سنکر فرمایا کہ خدائے تعالی نے تجھے گوشت دیا اور تو مصالحہ ڈھونڈتا ہے نفس کی لذت کے لئے' اس لذت نفس کی خواہش کو چھوڑ اور خدا کی یاد میں رہ۔ (نقل ۵۲۔ بندگی سید عالمؒ) نقل ہے کہ جب کبھی حضرت مہدیؑ کو خدائے تعالی فتوح بھیجتا تو آپؑ دایرہ میں دریافت فرماتے کہ اضطرار ہے یا نہیں (فاقہ وتنگ دستی) اگر ہے تو فتوح لیتے ورنہ لانے والا کتنا ہی اصرار کرتا آپؑ نہ لیتے۔ (نقل ۱۶۵۔ بندگی سید عالمؒ)۔

4) صحبت صادقین

صحبت معنی تعلق قربت یاری رابطہ' صادقین معنی سچے لوگوں کے ساتھ حق پرستوں کے ساتھ۔ اللہ کے اور بندوں کے حقوق کا خیال رکھنے والوں کے ساتھ' جو محض اللہ کے لئے جیتے اور مرتے ہیں' یہ نہیں کہ ظاہری حال چال پہراوا بدل لیا ٹوپی اوڑھ لی شملہ پگڑی رکھ لی' ریا کاری کے لئے ایسے لوگوں سے دور رہنا چاہیے' کیونکہ کچھ لوگ ظاہری چال ڈھال مسمی سے صورت بنا کر لوگوں کو دنیا پرستی اور اپنی خودغرضی کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ انسان کے بھیس میں نفس پرست ہوتے ہیں جو اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے اللہ رسول اور مہدی کا نام لے کر دھوکہ دینے سے باز نہیں آتے۔ قرآن حدیث اور قول وعمل مہدی کو اپنی خودغرضی اور دنیا طلبی کے لئے استعمال کرتے ہیں' انہیں صحبت صادقین میں شمار کرنا بھیانک غلطی ہے' جس سے

دین وایمان اس طرح ہم سے نکل جاتا ہے ہمیں پتا بھی نہیں چلتا کہ ہم کب ان کی شخصیت پرستی میں مبتلا ہو گے ۔اللہ کے رسول ﷺ نے قیامت کا ذکر اور فتنوں کا صحابہؓ نے عرض کی کہ ایسے وقت میں کیا کرنا چاہے ؟حضور ﷺ نے فرمایا کہ گھروں میں بیٹھے رہو ایسے لوگوں سے علحدگی اختیار کرو یہی حقیقی صداقت اور عزلت از خلق ہے۔

رَبَّنَا اٰمَنَّا بِمَا اَنْزَلْتَ وَ اتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَا كْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ (عمران۵۳) ہم ایمان لائے جو کچھ تو نے نازل کیا اور ہم نے رسول کی پیروی کی سو تو ہمیں لکھ لے گواہی دینے والوں میں۔ فَا خْشَوْ هُمْ فَزَا دَهُمْ اِيْمَانًا وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (عمران۱۷۳) پس ان سے ڈرو تو زیادہ ہوا ان کا ایمان اور انہوں نے کہا ہمارے لے اللہ کافی ہے اور وہ کیسا اچھا کارساز ہے۔ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَا كْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ , وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَ نَا مِنَ الْحَقِّ , وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْ خِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ (مایدہ۱۷۳) وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لائے پس ہمیں گواہوں (ایمان لانے والوں) کے ساتھ لکھ لے۔اور ہم کو کیا ہوا کہ ہم ایمان نہ لائیں اللہ پر اور اس حق پر جو ہمارے پاس آیا اور ہم طمع رکھتے ہیں داخل کرلے ہمارا رب نیک لوگوں کیساتھ (جنت میں)۔ وَ نَادٰى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ قَالُوْ مَآ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ (اعراف۴۸) اور پکاریں گے اعراف والے (جنت کی دیوار کی آڑ سے) کچھ آدمیوں کو کہ انہیں ان کی پیشانی سے پہچان لیں گے وہ کہیں گے تمہیں کچھ فایدہ نہ دیا تمہارے گروہ نے اور جو تم تکبر کرتے تھے یہاں اس دیوار کا جنت یا جہنم میں ہونا بیان نہیں اس لے "تمہیں کچھ فایدہ نہ دیا تمہارے گروہ نے اور جو تم تکبر کرتے تھے" کے مطابق یہ نچلی سطح کی جنت بھی ہوسکتی ہے جہاں خاطی و گنہگار عذاب کا مزہ چکنے کے بعد پہنچے ہونگے۔اور اعلی سطح کی جنت یا بہشت والوں کی طرف دیوار سے جھانک کر حسرت بھری نظروں سے دیکھ رہے ہونگے۔۔ وَ لَمَّا سُقِطَ فِىْٓ اَيْدِيْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْلَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (۱۴۹اعراف) اور جب نادم ہوے اور انہوں نے دیکھا کہ وہ گمراہ ہوگے ہیں تو کہنے لگے اگر ہمارے رب نے ہم پر رحم نہ کیا اور ہمیں بخش نہ دیا تو ضرور ہم ہوجائیں گے خسارہ پانے والوں میں سے۔ وَ تَهْدِىْ مَنْ تَشَآءُ , اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ (اعراف۱۵۵) اور تو ہدایت دے جس کو تو چاہے تو ہمارا کارساز

ہے سو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو بہترین بخشنے والا ہے۔ وَ اکْتُبْ لَنَا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَا اِلَیْکَ قَالَ عَذَابِیْ اُصِیْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ فَسَاَکْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ.... (۱۵٦اعراف) اور لکھ دے ہمارے لئے اس میں دنیا اور آخرت کی بھلائی' بے شک ہم نے تیری طرف رجوع کیا' اس نے (اللہ نے) فرمایا میں اپنا عذاب جس کو چاہوں دوں' اور میری رحمت ہر شئے پر وسیع ہے' سو میں عنقریب لکھ دوں گا اُن کے لئے جو (اللہ سے) ڈرتے ہیں۔ وَمَا اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ (۹۴اعراف) اور نہ بھیجا ہم نے جب تک کسی نبی (خلیفۃ اللہ) کو کسی بستی میں (قوم کے پاس) ہم نے نہیں پکڑا وہاں کے لوگوں کو سختی (عذاب) میں۔ (بقرہ ۲۵۰) وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَی الرَّسُوْلِ تَرٰۤی اَعْیُنَهُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ، یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِیْنَ ، وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ اَنْ یُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِیْنَ ۔ اور جب وہ سنتے ہیں جو رسول کی طرف نازل کیا گیا تو دیکھے کہ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بہہ پڑتی ہیں اس وجہ سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا' وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے' پس ہمیں گواہوں (ایمان لانے والوں) کے ساتھ لکھ لے اور ہم کو کیا ہوا کہ ہم ایمان نہ لائیں اللہ پر اور جو ہمارے پاس آیا' اور ہم طمع رکھتے ہیں کہ ہمیں داخل کر ہمارے رب نیک لوگوں کے ساتھ۔ (مایدہ ۸۳) قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ، لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ قُلْ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ کُلِّ شَیْءٍ ۔ آپ کہہ دیں بیشک میری نماز قربانی' اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کے لئے ہے' جو سارے جہانوں کا رب ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے' اور میں سب سے پہلا مسلمان (فرماں بردار) ہوں' آپ کہہ دیں کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور رب ڈھونڈوں؟ اور وہی ہے ہر شئے کا رب۔ (انعام ۱٦۲-۱٦۳) وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْهُمْ ، تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ، وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَکَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۔ اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روکے (لگائے) رکھو جو اپنے رب کو پکارتے ہیں' صادقین کو) صبح و شام اور اس کی رضا چاہتے ہیں' اور تمہاری آنکھیں ان سے نہ پھیریں کہ تم دنیا کی زندگی کی آرائش کے طلبگار ہو جاؤ' اور اس کا کہا نہ مانو جس کا دل ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا (بدعمل لوگ) اور جو اپنی

خواہش کے پیچھے پڑ گیا' اور اس کا کام میں حد سے بڑھ گیا (متاع دنیا کو سمیٹنے میں) (کہف ۲۸۔۲۹) وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا اور اسی طرح ہم نے اس (محمدؐ) پر عربی قرآن نازل کیا ہم نے بتایا ہوا اس سے طرح طرح سے ڈراوے بیان کیا کریں تا کہ پرہیز گار ہو جائیں یا وہ ان کے لئے نصیحت پیدا کر دے۔ (طٰہٰ ۱۱۴) رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (المومنون ۹۴) اے میرے رب! پس تو مجھے ظالم لوگوں میں (شامل) نہ کرنا (سچے اور صادق لوگوں میں رکھنا) (المومنون ۱۰۹) وَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ اور اگر اللہ کا فضل تم پر دنیا و آخرت میں اس کی رحمت نہ ہوتو جس شغل میں (اللہ کے نافرمان) پڑے تھے اس میں تم ضرور پڑ جاتے (نور ۱۵) مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ ۔ جو اپنی نذر پوری کر چکے اور ان میں کچھ جو انتظار میں ہیں اور انہوں نے کچھ تبدیلی نہیں کی (یہ اس لئے ہوا) کہ اللہ جزا دے سچے لوگوں کو ان کی سچائی کے (عوض)۔ (احزاب ۲۳) (احقاف ۱۵) وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ؕ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ نِ الْكَوَاكِبِ ۔قسم ہے پر جما کر صف باندھنے والے (فرشتوں) کی' پھر جھڑک کر ڈانٹنے والوں کی' پھر قرآن تلاوت کرنے والوں کی' بے شک تمہارا معبود ایک ہی ہے پروردگار آسمانوں اور زمین کا' اور جو ان کے درمیان ہے' اور پروردگار ہے مشرقوں کا' بے شک ہم نے مزین کیا ہے آسمان دنیا کو ستاروں سے ۔(صفت ۱۔۲) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ؗ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚۛ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚۛ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر بڑے سخت ہیں' آپس میں رحم دل ہیں' تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے' سجدہ کرتے ہوئے' وہ تلاش کرتے ہیں اللہ کا فضل (اس کی) رضامندی' ان کی علامت اُن کے چہروں پر سجدوں کے اثرات (نشانات) ہیں' یہ اُن کی صفت توریت میں (مذکور) ہے اور ان کی یہ صفت انجیل

میں ہے جیسے ایک کھیتی کی اس نے اس نے اپنی سوئی نکالی پھر اسے قوی کیا پھر وہ موٹی ہوئی پھر وہ تنے پر کھڑی ہوگئی وہ کسانوں کو بھلی لگتی ہے تا کہ کافروں کو غصہ میں لائے (ان کے دل جلائے) اللہ نے وعدہ کیا ہے ان سے جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کیے مغفرت اور اجر عظیم ہے ان کو۔ (فتح ۲۹) وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْٓ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ۔اللہ سے ڈرو جس کے پاس تم جمع کیے جاؤ گے (حشر ۹) یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا , عَسٰی رَبُّكُمْ اَنْ یُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَ یُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ , یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ نُوْرُهُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ بِاَیْمَانِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔اے ایمان والو تم اللہ کے آگے توبہ کرو خالص (صاف دل سے) توبہ (کی وجہ سے) امید ہے تمہارا رب تم سے دور کردے گا تمہارے گناہ اور وہ تمہیں باغات (جنت) میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اس دن (حشر میں) اللہ رسوا نہیں کرے گا نبی کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے ان کا نور ان کے سامنے اور ان کے داہنے دوڑتا ہوگا اور وہ دعا کرتے ہونگے اے ہمارے رب پورا کردے ہمارا نور اور ہمارے لئے اور بے شک تو ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔ **یہاں نور کے چلنے کی بات حضورؐ و ان کے صحابہؓ کے متعلق ہے جو حضورؐ پر ان کے ساتھ یا سامنے ایمان لائے اور ایسی ہی خصلت کے لوگوں کے لئے ہے یہ مخصوص انعام ہے۔ان مخصوص لوگوں کے لئے** ۔(تحریم ۸)۔

مہدی موعودؑ نے فرمایا کے **قاعدین کی صحبت اختیار نہ کرنی چاہئے**۔ بلکہ صحبت صادقین چاہئے ۔(۱۱۴۔بندگی عبدالرشیدؓ)

5)ترکِ حُبِ دنیا۔متاعِ دنیا

وَمَنْ یُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْیَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا , وَمَنْ یُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا , وَسَنَجْزِی الشّٰكِرِیْنَ وَ كَاَیِّنْ مِّنْ نَّبِیٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّیُّوْنَ كَثِیْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ مَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ **۔اور جو دنیا کا انعام چاہے گا ہم اسے اس (دنیا) میں سے دیں گے اور جو چاہے گا آخرت کا بدلہ ہم اسے اس (آخرت) میں سے دیں گے** اور ہم شکر کرنے والوں کو جلد

جزاء دیں گے۔اور بہت نبی (ہوئے ہیں) ان کے ساتھ مل کر بہت سے اللہ سے ڈرنے والے (اللہ کے دشمنوں سے) لڑ پڑے، پس وہ سست نہ ہوئے (اُن مصیبتوں) کے سبب جو انہیں اللہ کے راہ میں پہنچی اور نہ انہوں نے کمزوری ظاہر کی اور نہ دبے اور اللہ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔(عمران ۱۴۵) وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَـقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ مِنَ الۡكِتٰبِ وَمُهَيۡمِنًا عَلَيۡهِ فَاحۡكُمۡ بَيۡنَهُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعۡ اَهۡوَآءَهُمۡ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الۡحَـقِّ ، لِكُلٍّ جَعَلۡنَا مِنۡكُمۡ شِرۡعَةً وَّمِنۡهَاجًا ‌ؕ وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ لَجَـعَلَـكُمۡ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰـكِنۡ لِّيَبۡلُوَكُمۡ فِىۡ مَاۤ اٰتٰٮكُمۡ فَاسۡتَبِقُوا الۡخَـيۡرٰتِ ، اِلَى اللّٰهِ مَرۡجِعُكُمۡ جَمِيۡعًا اور ہم نے نازل کی آپ کی طرف ایک سچی کتاب تصدیق کرنے والی ان کی جو پہلی نازل کردہ کتابوں کی اور اس پر نگہبان و محافظ، سو ان کے درمیان فیصلہ کریں اور اس سے پہلے نازل کردہ کتابوں کی پیروی نہ کریں اور ان لوگوں کے خواہشات کی بھی پیروی نہ کریں اُس کے بعد (جبکہ) تمہارے پاس حق آ گیا، ہم نے مقرر کیا ہے تم میں سے ہر ایک کے لئے تم میں سے ایک دستور اور راستہ اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں ایک اُمت واحدہ کر دیتا، لیکن (وہ چاہتا ہے) کہ تمہیں آزمائے جو اُس نے تمہیں دیا ہے، پس نیکیوں میں سبقت کرو، تم سب کو اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے ۔ یہاں اللہ نے کچھ واضح باتیں بتائی ہیں۔1) حالانکہ پہلے نازل کردہ کتابیں توریت زبور انجیل اللہ ہی کی نازل کردہ ہیں، مگر قرآن حق اور سچائی کے ساتھ پوری طرح نزول کر دیا گیا ہے اب اس کے بعد اگلی کتابوں کے مطابق فیصلہ نہ کریں، اور اہل کتاب کی خواہشات کی پیروی نہ کریں۔2) اللہ تعالی چاہتا ہے کہ اُمت کے مختلف گروہوں فرقوں کو آزمانہ اس لئے انہیں الگ الگ دستور اور راستے دئے ہیں کہ دیکھیں کون ایمان کامل کی راہ اختیار کرتا ہے، ورنہ اللہ ایک امت بنا دیتا۔ اللہ کی منشاء ہے کہ وہ آزمائے کون نیکیوں میں سبقت کرتا ہے۔ یہاں معلوم ہوتا ہے کہ خلیفۃ اللہ مہدی موعودؑ کی بعثت کے بعد اللہ ان کے انکار کرنے والوں کو تو آزما رہا ہے، اسی کے ساتھ مہدی کی تصدیق کرنے والوں کو بھی آزما رہا ہے کہ دیکھیں ان کا ایمان کتنا مضبوط ہے اور وہ احسان کی تعلیم پر عمل کرنے میں کتنے مخلص ہیں، کہ جس طرح ہر مسلمان مومن نہیں ہوتا اسی طرح ہر مہدوی مصدق نہیں ہوتا، یہ آیات وہی بتا رہی ہیں۔(مایدہ ۴۸) وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَكَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓـئِكَ اَصۡحٰبُ الۡجَحِيۡمِ اے وہ لوگو جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا، یہی لوگ دوزخ والے ہیں۔ اللہ کی آیات کو بغیر تحقیق کے فہم و ادراک کے جھٹلانا کفر ہے چاہے احکام ہوں اعمال یا مسلہ مہدی کی بعثت اور

تصدیق ہو۔(مایدہ۸۷)وَلَقَدْ کُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِکَ فَصَبَرُوْا عَلٰی مَا کُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰی اَتٰھُمْ نَصْرُنَا , وَلَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ , وَلَقَدْ جَآءَکَ مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِیْنَ اور البتہ جھٹلائے گئے رسول آپؐ سے پہلے' پس اُنہوں نے صبر کیا اُس پر جو وہ جھٹلائے گئے اور ستائے گئے یہاں تک کہ ان کو ہماری مدد آ گئی اور کوئی بدلنے والا نہیں اللہ کی باتوں کو اور البتہ آپؐ کے پاس رسولوں کی کچھ خبریں پہنچ چکی ہیں۔(انعام ۳۴)وَھُوَ الَّذِیْ جَعَلَکُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَکُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَبْلُوَکُمْ فِیْ مَآ اٰتٰکُمْ اور وہ جس نے تمہیں بنایا نایب (خلیفہ)' اور بلند کئے تم میں سے بعض کے درجے بعض پر' تا کہ تمہیں وہ آزمائے جو اس نے تمہیں دیا (اس میں) آدمؑ خلیۃ اللہ تھے ان کی اولاد میں اللہ تعالی نے بعض کے درجات بلند انعام۱۶۵)اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ یادرکھو اس کے لئے پیدا کرنا اور حکم دینا اُسی کے لئے ہے اللہ برکت والا ہے (اعراف ۵۵)(اعراف۱۶۴) وَاِذْ قَالَتْ اُمَّۃٌ مِّنْھُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا اللّٰہِ مُھْلِکُھُمْ اَوْ مُعَذِّبُھُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا قَالُوْا مَعْذِرَۃً اِلٰی رَبِّکُمْ وَلَعَلَّھُمْ یَتَّقُوْنَ اور جب کہا ایک گروہ نے ان میں سے کیوں نصیحت کرتے ہو ایسی قوم کو؟ جسے اللہ ہلاک کرنے والا ہے سخت عذاب دینے والا ہے' ہلاک کرنے والا ہے وہ بولے تمہارے رب سے معذرت کے لئے (اس اُمید پر) کہ شاید وہ ڈریں اللہ سے (راہ راست پر آجائیں)۔وَالَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ وَالَّذِیْنَ یُمَسِّکُوْنَ بِالْکِتٰبِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِیْنَ ۔اور جو لوگ مضبوط پکڑے ہوئے ہیں کتاب کو نماز قایم کرتے ہیں' بے شک ہم نیکو کاروں کا اجر ضایع نہیں کرتے۔ (اعراف۱۷۰)تُرِیْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْیَا وَاللّٰہُ یُرِیْدُ الْاٰخِرَۃَ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ اور اللہ چاہتا ہے آخرت (انسان کے لئے) اور وہ زمین میں خونریزی نہ کرے' تم دنیا کا مال چاہتے ہو' اور اللہ (تمہارے لئے) آخرت چاہتا ہے۔اور اللہ غالب حکمت والا ہے (انفال ۶۷)فَکُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ پس کھاؤ اس سے جو تمہیں غنیمت میں ملا حلال پاک اور ڈرو اللہ سے' اللہ بے شک غفور الرحیم ہے (انفال ۶۹)۔اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ اور بے شک اللہ اجر ضایع نہیں کرتا نیکوکاروں کا۔(توبہ۱۲۰)اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ کَبِیْرٌ مگر جن لوگوں نے صبر کیا اور نیک عمل کئے یہی لوگ ہیں جن کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔(ھود۱۱) وَاِنَّ کُلًّا لَّمَّا

لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّکَ اَعْمَالَهُمْ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ , فَاسْتَقِمْ کَمَا اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَکَ وَلَا تَطْغَوْا اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ سو قایم رہو جیسے تمھیں حکم دیا گیا ہے اور جو توبہ کی تمہارے ساتھ اور سرکشی نہ کرو 'بیشک جو تم کرتے ہو وہ (اللہ) اس کو دیکھ رہا ہے (ھود ۱۱۱) وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ اور صبر کرو' بے شک اللہ اجر ضائع نہیں کرتا نیکی کرنے والوں کا' (ھود ۱۱۵) وَ لَاَ جْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا يَتَّقُوْنَ اور آخرت کا بدلہ بہتر ہے ان کے لئے جو ایمان لائے اور پرہیز گاری پر قایم رہے' ان کیلئے آخرت کا بدلہ بہتر ہے۔ (یوسف ۵۷) اِنَّمَا اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَ لَاۤ اُشْرِکَ بِهٖ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَ اِلَيْهِ مَاٰبِ (اللہ) کے سوا نہیں مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں کسی کی عبادت کروں' اور اس (اللہ) کا شریک ٹھہراوٗں' میں اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف میرا ٹھکانا ہے۔ (رعد ۳۶) وَ يَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ کُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِکَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰۤؤُلَاۤءِ اور جس دن ہم اُٹھائیں گے (حشر میں قیامت کے بعد) ہر اُمّت میں اُن پر ایک گواہ اُن ہی میں سے لائیں گے' اور ہم آپ کو اُن "سب پر گواہ" لائیں گے۔ اُمَّةٍ کے معنی گروہ قوم یا انسانوں کا ایک خاص طبقہ اسلام میں اُمت کا لفظ انبیاء مرسلین کی قوموں اور گروہ سے ماخوذ ہے جس طرح خاتم الانبیاء ﷺ کی قوم اس میں مسلمان کافر مشرک ملحد اہل کتاب سبھی شریک ہوتے ہیں لیکن مذہبی لحاظ سے کافر مشرک ملحد مسلمان الگ گروہ ہیں' مگر مسلمانوں میں جو نظریات اور خیالات و اعتقادات کی تفریق ہے اُنہیں فرقہ کہتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کے بعد مہدی موعود خلیفۃ اللہ ہوئے تو ان کی قوم ہوئی ان میں اب الگ گروہ بندی ہوئی ہے خاندانی وراثتی اور نظریاتی بنیاد پر۔ یہی بات سورۃ حجر کی اس آیت میں ہے کہ ہر اُمت یا گروہ کے امام قیامت کے دن (انبیاء مرسلین اور اللہ کے خلفاء) گواہ ہونگے اپنے طبقے کے اور ان سب تمام انبیاء مرسلین خلیفۃ اللہ کو حضور ﷺ پر گواہ لایا جائے گا' کہ حق کیا ہے باطل کیا ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ تمام انبیاء مرسلین کے امام ہیں۔ (نحل ۱۶) **وَلَقَدْ اٰتَيْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْکَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اور تحقیق ہم نے تمھیں (سورہ فاتحہ) بار بار دہرائی جانے والی سات (آیات) دیں اور عظمت والا قرآن۔ آپ ہرگز اپنی آنکھیں نہ بڑھائیں (آنکھ اُٹھا کر بھی متاع دنیا کی طرف نہ دیکھیں) ان چیزوں کی طرف جو ہم نے کئی گروہوں کو دیں ہیں اور ان پر غم نہ کھائیں اور نہ اپنے بازو جھکائیں مومنوں کے لئے (کسی سے کچھ طلب نہ کریں) (حجر ۸۸)** یہاں اللہ تعالی نے

ترک حب دنیا اور ترک متاع دنیا کا تفصیل سے خلاصہ پیش کر دیا جسے خلیفتہ اللہ مہدی نے اپنی تعلیمات میں
شامل کیا ہے۔ **اب اس کے بعد خدا کے عاشقوں کے طور طریق پر جو لوگ مذاق اُڑاتے ہیں ان کے بارے میں
سورہ نحل میں بتایا** الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ , فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ , وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ
صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ السّٰجِدِيْنَ , وَ اعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى
يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ **جو لوگ اللہ کے ساتھ معبود بناتے (شرک کرتے) ہیں پس وہ عنقریب وہ جان لیں۔ اور البتہ
ہم جانتے ہیں کہ وہ جو کہتے ہیں اس سے آپ کا دل تنگ ہوتا ہے۔ تو تسبیح کریں (پاکیزگی بیان کریں) اپنے
رب کی حمد کے ساتھ (ذکر دوام میں مستغرق رہیں ایسے لوگوں کی پرواہ نہ کریں) اور سجدہ کرنے والوں میں سے
ہوں اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ آپ کے پاس یقینی بات (موت) آجائے۔ (نحل
۹۲)**۔ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُوْرًا
۱۷۔۱۹) كُلًّا نُمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَ مَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا (۱۸۔اسرا) جو دنیا کا
خواہشمند ہوگا ہم اسے دنیا میں ہی دے دیتے ہیں جو کچھ دینا ہے اور اس کے حساب میں جہنم لکھ دیتے ہیں جسے وہ
بھگتے گا رحمت سے محروم ہوکر, اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّ اَكْبَرُ
تَفْضِيْلًا۔ مگر دیکھ لو دنیا ہی میں ہم نے ایک گروہ کو دوسرے پر کیسی فضیلت دی ہے اور آخرت میں بھی ان کے
درجے اور بھی زیادہ ہونگے۔ اور جو کوئی آخرت چاہے اور اس کے لئے اسی کی کوشش کرے بشرطیکہ وہ مومن
ہوں۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى (۴ النساء) (اے محمدؐ) کہہ دیجیے یہ دنیا کی زندگی
مال و متاع قلیل یعنی بہت کم ہے حقیر ہے اور آخرت کا اجر بہت ہے ان کے لئے جو اللہ سے ڈرتے ہیں تقوی
اختیار کرتے ہیں۔ (اسرا ۲۱۔۱۹) اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَاِنَّا
لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا اَمْ حَسِبْتَ جو کچھ زمین میں ہے بے شک ہم نے اُسے ان کے لئے
(کافروں مشرکوں کے لئے) زینت بنایا تا کہ ہم انہیں آزمائیں کہ ان میں کون ہے؟ عمل میں بہتر۔ اور جو کچھ
اس (زمین) پر ہے اسے ہم (نابود کرکے) صاف چٹیل میدان کرنے والے ہیں۔ کیا تم نے گمان کیا ہے؟
(کہف ۷) فَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ , وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ پس جو کوئی
نیک کام کرے اور وہ ایمان والا ہو تو اکارت نہیں (جائے گی اس کی نیکی) اور اس کی کوشش اور بے شک ہم اس

کے لکھ لینے والے ہیں۔ (انبیاء ۹۴) وَ الَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ یُؤْمِنُوْنَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا یُشْرِکُوْنَ وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰی رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَ هُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ اور جو لوگ کچھ دیتے ہیں (اللہ کی راہ میں) اور ان کے دل ڈرتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہی لوگ بھلائیوں میں جلدی کرتے ہیں اور اس میں وہ سبقت لے جانے والے ہیں۔ (المومنون ۶۰) (مومن ۵۸) الٓمّٓ ، اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ الف لام میم۔ **کیا لوگوں نے گمان کرلیا ہے کہ وہ (اتنے پر) چھوڑ دے جائیں گے کہ اُنہوں نے کہہ دیا کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور وہ آزمائے نہیں جائیں گے۔؟** (عنکبوت ۱-۳) وَمَا هٰذِهِ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ ، وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِیَ الْحَیَوَانُ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ اور یہ دنیا کی زندگی کھیل کود کے سوا کچھ نہیں، اور بے شک آخرت کی زندگی ہی اصل زندگی ہے، کاش (انسان) یہ جانتے ہوتے! (عنکبوت ۶۴) اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ کَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ کیا وہ لوگ گمان کرتے ہیں جنہوں نے برائیاں کیں کہ ہم انہیں ان لوگوں کی طرح کر دیں گے جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کے تا کہ (گنہگار ان کے) برابر ہو جائیں، ان کا جینا مرنا برا ہے جو (ایسا) حکم لگاتے ہیں۔ (جاثیہ ۲۱) مَنْ کَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِیْ حَرْثِهٖ وَمَنْ کَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الدُّنْیَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِیْبٍ جو شخص چاہتا ہے اس کی آخرت کی کھیتی (اعمال صالحہ) میں ہم اضافہ کریں تو ہم اس میں اضافہ کر دیتے ہیں، اور جو دنیا کی کھیتی (متاع دنیا) کی کھیتی ہم سے چاہتا ہے **ہم اس میں سے اسے کچھ دے دیتے ہیں وہ اس کے لے نہیں کہ آخرت میں ان کا کچھ حصہ ہوگا** (شوری ۲۰) تَبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْکُ ، وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ، الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ بڑی برکت والا ہے وہ (اللہ) جس کے قبضہ میں ہے بادشاہی (زمین و آسمانوں کی) اور وہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔ (الملک ۱-۲) اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰی اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰی ، اِنَّ اِلٰی رَبِّکَ الرُّجْعٰی انسان سرکشی کرتا ہے جب اپنے تئیں غنی (بے پرواہ) دیکھتا ہے تو سرکشی کرتا ہے بے شک (انسان کو) اپنے رب کی طرف لوٹنا ہے۔ (علق ۶-۷)۔

طالب خدا اور ترک حب دنیا کے متعلق مہدی موعودؑ نے فرمایا ''وجود حیات دنیا کفر ہے جسے جان سے

جینا کہ جسے ہستی وخودی کہتے ہیں۔اور وہ اُمور جن کو کتاب اللہ میں متاع دنیا کہا گیا ہے۔عورتوں بچوں کی محبت اور اموال وحیوانات وتجارت وزراعت عمارات وملبوسات و ماکولات وغیرہ کو جو شخص عاشق ومرید ہوگا اور اس میں منہمک ومشغول رہے گا وہ کافر ہے۔اگر کوئی اس کی صحبت اختیار کرے گا یا اس کے گھر جائے گا یا اس سے الفت ودوستی رکھے گا وہ آن مہدی وآن خدائے تعالی سے نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے "لوگوں کے لئے مرغوب کردی گئی ہیں چیزوں کی محبت اور خوشنما کردی گئی ہے۔مثلاً عورتیں' بیٹے' اور ڈھیر سونے چاندی کے' اور نشان زدہ گھوڑے' مویشی' کھیتی' یہ دنیا کی زندگی کا ساز وسامان ہے" ان چیزوں کو ترک کرنے والا ہی مومن ہے یا (محسن) جس نے ترک نہ کیا وہ کافر ہے۔اللہ تعالی نے فرمایا جو شخص حیات دنیا وزینت دنیا کا طلب گار ہو ہم اسے دنیا ہی میں اس کے اعمال کا بدلہ دے دیتے ہیں' اس دنیا میں اس کے لئے کوئی کمی نہیں کی جائیگی' یہ سب وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت آتش دوزخ کے سوا کچھ نہیں' اور انہوں نے جو کچھ نیکیاں کی ہیں اس دنیا میں وہ سب حبطہ ہو جائیں گی' اور جو کچھ (اچھے) کام کرتے ہیں باطل ہے۔(سورہ ھود آیت ۱۵) (نقل ۔۵۶۔بندگی عبدالرشیدؒ) روایت ہے کہ مہدیؑ نے فرمایا اپنی ذات خدائے تعالی کے حوالے کردو۔نہ کسی کے ساتھ مشغول رہو نہ کسی چیز کی خواہش رکھو بجز خدا کی ذات کے مخلوق سے ذرا بھی احتیاج نہ رکھو' اللہ تعالی فرماتا ہے "اور کس کا دین اس سے بہتر ہے؟ جس نے جھکا دیا اپنا منہ اللہ کے لئے اور وہ نیکوکار بھی ہے' اور اس نے ایک کا ہو رہنے والے ابراہیمؑ کے دین کی پیروی کی اور اللہ نے ابراہیمؑ کو دوست بنایا۔(سورہ النساء ۱۲۶)

6) ہجرت۔ظاہری وباطنی

ہجرت کی کئی وجوہات ہوتی ہیں' اللہ واحد ولاشریک کی عبادت کرنے کی وجہ سے وطن اور ملک بدر کیا جانا' اللہ کے بندوں پر کفار ومشرکین کے ظلم وستم سے تنگ آکر لوگوں کا ہجرت کرنا' اللہ کی راہ میں کفار ومشرکین سے مقابلے کی خاطر دوسرے مقام پر ہجرت کرکے نقل وطن کر جانا' اللہ کی راہ میں اپنے مذہب وایمان کی حفاظت کے خاطر یا تقوی پرہیز گار اختیار کرنے کی خاطر ہجرت کرنا کہ جہاں اپنا ایمان اسلام ہی سالم رکھنا ممکن نہ ہو۔ایک ہجرت اللہ کی محبت اور قربت کی خاطر گناہوں سے دور چلے جانا یا برائیوں اور غلط ماحول سے دور ہو جانا۔اس ہجرت کی تعریف اللہ کے رسول ﷺ نے یوں بیان کی کہ' چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف یعنی

نفس سے معرکے کی خاطر اپنے آپ سے جہاد کرنا۔ ہم نے یہاں بار بار ہجرت باطنی کا ذکر اسی ضمن میں کیا ہے 'اللہ کے لئے' دین کی حفاظت کے خاطر اپنے گناہوں سے بد اعمالیوں سے حقوق اللہ حقوق العباد کے لئے خلق سے دوری اختیار کرنا ہجرت باطنی ہے یہ نفس سے معرکہ ہے اور بڑا مشکل کام ہے۔ معاشرے میں پھیلی بدعملی برائی بددیانتی حسد بغض سے دور ہو جانا بھی باطنی ہجرت ہے۔ برے لوگوں منافقوں دنیا کے طلبگاروں سے کنارہ ہو جانا باطنی ہجرت ہے۔

اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَالَّذِيۡنَ هَاجَرُوۡا وَجٰهَدُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اُولٰٓـئِكَ يَرۡجُوۡنَ رَحۡمَتَ اللّٰهِ , وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ , بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جن لوگوں نے ہجرت کی اور اللہ کے راستے میں جہاد کیا (ظاہری و باطنی) یہی لوگ اللہ کی رحمت کی اُمید رکھتے ہیں' اور اللہ بخشنے والا' رحم کرنے والا ہے۔ (بقرہ ۲۱۸) وَمَنۡ يُّهَاجِرۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ يَجِدۡ فِى الۡاَرۡضِ مُرٰغَمًا كَثِيۡرًا وَّسَعَةً , وَمَنۡ يَّخۡرُجۡ مِنۡۢ بَيۡتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ ثُمَّ يُدۡرِكۡهُ الۡمَوۡتُ فَقَدۡ وَقَعَ اَجۡرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا اور جو اللہ کے راستے میں ہجرت کرے' وہ پائے گا زمین میں وافر جگہ اور کشادگی' اور جو اپنے گھر سے ہجرت کو نکلے اللہ اور اس کے رسول کی طرف' پھر اس کو موت آ پکڑے تو اس کا اجر اللہ پر ثابت ہوگیا۔ **(یہاں اللہ نے ہجرت کی وہ قسم بیان کی ہے یعنی اللہ اور اسکے رسول کی طرف نکلنا معنی دین کی خاطر نکلنا دین کے لئے نکلنا)** اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (نسا ۱۰۰) اَلَمۡ تَكُنۡ اَرۡضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوۡا فِيۡهَا فَاُولٰٓـئِكَ مَاۡوٰٮهُمۡ جَهَـنَّمُ , وَسَآءَتۡ مَصِيۡرًا وہ (فرشتے) کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی؟ پس تم ہجرت کر جاتے (اللہ کے دین کے لئے) سو یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ (۹۷۔۹۹) اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَهَاجَرُوۡا وَجٰهَدُوۡا بِاَمۡوَالِهِمۡ وَاَنۡفُسِهِمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَالَّذِيۡنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوۡۤا اُولٰٓـئِكَ بَعۡضُهُمۡ اَوۡلِيَآءُ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَلَمۡ يُهَاجِرُوۡا مَا لَـكُمۡ مِّنۡ وَّلَايَتِهِمۡ مِّنۡ شَىۡءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوۡا وَاِنِ اسۡتَـنۡصَرُوۡكُمۡ فِى الدِّيۡنِ فَعَلَيۡكُمُ النَّصۡرُ اِلَّا عَلٰى قَوۡمٍۢ بَيۡنَكُمۡ وَبَيۡنَهُمۡ مِّيۡثَاقٌ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ بے شک جو لوگ ایمان لائے' اور انہوں نے ہجرت کی اور اپنے جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا' اور جن لوگوں نے ٹھکانہ دیا اور مدد کی وہی لوگ ایک دوسرے کے رفیق ہیں' اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت نہیں کی تمہیں نہیں ہے کچھ ان سے سروکار ان کی رفاقت سے' یہاں تک کہ وہ ہجرت کریں' اور اگر وہ تم سے دین

میں مدد مانگیں تو تم پر لازم ہے' مگر اس قوم کے خلاف نہیں جس کے اور تمہارے درمیان معاہد ہو' اور جو تم کرتے ہو اللہ اُسے دیکھ رہا ہے۔ (انفال ۷۲-۷۵) اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجٰھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِھِمْ وَ اَنْفُسِھِمْ اَعْظَمُ دَرَجَۃً عِنْدَاللّٰہِ وَاُوْلٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ ، یُبَشِّرُ ھُمْ رَبُّھُمْ بِرَحْمَۃٍ مِنْہُ وَرِضْوَانٍ وَجَنّٰتٍ لَھُمْ فِیْھَا نَعِمٌ مُّقِیْمٌ. جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اپنی جانوں سے (اُن کے) درجے اللہ کے ہاں بہت بڑے ہیں۔ اور وہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں ان کا رب انہیں اپنی طرف سے رحمت اور خوشنودی اور باغات (جنت) کی خوشخبری دیتا ہے ان کے لے ان میں نعمت دائمی ہے (ہمیشہ رہیں گے اس میں۔ (توبہ ۲۰) وَ الَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا فِی اللّٰہِ مِنْ م بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّ یَنَّھُمْ فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً ، وَلَاَ جْرُا لْاٰ خِرَۃِ اَکْبَرُ لَوْ کَانُوْ ا یَعْلَمُوْ نَ الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَ رَاَی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ اور جن لوگوں نے اللہ کے لے ہجرت کی اس کے بعد کہ ان پر ظلم کیا گیا 'ضرور ہم انہیں جگہ دیں گے دنیا میں اچھی اور بے شک آخرت کا اجر بہت بڑا ہے' کاش وہ (ہجرت نہ کرنے کی نقصانات) جانتے (نحل ۴۱-۴۲) ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ لِلَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا مِنْ م بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰھَدُوْا وَصَبَرُوْا اِنَّ رَبَّکَ مِن م بَعْدِھَا لَغَفُوْرٌ رَحِیْمٌ پھر بے شک تمہارا رب ان لوگوں کے لے جنہوں نے ہجرت کی' اس کے بعد کہ وہ ستائے گئے اور پھر انہوں نے جہاد کیا' اور صبر کیا بے شک تمہارا رب اس کے بعد بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ (نحل ۱۱۰)۔

مہدی موعودؑ نے ہجرت کی تعلیم دین کی اصلاح تبلیغ کے لئے دی تا کہ مصدقوں کی تعلیم اور تربیت کا باقاعدہ انتظام رہے۔ مگر آج یہ مفقود ہے۔

7) طلب دیدار۔ آنکھوں سے بصیرت سے اور قلب سے۔

حضور نبی کریم ﷺ کو دیدار یا قربت خداوندی میسر تھی وہ کسی مخلوق کو نہیں ہے' ان کے تابع مہدی موعود کو جو دیدار یا معرفت الٰہی حاصل تھی وہ کسی کو میسر نہیں ہے' البتہ دیدار خدا کی کیفیت کو حدیث احسان کے معنوں میں ہر جگہ محسوس اور حاصل سمجھنا ایمان اور احسان ہے۔ کاینات مخلوق اشیاء ان کی تخلیق بناوٹ موجودگی صنائ قدرت کے شاہکار میں غور کرنا دیدار قلبی ہے جو مومن کو میسر ہو سکتا ہے بشرطیکہ وہ طالب خدا ہو۔ جب

حضرت ابراہیمؑ نے چاند سورج ستاروں کو دیکھا اوران کے ڈوبنے کے بعد خالق حقیقی کی طرف متوجہ ہوئے کہ ان سب کو پیدا کرنے والا ہی معبود اور خالق ہے اس کے بعد ان کا یقین اور طلب اتنی مستحکم ہوگئی کہ آخر کار اللہ تعالی نے انہیں آتش نمرود کوفرحت بخش اور پرفضا بنادیا۔ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِىْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ ۔اللہ نے حکم دیا اے آگ ! ٹھنڈی ہوجا اور سلامتی کا باعث بن جا ابراہیمؑ کے لئے۔(سورہ انبیا ۶۹)

وَ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ , فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اوراللہ کیلئے ہے مشرق مغرب سوجس طرف ''تم منہ کرو'' اسی طرف اللہ کا سامنا ہے۔(بقرہ ۱۱۵) قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ہم نے یقین رکھنے والوں کے لئے نشانیاں واضح کردی ہیں۔(بقرہ ۱۱۸)۔ وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ اور جب میرے بندے آپؐ سے متعلق پوچھیں (بتادیں) میں (انسے) قریب ہوں (بقرہ ۱۸۶) قُلْ اِنَّاللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يُنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (آپؐ) کہدیں بیشک اللہ اس بات پر قادر ہے کہ وہ اُتارے کوئی نشانی، لیکن ان میں سے اکثر (لوگ) نہیں جانتے۔(انعام ۳۷) اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ دیکھو ہم کس طرح آیات کو پھیر پھر کر (باربار) بیان کرتے ہیں، تا کہ وہ (انسان) سمجھ جائیں (انعام ۶۶) وَمَنْ عَمِىَ فَعَلَيْهَا وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ , وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ اور جو اندھا رہا (اس دنیا میں) تو اس کی جان پر (وہ خود ذمہ دار ہے اپنے اندھے پن کا) اور میں تم پر نگہبان نہیں ہوں۔اور اسی طرح ہم آیتیں پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں تا کہ وہ کہیں تو نے (کسی سے) پڑھا ہے، اور تا کہ ہم جاننے والوں کے لئے واضح کردیں۔اللہ تعالی نے قرآن کے احکامات نازل فرمائے اُن پر جو اچھے بھلے تن و من اور تندرست لوگ ہیں دماغ اور جسمانی طور پر اندھے لوگ دیکھنے سے معذور ہوتے ہیں دیکھنے سے اور سمجھنے سے۔بار بار اللہ کا قرآن میں یہ کہنا کہ اندھے لوگ یہ خطاب عقل کے سمجھ کے غور وفکر کے فہم وادراک کے اندھوں کے لئے ہے۔جو جان کر انجان بنے رہتے ہیں یا جاننا نہیں چاہتے ,روشنی میں آنا نہیں چاہتے۔آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ حق اور سچائی سامنے ہے مگر لوگ مانتے نہیں دراصل یہ ان کی ہٹ دھرمی اور ضد ہے کہ ہم کو نہیں ماننا ہے۔(انعام ۱۰۵) ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَىْءٍ فَاعْبُدُوْهُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ وَّكِيْلٌ , لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ , وَ مَنْ عَمِىَ فَعَلَيْهَا وَمَا اَنَا

عَلَیْکُمْ بِحَفِیْظٍ یہی اللہ تمہارا رب ہے' نہیں کوئی معبود سوائے اس کے' ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے' سوتم اس کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز کا کارساز اور نگہبان ہے (وہ جو چاہے کر سکتا ہے) **اس کو آنکھیں نہیں پا سکتیں اور وہ آنکھوں کو پا سکتا ہے' اور وہ بھید جاننے والا خبردار ہے۔ تمہارے رب کی طرف سے (بصیرت یا دیدار) کی نشانیاں آچکی ہیں۔ تو جس نے دیکھ لیا (دیدار کی کوشش کی) سو وہ اپنے واسطے (وہ کامیاب رہا) اور جو اندھا رہا تو (اس کا وبال) اسی کی جان پر (اسی کی زندگی میں) اور میں تم پر نگہبان نہیں ہوں۔** (انعام ۱۰۴) کَذٰلِکَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰی لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۔ وَالْبَلَدُ الطَّیِّبُ یَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِیْ لَا یَخْرُجُ اِلَّا نَکِدًا ۚ کَذٰلِکَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّشْکُرُوْنَ اسی طرح ہم مردوں کو نکالیں گے تاکہ تم غور کرو' اور پاکیزہ زمین سے پاکیزہ سبزہ ہی نکلتا ہے' اور خراب زمین سے ناقص سبزہ ہی نکلتا ہے اسی طرح ہم شکرگزار لوگوں کے لئے آیتیں پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں۔ (اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ معرفت الٰہی گنہگاروں کے دل میں قرار نہیں پکڑتا صرف مومن اور محسن ہی بصیرت کے احوال کو سمجھتے اور جذب کر سکتے ہیں' جو فطری طور پر پاک باز ہوتے ہیں وہ اپنی پاک فطرت پر جمے رہتے ہیں گناہوں سے خود کو آلودہ نہیں کرتے)۔ لِیُحِقَّ الْحَقَّ وَیُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ کَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۔ (اللہ تعالیٰ) حق کو حق ثابت کرے گا اور باطل کو باطل' خواہ مجرم (گنہگار) ناپسند کریں (اعراف ۵۸)۔ قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَی اللّٰهِ قف عَلٰی بَصِیْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ ۚ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۔ آپ کہہ دیں یہ میرا راستہ ہے میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں بصیرت کی بنیاد پر۔ میں اور میرا تابع (مہدی۔ جو اپنے رسولؐ کے نقش قدم پر چلنے والا بے خطا) اور اللہ پاک ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ (یوسف ۱۰۸) اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ لِکُلِّ قَوْمٍ هَادٍ تم (اللہ کی طرف سے) ڈرانے والے ہو' اور ہر قوم کے لئے ایک ہادی (ھدایت کرنے والا) ہوا ہے۔ (رعد ۷) یہاں معاملہ اور بیان کی نزاکت دیکھیں' پہلے کہا "تم ڈرانے والے ہو" اس کے بعد خلاصہ کیا کہ "ہر قوم کے لئے ہادی ہوا ہے۔" عربی میں اَنْتَ معنی "تم" یعنی اللہ کے رسول ﷺ ہوئے اور وَ واو معنی "اور"۔ یہاں حضورؐ کے علاوہ بعد میں بصیرت کے بیان کے لئے ایک ہادی یا مہدی خلیفۃ اللہ کا بیان ہے۔ اس کے بعد ایک بلیغ معنوں والا لی مثال ہے اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ کُلُّ اُنْثٰی وَمَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ وَ مَا تَزْدَادُ ۚ وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ اللہ جانتا ہے جو ہر مادہ پیٹ میں رکھتی ہے اور وجو رحم میں سکڑتا اور بڑھتا ہے۔ اور اس کے نزدیک ہر چیز کا اندازہ

ہے۔ جاننے والا ہے ہر غیب اور ظاہر کا' سب سے بڑا' بلند مرتبہ ہے (اس کا)۔ جب یہاں اللہ کے رسول کے ڈرانے کی اور ایک ہادی ومہدی کی بات ہو رہی ہے تو اس کے ساتھ مادہ کے پیٹ میں ہونے والی تبدیلی اور ہر چیز کے اندازے کی بات بتانا اور غیب وظاہر کا اسے علم ہونا اس کا مرتبہ بلند ہونے کی بات بتانا کیا معنی؟ یہی تو قرآن اور اللہ کے کلام کا اعجاز اور انداز بیان ہے کہ باتوں باتوں میں پھیر پھیر کر حقیقت بیان کرتا ہے معنی یہاں اللہ تعالی کے کلام سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ جس طرح مادہ کے رحم میں ہونے والی تبدیلی کا اللہ کو علم ہے اسی طرح آگے جو غیب میں پوشیدہ (آنے والے زمانے کا) اس کا بھی علم ہے' اسی میں خلیفۃ اللہ مہدی کو قرآن کے بیان کے لئے بعد میں بھیجا جانا ثـم ان عـلـيـنـا بيانه (سورہ قیامہ) یہاں ساری حقیقت بیان کر دی کہ رسولؐ ڈرانے والے اور' ایک قوم کا ہادی جیسے پہلے ہادی گزرے جو ابھی نہیں آئے' بعد میں آئیں گے جن کا وعدہ اللہ کے رسولؐ سے کرایا تا کہ وہ بصیرت کی بات بتائے' جسے بتانے کی ابتدا اللہ کے رسول ﷺ سے کر دی گئی۔ اب اس کے بعد مزید وضاحت اسی سورہ کی ۳۱ آیت میں کر دی۔ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى , بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا , اَفَلَمْ يَايْئَسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا , اور اگر ایسا قرآن ہوتا کہ اس سے پہاڑ چل پڑتے یا اس سے زمین پھٹ جاتی یا اس سے مردے بات کرنے لگتے' (پھر بھی یہ ایمان نہ لاتے) بلکہ اللہ ہی کے لئے تمام کاموں کا اختیار ہے۔ (رعد ۳۱) معنی جو لوگ اللہ کی قربت معرفت کے منکر ہیں یا دنیا میں دیدار الٰہی کے اگر انہیں قرآن میں ایسا علم اور طریقہ بتایا جاتا یا طاقت دی جاتی اس کے کلمات سے کہ پہاڑ چل پڑیں زمین پھٹ جائے تو بھی منکر ایمان نہ لاتے اسی طرح یہ معرفت الٰہی یا حیات دنیا میں دیدار کے منکر ہیں' یہ ماننے والے نہیں۔ رسول ﷺ کی معراج کی حقیقت کو بھی نہیں مانا گیا تھا' تو خلیفۃ اللہ کو یہ کیوں مانیں گے جو کہ ہادی ومہدی ہے خدا کی طلب کی ہدایت کا راستہ دکھانے والا۔ اِلَّا كُفُوْرًا وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْبُوْعًا , اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا , اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ , قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا , قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ، قُلْ

كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِىْ وَ بَيْنَكُمْ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا .اور بولے کہ ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے یہانتک کہ تو ہمارے لئے زمین سے چشمہ رواں کردے'یا تیرے لئے کھجور اور انگور کا ایک باغ ہو' پس تو اس کے درمیان بہتی نہریں رواں کردے'یا جیسے تو کہا کرتا ہے ہم پر آسمان کا ٹکڑا گرادے'یا اللہ کو اور فرشتے روبرو لے آوے'یا تیرے لئے سونے کا ایک گھر ہو'تو آسمان پر چڑھ جائے'اور ہم ہرگز تیرے چڑھنے کو نہ مانیں گے جب تک تو ہم پر ایک کتاب نہ اتارے جسے ہم پڑھ لیں۔آپ کہدیں پاک ہے میرا رب میں صرف ایک بشر ہوں (اللہ کا) رسول کو رسول (بنا کر) بھیجا) گیا ہوں؟ آپ کہدیں'اگر ہوتے زمین میں فرشتے' چلتے پھرتے'اطمینان سے رہتے تو ہم ضرور اُن پر آسمانوں سے فرشتے رسول (بنا کر) اتارتے۔کہدیں کافی ہے اللہ کی گواہی میرے اور تمہارے درمیان بیشک وہ اپنے بندوں کی خبر رکھنے والا ہے'دیکھنے والا ہے۔جسے اللہ ہدایت دے پس وہی ہدایت پانے والا ہے اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز ان کے لئے آپ کوئی مددگار نہیں پائیں گے اور ہم قیامت کے دن انہیں ان کے چہروں کے بل اندھے گونگے اور بہرے اُٹھائیں گے ان کا ٹھکانہ جہنم ہے ۔(اسرے۔۹۱) جب بات اللہ کے رسول ﷺ سے اتنی بحث اور حجت کی گئی صرف ایمان لانے کے لئے تو مہدی موعود تو خدا کو دیکھنے دکھانے کی بات کہتے ہیں ان سے اعراض کرنا ان کا انکار کرنا کیوں بعید نہیں چاہے مسلمان ہوں عالم ہوں فاضل ہوں؟۔(اسرے ۱۰۶) مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِىٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ , وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِىْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کے البتہ ہم ضرور ان سے ان کی برائیاں دور کردیں گے'اور ہم ضرور انہیں (ان کے اعمال کی) زیادہ بہتر جزا دیں گے جو وہ کرتے تھے۔(عنکبوت ۵) طٰهٰ , مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰى , اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ہم نے قرآن تم پر اس لئے نہیں نازل کیا کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ۔مگر اس کے لئے نصیحت ہے جو (اللہ سے) ڈرتا ہے۔(یعنی تقوی اختیار کرنے والوں کے لئے یہ قرآن نصیحت ہے) حالانکہ اس کا خطاب نبی کریمؐ سے ہے مگر یہ خطاب عام بندوں کو ہے کہ وہ صرف مشقت یعنی تکلیف نہ اُٹھائیں معنی لمبی لمبی عبادات نوافل پڑھنے جان ہلکان کرنے کے لئے نہیں ہے بلکہ اس سے نصیحت حاصل کی جائے کہ خدا کے احکام کیسے ادا کرنا ہے اطاعت کیسی کرنی ہے حقوق اللہ اور حقوق العباد کیسے ادا کرنا ہے۔ایسی نصیحت حاصل کرنے

کے لئے یہ قرآن ہے۔اسی کے ساتھ اللہ کی قدرت عظمت میں غور کرنے فہم وادراک کرنے اس کی قربت حاصل کرنے کے لئے ہے۔(ط۳۹)اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ , اَلزُّ جَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّ لَا غَرْبِیَّۃٍ یَّکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌنُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ , یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ , وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا اس کے نور کی مثال (ایسی ہے) جیسے ایک طاق ہو‘اس میں ایک چراغ ہو‘چراغ ایک شیشہ(کی قندیل) ہو‘وہ شیشہ گویا ایک چمکدار ستارہ ہے‘وہ روشن کیا جاتا ہے مبارک درخت زیتون سے (جس کا رُخ) نہ مشرق ہے‘نہ مغرب‘قریب ہے کہ اس کا تیل روشن ہوجائے خواہ اُسے آگ نہ چھوے نُور اعلی نور ہے۔رہنمائی کرتا ہے اللہ جسے چاہتا ہے اپنے نور کی طرف‘اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ ہر شے کو جاننے والا ہے۔ (نور۳۵) یہاں اللہ نے اپنے نور کی کیفیت بیان کرنے کے بعد معاملہ صاف کردیا کہ ’’وہ جس کو چاہتا ہے اپنے نور کی طرف راہ نمائی کرتا ہے‘‘معنی جس کو اللہ چاہے اسی کو ہدایت ملتی ہے اور بصیرت اور دیدار بھی اللہ کے چاہنے سے ہوتا ہے بندے کے چاہنے سے نہیں۔مگر اللہ نے بصیرت اور دیدار حاصل کرنے کے لئے مثالیں قرآن میں بیان کی ہیں جس کا خلاصہ اللہ کے رسولؐ اور مہدی نے اپنی سنت اور تعلیم سے کیا اور اس کی تربیت کی ہے اپنے اقوال احوال اعمال سے۔اس کی مزید وضاحت بھی آگے کی آیت میں کردی کہ ’’(یہ روشنی) یا نور یا بصیرت یا دیدار ان کے لئے ہے جو اپنے گھروں میں اللہ کے احکام کی پابندی کرتے ہیں اور اللہ کے ذکر کثیر ذکر دوام سے اللہ کا نام بلند کرتے ہیں‘صبح شام اس کی تسبیح وتحمید کرتے ہیں اور وہ غافل نہیں ہوتے اللہ سے اپنی تجارت میں خرید وفروخت میں اللہ کی یاد سے نماز سے زکواۃ دینے سے نہیں چوکتے اور حشر کے دن سے ڈرتے ہیں کہ جس دن اللہ کو حساب دینا ہے اپنے اعمال کا۔(نور۳۵)۔اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ اِذَاذُکِّرُوْا بِھَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّھِمْ , وَ ھُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ تَتَجَا فٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ جولوگ ایمان لاتے ہیں ہماری آیتوں پر وہ لوگ جب انہیں (اللہ کی) یاد دلائی جاتی ہے تو سجدوں میں گر پڑتے ہیں اپنے رب کی پاکیزگی اور تعریف کے ساتھ اور وہ تکبر نہیں کرتے۔اور اُن کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں (اللہ کی یاد میں) وہ اپنے رب کو پکارتے ہیں ڈر اور اُمید

سے اور ہم نے (اللہ نے) جوانہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اتنا کہنے کے بعد اللہ تعالی نے ایسے متقی پرہیز گار ذاکرین کے لئے انعام کا وعدہ کیا ہے۔ جو چھپا رکھا ہے اللہ نے صرف انہیں کے لئے آنکوں کی ٹھنڈک (دیدار) ان کی جزاء ہے جو وہ اعمال صالحہ کرتے ہیں۔ کیونکہ جو خالص مومن ہو اس کے برابر نافرمان نہیں ہو سکتے (اللہ کی آیتوں کا انکار کرنے والے (یا دیدار کا) برابر نہیں ہوسکتے مومن اور منکر (سجدہ ۱۴)۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ، وَالشُّهَدَآءِ عِنْدَ رَبِّهِمْ اَجْرُهُمْ وَ نُوْرُهُمْ اور جو لوگ ایمان لائے اللہ پر اور اسکے رسولوں (خلیفوں پر) یہی لوگ ہیں اپنے رب کے نزدیک صدیق (سچے) اور شہیدان کے لئے اس کا اجر ہے اور اس کا نور (دیدار) (حدید ۱۹)۔ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ اور ہم بہت قریب ہیں انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ۔ (ق ۱۶)۔ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ آپؐ اپنے رب کے حکم پر صبر کریں (مصیبتوں ، تنگدستی ، فاقہ ، پریشانی اور ظلم میں لوگوں کے) بے شک آپؐ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں اور آپؐ پاکیزگی بیان کرتے رہیں (اللہ کی تسبیح) اپنے رب کی تعریف بیان کریں۔ جس وقت اُٹھیں رات میں اور ستاروں کے غایب ہوتے وقت بھی (صبح صادق میں) (بھی) (طور ۴۸)۔ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ، وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ، اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ، فِىْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ ۔ ھدایت (رہنمائی) کرتا ہے اللہ اپنے نور کی طرف وہ جس کو چاہتا ہے اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں لوگوں کے لئے۔ اور اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے اُسے (روشنی ہے) ان گھروں میں (جن کی نسبت) اللہ نے حکم دیا ہے کہ انہیں بلند کیا جائے اور ان میں اس کا نام لیا جائے وہ ان میں صبح میں وشام اس کی تسبیح کرتے ہیں۔ (نور ۳۶۔۳۵) **یہاں واضح طور پر دیدار کی بات ہے جو ذکر دوام والوں کے لئے مخصوص ہے۔**

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِىْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ قف عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِىْ ، وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ آپ کہدیں یہ میرا راستہ ہے میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں بصیرت کی بنیاد پر۔ میں اور میرا تابع (مہدی۔ جو اپنے رسولؐ کے نقش قدم پر چلنے والا بے خطا) اور اللہ پاک ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ (یوسف ۱۰۸) یہاں اللہ کے رسول سے کہلوایا جارہا ہے کہ بصیرت کی راہ پر بلانے یا دعوت دینے کے لئے

میں نے کسی کو اللہ کی ذات میں شریک نہیں کیا ہے کہ وہ واحد وا یکتا ہے۔اس کلمہ کو سمجھنے کے لئے اس سے پہلے کی آیت ۱۰۷ کو سمجھنا ضروری ہے کہ جس میں ایک اہم پیغام ہے۔ اَفَـاَمِنُوْ آ اَنْ تَاْتِيَهُـمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَـاتِيَهُـمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ (یوسف ۱۰۷) پس کیا وہ (اس سے) بے خوف ہو گئے کہ ان پر اللہ کا عذاب آجائے یا ان پر آجائے اچانک قیامت اور انہیں خبر بھی نہ ہو۔اس بیان کے بعد اللہ نے بصیرت کی بات کہی ہے' یہاں غور طلب ہے کہ قیامت اور اس کے عذاب سے پہلے ڈرایا جا رہا ہے اللہ کی طرف سے کہ بصیرت یعنی معرفت الٰہی کا راستہ اختیار کریں بندے' قرآن نازل ہو گیا شریعت خداوندی نافذ کر دی گئی لہٰذا اب اللہ کی قربت محبت معرفت الٰہی کا راستہ اپنا و ظاہری اعمال کا دور بہت ہو گیا' اس آیت میں اَفَـاَمِـنُـوْ آ اَنْ تَـاْتِيَهُـمْ غَـاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُـمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ (یوسف ۱۰۷) تَاْتِيَهُـمْ ہے' جس کے میم پر جزم یعنی سکوت کی علامت ہے' اس کے بعد تَـاتِيَهُـمُ کے میم پر پیش یعنی جسے ضمہ کہتے ہیں یہ کسی چیز کے بعد میں وارد ہونے آنے کے لئے اکثر استعمال ہوتا ہے' جبکہ جزم سکون کی علامت ہے یعنی بات ختم تو نہ ہوئی مگر سکتہ ہو گا کہ ابھی آگے کچھ کہنا ہے یا ہو گا۔مطلب یہ کہ یہاں اللہ تعالیٰ واضح فرما رہا ہے کہ معرفت الٰہی یا قربت الٰہی کا دور قیامت اور اس کے عذاب سے پہلے کا ہے جسے مہدی موعودؑ نے ''طلب دیدار'' کہا' یعنی حیات دنیا میں قیامت سے پہلے اللہ کی معرفت حاصل کر و یا طلب دیدار کرو' اس بے خوف یا لاپرواہ مت ہو جانا ' اسی کی تعلیم اور تربیت خلیفۃ اللہ مہدی موعودؑ کے ذریعہ دی گئی۔مہدی موعودؑ نے فرمایا ''بندے کا آنا ہی دعوت دیدار کے لئے ہے''۔ جہاں اللہ موجود ہے وہیں بقا ہے جہاں اللہ موجود نہیں وہاں فنا ہے اسی بات کو اللہ نے سورہ حدید کی ۴ چوتھی آیت میں فرمائی ''وَهُـوَ مَـعَـكُـمْ اَيْـنَ مَـا كُـنْـتُمْ تم جہاں کہیں ہو وہ (اللہ) تمہارے ساتھ ہے۔یعنی جو اللہ کے علم میں نہیں وہ غیر موجود ہے' یہ بات پوری آیت پڑھنے کے بعد سمجھ میں آئیگی۔اللہ تعالیٰ کے علم کے بغیر کچھ بھی حرکت نہیں کرتا ''وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ دنوں میں پیدا کیا اور پھر عرش پر جلوہ فرما ہوا اس کے علم میں ہے جو کچھ زمین میں جاتا ہے اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے اور جو کچھ آسمان سے اترتا ہے اور جو کچھ اس میں چڑھتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں بھی تم ہو اور اسے دیکھ رہا ہے۔ یہ سب کچھ فرمانے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آیت ۳ میں فرمایا هُـوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ , وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ وہی اول وہی آخر ظاہر بھی وہی باطن بھی وہی اور وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔اللہ کی ہمیشہ کی موجودگی کو سمجھنا ہے

تو یہ دو آیات کافی ہیں۔اور جو موجود ہے اُسی کا ذکر حدیث احسان میں ہوا ہے' تو خدا کی عبادت اس طرح کر کہ گویا تو اسے دیکھ رہا یا اتنا جان کہ اللہ تجھے دیکھ رہا ہے۔سورہ حدید کی ۳ تیسری آیت اور ۴ چوتھی آیت کی ترجمان حدیث احسان ہے۔

ایک نابینا یا اندھے شخص کو سبھی مل کر بھلے کتنا ہی سمجھائیں بتائیں کہ دنیا کی نیرنگی خوبصورتی یہ قوس و قزع کے رنگ اندھیرے اجالے کتنے خوبصورت اور حسین وجمیل ہیں تو وہ سنے گا مگر اسے اس کا صحیح عکس اور تصور کا احاطہ اس کا دل دماغ ذہن نہیں کر کے گا وہ ان جذبات واحساسات سے عاری ہوگا جو ایک بینا اور بصارت والے شخص میں ہونگے اور یہ شخص اسکا صحیح احاطہ اور تصور کر لیگا کہ جو اُسے بتایا جا رہا ہے وہ کتنا حسین جمیل اور کتنی خوشنما ہے' کیونکہ وہ اپنے پچھلے تجربات بصیرت کے احساس سے اس کا موازنہ کر لیگا' بغیر دیکھے بصیرت سے اُسے پہچان لے گا کہ جو وہ دیکھ سمجھ رہا ہے وہ کیا ہے یا کیا ہو سکتا ہے۔اُس کے دل دماغ نظر میں بیکوقت تمام چیزیں واضح اور صاف ہو جائیں گی' اُس کے قلب ونظر میں فہم وادراک میں بصیرت میں' اسی بات کو حدیث احسان یا حدیث جبرئیل میں کہا گیا کہ "اللہ کی عبادت اس طرح کر کہ گویا اُسے دیکھ رہا ہے" اگر نہیں تو انسان اتنا تو جان لے گا کہ "اللہ اسے دیکھ رہا ہے" یہ دونوں حالتیں دیدار کی ہیں ایک خود کا دیکھنا دوسرا خدا کا اُسے دیکھنا" اسی کو مہدی موعودؑ فرمایا کہ "ہر شخص خدا کو دیکھتا ہے مگر پہچانتا نہیں"۔اس طرح ہمیں یہ احساس رہے گا کہ ہم نے دیکھا بھی ہو مگر پہچانا نہیں مگر اللہ تو ہمیں دیکھ رہا ہے' یہ بصیرت یا دیدار کا دوسرا پہلو ہے۔اور یہی قرآن کا مغز ہے کہ اللہ کی اطاعت وعبادت میں کوتاہی نہ ہو کہ اللہ تو ہمیں دیکھ رہا ہے' اور یہ سورہ حدید کی آیت وھو معکم این ما کنتم ہے کہ تم جہاں کہیں وہ (اللہ) تمہارے ساتھ ہے" یہ حدیث احسان کی بنیادی حقیقت ہے "یا اللہ کو دیکھوں یا اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔قرآن کے احکام وبیان کا یہی لب لباب ہے۔ہم کیا کر رہے ہیں ظاہری اعمال اور عبادتوں کو ہی دین سمجھ بیٹھے ہیں جبکہ اللہ کی موجودگی کا قوی احساس ہی حقیقی دین ہے جو معرفت الٰہی ہے یہ بات ابتدائے قرآن میں پہلے ہی بتا دی یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ۔جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔جو کوئی عبادتیں کرتا ہے تقوی تو ل اختیار کرتا ہے خیرات بھی کرتا ہے مگر "غیب پر ایمان نہیں ہے" کہ اللہ موجود ہے دیکھ رہا ہے تو پھر وہ کچھ بھی ہو سکتا ہے مگر ! مومن نہیں۔کوئی تو ہے جو موجود ہے جو نظام کائنات چلا رہا ہے' ہم اپنی مثال لیں یہ جسمانی نظام یہ غذا یہ ہماری حرکات سکنات ہمارے جسم کے اندر کی تبدیلیاں جتنے بیکٹیریا اور جراثیم ہمارے اندر متحرک ہیں اس سے

زیادہ باہر ہیں ہمارے اطراف کیڑے مکوڑے حشرات پرندے چرندے جانوران کے لاکھوں کروڑوں بیکٹیریا ہوا پانی کی مخلوق ان کا پیدا ہونا مرجانا زندگی حیات ان کا نظام تولد و تناسل ان کے غذا پانی کا انتظام سب کون کررہا ہے۔کھیت میں انسان اناج پودے بوتا ہے کھاد پانی دیتا ہے باوجود اس کے کبھی وہ ذائع ہوجاتے ہیں کیڑے پڑجاتے ہیں فصلیں برباد ہوجاتی ہیں' کیا کبھی سوچا ہے کہ جنگل کے اتنے تناور گھنے پیڑ کیسے باقی ہیں جب کہ کوئی انسان نہ ان کی دیکھ بھال کرتا ہے نہ رکھ رکھاؤ بلکہ انسانوں سے بہتر ان کی پرورش اور موجودگی کا نظام ہے۔

قرآن کے معنی اللہ کے احکام کی کتاب ہے۔عربی میں قرن کے معنی زمانہ ہے' قُرنا معنی ایک زمانے کے لوگ' اَلْقُرُوْنِ معنی ایک زمانے کے لوگ۔قُرِعَہ معنی قرآن پڑھا جائے۔قَرْاَت معنی پڑھنا 'قُرْ انَہ' ....قَرْآنَاہُ جب ہم قرآن تمہارے (محمدؐ) کے سینے میں داخل کریں۔جمع کریں۔(تو کان لگا کر سن لیا کریں)۔

نقل ہے حضرت مہدیؑ نے فرمایا کہ مقام محمود حق تعالی کی ولایت ہے (۱۸۸۔بندگی سید عالم)

ولایت ملک وطن مقام کو بھی کہتے ہیں اور دینی اصطلاح میں قربت خداوندی کو رفاقت کو۔

مہدی موعودؑ نے فرمایا "لوگ خدا کو دیکھتے ہیں اور نہیں پہچانتے (۱۹۰۔نقلیات بندگی سید عالمؒ)

قرآن مجید میں عوانات ومضامین

جیسے کہا قرآن اللہ کے احکام کی کتاب ہے'اور قرآن کتب سابقہ الیہ کا حاصل اور مجموعہ ہے'راغب اصفہانی نے کہا کہ قرآن تمام علوم کا مجموعہ ہے'اس طرح سبھی نے قرآن کے بیان میں جمع کا مفہوم لیا ہے۔مگر پروفیسر عبدالروؤف نے کہا کہ یہ وجہ تسمیہ غلط ہے" کیونکہ قرآن کا نام یالفظ سب سے پہلے سورۃ مزمل میں آیا جو کہ نزول کے اعتبار سے ۳'تیسری سورۃ ہے'اور اُس وقت تک نا سورتوں کا مجموعہ تھا نہ کتب سابقہ کا نچوڑ اور خلاصہ بلکہ صرف قرآت اور تلاوت تھی۔اس طرح جمع قرآت سے قرآن الگ ہے۔قرآن چونکہ مکمل درس حیات ہے اس لئے تمام ضروریات زندگی کو واضح طور پر اس میں بیان کیا گیا۔قرآن کے مضامین کے تنوع آٹھ عطایر نظر آتے ہیں'قرآن کا رنگ خطابی بھی ہے برہانی (دلیل'حجت) بھی ہے'جدلی بھی ہے اور آئینی بھی تشریعی بھی'اور واعظانہ بھی اور ہر بیان دوسرے بیان سے مخلوط ہے بغیر تجزیہ و تحلیل کے'اور ان کی باہمی وابستگی کو جدا نہیں کیا جاسکتا۔قرآن میں آٹھ قسم کے مضامین ہیں:عقاید یعنی توحید ذات وصفات'ایمان بالرسالۃ وملایکہ والبعث

بعدالموت، دینی فرایض نماز روزہ حج زکواۃ، اخلاقی احکام صدق عدل احسان جودوسخاعدم انبیاءدینی واخروی وعدہ وعید، قرآن کوپیش کرکے دعوت مقابلہ ومناظرہ، گزشتہ قصص وحقایق عبرت کے لئے، واعظ ارشادودانش حکمت اقوام کےعروج وزوال آئین شریعت تشریعات سیاسی نظامی احکام واطاعت عہدومیثاق ضوابط فوجداری حدودو قصایص، تمدنی قوانین سود میراث وصیت قرض دستاویز، جنگی ضوابط جنگی تیاری فوجی اسرار کی رواداری، صلح اس کی پابندی قیدیوں جاسوسوں کامعاملہ دشمنوں سے موالات۔(لغات نعمانی)۔ذراان پرغور کریں اس میں کہیں بھی معرفت الٰہی یاقربت خداوندی کااُصول وبیان نہیں کیا گیا، جبکہ قرآن کے نزول کااصل مقصد ہی معرفت الٰہی ہے۔اور یہ بات مسلمانوں کے کسی فرقہ یاگروہ میں ملتی ہی نہیں سوائے تعلیمات مہدی موعود کے۔یہی بات ہم نے تعلیمات فرایض ولایت کی اہمیت بتانے کے لئے لکھی ہے اور اس میں ان آیات کوجمع کیا ہے جوتقوی توکل ذکردوام صحبت صادقین ترک حب دنیا ہجرت ظاہری وباطنی اور طلب دیدار کے احوال قرآن میں بیان ہیں وہ بھی تفصیل سے۔یہ کام ہمارے عالموں کوبہت پہلے کرنا چاہیے تھا جب لکھنے لکھانے اور دوسری جماعتوں کا غلغلہ ہوا، تاکہ مہدویت کی اصل حقیقت واضح ہو مگر جب دورتحریرواشاعت شروع ہوا مہدویہ رہبرورہنمااس پر توجہ دینے کے آپسی چقلپس وھینگامشتی میں مصروف رہے۔اور اب تو اس کاتصور بھی محال ہے کیونکہ اب مہدویہ خودساختہ عالموں کے پاس مہدویہ علم تو درکنار وہ اعمال بھی نہیں رہے، اب نئی پیڑی مدرسوں جماعتوں کے اعمال کواسلام سمجھ رہی ہے ایمان تو کیا ہوگا۔آج مہدویوں میں احسان کی بات یاتعلیم قصہ پارینہ ہے جسے دفن کردیا گیا ہے۔اب پدرم سلطان بودکادور ہے۔مہدی موعودؑ کی تعلیم کامغز یہ ہے کہ معرفت الٰہی اور قربت خداوندی کیا ہے؟ بتانا تھاوعظ بیان تقریرتحریرتفسیرنہیں چونکہ آپؑ خلیفۃ اللہ تابع تام رسول اللہﷺ ہیں۔

مہدی موعودؑ نےقرآن کے سات تعلیمات کوہی ہدایت کامنبہ کیوں بتایا:

یہاں قرآن کے تمام مضامین اورعنوانات کاہمیں علم ہوا کہ قرآن مجید میں کتنےعنوانات مسایل اور مضامین پراللہ نے بات بتائی ہے۔ان تمام کے باوجودمہدی موعودعلیہ السلام نےصرف سات 7 اعمال احوال کی تعلیم اورتربیت مصدقوں کوکیوں دی؟ جبکہ اتنے سارے اعمال احوال عنوان اور مضامین قرآن میں ہیں؟ اگرغور سے دیکھا جائے توقرآن کے احکام وبیان کامغز نچوڑ لب لباب ان سات اعمال واحوال سے ہی

متعلق ہیں تمام قرآن پڑھنے سننے سمجھنے چھان بین کرنے کے بعد جو نتیجہ برآمد ہوگا وہ ہے۔ ۱) اللہ کے لئے تقوی اختیار کرنا معنی اسی سے ڈرنا اسی کی عبادت کرنا ہر لحہ اس کی موجودگی کا احساس ہونا ۲) اللہ پر ہر حالت معاملہ مقام اور کیفیت میں اللہ پر توکل کرنا مکمل بھروسہ کرنا ۳) ہمیشہ اللہ کی موجودگی کو مدنظر رکھتے ہوئے اسی کی عبادت تحمید و توحید کا ذکر کرتے رہنا ظاہری طور پر باطنی طور پر ذکر لسانی ذکر جہری ذکر خفی سے خود کو مصروف رکھنا تاکہ اس کی موجوگی کا احساس انسان کو گناہ اور معاصی میں مبتلا نہ کردے اور زمین پر فساد پیدا نہ ہو۔ اور قرآن میں ہر مقام پر حیات دنیا کو چند روزہ حقیر اور ناپید قرار دیا ہے حقیقی زندگی عقبیٰ کو قرار دیا ہے اور اسی کی تیاری کی تاکید ہے اور اس میں ملوث ہو کر بندہ حقیقی مقصد کو بھول جاتا ہے لہو لعب میں گناہ و معاصی میں مبتلا ہو جاتا ہے اس سے کنارہ رہنے کی تاکید اللہ اور اس کے رسولؐ نے بار بار کی ہے اور جبکہ دنیا کو مصیبت اور گناہوں کا سرچشمہ بتایا ہے۔ قرآن میں اچھے صادق امین دیندار اللہ سے محبت کرنے والے بندوں صحابہ علماء اور سالکین کے اوصاف والے بندوں سے محبت کا اظہار کیا ہے ان کے ساتھ رہنا اللہ کو پسند ہے اس لئے مہدی موعودؑ نے صحبت صادقین کو اپنی تعلیمات میں شامل کیا۔ ہجرت یا تو دین بچانے کے لئے کی جاتی ہے یا دشمنان اسلام سے بچنے کے لئے یا اصلاح اُمت اور تبلیغ دین کے لئے ہجرت کے اختیار کرنے کی ترغیب قرآن نے بار ہا دی ہے اور گناہوں کو چھوڑنا برائیوں سے کنارہ کش ہو جانا دنیا ان کی خواہشوں لذتوں کو اللہ کے لئے ترک کرنا اپنے آپ کو اور ایمان کو باقی سلامت رکھنے کا ہر جتن کرنا ہجرت باطنی ہے' بندہ کوئی بھی ہجرت اختیار کر سکتا ہے مہدی موعود اور ان کے صحابہؓ نے دونوں قسم کی ہجرت اختیار کی اور یہ تعلیمات فرایض ولایت کا حصہ ہے۔ اور خدا کی قربت معرفت الٰہی اس سے محبت اس کے دیدار کرنے اسے طلب کرنے کی بات قرآن میں بار بار دہرائی گئی ہے جو ایسا نہیں کرتا اسے اللہ دنیا میں اندھا اور آخرت میں اندھا قرار دیا ہے۔ اس طرح خلیفۃ اللہ مہدی نے قرآن کی حقیقت کے بیان جسے قرآن ثــــم ان عـلـيـنـا بيانه کہا ایک حقیقی تعلیم اور تربیت کا ذریعہ بنا دیا تا کہ بندگان خدا جو صرف خدا کے طالب ہیں انہیں اس راستے پر لگایا جائے۔

اللہ تعالی چاہتا تو انبیاء مرسلین کو اپنا کلام آسمانوں سے سنا دیتا تا کہ قومیں بھی سن لیں' اس طرح اللہ تعالی کا انسان کو یا اولا د آدمؑ کی آزمایش کا مقصد ہی ختم ہو جاتا' اس لئے ملایکہ فرشتے روح الامین جبرئیل کا درمیان میں حجاب رکھا' جب وہ کہہ رہا ہے کہ میں تمہارے سب اعمال دیکھ رہا ہوں اور تم جہاں کہیں ہو وہاں میں

ہوں تو بات ہی ختم ہے اس پر یقین کرنا ہی اسلام ایمان ہے۔اس کی قدرت کلائنات کا احاطہ کئے ہوئے ہے یہ فرشتے ملائیکہ کہکشاں سورج چاند ستارے یہ دنیا اس کی نیرنگی یہ قوس وقزع سب حجاب ہیں ان حجابات کے اندر ہی اس کی قدرت کے نظارے پوشیدہ ہیں، یہی معلوم کرنا ایمان کی نشانی ہے جسے احسان کہا گیا' یہی بات مہدی موعودؑ نے بتائی ''ہر شخص خدا کو دیکھتا ہے مگر پہچانتا نہیں''اور انسان جب پہچان لے تو کہے کہ''تو ہی تو میں نہیں''یعنی الا اللہ تو ہے لا الہ ہوں نہیں۔جس طرح دنیا میں ہوا پانی روشنی غذا کے بغیر گزارا اور زندگی نہیں اسی طرح بغیر خدا کی موجودگی کے کسی بھی قسم کی حیات ممکن نہیں۔جس طرح سانس یا روح کے حیات نہیں اسی طرح اللہ کی قدرت کی موجودگی کے کائینات نہیں۔جنگل میں کئی فٹ لمبے اُونچے پیڑ ہم دیکھتے ہیں، پانی ان کی جڑوں میں ہوتا ہے تو وہ اُوپر آخری سرے یا ٹہنی تک کیسے پہنچتا ہے جبکہ پانی نیچے ڈھلان کی طرف اُترتا ہے کون ہے جو اسے آخری ٹہنی تک پہنچا رہا ہے؟ پہاڑ کئی گز یا میل اُونچے ہوتے ہیں مگر اس اُونچائی پر بھی پانی ہوتا ہے کیسے؟ کون وہاں پانی پہنچا رہا ہے؟ دنیا ایک زمین ایک مگر سمندر کا پانی کھارا کیوں؟ اور ندی نالے کنویں کا پانی میٹھا کیوں؟ حیوانوں کی پیاس بجھانے کے لئے یہ کون انتظام کرتا ہے؟ سمندر کے پانی سے کھیت کھلیان کیوں نہیں ہوتے پیڑ پودے کیوں نہیں اُگتے ؟ کوئی تو ہے جو یہ انتظام کرتا ہے اور کیوں کرتا ہے؟ وہ اس لئے کرتا ہے کہ انسان کو آزمائے کہ دیکھیں وہ اللہ کو پہچانتا ہے کہ نہیں اس کی قدرت کو قبول کرتا مانتا ہے کہ نہیں۔آدمؑ سے پہلے جنات زمین پر تھے یہ اسلام کہتا ہے' اور انہوں نے یہ تمام نعمتوں اور اللہ کی قدرت کو دیکھ کر پہچانا نہیں ادب نہیں کیا اطاعت وبندگی نہیں کی اللہ کے ہونے کو خود کے ہونے پر غرور اور تکبر کیا اور راندہ درگاہ ہوا۔انسانوں کا یہی حال ہے جو کوئی اللہ کو پہچانے ادب کرے اطاعت وعبادت کرے وہی بعد حیات الموت عقبیٰ میں باقی رہیگا باقی انکار کرنے والے اس کی ذات میں خود کو شریک کرنے والے فنا کردئے جائیں گے۔یہی بات اللہ قرآن میں کہتا ہے کہ چنے ہوئے بندوں کو پسند فرماتا ہے۔چاہے مشرک وکافر ہوں مسلمان ومہدوی ہوں جو اللہ کے احکام کا انحراف کریں گے اس کے سوا بتوں کو انکے پسندیدہ انسانوں کو حدا سے بہتر مدد کرنے والے سمجھیں گے ان کا فنا ہونا یقینی ہے۔بھلے وہ خود کو کتنا ہی نیک اور پارسا سمجھ لیں۔اور اس بات کی دلیل واقعہ معراج ہے کہ جب اس نے چاہا اپنے حبیب ﷺ سے ملاقات کرانا تو سب کچھ معدوم ہو گیا موجود نہ رہا! سوائے ذات احدیت اور حبیبؐ کے' ورنہ یہ کیا بات ہے کہ دروازے کی زنجیر ہل رہی تھی اتنے میں تمام آسمانوں مخلوق وملا یک کی سیر ہوگئی اور خالق سے ملاقات بھی !

دروازے کی زنجیر ہلنا ایک مثل ہے زمانے کی گردش کے تھم جانے رک جانے کی' دنیا کی کونسی زنجیر انسانی تجربہ و خیال میں ایسی ہے کہ جو ہلتی رہے اور انسان تمام کام نپٹ کر آجائے؟۔ پرانی گھڑی ہم نے دیکھی ہے جسے چابی سے چلایا جاتا تھا' اس میں پنڈولم ہوا کرتا تھا جو گھڑی کے رکنے پر رک جاتا' سو اللہ تعالی نے دنیا کی تحریک اور رفتار روک دی تو زنجیر کا ہلنا کیا معنی؟ اس طرح دنیا کے پنڈولم کے ہلنے رکنے کے درمیان اللہ نے حبیب کی سیر کرادی 'بتانا مقصود تھا کہ وہ قدرت والا ہے دنیا اور انسان کی کیا ن حیثیت کائینات کو اس کے حکم پر رکنا پڑتا ہے کُن فَیَکُوْن ۔ ہو جا بس ہو گیا۔ انسان کو غرور و تکبر کے بنا اللہ کی بندگی اطاعت و عبادت کرنی چاہئے ورنہ ایک لحہ کا غرور بھی انسان کو خدا کے قہر و غضب کا شکار بنا سکتا ہے ۔ مثلاً ایک انسان بڑی محنت کوشش جد و جہد سے تربیت حاصل کر کے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتا ہے' اسے اسی احتیاط کوشش سے سنبھل کر نیچے آنا پڑے گا ورنہ ذرا سی غفلت چوک بد احتیاطی اور بلندی پر پہنچنے کی کامیابی کا نشہ لحہ بھر میں پہاڑ سے نیچے گرادے گا اس کی کامیابی ناکامی اور رنج و غم حسرت و یاس میں بدل جائے گی۔

جیسے کہا کہ سورہ بینہ کے ختم سے پہلے قدر والی رات کی نعمت بھی بیان کردی' اب سوال یہ ہے کہ آسمانوں میں تو ہیں زمین پر اللہ کی بے شمار مخلوقات ہیں ان میں ہر تحریک و عمل پر فرشتے موجود ہیں' نکیرین بھی ہر انسانوں کے شانوں پر ہیں اس طرح کروڑوں عربوں فرشتے زمین پر موجود ہیں' تو پھر لیلۃ القدر میں جبرئیل کا فرشتوں کے ساتھ دنیا میں دوبارہ آنا کیا معنی؟ معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ کوئی اور فرشتے ہیں جو پہلے دنیا میں نہیں آئے یا آتے خصوصاً لیلۃ القدر کو ہی آنا کیا ختم نبوت رسالت خلافتہ اللہ کے اہتمام انتظام کے لئے ہے۔ نو سو برسوں تک کسی نے لیلۃ القدر کے ستائیسویں شب ہونے کی قطعیت طے نہیں کی تعین نہیں کیا' خلیفتہ اللہ مہدی موعودؑ کے سوا ۔ میراں سید محمد مہدی موعودؑ نے ہی لیلۃ القدر ۲۷ رمضان کو ہونا ہونا متعین کیا' آپ ہی کے بعد سبھی فرقے گروہ جماعتیں ستائیس شب کو ختم قرآن کا انتظام کرنے لگیں ورنہ مہدی موعودؑ سے پہلے تیس 30 تراویح کا رمضان میں اہتمام ہوتا رہا' اسی لئے قرآن کے تیس 30 جز اور سپارے بنے تھے۔ اور مہدویہ میں سنت رسول ﷺ کے مطابق تین 3 تراویح ہی پڑھی جاتی تھی' اب دوسروں کی دیکھا دیکھی سب کچھ ہو رہا ہے۔

ھدایت اور مہدی

جیسے کہاہدایت منصب ہے نبوت رسالت کی طرح 'ہدایت پانے یا مہدیؑ ہونے سے پہلے میراں سیدمحمد جونپوری تھے'جذبہ حق میں غرق کرکے اللہ نے انہیں ہدایت کے لئے مُہدی بنایا۔ ھَادٍ اسم فاعل واحد مذکر ہے ھدایۃ مصدر'اصل میں ھادی ہی تھا۔جیسے سورہ رعد آیت ۷۔اِنَّـمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَ لِکُلِّ قَوْ مٍ ھَادٍ ۔اس آیت میں اللہ نے حضور کو ہادی بتایا ہے۔اس کے معنی راستہ بتانے والا۔ہدایت کرنے والا۔اللہ کے رسول ﷺ نے خلیفۃ اللہ مہدی کہا'اور کہا''میرے نقش قدم پر چلے گا خطانہیں کریگا''اور اللہ نے قرآن میں کہا کہ''تم بھی بصیرت کی راہ پر بلاؤ تمہارا تابع بھی بلاے گا''۔یعنی اللہ کے رسول ﷺ نے مہدی موعودؑ کواپنا ہم منصب''ہادی'' کہا۔ہدایت یاب کرنے والا' ھَـادِی ۔ ھَادِیًا ....ھُدَاۃٌ ... ہدایت کرنے والا۔ھَدِیٔ مادہ ہے ہدایت یافتہ کا۔اصل میں اَلْمُھْتَدِیُ تھا۔ یا کوساقط کردیا گیا۔ اَلْمُھْتَدِی معنی ھدایت یاب۔اسم فاعل واحد مذکر۔ھَـدَایۃٌ مہربانی کے ساتھ رہنمائی کرنا ایسی چیز کی طرف جو رہنما کی نظر میں اچھی ہو۔قرآن میں ہادی انسان کو کہا گیا ہے'مگر لفظ''ہُدیٰ'' کی نسبت زیادہ اللہ کے کلام کی طرف گئی ہے۔یادر ہے کہ ہر کوئی ہادی نہیں ہوتا۔

یہاں ہم ہدایت کے متعلق قرآنی آیات میں دیکھتے ہیں کہ ہدایت کیا ہے۔لَیْـــسَ عَـلَیْکَ ھُدٰھُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھدِیْ مَنْ یَشَآ ءُ ۔نہیں آپؐ پر(آپ کا ذمہ نہیں ہے)ان(کفر کرنے والوں) کی ہدایت اور لیکن اللہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے(۲۷۲بقرۃ)ذٰلِکَ الْـکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِہِ , ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ , یُـؤْمِنُوْنَ بِا لْغَیْبِ وَیُقِیمُوْ نَ الصَّلوٰۃَ ۔یہ کتاب جس میں کوئی شک نہیں پرہیز گاروں کے لئے ہدایت ہے 'جوغیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قایم کرتے ہیں(۱۔۲بقرہ)قُلْ لِـلّٰـہِ الْـمَشْـرِقُ وَالْمَغْرِبُ یَھْدِیْ مَنْ یَشَـآءُ اِلٰـی صِـرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۔آپ کہہ دیں کہ مشرق ومغرب سب اللہ(ہی) کا ہے'وہ جس کوچاہتا ہے ھدایت دیتا ہے۔(بقرہ۱۴۲)وَمَـا اَنْـزَلْنَاعَلَیْکَ الْکِتٰبَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَھُمُ الَّذِیْ اخْتَلَفُوْا فِیْہِ , وَھُدًی وَّ رَحْـمَۃً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۔اور ہم نے تم پر یہ کتاب نہیں اتاری مگر(صرف)اس لئے کہ ان کے لئے تم واضح کردو جس میں انہوں نے اختلاف کیا'اور ھدایت ان کے لئے جو ایمان لائے ہیں۔(نحل ۱۶)وَیَـوْمَ نَبْعَثُ

فِیۡ کُلِّ اُمَّۃٍ شَہِیۡدًا عَلَیۡہِمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِہِمۡ وَجِئۡنَا بِکَ شَہِیۡدًا عَلٰی ھٰۤؤُلَآءِ ، وَنَزَّلۡنَا عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ تِبۡیَانًا لِّکُلِّ شَیۡءٍ وَّھُدًی وَّرَحۡمَۃً وَّ بُشۡرٰی لِلۡمُسۡلِمِیۡنَ ۔اور جس دن ہم اُٹھائیں گے ہر **اُمت پر اُن ہی میں سے ایک گواہ اور ہم آپ کو اُن سب پر گواہ لائیں گے مسلمانوں کے لئے۔** ۸۹ نحل) وَلَقَدۡ جِئۡنٰھُمۡ بِکِتٰبٍ فَصَّلۡنٰہُ عَلٰی عِلۡمٍ ھُدًی وَّرَحۡمَۃً لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ اور ہم ان کے پاس ایک کتاب لائے جسے ہم نے تفصیل سے بیان کیا علم (کی بنیاد) پر ایمان لانے والوں کے لئے ہدایت و رحمت ہے۔ (اعراف ۵۲)وَاِنَّ اللّٰہَ لَھَادِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ۔اور بے شک اللہ ان لوگوں کو سیدھے (راستے) کی طرف ہدایت دینے والا ہے جو ایمان لائے۔ (حج ۵۴)یَھۡدِی اللّٰہُ لِنُوۡرِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ ، وَیَضۡرِبُ اللّٰہُ الۡاَمۡثَالَ لِلنَّاسِ ، وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ، فِیۡ بُیُوۡتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنۡ تُرۡفَعَ وَیُذۡکَرَ فِیۡھَا اسۡمُہٗ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیۡھَا بِالۡغُدُوِّ وَالۡاٰصَالِ ۔ ھدایت (رہنمائی) کرتا ہے اللہ اپنے نور کی طرف وہ جس کو چاہتا ہے اور بیان کرتا ہے اللہ کی مثالیں لوگوں کے لئے۔ اور اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے۔ یہ (روشنی ہے) ان گھروں میں (جن کی نسبت) اللہ نے حکم دیا ہے کہ انہیں بلند کیا جائے اور ان میں اس کا نام لیا جائے وہ ان میں صبح میں و شام اس کی تسبیح کرتے ہیں۔ (نور ۳۶۔۳۵) یہاں اللہ کے نور کی طرف رہنمائی یا ''دیدار'' کی بات ہے جو ذکر دوام میں ہوتے ہیں اور یہ ہدایت انہیں کے لئے ہے۔اِنَّکَ لَا تَھۡدِیۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ وَھُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُھۡتَدِیۡنَ **بے شک تم جس کو چاہو ہدایت نہیں دے سکتے، بلکہ اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو۔** (قصص ۵۶)وَ اِنۡ تُکَذِّبُوۡا فَقَدۡ کَذَّبَ اُمَمٌ مِّنۡ قَبۡلِکُمۡ، وَمَا عَلَی الرَّسُوۡلِ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ ، اَوَلَمۡ یَرَوۡا کَیۡفَ یُبۡدِئُ اللّٰہُ الۡخَلۡقَ ثُمَّ یُعِیۡدُہٗ ، اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیۡرٌ ۔اور اگر تم جھٹلاؤ گے تو (تم سے پہلے کی) بہت سی اُمتیں تم سے پہلے بھی (حق) کو جھٹلا چکی ہیں، اور رسول کے ذمے نہیں مگر صاف طور پر پہنچا دینا (اللہ کے احکام) کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا کیسے اللہ پیدائش کی ابتدا کرتا ہے، پھر دوبارہ اس کو پیدا کرے گا، بے شک اللہ پر یہ آسان ہے۔ **یہاں بتایا گیا ہے کہ اللہ کے رسول خلیفہ اور ہدایت کرنے والوں کو پہلے کی قومیں بھی جھٹلا چکی تھیں، مگر رسولوں کا کام اللہ کے احکام پہنچانا ہے، ہدایت دینا اللہ کا کام ہے، اگر نہیں مانے تو پھر اللہ نے ان قوموں کو مٹا دیا اسی طرح ان قوموں کو بھی مٹ جانا ہے، ان کی جگہ اللہ دوسری قوم لائے گا۔ جیسا کہ سورہ مایدہ میں بتایا کہ کہ ''اگر دین سے پھر جاؤ مرتد**

ہو جاؤ تو اللہ ایک ایسی قوم کو لائے گو جو اللہ سے محبت کریں گے اور اللہ ان سے محبت کرے گا" ۔(عنکبوت ۱۸)قَالَ رَبُّنَا الَّذِیٓ اَعۡطٰی کُلَّ شَیۡءٍ خَلۡقَهٗ ثُمَّ هَدٰی اس نے (موسیٰ نے) کہا ہمارا رب جس نے عطا کی ہے ہر چیز اس کی شکل وصورت پھر اس کی رہنمائی کی ۔(طہٰ۵۰)ذٰلِکَ هُدَی اللّٰهِ یَهۡدِیۡ بِهٖ مَنۡ یَّشَآءُ , وَمَنۡ یُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ هَادٍ یہ اللہ کی ھدایت ہے'اسے جسے چاہے ھدایت دیتا ہے اور جسے چاہے گمراہ کرے اس کے سوا کوئی ھدایت دینے والا نہیں۔(زمر۳۹)وَ حِجَابٍ اَوۡ یُرۡسِلَ رَسُوۡلًا فَیُوۡحِیَ بِاِذۡنِهٖ مَا یَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِیٌّ حَکِیۡمٌ , وَ کَذٰلِکَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ رُوۡحًا مِّنۡ اَمۡرِنَا مَا کُنۡتَ تَدۡرِیۡ مَا الۡکِتٰبُ وَلَا الۡاِیۡمَانُ وَ لٰکِنۡ جَعَلۡنٰهُ نُوۡرًا نَّهۡدِیۡ بِهٖ مَنۡ نَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِنَا اور پردے کے پیچھے سے'یا وہ کوئی فرشتہ بھیجے'پس وہ اس کے حکم سے جو (اللہ) چاہے وہ وحی کرے (پیغام پہنچادے) بے شک اللہ بلند تر حکمت والا ہے 'اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے قرآن کو وحی کیا' آپؐ نہ جانتے تھے کتاب کیا ہے؟اور نہ ایمان (کی تفصیل) لیکن ہم نے بنادیا اسے نور اس سے ہم بندوں کو جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں ۔**یہ آیات مبارک دلیل ہے اس بات پر کہ وحی فرشتہ یا جبرئیل کے ذریعہ ہی نہیں آتی؛اللہ حجاب میں بھی اپنے نبیوں کو پیغام پہنچاتا ہے**۔(شوری۵۲)وَ الَّذِیۡنَ اهۡتَدَوۡا زَادَهُمۡ هُدًی وَّ اٰتٰهُمۡ تَقۡوٰهُمۡ ۔**اور جن لوگوں نے ھدایت پائی (اللہ نے) انہیں اور زیادہ ہدایت دی'اور انہیں عطا کی پرہیز گاری** (محمدؐ ۱۷)۔یعنی مزید درجات بلند کئے۔

حضرت ابراہیمؑ کا باپ آزر نمرود کے دربار میں مصاحب میں سے تھا ابراہیمؑ نے اصلاح وتبلیغ کا کٹھن راستہ چنا حضرت موسیٰؑ فرعون کے نورنظر تھے مگر موسیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو اس کے ظلم سے نکالنے اور اسے نصیحت کرنے کا انتہائی خطرناک راستہ چنا'حضور نبی کریم محمد ﷺ دُرِّ یتیم تھے مگر آپؐ کے دادا عبدالمطلب مکہ کے سردار اور کعبہ کے متولی تھے' آپؐ کے چچا ابو طالب مکہ کے سردار تھے'حضرت خدیجۃ الکبریٰ مکہ مکرمہ کی رئیس تاجر خاتون تھیں مطلب آپ ﷺ ہر طرح سے فارغ البال گھرانے سے تھے جبکہ اس مرتبہ کو نظر انداز کرکے آپ ﷺ کو بعد کے مورخوں وقائع نگاروں نے غریب مسکین یتیم نادار ہی نا کر پیش کیا ہے تا کہ مظلومیت کا اظہار ہو۔مگر آپ ﷺ کو نبوت رسالت پیغمبری کا ذمہ اللہ کی طرف سے دیا گیا'مہدی موعودؑ میراں سید محمد جونپوری خلیفۃ اللہ کے والد بزرگوار امیر سید عبداللہ اُس وقت کے برسر اقتدار حاکم کے اُمراء میں تھے اور مہدی موعودؑ کے بھائی امیر سید احمد حکومت کے اُمراء میں تھے یعنی ہر طرح سے مہدی موعودؑ کا خاندان فارغ البال تھا

'آپ علیہ السلام کو ھدایت کے لۓ چنا گیا۔مہدی موعودؑ کا امیر ہونا ہی شاید ''میراں'' کہلانا ہو معنیٰ 'امیراں' بعد میں یہی لفظ تخفیف ہوکر مہدویوں کی شناخت اور پہچان ''میاں' بن گیا ہو!۔مہدی موعودؑ بھی خاندانی افراد کی طرح حکومت سے عہدہ پاکر زندگی گزار سکتے تھے لیکن ! مگر آپؑ نے ہجرت فقر وفاقہ مصیبت صعوبت کی راہ کا انتخاب کیا یا انہیں اللہ نے اس راہ کے لۓ چنا' کیونکہ دلوں کا پھیرنے والا اللہ ہے'۔یہ اللہ کے نبی رسول پیغمبر اور خلیفوں کا وطیرہ ہے کہ ان کی فطرت جفاکشی و بہادری کی ہوتی ہے اس لۓ وہ ناحق اور کفر و شرک اور ظالمانہ نظام سے ٹکرا جاتے ہیں'اور اس مقصد کی بجا آوری میں بے مثال اور لاثانی ہوجاتے ہیں جن کا حوصلہ اور ظرف اعلیٰ ہوتا ہے وہی دنیا کے امام بناۓ جاتے ہیں'اور اُن کی قابلیت اور نکھر جاتی ہے جب وہ آزماۓ جاتے ہیں۔شاہین کی پرواز بلند تبھی ہوتی ہے جب تیز وتند ہوائیں اسکا راستہ روکنے کی کوشش کرتی ہیں 'شاہین کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ جب کوا(زاغ) اُس کی پیٹ کے پیچھے سے حملہ کرکے اُسے پست کرنے کوشش کرتا ہے تو شاہین اتنی بلندی پر پرواز کرنے لگتا ہے جہاں ہوا اور آکسیجن کی کمی ہوتی ہے جہاں کوے کا دم گھٹنے لگتا ہے اور وہ پستی کی طرف گرنے لگتا ہے۔

مَــــوْت معنیٰ مرنا' کسی ذی روح حیات کا ختم ہوجانا' تحریک حیات کا ہمیشہ کے لے رک جانا' انسان ہو جاندار پرندہ کیڑا مکوڑا جن کی تحریک حیات رک گئ وہ مرگیا' غیر متحرک ہوگیا' اسکے متحرک نہ ہونے کی وجہ سے اعصابی نظام مفلوج ہوجاتا ہے رگوں میں خون کی روانی رک جاتی ہے' ہوا جسم میں گردش نہیں کرپاتی سانس نہ ہونے کی وجہ سانس وہ جو ناک اور منہ سے پھیپڑوں میں پمپ ہونے والی باہری ہوا کو اندر' اور اندر کی غلیظ ہوا جسم میں جم کر سڑانڈ پیدا کرتی ہے باہر نکالتی ہے جس سے جراثیم بیکٹیریا پیدا ہونے لگتے ہیں ان کی طرف کیڑے مکوڑے حشرات لپکتے ہیں اپنی غذا کے لۓ, اس کی وجہ سے بدبو اور تعفن پیدا ہوتا ہے' جو دوسرے روبہ حیات جانوروں یا انسان کی پریشانی بیماری کا سبب ہوتا ہے' انسان کو جیسے تیسے کرکے دفنا دیا جاتا ہے یا مشرک جلا کر خاکستر کردیتے ہیں۔بس اتنی حقیقت ہے حیات کی چاہے جانور کی ہو یا انسان کی۔جانور زمین پر نظام زندگی برقرار رکھنے کے لۓ ہوتے ہیں' تاکہ کاروبار دنیا چلتا رہے۔مگر انسان کا معاملہ الگ ہے وہ ترقی ترویج تشکیل تجدید کے لۓ پیدا کیا گیا ہے' اس لۓ ان جانوروں کا وہ استعمال بھی کرتا ہے کھاتا ہے دوسری تغذیہ کے علاوہ۔مگر سوال ہے کہ کیا انسان کو کھانے پینے کچھ بنا کر یا پیدا کرکے دنیا سے چلے جانے کے لۓ ہی بنایا گیا

ہے؟نہیں بلکہ اللہ کی معرفت کے لئےانسان کو پیدا کیا گیا۔ و علم آدم الاسماء کلھا آدم کو تمام ناموں کا علم دیا گیا معنی صفات الٰہی کا علم دیا گیا۔ معنی انسان تمام اجزائے ترکیبی کو سمجھ کر اس کے استعمال اور نہ استعمال کرنے یا اچھے برے اثرات سے آگاہ ہو کر انہیں ایک نام دیتا ہے۔

تقدیر کیا ہے؟ مذہب اسلام نے تقدیر کا جو مفہوم پیش کیا ہے وہ سب سے بہتر اور واضح ہے۔ تقدیر کو نصیب بھی کہتے ہیں جس کے معنی ''حصہ'' ہے یعنی اللہ نے ہر شے کی معیاد اور حصہ مقرر کر دیا ہے۔ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ نَصِیْبٌ مِّمَّا کَسَبُوْا ۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے حصہ ہے اس دنیا میں سے جو انہوں نے کمایا ،یعنی اللہ تعالی نے تخلیق کائنات سے پہلے ہر ایک شے کا اندازہ مقرر کر دیا ہے۔ چاند کو کیا کرنا ہے؟ ستاروں کو کیا کرنا ہے؟ سورج کو کیا کرنا ہے؟ پہاڑوں کی ضرورت کیا ہے؟ چھوٹے پہاڑ اور ٹیلے کس لئے ہیں؟ ندی نالے دریا کی ضرورت کیا ہے؟ سمندر کیا کیا کام ہے؟ اس کا کھارا پانی اور میٹھا پانی کس لئے؟ تالاب اور کنوؤں کی مختلف قسمیں اور وسعت کیوں؟ جنگل کا کیا مصرف؟ صحرا کس لئے؟ روشنی اجالا اندھیرا سب کی ایک ضرورت اور معیاد مقرر ہے۔ اسی طرح انسانوں میں طبقات قبیلے گروہ بنائے اور ان کی الگ الگ ذمہ داریاں بنائیں، ان ذمہ داریوں سے ہٹ کر ان سے انحراف بغاوت ٹھرائی۔ ایک دوسرے کو دھوکہ دینے لوٹ مار کرنے حقوق چھیننے سے منع کیا کہ ظلم زیادتی خر بر ناحق کسی کو ستا کر حق چھیننا گناہ قرار دیا، کہ جو جس کو دیا گیا اس پر قناعت کرے اور اللہ کا شکر ادا کرے۔ جب انسان ان باتوں پر عمل نہیں کرتا تو وہ تقدیر کا مخالف ہے ,کیونکہ چلتے چلتے یہ برائی خدا سے بغاوت اور کفر وشرک میں مبتلا کر دیتی ہے۔ اس طرح وہ معبود برحق کے بجائے مخلوق میں اپنی آسانیاں اور سہولت کے ذرائع تلاش کرنے لگتا ہے۔ اس طرح پیڑ پودوں پتھروں پیر فقیر انسانوں سے طلب کا متمنی اور ملتجی ہو جاتا ہے یہی کفر بھی ہے شرک بھی۔ ایک تقدیر پر بھروسہ نہ کرنے سے اتنی برائیاں جنم لیتی ہیں۔ تقدیر پر بھروسہ کرنے کے لئے صبر استقلال تقوی توکل ترک حب دنیا کی ضرورت ہوتی ہے۔

لوگوں میں نقل کی عادت شروع سے ہے اللہ نے اپنے خالق حقیقی ہونے کو مختلف طریقوں سے بتایا مگر لوگوں نے اس کی نقل بتوں کو بنا دیا، حضورؐ کو نبوت سے سرفراز کیا مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی جیسے جھوٹے لوگ نبوت کے مدعی بن گئے، محدثین نے محنت کوشش اور اخلاص سے احادیث جمع کیں امام بخاری نے چھ لاکھ احادیث جمع کیں صرف چھ ہزار اپنی کتاب میں درج کیں، بعد میں جھوٹے محدثوں کی باڑ آ گئی، انہیں میں شیخ علی

متقی برہان پوری بھی تھا۔مہدی موعودؑ کی بعثت ہوئی لوگوں نے ہدایت قبول کرنے کے بجائے اپنے طایفے جماعتیں فرقے بنالئے ,وہابی دیوبندی تبلیغی جماعت اسلامی اہل حدیث بریلوی اہل قرآن'نہ جانے کیا کیا!اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔جنوبی افریقہ ڈربن کے شیخ احمد دیدات نے یہود ونصاری کی آسمانی کتابوں میں دخل اندازی اورعیسی کوابن اللہ بنانے کی سازش کو بے نقاب کر کے ان کا پردہ چاک کیا'وہ مخلص انسان تھا۔ان کے فوراً بعد نقالوں نے اس میں شہرت ریا کاری کے اسباب دیکھے تو ذاکر نایک جیسے بے حساب لوگ پیدا ہوگئے سلافیوں میں'اب ان کے بے شمار برادر ہیں۔دراصل'اخلاص وعمل اوراصل کی حقیقت برقرار رہتی ہے نقل کچھ عرصہ کے لئے بام ودر پر چڑھ بیٹھتا ہے'اس کی مثال چینی طریقہ علاج میں ہے جسے اکیوپنکچر کہاجاتا ہے کہ سوئی کے ذریعہ صحیح مقام عارضہ کونشانہ بناکر عارضے کوفارغ کیاجاتا ہے۔چینیوں کی دیکھادیکھی ہرایک اس علاج میں اپنی صلاحیت آزانے کی کوشش کررہا ہے جب کہ اس علاج میں اگر سوئی غلط مقام اورنشان پر چبھ گئی تو انسان کو فالج ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔آج یہ جماعتیں فرقے اُمت کوغلط تاویل تعلیم اور پیغام دے کرمذہبی فالج لقلقہ میں مبتلا کررہے ہیں۔قرآن کا پیغام صرف ظاہری اعمال اور دنیاوی ضرورت کے لئے نہیں ہیں بلکہ روحانی بلندی یامعرفت الٰہی اورقربت خداوندی کے حصول کے لئے ہیں۔

اگرغور سے دیکھا جائے تو نماز کا اصل مغز یا حقیقی عبادت کا جز۔نیت نماز۔جہت کعبہ یا جہت اللہ۔تکبیر یعنی عظمت خداوندی کا اعلان۔اللہ کی ثناءحمد۔سورہ فاتحہ یا سورہ تمجید۔تسبیح عظمت۔تسبیح اللہ کے اعلی و ارفع ہونا۔تکبیرات رکوع وسجود۔التحیات ہے'یہ تمام احسان کی علامات ہیں۔ضم سورہ نماز کا حصہ یا ضرورت اس لئے ہے کہ بندہ مسلم یا مومن نماز کے ذریعہ ہردن اللہ کے احکامات اُصول دین اطاعت وبندگی کے آداب کو دہرائے یاد کرے اس کی عظمت ربوبیت اورخلق عظیم کو یاایک طرح سے دینی علوم کا آموختہ ہے'اسی لئے اللہ کے رسول ﷺ نے نماز کو معراج المومنین کہا ہے کہ بندہ نماز کی حالت میں ایمان (ضم سورہ) کے ساتھ احسان کے مقصد کو سمجھے۔عبادت کیا ہے؟ خالق ومالک معبود کی حمد وثناءتعریف توصیف'وہ تو سورہ فاتحہ میں ہوجاتی ہے تو پھر ضم سورہ میں قرآن کی تلاوت یا دہرایا جانا کس لئے؟وہ اسی لئے کہ ہرگھڑی بندہ احکام اوراطاعت وبندگی کے اُصول کو یادرکھے پیش نظر رہے۔یہی بات ہے کہ دوسری قوموں کے پاس عبادات الگ اور اُصول واحکام کی کتاب الگ'مگراسلام میں عبادت اوراحکام دونوں لازم وملزوم ہیں ایک دوسرے سے پیوستہ جونماز میں ہمیں

دیکھنے کو ملتے ہیں۔

اسلام کی عبادتیں نماز اور ذکر اللہ دو ایسی فرحت بخش اور روح افزاء عبادتیں ہیں، بادی النظر ہم انہیں یوں ہی ادا کر لیتے ہیں، کیوں کہ انہیں دل دماغ اور روح کی گہرائی سے قایم کرنا بڑا مشکل کام ہے، جسے خشوع وخصوع کہا جاتا ہے۔ کیوں کہ انہیں میں جتنے ظاہری باطنی داخلی خارجی وسواس اور خیالات دل و دماغ میں پیدا ہوتے ہیں، وہ دوسری عبادتوں میں نہیں ہوتے، یہ تمام شرک خفی کی علامتیں ہیں، ان سے انسان کی نفس پر ضرب پڑتی ہے، نفس معنی شیطان، اور وہ نہیں چاہتا اس کی مکمل توجہ باری تعالی کی طرف انسان کر لے۔ لیکن ! جب ان دو اعمال میں استقلال سکون اور اطمینان پیدا ہو جاتا ہے تو انہیں اداء کرنے کا احساس اور کیفیت اس کی لذّت کا احساس نا قابل بیان ہوتا ہے کہ انسان ایک روحانی سرور جذب و مستی کے عالم میں پہنچ جاتا ہے، اور جن کا ظرف کم ہوتا ہے وہ یہاں بھی بہک سکتے ہیں، جن کو اللہ کی مدد اور توفیق حاصل ہو جائے وہ یہاں بھی تقدس اور ادب کا دامن نہیں چھوڑتے۔ جہاں پر مادّی تشخص اور تصور کا خصوصاً خودی کا شایبہ نہیں ہوتا، صرف ایک بے کراں نور کا ہالہ ہوتا ہے جو چاروں اطراف سے انسان کا احاطہ کیے ہوئے ہوتا ہے جو لحمہ بہ لحمہ پھیلتا چلا جاتا ہے۔ اسی لیے حضور نبی کریمﷺ نے نماز کو معراج المومنین فرمایا اور فرمایا نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ نماز کی یہ حالت انہیں کو میسر آتی ہے جو ذکر دوام کو حقیقی طور پر اختیار کیے ہوئے ہوتے ہیں، اور جن کا تقوی اور توکل اپنی مثال آپ ہوتا ہے۔ و ھو معکم این ما کنتم تم جہاں کہیں ہو وہ (اللہ) تمہارے ساتھ ہے۔

رسول اللہﷺ اور تابع رسول مہدی موعودؑ کو بڑے بڑے القاب و خطاب لگا کر یاد کرنے سے نہیں بلکہ ان کی زندگی کی حقیقت جاننے اور کے بتائے ہوئے طریقے اور پیغام کی حقیقت میں غور کرنے سے ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کو خواب میں قربانی کا حکم ہوا، حضرت یوسفؑ کو خواب میں چاند ستاروں کا سجدہ کرنا بتایا گیا ، یہ جلیل القدر پیغمبر تھے۔ قرآن میں یا روایات میں ہمیں کوئی ایسی بات نہیں ملی کہ حضور نبی کریمﷺ نے کسی حکم بات معاملہ میں خواب کا ذکر ہوا ہو، یعنی جو بھی بات تھی یا حضرت جبریل کی وسیلہ سے تھی یا حجاب میں اللہ سے یا روبرو معراج میں، یعنی جو کچھ ہوا بصیرت سے بصارت سے ہوا۔ حالانکہ آپﷺ نے خواب کو نبوت کا چھیالیس واں حصہ بتایا ہے۔ آپؐ کے بعد عالموں ولیوں صوفیوں نے بھی معاملات خواب کی حد تک کہے اور زیادہ سے زیادہ باتیں صوفیوں کے پاس کشف و کرامات کی ہیں۔ مہدی موعودؑ سے بھی کوئی نقل خواب کی حالت میں معاملہ

یا حکم کی نہیں ہے'معنی ہر دو خاتمین کا اللہ سے معاملہ بصیرت اور بصارت کا ہی رہا۔مہدی موعودؑ نے تو کبھی نا ہی وحی کی بات کی اور نا ہی کشف وکرامت کی بلکہ جب کہا کہ''بندے کو اللہ کا حکم ہوتا ہے''اس کی کیا کیفیت تھی کوئی بھی نہیں بتا سکتا'وحی کا بھی یہی معاملہ ہے۔مہدی موعودؑ کے بعد جو جماعتیں اور فرقے بنے جیسے وہابی 'اہلحدیث'دیوبندی'تبلیغی'سلافی'جماعت اسلامی بریلوی ان سبھوں کا نظریہ دین متاع دنیا'ظاہری عبادات اور مرنے کے بعد جنت حور وغلماں شراب طہورہ تک محدود ہے۔رہے بریلوی وہ کشف وکرامت پیر فقیر تک محدود ہیں۔اور تصوف کے سلسلے بھی اب تقریباً غایب ہیں کہیں کہیں نام نہاد نقش بندی سہروردی ملاوی کبراوی ہیں محدود تعداد میں البتہ ترکی میں کبراوی ملاوی طریق ہیں انمیں کیف سرور جذب ومستی ورقص کے ماڈرن محفلیں ہیں جو دکھاوے کے علاوہ کچھ نہیں۔یہاں روافضہ اور شیعہ کا ذکر غیر ضروری اس لئے تھا کہ وہ مذہب ہے ہی نہیں ایک معاشرتی مقابلہ اور مخاصمہ ہے جو خوارجیوں نے جنم دیا شیعان علی کا'یعنی محمد ﷺ پیغمبر تھے تو یہ وراثت علی میں منتقل ہوئی ہے جس کا قرآن وحدیث سے مثبت جواز نہیں ہے۔شیعہ یہیں پر نہیں رکے حضرت علیؓ کی شہادت کا غم واندہ کافی نہیں تھا کہ انہیں امام حسین کا غم بھی حصہ میں وراثت کے بطور مل گیا پھر یہ سلسلہ بارہ اماموں میں بھی ختم نہیں ہوا'ان کے مذہبی پیشوا اور عالم خدا کے فرستادہ وایستادہ مانے جاتے ہیں' آغا خانی,بوہرہ,قادیانی,اور عبادیہ میں یہ سلسہ ہنوز جاری ہے یعنی آج بھی ان میں نبوت کی طرح کا سلسلہ ہے۔جیسے گاڈ,سن آف گاڈ,پوپ بفادر ہوتے ہیں۔اور شیعہ کا ایک فرقہ تو حضرت علیؓ کو خدا مانتا ہے شاید انہیں'ناصری'کہا جاتا ہے۔اور مہدویوں کا ایک طبقہ اسی بنیاد پر بندگیمیاں سید خوندمیرؓ کو بدلے ذات مہدی کہتا ہے جبکہ خود بندگی میاں سے کوئی ایسا قول منقول نہیں'اور اب یہ طبقہ اس حد تک بدعت میں آگے بڑھ گیا ہے کہ نجف اشرف جانا دین کا حصہ قرار دے لیا ہے جہاں پر حضرت علی کا دفن ہونا متصور ہے'جبکہ حضرت علی کا مدفن کہاں ہے کسی کو معلوم نہیں'وہ محض ایک قیاسی نشان ہے قبر کے بطور پر۔اس طرح کچھ خوندمیری اہل خاندان اس حد تک آگے بڑھ گئے ہیں کہ نجف اشرف جانا دین کا حصہ بنا دیا ہےاس طرح شیعان علی کی طرح مہدویہ میں شیعان بندگی میاں صدیق ولایت کی ولایت کو جاری کرنے کے درپہ پورا زور لگا رہے ہیں'تا کہ شیعہ کی طرح انہیں بھی آیت اللہ مانا جائے معنی اللہ کی حجت۔

خلیفۃ مہدی موعود علیہ السلام جن کو ہم مہدی آخر الزماں مانتے ہیں ان کی تعلیمات تربیت اور طریقہ کا جو جائزہ لیتے ہیں اس میں سوائے قرآن کے احکام اور سنت رسول کے کچھ بھی علاوہ نہیں ہے۔انہیں

کوقر آن کی آیات سے بتانے ثابت کرنے ہم نے یہ کتاب لکھی ہے کہ قر آن میں جو ہے وہی تعلیمات فرایض ولایت ہیں جن کی مہدی موعود نے عمل کرنے کی ہدایت ہمیں دی ہے' اسی لحاظ سے اللہ کے رسول ﷺ نے خلیفۃ کو مہدی قرار دیا ہے کہ وہ منصب ہدایت پر ہونگے۔اور ان کی ھدایت قطعی اور آخری ہوگی روے ٔ زمین پر۔یہاں ہم نے قر آن کی آیات سے احکام فرایض ولایت کو پیش کر دیا' لیکن آپ علیہ السلام کی حیات کا محور سنت رسول ﷺ کس طرح ہے۔جواب ہے جوقر آن ہے وہی محمد ﷺ ہیں ان کا طریقہ ہے وہی قر آن کے طریق پر آپ ﷺ کی سنت کہلائ جاتی ہے۔اور جوروایات احادیثوں قول وفعل قر آن کی بنیاد پر حضو ﷺ سے ثابت نہیں انہیں مفسرین ومحدثین وعلماے حق نے بھی خارج کر دیا ہے۔مہدی کے قول وعمل اور آپؑ کے حق ہونے کا اس سے بڑا کیا ثبوت چاہۓ۔حضو ﷺ کا تقوی توکل حُب دنیا سے کنارہ کشی اللہ کے ذکر میں دن رات ظاہری وباطنی طور پر مستغرق ہونا اور دنیا سے برات کہ''اللہ تعالی مجھے فقر وفاقہ دے ایک دن کھاؤں تو دوسرے دن بھوکا رہوں''اور کہا''مجھے اپنے فقر وفاقہ پر فخر ہے الفقر و فخری''یہی تو میراں سید محمد جونپوری کے شب و روز تھے,اور کیا ثبوت چاہۓ۔غنا ,سویت ,علایق سے دوری ,متاع دنیا سے بیزارگی , فقر وفاقہ,یہ مہدی موعودؑاوران کے صحابہؓ اورمہدویہ اسلاف کا خاصہ ہیں۔اس کے علاوہ سنت رسول ﷺ پر عمل آوری اور کیا ہوسکتی ہے۔اگر بندگی میاں سید خوندمیرؓ کی شہادت ہوئ ہے تو بندگی میاں شاہ نعمت کی شہادت ہوئ ہے اور انہیں مقراض بدعت کہا جاتا ہے یعنی بدعت کی قینچی اسے غیر محصوص طریقہ سے دبایا جاتا ہے۔بندگی میاں شاہ ن رام کو دریاۓ وحدت آشام کہا گیا یعنی وحدت کا دریا نوش فرمانے والے اور بندگی میاں شاہ دلاور کو مہدی موعودؑ نے فرمایا کہ میاں دلاورؓ کے ہاتھوں یہ کہکشاں رائ کے دانے کے برابر ہے جواُلٹ پلٹ کر دیکھتے ہیں' ایسے مناقب کے صحابہؓ مہدی کو پس وپشت ڈالکران کے مراتب وتقدس کو چھپایا جاتا ہے صرف بندگی میاں صدیق ولایتؓ کے مراتب ومناقب کو بارہ پندرہ دن بیان کر کے مقام مرتبہ بڑا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے ایسا کرنے خود بندگی میاں صدیق ولایتؓ نے کہا ہے یہ وہی خوارجی اور روافضہ کی ذہنیت ہے۔اس لۓ کہنا پڑھ رہا ہے کہ کچھ دن پہلے ایک گروپ اور تانڈھا صرف نجف اشرف کی زیارت کو گیا ہے تھا' جس سے ان کی ذہنیت کا اندازہ ہوتا ہے۔یہ سب وہ بے علم اور جاہل لوگ کرر ہے ہیں جن کا دین مذہب مہدویت سے کوئ واسطہ نہیں ہے۔دین ومذہب میں رسم وبدعت عادت پیدا کرنا نوسکھیوں اور جاہلوں کا کام ہے اور مہدی موعود کی بعثت رسم وبدعت مٹانے کے

لے تھی اور آج انہیں کے صحابہؓ کے نام پر رسم و بدعت کو ہوا دی جا رہی ہے' قبروں کو سجدہ گاہ بنا کر اور وہاں بوتلوں میں پانی رکھ کر کہا جا رہا کہ یہ پس خوردہ ہے' جو ان بزرگوں پر تہمت اور الزام ہے' حشر کے دن ان سب کا حساب دینا پڑیگا۔

سبحان ربی العظیم اس تسبیح میں اللہ تعالی کے عظیم تر ہونے کی بات تو ہے' مگر! اللہ کے پاک ہونے کیا معنی ؟ اس کا مطلب ہے اللہ کی ذات میں کسی بھی شئے' یا مخلوق کو شریک سمجھنے کا گناہ ہے۔ اللہ کے نور کے بحر بیکراں میں ایک نکتہ کے برابر بھی کجی یا شرک میلا پن عیب کا خیال ہی شرک ہے' یعنی اللہ کو ناپاک خیال کرنا ' جبکہ یہ کر یہہ بے ہنگم بت اور گنا ہگار ظالم اور جھوٹے لوگوں میں اس کے ہونے کا خیال کرنا'۔ یہ تمام کائنات کہکشاں سیارے ستارے چاند سورج دنیا زمین حاضرات موجودات کوئی بھی شئے' میں اللہ کے نور کی پاکی طہارت اور نفاست بے عیب ہے' اس کی برابری کوئی شئے' اور مخلوئی نہیں کرسکتی۔ لیس کمثلہ شیءٍ۔ حضورﷺ نے جس نور کا مشاہدہ کیا تھا اور کہا کہ اللہ تو نور ہے۔ اور قرآن کہتا ہے اللـہ نـور االسموات و العرض کے مطابق ہی حضورﷺ نے فرمایا میں نے اسے دیکھا وہ نور ہے۔ یہی بات مہدی موعودؑ نے کہی کہ ایک تنکہ کے برابر دیدار بھی اللہ کا دیدار' دیدار ہے۔ اسی لئے اللہ تعالی تجسم و تشخص اور مادیت کے عنصر سے پاک ہے' اللہ کا یہ فرمانا کہ میں نے چھ ٦ دن میں کاینات تخلیق کی اور ساتویں دن عرش پر متمکن ہوا' کے معنی یہ نہیں کہ کرسی یا تخت بنا کر بیٹھ گیا بلکہ اس کے نور نے اس کاینات اور کہکشاں کا احاطہ کرلیا' اللہ کے نور نے اس کلینات کو گھیر لیا یہی اس کا تخت پر متمکن ہونا ہے تا کہ جب تک وہ چاہے یہ کاینات قایم رہے۔ اور وہ معدوم نہ ہو جائے' جہاں اللہ تعالی نہیں وہ جگہ معدوم ہے یہی بات وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ تم جہاں کہیں ہو وہ تمہارے ساتھ ہے (سورہ حدید) میں بتائی ہے۔ اور یہ بھی فرمایا ''میرے بارے میں بندے پوچھتے ہیں بتائیں کہ میں ان کے قریب ہوں'' یعنی اللہ کا نور کاینات کی ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے اس کے حکم کے بغیر ایک پتہ بھی نہیں ہلتا۔ اللہ کے یہ موجودگی ظاہری و باطنی ہے' مثلاً اگر کسی شئے' پر روشنی غالب ہو چاروں طرف سے تو ظاہر ہے کہ وہ شئے اللہ کے نور میں ڈوبی ہے' اسی نور کی حالت کو سورہ نور میں فرمایا ''اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا' اس کے نور کی مثال (ایسی ہے) جیسے ایک طاق ہو' اس میں ایک چراغ ہو' اور وہ چرآغ ایک شیشہ (کی قندیل) میں ہو وہ شیشہ گویا ایک چمکدار ستارہ ہو'' (سورہ نور ۳۵) اور اس نور کے بیان کے بعد سورہ الرحمٰن میں مخلوق کی حقیقت بھی بتادی کہ وہ اس کے حکم کے

پابند ہیں "سورج اور چاند ایک حساب سے گردش میں ہیں اور جھاڑیاں اور درخت سجدہ کرر ہے ہیں اسے" (رحمٰن ۵۔۶۔۸) اور یہ وہ غیب کی باتیں ہیں جس پر وہ کسی کو مطلع نہیں کرتا' وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ رُسُلِهٖ مَنْ يَشَآءُ ۔اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ تمہیں (ہر عام بندوں کو) غیب کی خبر دے' لیکن اللہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے چُن لیتا ہے۔ (آل عمران ۱۷۹) یہی غیب کی خبریں کان لگا کر سننے کے لئے شیاطین آسمانوں پر جاتے تھے جنہیں آگ کا شعلہ مارا جاتا فرشتوں کی طرف سے۔ جس کا ذکر سورہ صفات میں ہے۔ کیونکہ کچھ جن اور شیاطین کو پرواز کی طاقت ملی ہے جس سے وہ آن واحد میں سفر کرتے ہیں آسمانوں تک بھی' ہزاروں برس کی ترقی کے بعد آج انسان چاند پر جانے آسمانوں میں سفر کرنے کی بات کرر ہا ہے' یہ کمال پہلے جنوں کو حاصل تھا بعد میں نزول قرآن کے بعد ان سے سلب کرلیا گیا۔

حدیث میں ہے کہ شیطان کو گالی نہ دو۔اس پر غور کرتے ہیں تو کئی وجوہات معلوم ہوتی ہیں' اللہ کے لئے ابلیس یا اس کی قوم جنات کو ختم کرنا معمولی بات تھی' پھر اسے زندہ کیوں رکھا؟ یہ اللہ کی مصلحتیں ہیں۔ ہر مخلوق کا اس کائنات میں ایک کردار ہے' اسے انسانوں کی آزمائش کے لئے ہی پیدا کیا گیا' تا کہ وہ انہیں بہکائے گناہوں کی ترغیب دے تا کہ اللہ اولا دآدم کو آزمائے کہ اس میں کتنی وفا داری اور خلوص اللہ کے لئے ہے دیکھا جائے' اس میں کچھ بندے پورے اترتے ہیں اور بہت سارے نا کام ہو جاتے ہیں' سوائے مخلوق انسان کے کسی کو اپنی مرضی اور آزادی نہیں دی گئی اور انسان ہی اس کا ناجائز فائدہ اُٹھاتا ہے۔ ہر مخلوق کے ذمہ ایک فریضہ ہے ایک کام ہے' اور وہ چاہ کر نہ چاہ کر جاتے یا انجانے میں وہ اسے نبھار ہے ہیں۔ پہاڑ زمین پر توازن قائم رکھنے کے لئے ہیں' جنگل پیڑ پودے ٹھنڈی ہوا اور نمی پھیلانے کے لئے روبہ عمل ہیں' سمندر ابخرات سے دنیا میں پانی برساتا ہے بادل بن کر' سورج اپنی تپش سے انسانوں کو راحت کے ساتھ افزائش نشونما کے ضروری ہے' زمین غذا فراہم کرتی ہے' کیڑے مکوڑے حشرات زمین پیڑ پودوں کا اور مرے ہوئے جانوروں کو کھا کر کچرا صاف کرتے ہیں' درندے اُن جانوروں کو کھا جاتے ہیں جو زمین پر حد سے زیادہ ہو جاتے ہیں' انسان اور دوسرے جانداروں کے لئے کھانے اور غذا کے لئے کچھ نہیں چھوڑتے' پرندے کیڑے مکوڑے حشرات کو کھاتے اور پھل پھول کی پیداوار اور افزائش کے لئے بیج ایک دوسری جگہ پہنچانے کا کام کرتے ہیں' جانور انسانوں کو غذا مہیا کرنے سواری بار برداری کے کام میں آتے ہیں' جراثیم جانوروں بیماری پھیلا کر حد سے زیادہ انسانوں اور جانوروں کی تعداد گھٹا

تے ہیں اور کچھ جراثیم صحت کے لئے ضروری بھی ہوتے ہیں۔ بہرحال ہر شئے کسی نہ کسی سبب اور کام کے لئے پیدا ہوئی ہے' اسی طرح فرشتے کاینات کا نظام برقرار رکھتے موت حیات ہواؤں کو چلانے کا کام کرتے ہیں' اور شیاطین دنیا میں انسانوں کی آزمایش انہیں بہکا کر گناہ میں ملوث کرتے ہیں' اسی لئے شیطان کو گالی نا دینے کا حدیث میں حکم ہے' وہ تو بس اپنا کام کررہا ہے' اگر تم خدا کے اتنے ہی مخلص بندے ہو تو عمل سے ثابت کرو۔ اللہ تعالی نے تمام نظام خلقت کو مربوط کیا ہے تا کہ انسان کو آزمایا جائے۔ ہزاروں برس بعد انسان کو پتہ چلا کہ دنیا گول اور بیضوی شکل کی ہے' اور کروڑوں ستارے سیارے کہکشاں آسمان میں تیر رہے ہیں' اور کیا پتہ ہماری کاینات کے علاوہ بھی کوئی کاینات اور ہو' یہ اللہ خالق کی مرضی ہے وہ کیوں ہر بات انسانوں کو بتائے' جس طرح اللہ قید جسم دے کر انسانوں کو آزمارہا ہے ہوسکتا ہے ہماری روحوں سے عقبی میں کوئی کام لینا چاہتا ہو یا پھر اس کے ذکر و ذکیر کے لئے پیدا کیا ہو۔ اسی لئے انسان کو بغیر چوں وچرا کے جو کہا گیا اتنا کرنا ہے ہم خالق کے بندے اور غلام ہیں۔ ہمیں جنت دے جہنم دے دنیا میں راحت وسکون دے یا تکلیف میں مبتلا رکھے وہ مرضی کا مالک ہے' اس میں سوال جواب حکم عدولی اور بغاوت کی دلیل ہے جس پر عذاب دینا اس کی مرضی ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ کی اتباع یا متابعت کا ذکر قرآن میں ہوا ہے وہ اتباع عام لوگوں کی یا عالموں کی اتباع نہیں ہے جو معصوم عن الخطا نہیں ہوتے۔ عام لوگوں کو پیروی کا حکم دیا گیا ہے مگر لوگوں کو حاکم مالک اور خدا بن جانا آسان معلوم ہوتا ہے۔ عام انسانوں کو صرف اصلاح کرنے کا حکم ہے تبلیغ کرنا انبیا مرسلین اور اللہ کے خلیفوں کا منصب ہے اور آج ہر کوئی مبلغ ہے مفسر بنا بیٹھا ہے' انسان کو اپنی حیثیت نہیں بھلانی چاہئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے معصوم عن الخطا صرف خلیفۃ اللہ مہدی موعود آخرالزماں ہیں۔ حضرت میراں سید محمد مہدی موعودؑ میں یہ متابعت جابجا نظر آتی ہے' جس کا ذکر شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی کیا کہ ''جو محمدؐ کے پاس اصالتاً تھا وہ میر سید محمد جونپوری کے پاس اتباعاً تھا''۔ جیسے حضور ﷺ کا تقوی توکل ہجرت ظاہری وباطنی جذبہ حق ترک حب دنیا ولایت خداوندی لقاءاللہ دیدار وروابط۔ ان کے علاوہ کی معاملات تھے جو المھدی منی یقفو اثری ولا یخطی کی مثل تھے۔ جیسا کہ احادیث میں ہے نبی کریمؐ تب بھی نبی تھے جب آدمؑ مٹی اور گارے میں تھے۔ مگر جب دنیا میں تشریف فرما ہوئے تو دنیاوی معاملات کی مناسبت سے کچھ انسانی احوال واعمال سے گزارا گیا' اس سے پہلے آپ ﷺ کے قلب اطہر کی تطہیر کردی گئی جب آپؐ دائی حلیمہؓ کی کفالت میں دے گئے۔ وہ عرب جو

ہزاروں شعراز بر کرلیا کرتے تھے اپنا نصب نامہ بخوبی یاد رکھتے اور ہو چکے اور ہونے والے واقعات کو من وعن یاد رکھتے تھے'اور حضورﷺ تو آدمؑ کی تخلیق سے پہلے نبی تھے تو کیا ان واقعات جیسے تطہیر قلب یا سینہ مبارا کا چاک کرکے پاک کیا جانا'بادلوں وکا سایہ فگن ہونا'دای حلیمہ کی سوکھی اور ناتوان بکریوں کے تھنوں میں دودھ کا بھر جانا 'یا ایسے واقعات سے کیا حضورﷺ واقف نہ ہونگے جبکہ بلا کے ذہین زیرک اور موقع شناس تھے۔روایات بتاتی ہے کہ حضورﷺ قبیلہ بنوسعد کی دائی حلیمہؓ کے گھر دو برس رہے 'جب آپ کو واپس مکہ مکرمہ لایا گیا تو محمدؐ کے ساتھ محبت اور انس دیکھ کر حضرت آمنہ مادر محترم نے دوبارہ واپس دائی حلیمہؓ کو دے دیا کے وہی ان کی پرورش کریں اس طرح مزید پانچ برس رہے۔دوبارہ مکہ لائے گئے تو بی بی آمنہؓ نے اپنے میکہ اور ننہال قبیلہ بنو نجر لائیں واپسی میں راستے میں بی بی آمنہ کا انتقال ہوگیا۔اس کے بعد اپنے دادا عبدالمطلب کی کفالت میں آگئے,آٹھ برس کی عمر سے ہی اپنے دادا کے ساتھ مکہ کی مجلس شوری میں آپ برابر ساتھ بیٹھتے اپنے دادا کے ساتھ کیونکہ وہ سردادر قریش تھے ان کے بعد یہ منصب حضرت ابو طالب کو منتقل ہوا اور انہوں نے بھی آپ کو اپنے سے جدا ہونے نہیں دیا اور بارہ 12 برس تک حضرت ابو طالب کے ساتھ رہے۔پچیس برس کی عمر میں بی بی خدیجہؓ سے شادی ہوئی۔اور آپ کا مرتبہ مقام اور احترام کا عالم کیا تھا اس بات کا اندازہ اس بات سے لگایا جاتا ہے کہ جب سیلاب سے خانہ کعبہ ڈھے گیا اس کے بعد اس کی دوبارہ تعمیر ہوئی تو حجر اسود کو نبی مکرمﷺ کے مقدس ہاتھوں سے نبوت سے پہلے اہل مکہ نے رکھوانا گوارا کرلیا,جو چھوٹی چھوٹی باتوں میں تلوار نیام سے نکال لیتے تھے۔

مہدی موعودؑ کو بارہ برس کی عمر میں معلوم کرادیا گیا تھا کہ ہدایت کے لے چن لیا گیا ہے'حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت شیخ دانیالؒ کی موجودگی میں کھوکھری مسجد میں امانت رسولﷺ آپؑ کو پہنچادی تھی ۔اٹھائیس 28 برس کی عمر میں دلپت رائے سے جہاد کے بعد آپؑ پر جذبہ حق طاری ہوگیا چالیس 40 برس کی عمر میں افاقہ ہوا یا ہوش آیا تو معصوم عن الخطا اور مامور من اللہ ہونے کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ہجرت ظاہر و باطنی اختیار کی۔اس کے علاوہ نقلیات بندگی میاں عبدلرشید میں ۱۲ویں نقل ہے کہ:فرمایا (مہدی موعودؑ نے) ۲۰ بیس سال کی مدت ہوئی بندہ کو غیب سے آواز آرہی ہے کہ تو مہدی ہے اور بندہ ہضم کرتا رہا ہے۔اب جبکہ بندہ شہر نہروالہ (موجودہ پٹن۔گجرات) سے اخراج کے بعد علاقہ گجرات کے قصبہ بڑلی میں عتاب کے ساتھ فرمان ہورہا ہے کہ تو (اپنا مہدی ہونا کیوں نہیں ظاہر کرتا (تکفیر منکر کے ساتھ) (اور کیوں) خلق سے ڈرتا ہے۔پس بندہ نے

اظہار کیا کہ ''اللہ تعالی کا فرمان ہور ہا ہے کہ تو مہدی (موعوؑد آخرالزماں خلیفتہ اللہ) ہے۔ اگر اس لحاظ سے ان ۲۰ برسوں کا حساب لگایا جائے تو حضرت خضر کے امانت رسول اللہ حضرت شیخ دانیال کی موجودگی ۱۲ برس کی عمر میں حوالے کرنے کے بعد اور جذبہ حق سے افاقہ کے بعد یہ حکم آیا تھا۔ یہ ۲۰ برس یوں ہیں ہجرت سے مکہ مکرمہ کا دعوی ۱۳ ویں برس میں' اس کے بعد پانچ برس میں بڈلی کا دعوی' کل ہوئے ۲ برس غالبا آپ علیہ سلام کو ہجرت کے شوعاتی ایام میں جونپور۔ دانا پور۔ کالپی۔ میں ہی بتا دیا گیا کے بعثت مہدی کا مقصد ہدایت ہے۔ چندیری۔ اور بڈلی کے دعوی کے بعد ۵ برس آپؑ حیات رہے اور ۶۳ برس کی عمر میں وصال ہوا۔ مگر عوام الناس میں آپؑ کی مہدی کے آثار کا چرچہ ہو گیا' لیکن 13 تیرہ برس کی ہجرت کے بعد مکہ مکرمہ میں پہلا دعوی مہدی فرمایا' واپس احمد آباد ہند میں تاج خاں سالار کی مسجد میں دوسرا دعوی کیا دیڑھ برس مقیم رہے اور دعوت مناظرہ دیتے رہے۔ چند ایک علما استفسار کے لئے آئے' دوسرے علماء و مشائخ بلا سوال و جواب مناظرہ و مباہلہ اور تحقیق کے آپؑ کے مخالف ہو گئے لیکن آپؑ نے ان کی تکفیر کا حکم نہیں لگایا' مگر جب شہر نہر والہ موجودہ پاٹن پہنچے تو اللہ کا تہدی کے ساتھ حکم ہوا کہ اپنا دعوی مہدی کا بر ملا اعلان (تکفیر منکر کیساتھ) کریں جب آپ علیہ السلام مقام بڑلی پہنچے تو دعوی موکد کیا کہ ''جو اس ذات مہدی کا انکار کرے وہ کافر ہے''۔ اس طرح امانت رسول ﷺ حضرت خضرؑ کے ہاتھوں 12 برس میں کے حصول امانت کے بعد 28 برس شادی جذبہ حق کے بعد 40 برس میں ہجرت کی اور تیرہ 13 بعد دعوی مہدی فرمایا۔ اس طرح پہلے دعوی کے وقت آپؑ کی عمر مبارک 53 برس تھی۔ جو حضور نبی کریم ﷺ کی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کے وقت عمر مبارک تھی یہ بھی متابعت رسول ﷺ کی ایک مثال حق ہے۔ حضورؐ ہجرت کے بعد 10 دس برس مدینہ منورہ میں حیات رہے اور مہدی موعودؑ پہلے دعوی مکہ مکرمہ کے 10 دس برس حیات رہے۔ ایسی کچھ شہادتیں تھیں کہ علمائے حق نے آپؑ کی مخالفت نہیں کی اور سچی گواہیاں بھی دیں' سوائے علمائے سو اور جھوٹے مشایخوں کے۔ اور مہدی موعودؑ نے اس کے بعد ہی قرآن سے اپنا مہدی ہونا ثابت کیا اور تعلیمات فرایض ولایت مقیدہ مخصوصہ کو اپنے مصدقین اور متبعین میں ضروری قرار دیا جو ترک حب دنیا کر کے خدا کو پانا چاہتے تھے' اور دوسرے کا سبین کے علاقوں میں دایرے بنا کر پابند شریعت رکھا۔ یہ سنت رسول کا عمل اُس وقت مسلمانوں کے دوسرے گروہوں میں نہیں تھا چاہے علما ہوں کہ صوفیا' بلکہ ایک آزادانہ اپنی مرضی کے طور طریق اور اعمال مسلمانوں میں رائج تھے' جو جس کے سمجھ میں آیا وہی اسلام بنالیا گیا' جیسا کہ آج ہے۔ اسی لئے

اُمت میں حق اور دین حقیقی کے متلاشی لوگ دایروں کی زندگی کی طرف متوجہ ہو گئے جو علمائے سُو کو نہیں راس آیا اور مخالفت کی۔اور آج مہدویوں میں بھی 95%فیصد دایروں کے شب و روز کے اعمال متروک اور غایب ہیں 5%فیصد کہیں کہیں دکھائی اور سنائی دیتے ہیں,اور مہدویوں میں بھی علمائے سُو کا دور اور ماحول نظر آنے لگا ہے۔اب تو مہدویہ میں علما ہیں ہی نہیں صرف فضلہ ہیں یعنی پرانے علما کا بچا ہوا چھوڑا ہوا جھوٹا۔

اسلام ایک قرآن ایک رسول ایک دین ایک' پھر یہ گروہ بندی کیوں؟ ہر فرقہ دوسرے کو کافر کہتا ہے۔اہل سنت انہیں کہا گیا جو اللہ کے رسول اور صحابہؓ کے دین پر چلے' یہ تفریق شیعہ کے معرض وجود میں آنے کے بعد پیدا ہوئی۔اسلام کا جو کوئی فرقہ اللہ کے رسول محمد ﷺ کو آخری نبی رسول نہیں مانتا یعنی ختم نبوت کا انکار کرتا ہے یا پھر کسی کو نبی کہتا ہے چاہے وہ حضرت علیؓ ہی کیوں نہ ہوں' وہ کفر کرنے والا یعنی ختم نبوت کا انکار کرنے والا ہوا' صرف امام مہدی کی آمد اسلام میں بہ لحاظ شریعت مقبول ہے' اور مہدی کی پہچان کی بنیاد قرآن اور سنت رسول پر ہے۔قرآن تو بے شک محفوظ و مربوط ہے لیکن احادیث میں' کہیں کہیں دخل اندازی ہوئی ہے اس لئے جو حدیث قرآن کے موافق ہو وہی صحیح ہے۔مہدی موعودؑ نے فرمایا کہ ''احادیث میں سقم ہے ان کو صحیح سے الگ کرنا مشکل ہے' اس کے جو حدیث قرآن کے مطابق ہو وہی صحیح ہے'' اللہ تعالی نے قرآن میں صاف کہا کہ یہ قبیلے گروہ ہم نے انسانوں کی پہچان یعنی شناخت کے لئے بنائے ہیں۔یعنی بندوں یا قوموں کی درجہ بندی کے لئے کہ کون کتنا مومن کتنا مسلمان کتنا منافق کتنا کافر ہے ہے اس پہچان کے لئے یہ فرقہ بندی اللہ کی مصلحت ہے' لیکن ہر فرقہ دوسرے کو کافر کہتا ہے تو اس کی پہچان کیسے ہو؟ جواب یہ ہے کہ جو اللہ کی عبادت ریاضت تقوی تو کل میں کامل ہو گا وہی حقیقی فرقہ ہے' بھلے دوسرے گروہ اور فرقے اُسے کافر کہہ لیں۔اس کی ایک اور پہچان یہ ہے کہ سب سے پہلے اس فرقے کے بانی رہبر رہنماء کی مکمل جانچ اور تحقیق ضروری ہو گی' چاہے وہ اپنے حق ہونے کا کتنا ہی دعوی کر لے۔اور آج دنیا میں جو مسلمانوں کے فرقے اور گروہ ہیں وہ کسی ایک رہنما رہبر کے پیرو کار نہیں ہیں' مثلاً دیوبندی اور تبلیغی فرقہ کے بانی کئی درجن بھر ہیں اور ان میں کئی ایسے ہیں جنھوں نے ختم نبوت کا انکار کیا ہے' جیسے عبدالرشید گنگوہی نے اپنے اوپر وحی کی کیفیت طاری ہونے کا دعوی کیا جس پر ان کے استاد نے تصدیق کی کے اللہ تم سے نبیوں کا کام لینا چاہتا ہے۔اور انہیں کے بانیوں میں ایک عالم نے کہا ہے کہ محمدؐ کی نبوت کو ختم سمجھنا عوام کا کام ہے ہم عالم مانتے ہیں کہ محمدؐ کے بعد بھی نبی آسکتا ہے۔(فیض الباری صفحہ ۱۷۰۔۱۷۱) میں ہے

کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی ایک کم علم اور کم فہم آدمی تھا اس لے کفر کا حکم لگانے میں اس میں باک نہ تھا۔ یہ وہابیہ کے بارے میں جس کا حوالہ دیوبندی کے شیخ الحدیث انور شاہ کشمیری نے دیا ہے۔ بہت ساری کتابیں دستیاب ہیں جن میں ان جماعتوں کا بے دین ہونا دلیل وحجت سے بیان ہے۔ اگر یہاں درج کریں تو کئی صفحات درکار ہونگے۔ ان تمام فرقوں کو عالموں نے تشکیل دیا ہے جو خود معصوم نہیں تھے اس لےان فرقوں اور جماعتوں کا کردار مشکوک رہا ہے۔ ہم نے اس کی ایک فہرست اپنی کتاب ''مقطعات قرآن مجید اور شاہد بینہ میں دی ہے'' صفحہ ۸۶۷ میں۔ صرف میراں سید محمد جونپوری مہدی موعوؑد نے اپنے مصدقین کو جو تعلیم دی وہ عین قرآن وحدیث کے موافق ہے کیونکہ آپ خود معصوم عن الخطا اور مبشر رسول ﷺ تھے۔

جس طرح یہود ونصاری اہل کتاب ہونے کے محمد ﷺ کو نبی رسول نہیں مانتے کسی اور کے انتظار میں ہیں یہی حال اہل قرآن کا ہے وہ میراں سید محمد جونپوری کو مہدی نہیں مانتے مگر مصدقوں کا ان سے لینا دینا نہیں ہے' کیا ساری دنیا کے تمام مسلمان عالم مل کر یہود ونصاری کو مایل بہ اسلام کرسکتے ہیں؟ اسی طرح سارے مہدوی مل کر مسلمانوں کے کچھ طبقوں کو مایل بہ صداقت نہیں کرسکتے۔

دنیا میں جس طرح درجہ بندی ہے اسی طرح عقبی میں درجہ بندی ہے۔ دنیا میں مسلمان مومن نیک بد حق ناحق کی بنیاد پر انسان کی پہچان ہوتی ہے' جیسے امیر غریب دولت مند مسکین بادشاہ رعایا کاریگر نوکر تاجر مالک نوکر مددگار ہیں اسی طرح عقبی میں درجہ بندی ہے محسنین مقربین اعلی علیین جنت الفردوس جنت الماوی بہشت ان میں درجہ بندی کے حساب سے مقامات ہونگے کچھ جنتی ایسے بھی ہونگے جو گناہ صغیرہ کی وجہ سے جہنم کا عذاب چکھ کر جنت میں داخل ہونگے ان کا مقام کم درجے کے جنتیوں میں ہوگا۔۔ دنیا میں پیغمبر نبی رسول ہیں ان کے بعد خلیفہ اللہ ان کے بعد ان کے صحابہؓ ان کے بعد اولیا کاملین ان کے عبد علمائے حق آیمہ صلحا ان کے بعد تمام فرایض ادا کرنے والے کچھ ان میں احکام کی پابندی نہ کرنے والے کچھ چند احکام کو ماننے والے کچھ کا انکار کرنے والے کچھ اللہ پر مکمل یقین رکھنے والے کچھ متزلزل ارادوں والے کچھ نیکی کرنے والے کچھ نیکی کے ساتھ گناہ بھی کرنے والے کچھ اللہ اور رسول پر بھروسہ کرنے والے کچھ علم وعمل پر بھروسہ کرنے والے کچھ عالموں کے طریقے پر کچھ صوفیوں کے طریقوں پر چلنے والے۔ کچھ آزاد خیال مسلمان کچھ بدعتی کچھ دنیا کے طلبگار کچھ متقی و پرہیز گار ان سبھی کی درجہ بندی الگ ہوگی سبھی ایک مرتبہ کے نہیں ہونگے اسی حساب سے مقامات جنت

عطا ہونگے جس کا ذکر سورہ الرحمٰن کی آیات 46 سے 76 تک بیان ہوا ہے۔ کچھ کے ساتھ جنت میں خود ان کی بیویاں ہونگیں کچھ کے ساتھ حوریں کچھ جنت کے اعلیٰ مقام پر ہونگے کچھ نچلے طبقے میں ۔اس طرح کلمہ گو سبھی ہیں مگر درجہ بندی ان کے اعمال اور ایمان کے لحاظ سے ہوگی۔اور جو بندے کا عمل قرآن اور سنت رسول ﷺ کے عین مطابق ہوگا وہ زیادہ کامیاب ہوگا۔ دنیا میں صرف ظاہر سنوار لینے لباس پہن لینے یا داڑھی چھوڑ دینے سے ایمان حاصل ہونے والا نہیں۔کسی نے کہا کہ اسلام میں داڑھی ہے داڑھی میں اسلام نہیں ہے یہ حقیقت ہے۔دنیا میں بندوں کی درجہ بندی یوں ہے 1)ملحدین جو اللہ کے وجود کا انکار کرنے والے۔Ateist-communist 2)مشرک۔جو اللہ کی قدرت اور ذات میں دوسروں کو شریک سمجھنے والے یعنی اللہ کے مددگار وسیلہ ساز ان میں بت پرست بدعتی شخصیت پرست گرو سوامی پوپ پیر فقیر سبھی شامل ہیں۔3) کافر۔جو اللہ کو بھی مانتے ہیں اور اپنی مرضی اور پسند کے اعمال کرنا دین بنانا اور خدائی احکام میں دخل اندازی کرنا کچھ احکام کو ماننا کچھ کو نہیں ماننے والے۔انہیں بنیادوں پر جنت جہنم اور عقبیٰ کے انعام اور نوازشات سزا و جزا ہونگی۔بندوں کے طے کر لینے سمجھ لینے یا خود کے خدا پرست دوسروں کے کافر و مشرک ہونا نہیں ہے یہ اللہ کی مرضی اور توفیق سے ہے۔

لوگ سمجھ رہے ہیں کہ وہ قرآن پڑھ رہے ہیں تلاوت کر رہے ہیں کلام اللہ کے الفاظ دہرار ہے ہیں، مگر اصل مقصد قرآن پڑھنا تو ہے مگر سننا سمجھنا اور غور کرنا کہ اللہ کیا کہہ رہا ہے اللہ کا کلام کیا ہے قرآن ہمیں کیا بتا رہا ہے، کیا کہنا چاہتا ہے حقیقی پڑھنا یہی ہے۔صرف الفاظ کا دہرانا خوش الحانی سے پڑھ لینا، لحن سے جھوم جھوم کر گنگنانا صرف قرآن کی تلاوت کر لینا قرآن پڑھنا نہیں ہے۔قرآن کو سمجھنا اسے غور سے سننا ہے۔آج قرآن سمجھانے درس دینے تفسیر کرنے کا بڑا چلن ہے مگر جو لوگ خود قرآن کو نہیں سمجھتے وہ بھی قرآن کو سمجھا رہے ہیں۔ایسا کرنا ایک قسم کی جہالت ہے، قرآن کا فہم و ادراک کہ جس سے اللہ کے احکام کی پہلے خود پیروی کرے بعد میں دوسروں کو سمجھائے۔اس جہالت کی ایک مثال ہے قرآن میں ایک لفظ اَوْلِیَآ ہے جس کے معنی رفیق دوست مددگار سرپرست مگر اس کا ایک ترجمہ ہم نے دیکھا کہ حکمران اور حکومتیں، یعنی اتنے غلط ترجمے اور تفسیریں ہو رہی ہیں اور لوگ انہیں حقیقی معنی سمجھ کر بیان کر رہے ہیں، قرآن کے ساتھ جو اللہ کا کلام ہے اتنی بددیانتی اور جھوٹ ہم نے نہیں دیکھا۔مہدی موعودؑ مبین کلام اللہ تھے آپؑ نے قرآن کو عشق نامہ فرمایا اس بات کو سمجھنا ہے تو اللہ کی محبت لگاؤ اور عشق حقیقی سے قرآن پڑھ کر دیکھو اللہ تعالیٰ اپنی عظمت قدرت ربوبیت اور جلال کی نیرنگیوں کی بندے کو سیر

کراتا ہوا زمین وآسمان کے احول بتا تا ہوا جنت جہنم کی تخلیق میں اور مخلوقات میں کیسے کیسے رنگ روپ اور وضع قطع کے ساتھ بنایا ہے بیان کرتا ہوا نظر آیگا' ایمان اخلاص ویقین سے قرآن تو پڑھو لگے گا کہ اللہ تعالی سامنے ہے اور ہمیں درس دے رہا' یہ بات اُس نے کھل کر بتائیَ وَهُوَ مَعَكُم اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تم جہاں کہیں ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔(سورہ حدید) اگر اس پر بھی بات سمجھ نہ آے تو سورۃ الرحمٰن توجہ وانہاک سے پڑھ کر دیکھیں جن وانس کو ساری کاینات خدا کی قدرت عظمت جنت کے مکینوں دنیا کی تخلیقات کی سیر ہو جاے گی۔مہدیٔ موعودؑ نے قرآن کے لفظ ومعنی ترجمہ وتفسیر روایات وحکایات کی بات نہیں کی بلکہ خدا کی شان کا بیان کیا' اسی لےُ آپؑ نے قرآن کو عشق نامہ کہا' کہ جب انسان سیر کاینات سے مستفیض ہوتا ہے تو لامحالہ خدا سے محبت کرنے لگتا ہے یہی بات اللہ نے سورہ مایدہ میں بتائیَ۔فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَه' عنقریب اللہ ایک ایسی قوم لاے گا جنہیں وہ (اللہ) محبوب رکھتا ہے اور وہ (بندے) اسے (اللہ کو) محبوب رکھتے ہیں۔محبت کا تقاضہ یکطرفہ نہیں ہوتا یہی بات اس آیت میں ہے'جو یکطرفہ ہو وہ محبت نہیں خودغرضی ضرورت حاجت اور طلب ہوتی ہے' دوطرفہ محبت میں ثناء خوانی حمد تعریف تمہید صرف مالک یا خالق کی ہوتی ہے' مالک کی طرف سے کمیوں کوتاہیوں برائیَ کو نہیں اچھائیَ نیکی کو دیکھا جاتا ہے کوتاہیوں کو درگزر کرکے' اور یہی حقیقی عشق ہے۔جب بندہ اللہ سے سچی محبت کرتا ہے تو اپنی کم نصیبی تکالیف کا رونا نہیں روتا اس کی نظر اللہ کی توجہ پر ہوتی ہے۔بندگی میراں سید محمودؓ کو پاؤں میں قید وبند کی سختی کی وجہ سے ناسور ہوگیا' کسی نے پوچھا میراں جی کیا حال ہے تو کہا کہ اگر کہوں تکلیف ہے تو خدا کی شکایت ہو جایگی کہوں آرام ہے تو جھوٹ ہوگا اس لےُ ''جس حالت میں ہوں اللہ کی حمد ہے''۔اس طرح بندہ اللہ کی ربوبیت میں کسی قسم کا کفر وشرک والحاد گوارہ نہیں کرتا' بلکہ اللہ کی لازوال قدرت میں رحم کرم شفقت کبریائی تخلیق جود وسخا عنایت وکرم میں مسرور شادوکام رہتا ہے۔اس طرح قرآن پڑھنا تلاوت کرنا درس قرآن دینا کلام کے لفظ ومعنی بیان کرنا قرآن پڑھنا نہیں ہے۔قرآن میں فہم وادراک کرنا حقیقی قرآن پڑھنا ہے۔مہدی موعودؑ نے اللہ سے محبت کرنا سکھایا اور اسی کا بیان کیا' اللہ تعالی نے فرمایا ''وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (سورہ الزرعات ۵٦) میں نے پیدا کےُ جن اور انسان 'صرف' اس لےُ کہ وہ میری بندگی کریں (فرماں برداری عبادت)۔اگر انسان اللہ کی اس مرضی کے خلاف اعمال کرتا ہے تو اس پر حجابات ڈالدےُ جاتے ہیں سب سے بڑے حجاب کفر شرک والحاد ہیں' اور جو مسلمان ہیں ان کے بھی حجابات ہیں جیسے اَوْ

كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰهَا ۔(ان کے اعمال ایسے ہیں) دریا میں گہرا پانی اسے ڈھانپ لیتی ہے موج (حجاب کی) اس کے اُوپر دوسری موج 'اس کے اُوپر بادل' اندھیرے ہیں' ایک پر دوسرا' جب وہ اپنا ہاتھ نکالے نزدیک (نزدیک سے بھی) تو توقع نہیں اسے (خود اپنے ہاتھ کو) بھی دیکھ سکے گا۔ اور مثل مشہور ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا' ان حجابات کے بیان کے بعد اللہ تعالی نے واضح کر دیا مومنوں یا محسنوں کے نور کے متعلق بھی وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ (سورہ نور ۴۰) اور جس کے لئے اللہ کوئی نور نہ بنائے اس کے لئے کوئی نور نہیں۔ اسی پر بس نہیں اللہ تعالی نے صاف پیغام دے دیا کہ ہر ایک کی تسبیح اور ذکر الگ ہے اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ (سورہ نور ۴۱) کیا تو نے نہیں دیکھا؟ کہ اللہ کی پاکیزگی (ذکر اللہ) بیان کرتا ہے جو (بھی) آسمانوں اور زمین میں ہے' اور پر پھیلائے ہوئے پرندے (بھی) ہر ایک نے جان لی ہے (ہر ایک کو معلوم ہے) اپنی عبادت (ذکر) اور تسبیح' اور اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں۔ معنی ہر ایک مخلوق کا ذکر الگ اور جدا ہے' اس طرح تو مسلمان مومن اور محسن کا ذکر بھی جدا ہو سکتا ہے! جس میں درجات بھی ہونگے۔ اسی لئے اللہ نے حجابات کا یہاں بیان کیا ہے اور اسی کے ساتھ کہا کہ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ (سورہ نور ۴۰) اور جس کے لئے اللہ کوئی نور نہ بنائے اس کے لئے کوئی نور نہیں۔ یعنی جس کے حصہ میں دیدار کا نور نہیں وہ طلب دیدار سے دور کر دیا گیا ہوگا یا اس پر اسے یقین نہیں ہوگا۔ یعنی کوئی بھی تحریک یا عمل کے انسان میں وارد ہونے میں اللہ کی مرضی کا ہونا ضروری ہے' معنی جس کو جو دینا ہے وہی دیتا ہے۔ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۔۱۹۰۔ آل عمران۔ زمین اور آسمان کی پیدائش میں اور دن اور رات کے باری باری آنے جانے میں عقل والوں کے لئے بہت نشانیاں ہیں۔ اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا جو اُٹھتے بیٹھتے اور لیٹے ہر حال میں خدا کو یاد کرتے ہیں اور آسمان و زمین کی ساخت میں غور و فکر کرتے ہیں (اور وہ بے اختیار بول اُٹھتے ہیں) پروردگار! یہ سب کچھ تو نیں فضول اور بے مقصد نہیں بنایا۔ ۱۹۱۔ عمران۔

زمین پر خلقت آدمؑ کی تو یا دس ہزار سالہ تاریخ میں اگر کسی نے اللہ تعالی کی عظمت قدرت کو اگر

اُمت کو سمجھایا ہے تو وہ ہیں باعث تخلیق کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ' کیونکہ آپؐ نے نہ صرف اللہ تعالیٰ کو جانا بلکہ معراج میں دیکھا' محسوس کیا اور اللہ کی ربوبیت اور صناعی کا علم بھی آپ ہی کو ہے' یہی وجہ ہے فرمایا: لا تحصی ثنائک کہ میں تیری ثناء (حمد) بیان کرنے کے قابل نہیں ہوں۔ یہ انسانی تاریخ کے بہترین الفاظ ہیں کہ جنہوں اُس لازوال کو دیکھا وہ اتنے مبہوت ہیں کہ تعریف کے قابل انہیں الفاظ نہیں ملے' تو اُمت کے کسی فرد کی کیا مجال کہ وہ اللہ کی تعریف بیان کر سکے' یہ محض اللہ کا کرم ہے کہ اُس نے اپنے حبیبؐ کے ذریعہ اپنی حمد و ثنا کبریائی برتری بزرگی بیان کرنے کے لئے سُورہ فاتحہ جیسے الفاظ دیئے۔ بعثت نبوت سے پہلے محمد ﷺ بھلے ہی ایک انسان نظر آتے ہوں بعد نبوت خصوصاً بعد معراج آپؐ ایک کامل و اکمل انسان بن گئے' کیونکہ اس کے بعد ہی آپؐ نے ملا یکہ فرشتے حیوانات حاضرات موجودات سبھی پر آپؐ نے کچھ نہ کچھ عرض کیا ہے' یعنی معراج کے بعد آپؐ میں ایک نمایاں تبدیلی واقع ہوگئی' جو آپ نہیں جانتے تھے وہ سبھی جان گئے' یا آپ ﷺ کو معلوم کرایا گیا یا معلوم کرایا جاتا رہا۔ اگر کہیں کے انسانیت ایک نقطہ انجماد سے ایک نور لازوال سے واقف کرائی گئی آپؐ کے توسط سے۔ آپؐ سے پہلے لوگوں نے قوموں نے بھلے ہی زمین پر دیوہیکل عمارتیں محلات بنالیں ہوں یا تھوڑی بہت ترقی بھی کرلی ہو' مگر ساری تاریخ عالم کا مطالع کی جائے تو انسانی ترقی و ترویج کی ابتداء آپؐ کے بعد ہی شروع ہوئی' آپؐ سے پہلے انسان صرف محلات عمارات اہرام انجم شناسی سمندری جہازوں کو بنانے تک محدود تھا' آپؐ کے بعد چھ ٦ صدی عیسوی کہیں یا پھر پہلی صدی ہجری کے بعد علم کا بول بالا ہوا۔ آپؐ سے پہلے علم معلومات حکمت کی تمام اساس خاص لوگوں پجاریوں مہنتوں حاکموں تک محدود تھے' آپؐ کے بعد تمام علوم عام لوگوں کو حاصل ہونے لگے' پہلے صرف ارسطو افلاطون اقلیدس چینی فلسفہ ہندو وید مخصوص لوگوں کو حاصل تھے' مسلمانوں نے ان کو محلوں خانقاہوں کے کھنڈروں سے نکال کر عام لوگوں تک پہنچادیا' تمام تر علمی مواد اور معلومات لوگوں کے ہر طبقہ تک پہنچ گئیں' اس سے پہلے فارسی رومی یونانی ہندی چینی فلاسفروں کا بول بالا تھا' جو خاص مکتب فکر کے پاس محدود و محبوس تھا۔ مسلمانوں میں ابن عباسؓ ابو ہریرہؓ جیسے معلم پیدا ہوئے تو عمرؓ بن خطاب جیسے منتظم اور جرنیل بھی ہوئے علیؓ جیسے معلم بھی۔ جو قوم پہلے جاہل اور خانہ بدوش بدو کہلائے جاتے تھے' طلوع اسلام کے بعد دنیا کے امام بن کر اُبھرے' اس کے بعد مسلمانوں میں عالموں مفکروں مصلحوں مبلغوں موجدوں مورخ و حکما کا کثیر طبقہ پیدا ہوگیا ' انسانیت میں انقلاب آگیا' بھلے آج دوسری قومیں خود کو موجد مورخ کے کتنے ہی شادیانے بجالے مگر آج

اعتراف کیاجارہاہےطلوع اسلام کے بعد ہی دنیا کی تاریخ کانقشہ بدل گیا'اور یہ ترقی آٹھ صدیوں تک جاری رہی'پھر مسلمانوں میں انحطاط کی کیفیت چھانے لگی'اس کے بعد نویں صدی ہجری میں مبشر رسول ہادی ومہدی کی مذہبی وروحانی تحریک نے مسلمانوں میں نئی جان پھونکی مسلمان اکھٹااور مجتمع ہونے لگے'نئی جماعتیں نے گروہ مسلمانوں میں پیدا ہوئے۔اس کے بعد دس اور گیارھویں صدی سے ایک نیاانقلاب آنے لگا'اور سولہویں صدی عیسوی یا گیارھویں ہجری کے بعد ہرقوم مسلمانوں کی ترقی میں اپنا حصہ پانے کے باوجوداسے اپنی کامیابی سے موسوم کردیااس کے بعد صنعتی انقلاب یاانڈسٹریل ریولیوشن آگیا'یہاں مسلمانوں نے اپنا کردارنہیں نبھایا بلکہ آپسی مسلکی جھگڑوں میں الجھےرہے۔کہنایہ ہے کہ ترقی اورانقلاب دنیامیں قرآن کےنزول کے بعدشروع ہوا'قرآن نے نہ صرف مذہبی واعتقادی امور پرتعلیم دی بلکہ انتظامی معاشیاتی ملکی فوجی قانونی اُمور پرتعلیم کا آغاز کیا'لوہا ہیرے جواہرات معدنیات پرقرآن نے پہلے رہنمائی کی'چاندستاروں کہکشاں پہاڑوں کی وسعت ان کی گہرائی سمندراس کی مخلوق پر کلام کیا۔اسلام کا جودورحضور نبی کریمؐ سے شروع ہواوہ ہادی ومہدی کے روحانی تعلیم وبیان پراپنی انتہا کو پہنچا'مہدی موعودؑ سے پہلے اسلام میں خانقاہیت اور مدراس کادورشروع ہوا'۔آج پھر سے مذہب ایک نئی کروٹ لے رہاہےاس میں کسی جماعت فرقے طبقے کا کوئی کردارنہیں ہے'یہ قرآن کا بین القوامی کردار ہے جوقرآن کے ذریعہ پھیل رہاہےجس سے کفروشرک کانظام خوف زدہ لرزاں وترساں ہے کہ دوسری اقوام کے لوگ قرآن کامطالعہ کرکے داخل اسلام ہورہے ہیں' آج دوسرے مذاہب بشمول یہودی عیسائی اہل ہنود بدھ اور ملحدقومیں اپنامذہب اورنظریہ پیش کرنے سے گھبرارہی ہیں کیونکہ وہ سبھی غیرفطری اور غیراخلاقی باتوں سے مزین ہیں انہیں پیش کرنے سےان کے مذہبی پیشوا کترارہے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ اس تمام پس منظر میں مہدیوں کا کیا حصہ ہے؟ جواب ہے کہ پچھلے سو برس میں جواصلاح وتبلیغ میں مہدوی رہبروں عالموں محققوں نے غفلت اختیار کی وہ آج اپنے عروج پر ہے'جس تجاہل عارفانہ کوپچھلے سو برسوں میں اختیار کیا گیا اُس میں اب مزید شدت آگئی ہے۔اس بات کو ہر عام مہدوی سمجھ رہاہےمگر خاموش ہے۔مہدویہ تعلیم کی تبلیغ وابلاغ میں سب سے بڑی رکاوٹ میاں کے فرزنداں مہدی کے فرزنداں کا تنازعہ ہے جوپچھلے سو برسوں میں چلااس کے لئے دونوں فریق ذمہ دار ہیں'لیکن اس میں میاں کے فرزنداں کا گروہ تھوڑا بہت زیادہ ذمہ داراس لئے ہے کہ انہوں نے ایک غیرضروری مسلہ کھڑا کیا تھا کہ میاں نہ

ہوتے تو مہدویت نہ ہوتی جبکہ بندگمیاں نے نہ ان کی اولاد نے ایسا کچھ کہایا کیا تھا' یہ بالکل ایسا تنازعہ ہے جیسے دور نبوت کے بعد خوارجیوں نے حضرت علی کی اہمیت کو اتنا اونچا اور بڑھا دیا کہ اسلام کو مٹانا ان کا اصل مقصد تھا جو اس کی بنیاد عبداللہ ابن سبا یہودی کی سازش کا شاخسانہ ہے۔حضرت علی امام حسن یا امام حسین اس میں شامل نہیں تھے اور انہیں اس بات کا اندازہ بھی نہیں تھا کہ دشمنان اسلام اس حد تک ان کے نام اور مقام کو استعمال کریں گے بالکل یہی بات میاں مہدی کے فرزندوں کے تنازعہ میں مہدویوں میں ہوگئی۔جس نے بھی یہ بات مہدویوں میں داخل کی وہ حشر میں خوارجیوں کے ساتھ ہوگا۔ایسا نہیں کہ اس سے پہلے مہدویوں پر برا وقت اور مصیبت نہ آئی ہو بندگمیاں سید خوندمیرؓ کی خلافت ولایت سنہ 918-930 ہجری اور بندگمیاں شاہ نعمتؓ کے دور خلافت ولایت 930-935 سنہ ہجری کا دور مہدویوں پر پر آشوب ظلم وستم کا دور تھا۔حالانکہ بندگی ثانی مہدیؑ سید محمود کے دور خلافت 910-918 میں بھی مخالفت و پریشانی علمائے سو اور حاکموں کی طرف سے ہوئی مگر اس میں شدت نہ تھی مگر تکلیف اور ظلم کیا گیا' بندگمیاں شاہ نظامؓ 935-940 اور بندگمیاں شاہ دلاورؓ 940-944 کے دور خلافت ولایت اتنے پر آشوب اور مظالم والے نہیں دکھائی دیتے۔ان پانچ خلفاء مہدی کے بعد صحابہؓ مہدی دور دراز علاقوں میں پھیل گئے اور اپنے دایرے قایم کر لئے۔آثار وقراین سے اندازہ ہوتا ہے کہ احمد نگر کی حکومت تک مہدویہ دایرے الگ اور دور دراز تھے' اس کے بعد سلطنت بہمنی سلطنت عثمانیہ حیدرآباد اور سلطنت خداداد سری رنگا پٹنم میں دوبارہ مختلف خانوادوں کے دایروں کا اجتماع مہدویہ آبادی کی شکل اختیار کر گیا اور ہجرت موقوف اور قیام مستقل ہوگیا۔مگر منکران مہدی کی مخالفت برقرار رہی جو سری رنگا پٹنم کے اخراج اور حیدرآباد کے معرکہ میں دیکھنے کو ملتی ہے۔ان تمام حقیقتوں کے باوجود مہدویت کو غیروں سے نہیں سب سے زیادہ نقصان خود مہدویہ عالموں اور رہبروں سے اس کی ابلاغ وتبلیغ میں ہوا ہے۔شروع شروع میں ذاتی نگرانی اور تعلیم وتربیت معقول تھی بعد میں یہ بھی متروک ہوگئی صرف سنی سنائی قصہ گوئی اور اپنی رائے کو مقدم کر کے من مانی اور من گھڑت باتیں مشہور ہونے لگیں جس کے لئے سینہ بہ سینہ علم وعمل کی منتقلی کا سہارا لیا گیا جو کہ نہ مہدی موعودؑ سے نہ صحابہؓ مہدی سے نہ بعد کے بزرگوں سے منقول تھا۔بس یوں ہی ہم جو کہہ رہے ہیں وہ دین ہے والی روش اختیار کر لی گئی۔اور یہی دور مہدویت کی تعلیم کی نقل میں نئی جماعتوں اور فرقوں کا دور تھا جنھوں نے تعلیم مہدی کو اپنے نام سے منسوب کر کے نئی جماعت اور گروہ بنالئے کیونکہ انہوں نے دیکھا مہدویوں میں تعلیم اور عمل سے دوری

ہےاوران کے درمیان میاں مہدی کا تنازعہ اپنے شباب پر ہے۔ یہ وہی دور ہے جب دیوبندی تبلیغی اہل حدیث جماعتیں بنیں۔اور آج بھی مہدویوں کا یہی رویہ ہے حق اور حقیقت کو دباؤ اور اپنی ساکھ برقرار رکھو بھلے اس کے لے منکروں اور اغیار سے ہی کیوں نہ ہاتھ ملانا پڑے۔

کلام اللہ یا قرآن مجید کے دنیا پر اثرات کے پانچ ادوار

حضرت محمد ﷺ پر قرآن نازل ہونے کے بعد کلام اللہ کے بیان اور اُصولوں نے ان چودہ سو برسوں میں دنیا میں پانچ مرتبہ قرآن نے انسانی سوچ سمجھ اور تاریخ کا رُخ بدلا ہے۔ یہ بات تاریخ عالم یا تاریخ دنیا اور تاریخ اسلام کا مطالع کرنے والوں کو بہتر اور بخوبی طور پر سمجھ میں آے گی کہ قرآن نے انسانی معاشرت کو ایک نئے طرز زندگی سے دنیا میں روشناس کرایا ہے۔مخالفین اسلام کفار و مشرکین کی مخالفت اور دشنام طرازیوں کے باوجود اسلام نے ان پانچ ادوار میں ایک نئی سوچ اور کروٹ دی ہے۔

1) پہلا نبوت کے ابتدائی دور سے ختم نبوت کے دور تک کے 23 تیئس برسوں میں نہ صرف عربوں کو دنیا کے امام بنادیا بلکہ دنیا کو ایک نیا نظام عمل اور اُصول بتائے جو اس سے پہلے متعارف نہیں تھے۔اور دنیا اچانک چونک اُٹھی

2) دوسرا دور جب قرآن کی بنیاد پر مورخوں مفسروں محدثوں اور فقہ کے عالموں نے قانوں قاعدہ اور نظام دنیا کے نے اُصول قرآنی احکام پر طے کے اور ایک نیا نظام دنیا کو پیش کیا۔اسکے بعد ہی دوسری قومیں تاریخ جغرافیہ اور اپنے نظریات کو قلم بند کرنے لگے۔

3) تیسرا قرآن میں بتائی گئی دقیق باتوں کو علمائے اسلام کے ایک خاص طبقے نے علم کائینات علم نجوم علم کہکشاں علم کیمیا علم معدنیات علم ریاضی تاریخ وجغرافیہ علم حکمت اور طب کے اُصول وضوابط دنیا کو سکھائے۔

4) چوتھا' نویں 9 صدی ہجری میں بعثت مہدی کی تعلیم طریقہ اور اعمال نے مسلم علما وصوفیا کو معرفت الٰہی اور قربت الٰہی کی ایک نئی راہ دکھائی۔ بعثت مہدی کے بعد ہی جھوٹے ولیوں اور علمائے سُو کا دبدبہ ختم ہونے لگا مگر ! نئی جماعتیں فرقے اور گروہ پیدا ہوئے اسلام میں ان میں کچھ صرف قرآن پر کچھ احادث پر ٹکے رہ گئے کچھ تصوف میں اُلجھے مگر تعلیمات مہدی کے اثرات کو انہوں نے کسی نہ کسی طرح اپنے اندر قبول کیا

۔رسم وبدعت کی مخالفت مہدی موعودؑ سے شروع ہوئی۔وہابیوں نے اس ایک شق کو اپنا عقیدہ بنالیا،علم کے بجائے عمل کی تعلیم مہدویت میں دی گئی بعد میں کچھ جماعتوں نے صرف علم کو مذہب بنالیا جیسے دیوبندی تبلیغی اور جماعت اسلامی ۔ادب بزرگاں کا طریقہ مہدویوں میں صحبت صادقین کے بطور پیش کیا مگر بریلویوں نے اسے صندل چادر اور قبر پرستی سے جوڑلیا۔

5) پانچواں دور جو آج سے تین سو برس پہلے شروع ہوا جس میں تجدید ایجادات ترقی اور سہولیات کی فراہمی کا دور شروع ہوا تو ،مسلمانوں کی تاریخی معدنی کیمیائی تاریخ اور تحقیقی بنیادوں پر نئے علوم اور سائنس اور ٹکنالوجی کی بنیادیں رکھی گئیں اور آج تک جاری ہے،جبکہ ان پچھلے تین سو برسوں میں یہ جھوٹ اور افواہ پھیلائی گئی کہ یہ اہل مغرب یا عیسایوں کا کمال ہے مگر تاریخ میں رقم ہے کہ کسی بھی نئی ترقی پر کلیسا یعنی چرچ کے پادریوں نے کفر کے فتوے لگائے ،اور اس ترقی کو روکنے کی کوشش کی بعد میں دیکھا کہ ان کے مذہب کا نام ہورہا ہے لوگ عیسایت سے مرعوب ہونے لگے ہیں ،تو انہوں نے یہ روش چھوڑ دی، جبکہ اسلام میں بوعلی سینا ،الخوارزمی (الجبرا اور الگوتھم) ابن الحیستم ، (آپٹکس فوٹو گرافی) القاسم الزواری (عمل جراحی) ،ابن نافس (دوران خون اور جسمانی نظام)،عباس ابن فرناس (ہوائی سفر کے نظریات) ،الحازن (موجودہ بصاریٰ علوم۔عدسہ فوٹو۔ودیگر) پر ایسی سختیاں اور پابندیاں نہیں تھیں۔

حالات حاضرہ اور تاریخ کا مختصر جایزہ

کوئی بھی تعلیم دینا طریقہ بتانا اصلاح کرنا تبلیغ کرنا صرف یہ نہیں کہ واقعات بیان کر کے احکام بتا دیے جائیں۔پہلے تاریخ کا جایزہ لینا اور اُس کے بعد خود کی قوم کی کمیوں کمزوریوں کوتاہیوں بدعات اور خرافات کی نشاندہی کرنا اصل مقصد ہونا چاہیے،تعریف اور ثنا خوانی انسانوں میں غرور اور تکبر پیدا کرتی ہیں۔اس لئے ہم ایک مختصر تاریخ جایزہ یہاں لیتے ہیں جیسا کہ ہمارا طریقہ ہے تاکہ حقیقت کو سمجھنے میں آسانی ہو اور ہم بھی اپنے اعمال اور احوال کا جایزہ لیں۔

مہدئ موعودؑ کی ھدایت حق کے دو ادوار ہیں ،پہلا ہجرت کے بعد دعوی مکہ مکرمہ سے پہلے جس میں آپ علیہ السلام نے چھ فرایض ولایت کی تعلیمات دی اور اچھی طرح صحابہؓ کوان کی تربیت کرادی۔دعو

مہدی مکہ مکرمہ میں کرنے کے بعد قرآن سے اپنا دعویٰ ثابت کیا اور دعوت طلب دیدار کو مصدق تارک الدنیا پر فرض قرار دیا' آپؑ نے ''طلب'' کو فرض قرار دیا ''دیدار'' کو نہیں۔ کیونکہ دیدار ہونا یا نا ہونا اللہ کی مرضی پر منحصر ہے۔حضورﷺ کی حیات میں قرآن مجید کے نزول کے دو ادوار ہیں' دور مکہ میں احکام اور نبوت محمدﷺ کے آثار و احوال کو پیش کیا گیا' ہجرت نبوی کے بعد مدینہ میں فرایض اسلام احکام سنت نبوی شریعت کا نفاذ احادیث کے بیان وضاحتیں بیان ہونے لگیں۔مکہ مکرمہ میں حالات نا مساعدہ تھے یہاں مکتب یا نصیحت کے محافل نہیں سجیں' مدینہ میں جب اسلامی نظام قایم ہوگیا تو یہ باتیں آسان ہوگئیں۔مکہ کی زندگی یا نبوت کا دور شورش اور انتشار زدہ تھا جس میں آپﷺ کی زندگی پریشانی کفار کے مظالم مخالفت ستم برداشت کرنے میں گزری' اور کئی صحابہؓ ایک نہیں دو مرتبہ حبشہ ہجرت کر گئے' اور آپ کی رفیقہ حیات حضرت خدیجہؓ اور حضرت ابی طالب انتقال فرما گئے۔اور مکہ کا ہی وہ دور بھی ہے جب معراج واقع ہوگئی اور لیلۃ القدر کا بیان بھی ہوا' مگر لیلۃ القدر کو مدینہ منورہ میں رمضان کے تیس 30 روزے فرض ہونے کے بعد طاق راتوں میں تلاش کرنے کا حکم ہوا' جب مدینہ منورہ مستقر اسلامی کا مرکز بنتا چلا گیا تو شرعیت کا نفاذ بھی ہونے لگا احکام پر عمل آوری احادیث کی وضاحتیں' پند و نصائح وعدہ وعید کا دور شروع ہوا مدینہ میں۔اور اسی کے ساتھ اسلامی مملکت کا قیام ہونے لگا جس میں معرکے جنگ مقابلے ہونے لگے' جہاد کا حکم پہلے سورہ بقرہ کی ۲۱۶ آیت میں ہوا جو مدنی سورۃ ہے' اس کے بعد سورہ توبہ میں اور یہ مدنی ہے۔اور دوسری قوموں ملکوں بادشاہوں کو اسی مدینہ سے قرآن کا پیغام اور خطوط لکھے گئے۔مکہ میں شق القمر اور معراج جیسے عظیم واقعات ہوگئے' مدینہ میں نظم و نسق اسلامی طرز معاشرت کی بنیاد رکھی گئی۔قرآن مجید کے نزول کے دو ادوار ہیں مکہ مکرمہ میں ہجرت سے پہلے 86 سورتوں کا نزول ہوا جن کا کلام و بیان مختلف ہے' مدینہ منورہ میں 28 سورتوں کا نزول ہوا ان کا کلام و بیان مختلف ہے۔اس بات کو عالم اسلام کے تمام علماء فقہا اتقیا صوفی و سالک مانتے ہیں۔مہدی موعودؑ کی دعوت حق میں بھی یہ دو پہلو واضح نظر آتے ہیں' ہجرت سے پہلے 13 برسوں میں آپؑ نے تعلیمات فرایض ولایت کے چھ اعمال کو قرآنی بنیادوں پر اطمینان سے بیان بھی کیا اور صحابہؓ کو عمل کراکے تربیت بھی دیدی۔دعویٰ مہدی مکہ مکرمہ کے بعد کے 10 برسوں میں قرآن سے اپنا دعویٰ بھی پیش کیا اور طلب دیدار کی دعوت بھی دی۔اگر دیکھا جائے تو ان دس برسوں میں آپؑ اپنا دعویٰ ثابت کرنے قرآن سے مناظرہ مباہلہ اور ثبوت پیش میں کرنے میں گزارے اس میں اللہ کی حکمت نظر آتی ہے' اگر دعویٰ کے بعد تعلیم اور

ترویت مصدقین ہوتی تو حالات سازگار نہیں تھے مخالفت حجت دلیل بیان میں یہ دور گزرا اس طرح ان تعلیمات فرایض ولایت پر بندوں کو عمل کرانا تربیت دینا مشکل تھا۔اگر حضورﷺ کی حیات نبوت میں یہ دیکھیں تو یہ فرق وہاں بھی نظر آتا ہے کہ مدینہ منورہ میں جس شدت سے آپؐ نے اصلاح تبلیغ پند ونصائح فرایض کی پابندی خطبات اعلانات وعدہ وعید دوسرے حکمرانوں بادشاہوں کو خط لکھے وہ مکہ مکرمہ میں ممکن ہی نہیں ہوا۔حضورﷺ کے وصال کے بعد صحابہؓ کا قیام مدینہ میں رہا حضرت عثمانؓ کی خلافت تک اس کے بعد حضرت علیؓ نے اسلامی حکومت کوفہ اعراق منتقل کردی اُاور صحابہؓ جو پہلے اسلامی جنگوں کے لۓ دُور دراز ممالک جا چکے تھے حضرت علیؓ کے بعد رہے سہے بھی چلے گۓ اور اسلامی مملکت پھیلتی چلی گئ۔اس کے بعد اُموی وعباسی خلافتوں میں یہ ایک وسیع اسلامی مملکت بن گئ۔ایسا ہی کچھ حال مہدی موعودؑ کے وصال کے بعد ہوا صحابہؓ مہدی ہندوستان کے طویل و عریض میں پھیل گۓ۔اور معرکہ بدر ولایت کے بعد تو مہدویہ دایرے اور آبادیا برصغیر کے طویل وعریض میں پھیل گئیں۔یہ احوال حضورﷺ کے بیان کے مطابق ہیں کہ المھدی منی یخفو اثری و لا یخطی مہدی مجھ سے ہے میرے نقش قدم پر چلے گا خطا نہیں کرے گا۔اب اس سے زیادہ نبوت مہدی یا حضورﷺ کیا تباع اور اطاعت کیا چاہیے؟۔

سابقہ قومیں جن کی عظمت رفتہ کے ابواب تاریخ میں ضبط قلم ہیں جن کو قرآن نے بھی بیان کیا ہے وہ آج یا تو نیست ونابود ہو گئیں یا مٹ گئیں ان میں قوم نوحؑ قوم ھودؑ قوم لوطؑ قوم عاد قوم ثمود نبطی Nabataean صحرا عرب کی قدیم قوم قبطی Coptic مصری جو فرعانہ مصر کی قومیں تھیں ان کے علاوہ بہت ساری قومیں صفہ ہستی سے مٹ گئیں ان میں رومی یونانی جنوبی امریکہ کی ماین اور آزٹیک قومیں بھی ہیں جن کا نام وجود باقی نہ رہا صرف ان کے آثار باقی ہیں بطور عبرت کے۔ان پرانی مشرک قوموں میں ہندی بدھ تاؤ اور شی عقیدے جو چین جاپان کے ہیں جو باقی ہیں۔قوموں کے مٹنے کی بہترین مثال یہودی اور پارسی ہیں جن میں پہلے وحدانیت تھی بعد میں انانیت اور خود پرستی آ گئی آج یہودی چند لاکھ ہیں اور پارسی ایک لاکھ سے کم اور ان کی زیادہ آبادی ہندوستان میں ہی ہے ان کے محدود ہونے کی وجہ خاندانی وراثت اور قومی غرور ہے کہ ہزاروں برسوں سے خونی رشتے کی بنیاد پر ہی کوئ یہودی یا پارسی ہوسکتا ہے نہ کوئ نیا شخص یہ مذاہب قبول کرسکتا ہے نہ ان میں شامل ہوسکتا ہے۔یہودی کسی زمانے میں سارے جزیرہ نما عرب ارض فلسطین کے حاکم ومالک ہوا کرتے

تھے'اور پارسی ایران شام جنوب وسطی ایشیا کے مالک وحاکم تھے سوائے ان کے کوئی قوم قابل قدر نہ تھی ان کے ادوار میں۔ یہ وہ قومیں ہیں جنھوں نے علم دولت حکومت سیاسی بصیرت جوڑتوڑ سے صدیوں اپنی شناخت اور تسلط کو برقرار رکھا۔ پھر اچانک ان کا نام ونشان مٹ سا گیا' عیسایت کے بعد یہودیت کا' اسلام کے بعد پارسیوں کا تقریبًا خاتمہ ہوگیا ہے۔ اور جو بت پرست اور مشرک رہے وہ اپنے انتشار اور بکھراؤ کے بعد بھی باقی رہے کیونکہ ان کا کوئی مرکزی آئین شریعت اور قانون نہیں تھا جو جس کی سمجھ میں آیا کرلیا۔ اور ملحدوں کا زمانہ دراز سے خدا کے وجود سے ہی انکار رہا مگر انہیں انیس ویں صدی میں کمیونزم کے طور پر عروج حاصل ہوا۔ ان کے درمیان عیسایت اور یہودیت جوں تو کر کے اپنی شناخت اور وجود کو باقی رکھنے میں کامیاب رہی دینی اور مذہبی انتشار کے۔ یہودیت کو عیسایت نے رومی و یونانی حکومت کی طاقت کے زور پر کچل دیا' اور طلوع اسلام کے بعد آتش پرست یا پارسی حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔ عیسایوں نے طلوع اسلام کے بعد مذہبی جنون شدت پسندی بربریت سے افریقہ مراکش الجیریا لیبیا ہندوستان براعظم امریکہ کے جنگلی قبایل اور نجی پچی ماین اور آزٹیک قوموں کو اپنا غلام بنا لیا۔ اسی طری آسٹریلیا نیوزی لینڈ کی قبایل کو کچل کر اپنا تسلط قایم کرلیا اور ایک طاقت ور حریف کے طور پر ابھرے۔ لیکن انیسویں صدی میں کارل مارکس نے اپنی یہودی فطرت کے مطابق انسانوں میں الحاد اور لا دینیت کی بنیاد کمیونزم کے نام پر ایک گروہ تشکیل دے دیا۔ اور یہ ایک مضبوط اور ظالم اور سخت گیر سماج کے طور پر اُبھرا' جس کی لپیٹ میں کنفیوشیس بدھ اور تاؤ اور شی نظریات کے لوگ مایل ہوگئے یہاں تک کہ مسلمانوں میں صدام حسین اور حافظ الاسد ان سے متاثر ہوگئے' اور الحاد کو اسلام میں ملوث کرنے کی کوشش کی اور کچھ حد تک مصطفیٰ اتاترک بھی اسٹالن اور مسولینی سے متاثر ہوا مگر ترکی میں سلطنت عثمانیہ کے سات سو سالہ دور حکومت میں اسلام کی جڑیں مضبوط ہوگئیں تھیں اس لئے اتاترک نے کمیونزم کے بجائے سوشیلزم کو لاگو کردیا جو اسی کا ایک نظریاتی پہلو ہے۔ اس رجحان نے عیسایت کے مبلغوں کو ان کے مذہب کے پھیلاو سے روک دیا' اس کے علاوہ ہند عرب و افریقہ کی آزادی کی تحریکوں نے بھی عیسایت کی تبلیغ کو محدود کرکے ان پر قدغن لگادیا' اور عیسایوں کی نسلی اور رنگت کی برتری کے ظلم وتشدد نے ان کی بڑھتی ہوئی حیثیت گھٹادی۔ اور آج عالم یہ ہے کہ اسلام کی طرف آہستہ آہستہ یہ لوگ طرف مایل ہورہے ہیں' اس کی وجہ مسلمانوں کی کوشش کم ہے عیسائی و مغربی محققوں کی تحقیق اور اسلام کے تئیں حقیقت بیانی ہے۔ رہی ہندو بدھ جین شی تاؤ طریقوں نظریات کو لوگ اس لئے نہیں قبول

کرتے کہ ان میں لا دینیت منتشر اقدار ہیں۔اب رہ گے مسلمان اور عیسائی آج یہی دو دنیا کے بڑے گروہ اور مذہب ہیں اور بتایا یہ جارہا ہے کہ سنہ دو ہزار پچاس تک اسلام دنیا کا سب سے مقبول اور بڑا مذہب ہوگا۔اسلام کے پھیلنے کی وجہ اس کا بین القوامی کردار اور خطاب ہے۔مسلمانوں میں بھی فرقوں گروہوں اور آزادی رائے کے حلقوں کی کمی نہیں، لیکن قرآن اور سنت رسول ﷺ کا اس میں اہم کردار ہے اسلام کے پھیلنے اور وسعت میں ہے جو اس کی رواداری کی مثال ہے 'اور اس کے مذہبی قوانین حالات معاملات صاف شفاف اور کھلے اور واضح ہیں۔چھپے چھپائے ہوے نہیں۔اسلام میں بھی بہت سارے فرقوں گروہوں جماعتوں کے عزائم عیسایوں یہودیوں ملحدوں کی طرح شدت پسند ہیں' جیسا کہ جماعت اسلامی اسلامی برادرہوڈ القایدہ دیوبندی تبلیغی اہل حدیث وہابی طالبانی ان کے عزائم جارحانہ اور شدت پسند ہیں۔آج ہمیں صرف طالبان نظر آرہا ہے آج سے دو سو برس پہلے وہابیہ نے مکہ اور مدینہ پر حملہ کرکے اسے مسمار کردیا تھا جیسا اب طالبان کررہے ہیں۔ان کے درمیان روافضت اور اہل تشیع نہ مذہب ہے نہ اسلام یہ ایک ایسا گروہ ہے جو سنی مخالفت میں یا مخالفت صحابہؓ میں وجود میں آیا ہوا گروہ ہے اس لے لوگ اسے پسند نہیں کرتے۔ان تمام بیان کردہ فرقوں قوموں گروہوں میں ایک اہم پوشیدہ نکتہ وسعت اور اپنی حکومت کے لےان تمام کمیوں کوتاہیوں زیادتیوں ظلم و بربریت کو چھپائے رکھنا چاہتے ہیں۔مگر بیسویں صدی کے ذرایعہ ابلاغ کے انقلاب نے ہر قوم ملت حکومت اور تحریک کو برسر عام برہنہ کردیا ہے' کچھ عرصہ کے لے لوگ متاثر تو ہوجاتے ہیں ان سے' مگر بعد میں جیسے ہی حقیقت معلوم ہوتی ہے کنارہ ہوجاتے ہیں۔جس کی مثال وہابیت دیوبندی طالبان ودیگر جماعتیں ہیں'ان کے درمیان ولایت اور تصوف کے دلدادہ لوگ کشف وکرامات غیبی امداد اور کرامت کی طرف مایل بریلوی یا تصوف کے سلسلے ہیں جو پچھلی دوصدیوں سے اپنا مقام نظر یہ کھوکر آج صرف صندل عرس چادر اور ظاہری مجمع میں ذکر کے شورشرابے میں خود کی پہچان بنائے رکھنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔

جیسا کہ ہم نے کہا اصلاح وتبلیغ صرف خود کی تعریف وتوصیف اور واہ واہی کرنا نہیں ہے اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں پر بھی نظر کرنا پڑتا ہے۔ان تمام میں مہدویت پچھلے پانچ صدیوں میں چار صدیوں تک مشہور ومعروف رہی۔اس کے بعد کا دور اسلام کا درمیانی دور ہے اسلام کی حقانیت کے بعد مسلمانوں میں شروع ہوئی بدعات رسم اور آزادی رائے کے بعد مسلمانوں میں دینی بےراہ روی اور آزادی کا دور شروع ہوا اور اسی

کے ساتھ مغربی ممالک خصوصاً عیسائی اور یہودیوں کی ترقی اور تحقیق کا آغاز بھی ہوا ان کے درمیا مسلمان دگرگوں ہوگئے ایک طرف دین تھا دوسری طرف دنیا کی ترقی کی چکاچوندان کے درمیان مسلمانوں کی سوچ عقیدہ مذہب میں ایک انتشار شروع ہوگیا' ادھر جاؤں یا اُدھر جاؤں۔ جیسے کہا مہدویت اسلام کے علمی اورروحانی پہلو کی ترجمان تھی جسے لوگوں نے پسند کیا اور مقبول ہوئی' مگر ! مہدویت پچھلے ایک سو برسوں میں اس کے وراثتی مذہبی رہنماؤں اہل مسند وارشاد کے رحم وکرم کی خواستگار ہوتی اور سمٹتی سکھڑتی چلی گئی۔ علم اور عمل کی کمی نے اہل رشد و ہدایت کو غیروں کی تو کیا خود مہدویہ عوام کی تعلیم تدریس اصلاح وتبلیغ سے بیگانہ کردیا' عام مہدویوں کی اصلاح و تعلیم کیا کرتے خود اپنے خاندانی افراد کو دوسرے بدعقیدہ جماعتوں کے مدارس اور جماعتوں کے حوالے کردیا' اس طرح خود کو محفوظ اور محدود رکھنے کی کوشش میں مہدویت جیسے صاف شفاف مذہب کو مخفی محدود مشکوک اور لاعلم اور بدعمل لوگوں کا گروہ بنادیا۔ آج مہدویوں کی عام آبادی کے ساتھ اس کے خود کے رہنما رہبر مسند منصب نشیں بے عمل بے علم اور انتشار کا شکار ہیں اور اتنے گھبرائے ہوئے ہیں کہ ہر نئے پیدا ہونے والے گروہ اور جماعت کو اسلام سمجھ کر اس کی تقلید میں حیران وپریشان ہیں۔

حالانکہ مہدویت کو سمجھنے اور سمجھانے کے لئے مدرسہ خانقاہ لابیریری تفسیر کی جلدوں احادیث کی شرحوں کی بالکل ضرورت نہیں' صرف خلوص سے قرآن سنت رسول ﷺ اور تعلیم اور طریقہ مہدی پر عمل کی ضرورت ہے۔ اور وہی مہدویوں میں نہیں ہے۔ کسی دور میں مہدویہ ماحول میں دایرے ہی اس کے مدرسے تربیت گاہ ہوا کرتے تھے۔ حضور ﷺ کی زندگی ہمارے سامنے ہے دور نبوت میں کونسے مدرسے خانقاہ اور لابیریری تھی' جو لوگ رسالت پناہ ﷺ کی بارگاہ سے فیض یاب ہوئے' اور دنیا کے امام کہلائے' جو لوگ ان سے متاثر ہوئے' وہ اسلام اور ایمان کی پاکی اور طہارت تھی' یہی بات مہدی موعودؑ کی ہجرت اور قیام دایرہ میں دیکھنے کو ملتی ہے' مسلمان عالموں نے اسلام کی سادگی کو چھوڑ دیا' مہدویوں نے اعمال طہارت و پاکیزگی کو خیر باد کہہ دیا' خودنمائی ریاکاری دکھاوا شہرت کی طلب میں سرگرداں ہیں۔ اس کا لازمی نتیجہ عوام میں بے چینی بے ضابطگی افراتفری ہے۔ اور آج مہدویوں میں جو اہل منصب ہیں انہیں مہدویت تو کیا اسلام کی تعلیم کا علم نہیں اور نہ عمل ہے اور جو دوسروں کے مدارس کے فارغ ہیں انہیں اسلام کا نہیں ان بے دین فرقوں کے طور طریقوں اور اعمال کا علم ہے جو اسلام ہے ہی نہیں' مہدویت ان کے لئے ایک نامعلوم اور بے زبان چڑیا کے مانند ہے جسے وہ سمجھ اور

سمجھا رہے ہیں'ان کے لئے بہرہ عام میلاد قدمبوسی لیلۃ القدر زیارت جلسہ جلوس تربیت اور مرید بنالینا ہی مہدویت رہ گئی ہے۔

سبق پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا اقبالؔ

آج مہدویوں میں قرآن سنت رسول اور تعلیمات مہدی کے بجائے دوسرے فرقوں گروہوں جماعتوں کی تعلیم اور طرز پر مہدویت کو سمجھا اور سمجھایا جارہا ہے'جو نہ اسلام اور ایمان ہے اور مہدویت اور احسان ہے۔آج کل تو مہدویوں میں احسان پر کوئی گفتگو کرنے کو بھی تیار نہیں' کیونکہ کبھی انہوں نے اس پر نہ غور کیا اور نہ پچھلے سو برسوں میں اس پر گفتگو ہوئی'اور اس کی تعلیم اور تربیت۔مسلہ احسان بڑا دقیق علمی منطقی دلیلی اور فہم وادراک کا مسلہ ہے' آج کسے فرصت ہے کہ اس پر غور وخوص کرے کچھ ظاہری اعمال ہی اب مہدویت رہ گئی ہے'اور دوسروں سے مستعار لی ہوئی سیکھی ہوئی دینی تعلیم'اب مہدویہ دایروں میں اپنا کچھ بھی نہیں رہا۔اب ظاہری ادب واحترام قدمبوسی کی خانہ پوری ہے'خاندانی تربیت تو قصہ پارینہ بن چکی ہے۔اب دھڑلے سے دوسروں کی اقتداء رسم وبدعت تکذیب رسول ومہدی وبزرگاں ہورہی ہے۔اس طرح آثار قیامت کا ظہور ہو چکا ہے ایمان پر چلنا اب حضورؐ کے فرمان کے مطابق ہاتھ میں انگارہ لے کر چلنا ہے۔اب اللہ رسول ومہدی کے بجائے انفرادی طور پر شخصیت پرستی کا دور ہے۔اب لوگوں کا ادب واحترام ہی دین رہ گیا ہے'جن کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھنا بے دینی بلکہ کفر کے مقام میں ہے' کیونکہ وسیلہ اور ذریعہ کا مقام اتنا بڑھا دیا گیا ہے کہ بغیر اس کے خدا کو پانا ممکن ہی نہیں رہ گیا'اب ساری مہدویت مشت خاک پر ٹکی ہوئی ہے۔حضرت مہدی موعودؑ کے وصال کا خیال کرکے بندگی میاں شاہ نعمتؓ رونے لگے'مہدی موعودؑ نے فرمایا: میاں نعمت یہ وقت رونے کا نہیں بلکہ رونے کا وقت وہ ہے جب بندہ تم میں نہیں رہے گا۔معنی اسلام ایمان احسان کو درکنار کرکے بالائے طاق رکھ کر لوگ مہدوی کہلائے جارہے ہیں اس طرح نہ ہم میں مہدوی ہیں نہ ہم میں مہدویت ہے۔

مہدویوں میں خاندانی ووراثتی نظام بعثت مہدی کے دوسو برس بعد شروع ہوا بندگی شاہ یعقوب حسن ولایت اور بندگی خاتم مرشد تک یہ خاندانی نظام کے آثار دکھائی نہیں دیتے۔بندگی شاہ یعقوب حسن ولایت کی اولاد کو بارہ بنی اسرائیل کہا جاتا ہے مہدویوں میں' کیونکہ آپ کی سات بیویوں سے بارہ اولاد تھیں۔دراصل نبی یعقوبؑ کو بنی اسرائیل کہا گیا معنی رات کو سفر کرنے والا حضرت یعقوبؑ حضرت اسحاقؑ کی

اولاد تھے۔انہیں کی اولاد میں آگے چل کر قوم بنی اسرائیل مشہور ہوئی 'جن میں حضرت موسیٰ بھی ہیں' جب حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو فرعون سے آزاد کرا کے صحرائے سینا میں لائے تو پانی کی قلت کی شدت کو محسوس کیا گیا حضرت موسیٰ نے اللہ کے حکم سے اپنا اعصاء زمین پر مارا تو زمین سے بارہ چشمے جاری ہوئے' بنی اسرائیل کا ہر خاندان ایک ایک چشمے پر قابض ہو گیا' اور بعد میں یہی بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے بنے۔جن میں بہت سارے تاریخ کی اوراق میں کھو گئے' آج دو ایک ہی باقی ہیں۔اسی نسبت سے بندگی یعقوب حسن ولایتؓ کی پانچ بیویوں سے بارہ اولاد اور ہمنام ہونے کی وجہ سے انہیں بارہ بنی اسرائیل مہدویوں میں مشہور کر دیا گیا۔اور بعد میں یہ خاندانی نظام بن گیا۔بندگی شاہ یعقوب حسن ولایت کی اولاد بی بی راجے رقیہ سے بندگی سید اشرف اور بندگی سید اسحاق ہیں'ان دو ماں جائے کی اولاد اشرفی و اسحاقی کہلاتی ہے۔بوا بی بی سے بندگی سید خوندمیر اور بندگی سید یوسف ہیں۔بی بی صاحبہ سے بندگی سید ابراہیم بڑے میراں مدفن گوکاک اور بندگی سید محمود ہیں ان دونوں ماجائے کی اولاد ابراہیمی اور محمودی کہلاتی ہے۔بی بی سارہ سے بندگی سید عالم ہیں۔بی بی منجلی سے بندگی سید مصطفیٰ ہیں۔بندگی سید یعقوب حسن ولایت کے بھائی بندگی سید عبدالحی روشن منور کا ایک الگ خاندانی سلسلہ ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے دادا عبدالمطلب کی سات بیویاں تھیں۔حضور کے پدر محترم حضرت عبداللہ۔ابو طالب۔اور زبیر عبدالمطلب کی بیوی فاطمہ بنت عمرو سے تھے۔حضرت حمزہ۔حاجل اور ماقوم حالہ بنت وہیب سے تھے۔حضرت عباسؓ اور ضرار نتیلہ بنت جنب سے تھے۔ابولھب کی ماں لبنیٰ تھیں۔حارث کی ماں سارہ بنت جندب تھیں'جن سے عبداللہ۔ابوسفیان۔اُمیہ۔نوفل۔اور مرہ تھے۔قاشم اور غیداق دوسری بیویوں سے تھے۔حضور ﷺ حضرت عبداللہ کے واحد فرزند تھے کوئی بھائی بہن نہیں تھے۔جبکہ آپؐ کے چچا ابو طالب کے فرزند حضرت علیؓ۔حضرت عقیل۔طالب تھے۔ابولہب کے بیٹے عتبہ اور عتیبہ تھے۔حضرت عباسؓ کے بیٹے حارث۔مابد۔عبدالرحمٰن۔ماشر۔عبداللہ۔سافن۔تمام اور کثیر تھے۔ان میں عبداللہ سے بنو عباس کی خلافت اور حکومت چلی جو بنو اُمیہ کی ۹۰ سالہ حلومت کے بعد ۵۰۰ برس تک خلافت بنو عباس قایم رہی۔بنو اُمیہ اور بنو عباس کے بعد چنگیز خاں کی منگول فوجوں نے ان دونوں حکومتوں کا شیرازہ بکھیر دیا۔منگولوں کے بعد عباسی خلافت کے سالاروں نے مملوک کی حکومت مصر میں قایم کی۔جو سلجوقی اور بیادی حکومتیں تھیں اور یہ حکومتیں ترکی کی سلطنت

عثمانیہ ۱۲۹۹۔۱۹۲۲ تک قایم رہی پہلی جنگ عظیم تک ۔اور یہ سکھڑ کر موجودہ ترکی تک محدود ہوگئیں جسے مصطفیٰ کمال نے بچایا۔اس سے پہلے عرب ایران شام خراسان سبھی سلطنت عثمانیہ کے ماتحت تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ کو بعد ہجرت مدینہ قرآن کے احکام وبیان قوموں کے واقعات سے بخوبی اندازہ ہوگیا تھا کہ تاریخ اسلام لکھی جارہی ہے' حالات بدلنے والے ہیں اور اللہ تعالی کے طرف سے ان باتوں کو بتایا اور یقین دہانی کرائی جارہی تھی۔ جب آپ ﷺ مدینہ منورہ ہجرت کر گئے تو پہلے مہاجر صحابہؓ اور انصارؓ میں موافقت اور بھائی چارہ قایم کرایا' مدینہ کے اطراف کے قبایل سے امن اور اتحاد کے معاہدے کئے' یہودی اور عیسائی قبایل اور آبادیوں سے معاہدے کئے' مکہ والوں سے صلح حدیبیہ ہوئی' جزیرہ عرب کے اطراف کی حکومتوں نے مسلمانوں کی بڑھتی طاقت کے پیش نظر جوزیادتیاں شروع کیں ان کے پیش نظر حکمت عملی کے طور پر ایک فوجی مہم مرتب کی تاکہ عرب تجارتی قافلوں پر حملے اور نقصان کا قدشہ بڑھنے لگا تھا اس طرح جنگ یرموک کی تیاری شروع کی جو بازنطینی عیسایوں سے خطرہ تھا۔ معرکہ بدر' احد' خندق و دیگر معرکوں کے بعد مدینہ کو دشمنوں کے حملوں سے محفوظ کردیا' جب عرب میں امن وآمان قایم ہوا تو پڑوسی ممالک کی طرف توجہ کی ؛انتظامی اُمور اور اُصول قوانیں نافذ کئے' مسیلمہ کذاب جیسے اور فتنوں کی طرف توجہ دی' یہ تمام **حضور ﷺ کی حکومت سیاسی قیادت جنگی بصیرت اور سیاسی استحکام کی قابلیت کو ظاہر کرتی ہیں۔اس طرح حضور ﷺ نے مسلمانوں کو سیاسی سوجھ بوجھ کی تعلیم دینے کے لئے گیا۔** یہ تمام اللہ کے رسولؐ سے ہمیں ورثے میں ملا تھا جسے آج ہم نے کھودیا ہے۔ حضور ﷺ نے مملکت اسلامیہ کو محفوظ و مامون رکھنے کے لئے تمام احتیاطی تدابیر اختیار کیں' آپ پیغمبر نبی رسول ہونے کے علاوہ ایک مدبر' حاکم' جرنیل' سپہ سالار' منتظم' معاشی علوم کے ماہر مصلح مبلغ حکیم طبیب تاجر مورخ ہونے کے ساتھ ساتھ سیاسی بصیرت میں بے مثال تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کی حیات میں پورا جزیرہ عرب آپؐ کے تابع ہوگیا' اور آپؐ کے تربیت یافتہ صحابہؓ نے اس حکومت کو روم ایران یونان مصر اور ترکی تک پہنچادیا' اس کے اُموی و عباسی خلفاء نے یوروپ ایشیا برصغیر اور آفریقہ تک اسلامی مملکت کو وسیع وعریض کردیا۔ شاعر مشرق اقبالؔ کو ایک مرتبہ اٹلی کے ڈکٹیٹر مسولینی نے ملاقات کے لئے بلایا بہت ساری گفتگو کے درمیان اس نے پوچھا کہ شہروں کی آبادی کے انتظام کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ اقبالؔ نے کہا کہ شہر کو ایک ممکنہ حدود سے زیادہ بڑھنے نہیں دینا چاہیے اس سے انتظامی مسایل پیدا ہوتے ہیں۔ مسولینی بہت خوش ہوا تعریف کی تو اقبالؔ نے کہا یہ میرا خیال نہیں

ہے بلکہ ہمارے نبی پیغمبر اسلام کا دیا ہوا سبق ہے تو مسولینی بہت متاثر ہوا۔

ان کے علاوہ برصغیر میں پہلی مسلم حکومت سندھ میں محمد بن قاسم کے ذریعہ قایم ہوئی ۷۱۲ ہجری میں حضورؐ کے وصال کے ۸۰ برس بعد۔اس کے بعد غزنوی ۹۶۲۔۱۱۱۶۔تک رہی۔اس کے بعد غوری حکومت ۱۱۸۶۔۱۲۰۶۔تک رہی۔اس کے بعد مملوک یا سلطنت غلاماں ۱۲۰۶۔۱۲۹۰ تک رہی۔خلجی حکومت ۱۲۹۰۔۱۳۲۰ تک رہی۔تغلق ۱۳۲۰۔۱۴۱۴ تک رہی ۔لودھی حکومت ۱۴۵۱۔۱۵۲۶ تک۔مغلیہ دور ۱۵۲۶۔۱۸۵۷ تک رہا۔اس طرح دور نبوت میں قایم ہونے والی سلطنت اسلامیہ کا طالع شوکت واقبال ۱۸۵۷ تک ہند میں اور ۱۹۲۲ تک ترکی میں بلندرہا۔اس کے علاوہ بھی افریقہ اور ایشیا میں مسلم حکومتیں رہیں۔اس دوران مسلمانوں کے فرقے اور جماعتیں بننے لگیں وہابی دیوبندی تبلیغی بریلوی اہل حدیث اہل قرآن اور آج کل سلافیوں کا چرچہ ہے۔ان تمام نے اپنے طور پر اپنے مذہبی خیال اور عقاید کے مطابق حکومتیں بنانے کی کوشش کی۔اس میں وہابیہ جزیرہ نما عرب قطر ابوذبی عمان میں میں بنانے میں کامیاب ہوئے باقی ناکام۔سب سے پہلے آل سعود نے عیسائی انگریزوں کی مدد سے ترکی کی حکومت کو گرایہ اور اپنی حکومت بنائی۔اس طرح سلطنت عثمانیہ کے بعد پرتگال اور اسپین میں مسلمانوں کا قتل عام کرنے کا عیسایوں کو موقع دیا۔

اور آج ایک نیا دور اسلامی شروع ہوا ہے یوروپ اور امریکہ میں آبادیاں گھٹنے کی وجہ سے مزدوروں کاریگروں معماروں اور تکنیکی مہارت والوں کی کمی کی وجہ سے یوروپ کے مغربی ممالک اور براعظم امریکہ کے ممالک خصوصاً امریکہ اور کینڈا میں عرب اور ایشائی لوگوں کو بلا کر مراعات کے ساتھ بسایا جارہا ہے۔سہولتیں دی جارہی ہیں ہندو قوم صرف بڑے عہدوں کی خواستگار ہوتی ہے اور وہاں اس لئے جانا پسند نہیں کرتے کہ وہاں کی مہنگائی اور طرز زندگی میں انہیں روپیہ بچا کر واپس ملک بھیجنے میں مشکل آتی ہے۔اس لئے افریقی مصری مراقشی الجیریائی سوڈانی اور برصغیر کے مسلم لوگ وہاں جا کر بس رہے ہیں اس طرح اسلام کا طرز معاشرت ان براعظم کے لوگوں کو متوجہ کررہا ہے اور پچھلے دوسو برسوں میں عیسائی اور مسلم مورخوں کے جو ترجمہ شایع ہوئے انہوں نے اسلام کو دوسری قوموں کو سمجھنے میں بڑا کردار ادا کیا ہے اور فرانس اور سویڈن جیسے ممالک میں مخالفت اور فسادبھی ہوئے ہیں۔اس میں کسی تبلیغی جماعت یا مدرسہ کلچر کا کوئی حصہ نہیں ہے لوگ اپنے آپ اسلام کو سمجھ کر اسلام قبول کررہے ہیں اس طرح مسلم آبادی ان ممالک میں بڑھ رہی ہے۔یہی وجہ ہے کہ

ہندو انتہا پسند جیسے آر یس یس بجرنگ دل اور بی جے پی میں افرا تفری مچی ہے اور وہ مسلمانوں پر اس لے ظلم کر رہے کہ مسلمان یہاں دوسرے درجے کے شہری بن کر رہ ہیں' کیونکہ آنے والی صدی میں اطراف مما لک میں اسلام کا غلبہ ہونے کی خبریں پھیل رہی ہیں۔ یہ اکیلے اور تنہارہ جائیں گے دنیا میں۔ اس کے آثار شروع ہو چکے ہیں' روس جو کسی زمانے میں سخت اسلام اور مسلم مخالف کمیونسٹ ملک تھا آج وہاں مسلمانوں کی آبادی بے انتہا بڑی ہے' اس کی وجہ ہے صدر پیوٹن نے اسلاموفوبیا کے خلاف سخت بیان بدیتے ہوے مسلمانوں کا دفاع کیا ہے' یہ ایک حیران کن حقیقت ہے اور چین میں جہاں کچھ اویگر مسلمانوں پر سختی ہوری ہے وہ بھی عرب اور مسلم مما لک سے تعلقات بہتر کرنے کے درپہ نرم پڑتا نظر آرہا ہے۔ رہی ہندوستان کی بات یہاں کے ہندو انتہا پسند مسلمانوں پر جتنی سختی کر رہے ہیں اس کا اثر الٹا پڑ رہا ہے وہ عرب مما لک میں نوکری کی تلاش میں گئے ہندو وہاں کا اسلامی طرز معاشر سے متاثر ہیں اور مقامی ہندوان انتہا پسند جماعتوں کی وجہ سے اپنا سکون واطمینان کھونے کی وجہ سے ان سے نالاں ہیں اور وہ مسلمانوں سے قریب ہور ہے ہیں۔ اس تمام منظر نامے میں کسی مسلم جماعت مدرسہ فرقہ اور گروہ کا کوئی حصہ نہیں ہے کیونکہ طالبان القایدہ دیوبندی تبلیغی شدت پسندی کے خلاف عام لوگ ہیں۔ یہی جماعتیں اسلام کے پھیلنے میں سب سے بڑی رکاوٹ بنی ہوئی ہیں۔ رہی بات چینی نز گادملکوں کی وہاں بھی اسلامی علوم کی طرف لوگوں کی کشش دکھائی دے رہی ہے۔ ہندوستان میں پچھلے ستر اسی برسوں میں جو ہندو انتہا پسندی اپنے شباب پر رہی اور تقسیم ہند کے بعد مسلمانوں پر زندگی اجیرن کی تھی اب اس کا الٹ اس طرح ہو رہا ہے کہ اس تشدد پسند جماعت کی معاشی پالسی نے لوگوں کی زندگی مشکل اور مصیبت میں ڈالدی جس کی وجہ سے یہ ہندو تنظیمیں مسلم فوبیا کا ایک ہوا بنا کر اپنی حکمت بنائی وہ محض دس برسوں میں عام ہنودؤں میں ان جماعتوں کے خلاف ایک محاذ کھڑا کر دیا ہے۔

اس تمام منظر نامے میں مہدویوں کا کردار منفی ہے۔ مہدوی خواب غفلت میں سو رہے ہیں ' کچھ بے علم اور جاہل قسم کے لوگ خود کو عالم فاضل بتانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ مگر مہدویوں میں بھی لگ رہا کہ خاندانی وراثت کا حصار آہستہ آہستہ گرنے لگا ہے۔ آج چند لوگ ہیں جو تعلیمات مہدی پر عمل پیرا ہونا چاہتے ہیں انہوں نے خود کو اپنے گھروں تک مقید اسیر اور محبوس کر لیا ہے تا کہ اپنی مہدویت کو بچا سکیں ورنہ ہر طرف شہرت نام و نمود کے دلدادہ لوگوں کا غلغلہ ہے اور انہوں نے مہدویوں پر پوری طرح غلبہ پالیا ہے۔ مگر ایک

خاموش مخالفت جنم لے چکی ہے'بھلے ہم یہ الفاظ بر ملا لکھ رہے ہیں مگر ایک بڑی تعداد اس خاندانی وموروثی نظام سے دل برداشتہ اور منحرف ہونے لگی ہے۔چند مٹھی بھر اندھی تقلید کے لوگ زور ظلم زبردستی سے اس نظام کو قایم رکھنے کے لئے ہاتھ پیر مار رہے ہیں'لیکن دینی علم ہو یا دنیائی علم حاصل کرنے والا طبقہ منحرف ہے اور بغاوت کا علم بلند کر چکا ہے'مگر روابط کی وجہ سے خاموش ہے۔ان میں جو دینی لحاظ سے کم عقل اور نا سمجھ ہیں وہی دوسری جماعتوں فرقوں سے قریب ہو گئے ہیں ایک کثیر طبقہ مہدویت کی جلا آبیاری اور اس کے حسن تعلیم تربیت اور نظام کی تجدید اور اپنے آبا واجدا کے اور سلف صالحین کی مہدویت کے عمل کا خواہاں ہے۔جس دن یہ کروٹ لے گا یہ فرسودہ نظام اور نقلی طور طریقے کاغذ کی ناؤ کی طرح برساتی نالوں میں بہہ جائیں گے۔اور تعلیمات فرایض ولایت کو لوگ اپنے طور پر اپنا لیں گے'جس کے لئے کسی رہنمائی کی قطعی ضرورت نہیں رہیگی۔بہتر ہے کہ خاندانی وموروثی نظام اپنی صفیں درست کر لے ورنہ اس نظام کا شیرازہ بکھر جائے گا اور مہدویت کی ایک نئی جہت سامنے آئے گی'جس کے قد وقال نظر آنے لگے ہیں۔

برق وباراں سے کہو صیاد وگل چیں سے کہو باغباں ہم ہیں چمن کے ہم کریں گے فیصلہ

حضور اکرم ﷺ امام حسنؓ وحسینؓ کے بی بی فاطمہؓ کی نسبت سے نانا تھے'اور حضرت علیؓ جو آپؐ کے چچازاد تھے اس نسبت سے ہونے کی وجہ سے ان کے طایا تھے۔امام حسنؓ کی اولاد بھی سادات ہیں اور امام حسین کے متعلق حضورؐ نے فرمایا تھا کہ انسے میرا نسب چلے گا اس لحاظ سے امام زین العابدین جو کربلہ کے معرکہ میں واحد بچ گئے تھے ان سے امام محمد باقر۔عمر۔عبداللہ۔عبیداللہ۔حسن وحسین اصغر ہیں۔امام محمد باقر کی اولاد میں امام جعفر صادق۔محمد مثنی۔علی اصغر۔حسن زید الفتح ہیں۔امام جعفر صادق کی اولاد میں امام موسی کاظم۔عباس۔علی۔اسحاق۔محمد اسماعیل۔اور عبداللہ ہیں۔موسی کاظم کی اولاد میں سید اسماعیل۔امام تقی۔امام نقی۔جعفر اثنا فی۔حسن عسکری ہیں۔امام موسی کاظم کی اولاد میں سید اسماعیل کی اولاد سے سید نعمت اللہ ہیں انہیں کی اولادوں میں امیر سید جلال الدین ہیں۔ان کی اولاد میں امیر سید عبداللہ المعرف بہ سید خاں کے بھائی امیر جلال الدین ہیں۔امیر سید عبداللہ المعروف بہ سید خاں کے فرزند امیر سید احمد اور میراں سید محمد مہدی موعودؑ ہیں۔

میراں سید محمد مہدئ موعودؑ کی پانچ بیویاں بی بی الہ دیتی۔بی بی ملکان۔بی بی بھیکا۔بی بی بون جی۔بی بی خورشید بانو عرف بھان متی ہیں۔بی بی الہ دیتی کے فرزند بندگی سید محمود المعروف بہ ثانی مہدی ہیں۔ان

کی اولا دیں بندگی شاہ یعقوب حسن ولایت اور بندگی سید عبدالحی روشن منور ہیں۔

جب تک کوئی بات لوگوں کو معلوم نہیں ہوتی وہ گھسی پٹی رٹی رٹائی باتیں کرتے رہتے ہیں، مگر جب انہیں کوسی حقیقت سے آگاہ کیا جاتا ہے تو اچانک معلم ومدرس بن جاتے ہیں اررے! یہ تو ہمیں پہلے سے معلوم تھا، کونسی نئی بات ہے سوال ہے اگر معلوم تھا تو کیوں نہیں بتایا یا کہا؟ ایسا کچھ وہ لوگ کرتے ہیں جو شہرت اور خود نمائی میں تو مبتلا ہوتے ہی ہیں، لیکن ان میں حسد اور بغض حد درجہ ہوتا ہے۔

صحابہؓ نے آیمہ نے علماے حق نے مفسرین ومحدثین نے جو تحقیقی کام اسلام میں کیا ہے، اسے کچھ لوگ یکلقلم مسترد کردیتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا علم عقل اور ظرف ان باتوں کو سمجھنے کے قابل نہیں ہوتا۔ ان کی مثال طفل مکتب جیسی ہوتی ہے، جس کے سامنے اعلی علوم کا بیان کیا جائے۔ یہ لوگ بابا بلیک شیپ اور ٹونکل ٹونکل لٹل اسٹار سے آگے نہیں بڑھے ہوتے۔ کیا ایک دس پندرہ برس کالڑکا، پچاس برس کے انسان کا تجربہ رکھتا ہے؟ چاہے وہ بے علم ہی کیوں نہ ہو؟۔ یہی بات کتابی اور ظاہری علم میں ہے، تحقیقی علم عرق ریزی کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ آج کار کمپنیاں آسانی سے منٹوں میں کار بنا دیتی ہیں، ذرا غور کرو جب ترقی وترویج اپنی ابتدا میں تھی جانوروں اور بیل بنڈیوں کے علاوہ انسان موٹر کار ریل ہوائی جہاز کو جانتا بھی نہیں تھا، تب ان کے بنانے والوں کے سامنے کیسے مسایل ہونگے، یہ تمام ایک سو دوسو برس میں تو نہیں ہوا صدیاں لگیں تب جاکر آج ان کا استعمال ہورہا ہے۔ اتنی ترقی کے بعد بھی کچھ لوگوں کو آج بھی موٹر کار اسکوٹر چلانا نہیں آتا۔ ایسا ہی حال تحقیق تدقیق تاریخ جغرافیہ علم الکلام احادیث کی صحت تفسیر کی باریکیوں روایات کے صحیح غلط کی پہچان کرنے قرآن کے نزول اور ترتیب کے بیان پر انکار کرنے والوں کا ہے۔ اسکوٹر چلانا نہیں آتا، ہوائی جہاز کی اڑان کی معلومات ہونے کے دعوے ہیں۔ یہ انسانی فطرت ہے صدیوں سے یہی ہوتا رہا ہے۔ جب صالح علیہ اسلام کی اونٹنی پہاڑ سے ظاہر ہوگئی، جب نوح کی قوم پر طوفان آیا، جب نمرود سورج کو مغرب میں طلوع کرنے سے لاجواب ہوگیا، جب فرعون نیل عبور کرنے کے بجائے ڈوب گیا، جب یہودی عیسی کے مردوں کو زندہ کرنے پر ایمان نہیں لائے، جب محمد ﷺ نے چاند کے دو ٹکڑے کردیے تو لوگ ایمان نہیں لائے تو علم اور تحقیق تو کوشش اور محنت سے حاصل اور معلوم ہونے کی چیز ہے وہ کیوں کریں گے، بس انہیں اپنی سمجھ ظرف اور عقل کے مطابق انکار کرنا ہے۔ رسول ﷺ اور ان کے تابع مہدی کے انکار میں یہی فطرت ہے، ہماری عقل نہیں مانتی ہم نہیں مانتے۔ جب

لوگوں کے ذہنوں میں کوئی بات جم جاتی ہے تو اللہ تعالی کی قدرت بھی انہیں نہیں سمجھ آتی ' یہی انسانیت کا سب سے بڑا المیہ ہے۔

اللہ تعالی نے اپنے بندوں میں کسی پر بھی کوئی علم مکمل نہیں کیا' ہر علم کی شاخیں ہیں تو اس مخصوص علم میں کسی کسی کو کمال حاصل ہوتا ہے۔ابلیس کیوں راندہ درگاہ الٰہی ہوا؟ اس لئے کہ وہ سمجھ بیٹھا کہ وہ بہت کچھ جانتا ہے جو دوسری مخلوق نہیں جانتی' وہ اللہ کی عظمت اور ربوبیت کا منکر نہیں تھا' اللہ کی عطا کردہ مقام ومرتبہ کی تقسیم کا منکر تھا **اگر غور کیا جائے تو ابلیس نے کفر کیا تھا شرک نہیں** ! یہ جانتے ہوئے بھی کہ اللہ تعالی خالق عالم ہے اسی کو اختیار ہے کسی بھی چیز کا' مگر دیکھا جائے تو انسان اللہ کی ربوبیت کا منکر تو ہوتا ہی ہے' اپنے نفس یا شیطان کہ بہکاوے میں جانتے بوجھتے کہ مخلوق حقیر ہے **وہ مخلوقات کو خدائی میں شریک سمجھتا ہے' جبکہ ہزاروں سالہ تجربہ اور علم اس کے سامنے ہے کہ کوئی شے میں قدرت نہیں کسی کو بھلا برا کرنے کی پھر بھی بتوں کو انسانوں کو ولیوں کو عالموں کو خدا کی خدائی میں شریک سمجھنے لگتا ہے۔اس طرح انسان کافر تو ہوتا ہی ہے مشرک بھی ہو جاتا ہے' ابلیس کا گناہ یا جرم ایک ہے اس نے خدا کا حکم نہیں مانا' مگر انسان دو جرم یا گناہ کرتا ہے کفر بھی شرک بھی' جان کر یا انجانے میں**۔اسی غلطی اور گناہ سے بچانے کے لئے اللہ نے نبی رسول پیغمبر اور خلفا بھیجے تاکہ وہ اس کی تعلیم اور رہنمائی کریں۔مگر انسان تو انسان ہی ہے کیونکہ اس کی فطرت میں خیر اور شر دونوں صفات موجود ہیں اللہ تعالی اس کی آزمایش کے لئے کہ دیکھیں وہ نصیحت اور احکام قبول کرتا ہے کہ نہیں۔مگر انسان اللہ کی ربوبیت عظمت کی ثناء خوانی حمد وتمجید کے بجائے عبادت صرف اس لئے کرتا ہے کہ دنیا میں عیش وآرام سہولت وآسانی مہیا ہو اور جنت بھی ملے اور جہنم سے چھٹکارا بھی ہو جائے' یعنی بیک وقت تمام آسانیاں ہی آسانیاں اُسے ملیں بغیر کوئی محنت مشقت قربانی کے۔اللہ نے اسی لئے اس کے سامنے دو مواقع دئے ہیں یا دنیا حاصل کر و یا دین تیسرا راستہ ہے ہی نہیں۔باوجود انسان اللہ کی عظمت وتقدس کے صرف اپنی ضرورتوں کو پورا کروانا چاہتا ہے۔اللہ چاہتا ہے کہ سوائے اللہ کی محبت اور قربت کے بندے کی کوئی اور طلب نہ ہو۔تمام انبیا مرسلین کو بھیجے جانے کے بعد آخر میں خاتم الانبیاﷺ کے ذریعہ قرآن دیا اور سنت پر عمل کرنے کا حکم دیا تاکہ انسان راہ راست اختیار کرے' یہ اللہ کی صفت رحمت کی وجہ ہے کہ اس کے علاوہ ایک مدت تک موقعہ دیا پھر دوبارہ ایک ہادی ومہدی کے ذریعہ خالص خدا کی بندگی قربت اور معرفت کا طریقہ بتایا اور تعلیم دی۔اور اُس مہدی نے قرآن کی تعلیم اور احکام کی بنیاد پر سنت

رسول ﷺ کی اتباع میں فرایض ولایت یعنی اللہ کی قربت کی تعلیم دی اور طریقہ بتایا۔مصدقوں کو مگر پچھلے ایک سو برسوں میں مہدویوں نے بھی ان سے اعراض کرلیا اور آج اپنے نفس اور مرضی پیروی کررہے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ جو دین بتارہے ہیں وہی صحیح ہے جبکہ راہ حق سے گمراہ ہو چکے ہیں۔آج مہدویہ تعلیم نہیں رہی دوسرے گروہوں کی تقلید اور نقل کو مہدویت سمجھ لیا گیا ہے۔اس کے لئے مقام نام شہرت خودنمائی کا سہارا لیا جارہا ہے' یہی بات مہدی موعودؑ نے بتائی ہے کہ "ایمان ذات خدا ہے" نہ کہ بندوں کی خواہش اور مرضی اور یہ بھی فرمایا کہ "بندہ اور خدا کے درمیان جو شے حایل ہو وہ اس کا بت ہے"۔آج مہدویوں میں متاع دنیا کی طلب خودنمائی شہرت کی طلب اور حواہشات کی پیروی عام ہے' اور دعوی تصدیق مہدی کا ہے۔

ان حقایق کو سمجھنے کے لے تقدیر کو سمجھنا ضروری ہے۔مذہب اسلام میں تقدیر کا جو مفہوم سمجھایا ہے وہ انسانی فطرت کی تقسیم کی مکمل عکاسی کرتا ہے۔یعنی اللہ تعالی نے تخلیق کائنات سے پہلے ہر ایک کا اندازہ مقرر کردیا' چاند کو کیا کرنا ہے سورج اور ستاروں کو کیا کرنا ہے' بڑے پہاڑوں کی اور چھوٹے پہاڑوں ٹیلے کی کیا ضرورت ہے؛ ندی کس لئے نالے اور دریا کس لئے' سمندر کا کیا کام' سمندر کا کھارا پانی ندی دریا تالاب کنوں کا میٹھا پانی' ہوا روشنی پانی اندھیرا اجالا ہر کا کام اور ذمہ داری مقرر کردی' اس طرح انسانوں کے اعمال کی تقسیم ان کی ضرورتوں کے مطابق کردی' اس سے ہٹ کر لوٹ مار چھینا چھپٹی خدائی احکام سے انحراف اور بغاوت ہے بندگی سے' کسی کو غریب کسی کو امیر بنایا' کسی کو کاری گر کسی کو سپاہی کسی کو عقل دی کسی کو بے عقل کسی کو علم دیا کسی کو بے علم بنایا' یہ سب تقدیر کی تقسیم ہے جس پر نہ کسی کو غرور کرنا ہے اور نہ ہی افسوس' ہر کوئی نبی رسول پیغمبر اللہ کا خلیفہ نہیں بن سکتا' اسی طرح ہر کوئی ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ و علیؓ نہیں بن سکتا' کوئی حسین ہے تو کوئی یزید' ہر کوئی بادشاہ نہیں ہوتا' ہر بادشاہ عقل مند نہیں ہوتا بے وقوف اور ظالم بھی بادشاہ بنے ہیں یہ تقدیر ہے جو آزمایش ہے خدا کی طرف سے۔اور ہر پڑھا لکھا عالم نہیں ہوتا۔اور کسی کو معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کیا کرسکتا ہے یا کیا کرنے جارہا ہے کچھ چیزیں یوں ہی بن جاتی ہیں۔بل گیٹ کو معلوم نہیں تھا یا اس کے ذہن میں جو ہے وہ دنیا میں انقلاب پیدا کردیگا' اس نے اتفاقًا ونڈو Windows بنایا وہ کیا سے کیا ہوگیا' لاری پیج اس کے ساتھی کو معلوم نہیں تھا گوگل دنیا میں انقلا لے آئے گا' مارک زوکربرگ نے اپنے دوستوں سے رابطہ رکھنے کے لے فیس بک بنایا مگر وہ دنیا میں انقلاب برپا کر گیا' انٹرنیٹ بنانے والے کو معلوم نہیں تھا کہ وہ مواسلات کی دنیا میں انقلاب لانے جارہا ہے۔کہنا یہ ہے کہ جو

انسان تخلیق کرتا ہے اس کا اسے اندازہ نہیں ہوتا یہ انسانی تاریخ بتاتی ہے۔ یہی بات دنیا میں ظلم بربریت پھیلانے والوں کی ہے'فرعون نمرود چنگیز خاں مسولینی ہٹلر وہ نہیں تھے جو بعد میں بن گئے, بے شک انہوں نے ظلم وتشدد کیا لیکن اسی کے ساتھ دنیا کی تاریخ اور سوچ کا دھارا بدل گیا یہی تقدیر ہے, جو انسانوں کی قسمت اور قوموں کی تاریخ کا سبب بنتی ہے' آج کی محل کھنڈرات ویران اور غیر آباد پڑے ہیں جو کسی زمانے میں اس بادشاہ یا قوم کی عظمت رفتہ کا سبب تھے۔ تقدیر اللہ بناتا ہے تباہی انسان پھیلاتا ہے'اور جب انسان کا ظلم حد سے تجاوز کر جاتا ہے تو خدا کا قہر وغضب جوش مارتا ہے۔ جو انجانے میں تقدیر کے سہارے آگے بڑھتا جائے'وہ کامیاب ہو جاتا ہے اور جو اپنی عقل کو تقدیر بنانے کی کوشش کرتا ہے اگر کسی وجہ کامیاب ہوتا بھی ہے تو ایک مختصر مدت کے بعد ذلیل وخوار ضرور ہو جاتا ہے۔

تقدیر یا اندازہ اللہ کی مصلحت ہے کہ وہ اس نظام کائنات کو کس طرح متحرک رکھنا یا معطل کرنا چاہتا ہے۔ اس بات کو نہ ابلیس نے سمجھا نہ ہی انسان سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ تعالی نے قرآن میں مخلوق کی اجتماع کا ذکر تین مرتبہ کیا ہے'1) ایک جب فرشتوں کو مٹی لانے کا حکم دیا اور آدم کی تخلیق کا ارادہ کیا'فرشتوں نے مباحثہ کیا کہ تو ایسی مخلوق بناتا ہے جو زمین پر فساد کرے گی' کیا ہم تیری تسبیح وتحمید نہیں کرتے'تو اللہ نے فرمایا جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔ 2) دوسرا اجتماع فرشتوں سے آدمؑ کو سجدہ کرانے کے وقت کا ہے'فرشتوں نے سجدہ کیا ابلیس نے انکار۔ اس کے بعد آدم کی اولاوں کو زمین پر آزمائے جانے کے بعد 3) قیامت میں حشر کے دن کا اجتماع' لیکن اللہ کی سنت تخلیق میں کسی چیز میں دوئی ہے جیسے مرد عورت' آدم ابلیس' آسمان زمین' ملا یکہ فرشتے' دن رات' پہاڑ سمندر' جنگل صحرا' روشنی اندھیرا' حیات موت' نر مادہ' چاند سورج' ابتداء انتہا' خوشی غم' جنت جہنم' حج اور عمرہ' طواف اور سعی۔ سعی میں اولاد کی محبت میں چکر لگانا اور طواف میں اللہ کی محبت میں چکر لگانا' یہ تمام مخلوق اور اشیا میں دوئی ہے۔ سوائے ذات احدیت اللہ رب العزت کے جو واحد وا یکتا ہے قُـلْ هُـوَ الـلّٰـهُ اَحَدٌ اس طرح اجتماعات تین نہیں ہو سکتے ان میں دوئی کا عنصر ہونا چاہیے؟ صرف نماز ایک ایسا عمل ہے جو ذات احدیت کے لئے ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے معراج المومنین فرمایا' مگر مزید غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اجتماعات تین نہیں چار ہیں۔ پہلا اجتماع مٹی لانے پر فرشتوں کے مکالمے'دوسرا فرشتوں کا سجدہ کرنا ابلیس کا انکار'تیسرا حشر کے دن کا اجتماع۔ ان تین کے علاوہ چوتھا اجتماع دنیا میں زمین پر ہے جو غور طلب ہے وہ ہے"

لیلتہ القدر کا اجتماع' وہ کیسے؟ حج کا اجتماع ہر کسی کو میسر نہیں ہوتا' موت کے بعد نماز جنازہ ایک محدود اور مختصر اجتماع ہے' عیدین کا اجتماع منتشر اور بکھرا ہوا ہوتا ہے' ان تمام میں ایک اجتماع ہے جو ہے تو ٹکڑیوں میں منتشر مگر ہر قبیلہ قوم جماعت کو میسر ہے جس کا ذکر قرآن میں ہے کہ جس دن روح الامین فرشتوں کے ساتھ زمین پر آتے ہیں اور زمین پر تل دھرنے کی جگہ نہیں ہوتی صبح کے طلوع ہونے تک' لیلتہ القدر کے بیان میں فرشتے بھی ہیں' زمین کی وسعت میں پھیل جانا بھی ہے' اس کا ذکر قرآن میں اس طرح ہے کہ اس ایک رات کی مقبولہ عبادت کا صلہ ایک ہزار مہینے کی عبادت کا یعنی انسان کی تمام عمر کا صلہ۔ اس حقیقت کو ہم اگلے بیان کردہ تینوں اجتماعات میں دیکھ سکتے ہیں بہ نسبت دوسرے اجتماعات کے۔ اس طرح یہ چار اجتماعات دوئی کے مظہر ہیں۔ اور یہ دوئی پنج وقتہ نمازوں میں بھی ہے' عام بندے دن میں پانچ نمازیں پڑھتے ہیں' اللہ کے مخصوص بندے چھ نمازیں پڑھتے ہیں تہجد کے ساتھ' اس طرح ان چھ نمازوں میں دس رکعت کے دوگانے اسی دوئی کا حصہ ہیں۔ حج ہے تو عمرہ ہے؟ زکواۃ ہے تو صدقہ ہے' کلمہ ہے تو شہادت میں اللہ کی وحدت کے اقرار کے ساتھ رسولؐ کی شہادت رسالت کا اقرار ہے اس کے بغیر ایمان کامل نہیں' روزہ میں سحری ہے تو افطار ہے' یہودیوں کی طرح چوبیس گھنٹے کا فاقہ نہیں' اللہ تعالی نے قرآن نازل فرمایا تو رسول ﷺ کی اطاعت کیوں؟ جسے سنت رسول کہا گیا جن میں احادیث کا بیان ہے'۔ یعنی قرآن ہے تو سنت رسول بھی ہے۔

ایک بات ذہن نشین ہونی چاہے کہ تمام عبادتیں اور نمازیں ایک جیسی نہیں ہوتیں' اسماء الحسنی صفات الٰہی ہیں جن سے ذکر ہوتا ہے مگر اللہ کے رسول ﷺ نے لا الہ الا اللہ کو افضل الذکر کیوں فرمایا؟ کچھ تو بات ہے؟ نمازیں ایک جیسی نہیں ہوتیں' فرض نمازوں کی اہمیت الگ ہے' جو دن میں اللہ کے حکم سے پانچ مرتبہ بلاناغہ پڑھی جاتی ہیں' اس سے چھٹکارا ممکن نہیں ؎ روز محشر کی جاں گداز بود اولیں پرسش نماز بود۔

اور ان نمازوں میں ہر ایک نماز کی الگ خصوصیت ہے' فجر کی نماز نیند سے اُٹھ کر نفس پر قابو پا کر پڑھنا ہے' ظہر کی نماز مصروفیت کام دھندا چھوڑ کر پڑھنا ہے' عصر کی نماز تکان اور کسلمندی کو نظر انداز کر کے پڑھنا ہے' مغرب کی نماز راحت کو چھوڑ کر پڑھنا ہے' عشا کی نماز گھریلو اطمینان کو درکنار کر کے پڑھنا ہے۔ اور اس کے بعد جو خدا کے محب ہوتے ہیں محبوب اللہ کے عشق کی نماز تہجد پڑھتے ہیں' یہ اللہ تعالی کی فرض کی ہوئی نہیں ہے اُمت کو بلکہ قربت خداوندی اور وصال کے شوق کی نماز ہے۔ عیدین کی نماز واجب اور بطور شکرانہ ہے' اور ایک نماز عظمت اور

شان والی ہے لیلۃ القدر جودیر رات گئے پڑھی جاتی ہے فرشتوں اور روح الامین کی موجودگی میں اس نماز کے علاوہ کوئی اور نماز نہیں جو سال میں ایک مرتبہ اللہ کے حکم سے جبرئیل دیکھنے آتے ہوں لاتعداد فرشتوں کے ساتھ طلوع فجر تک اپنی موجودگی کے ساتھ۔اور حج کے موقعہ پر عرفات مزدلفہ میں ظہر اور عصر ملا کر مغرب اور عشاء ملا کر پڑھی جاتی ہے۔اس طرح ہر نماز کی ایک خصوصیت اور اہمیت ہے۔ ساری دنیا کے مسلمان لیلۃ القدر کو جان چکے ہیں مگر ! دورکعت کی جو اہمیت ہے اس سے واقف نہیں۔ بندے کی سب عبادتوں میں افضل عبادت نماز ہے اگر اللہ کے رسول ﷺ نے طاق راتوں میں لیلۃ القدر کی تلاش کرنے کا حکم دیا تھا تو اس کی کچھ تو خصوصیت ہوگی؟ یا بس یونہی ذکر اذکار نفل عبادتیں تو اتنی عظیم رات کو نہیں ہونگی کہ جس ایک رات کا صلہ ایک ہزار مہینے کی عبادت یا انسانی عمر کے چوراسی برس ایسی رات میں بہکے بہکے بھٹکے بھٹکائے جو دل میں آیا کرلیا تو نہیں ہوسکتا خدا کی پسندیدہ انسان کی بندگی نماز کے سوا کیا عبادت ہوسکتی ہے؟ اور یہی سوغات مہدی موعود علیہ السلام کے ذریعہ مصدقوں کو سنائی گئی۔اس پر مہدوی اللہ کا جتنا شکر ادا کریں کم ہے مگر اس رات کو بھی صرف رت جگے کی طرح منانا انسان کی بدبختی کم مائیگی کی علامت ہے۔

یوں تو ہر نماز کے لئے خشوع وخضوع اخلاص توجہ انہماک ضروری ہے لیکن جو تارک الدنیا ہوتے ہیں یا اہل رشد وہدایت انہیں نماز تہجد مہدویہ میں بلاناغہ پڑھنا ہے۔ کیونکہ یہ نماز طلب خدا میں پڑھی جاتی ہے دوسروں کی دیکھا دیکھی صرف کسی طلب میں پڑھنا مصیبتوں میں پڑھنا یا دنیا کی طلب میں پڑھنا خلوص و اخلاص خدا میں کھوٹ اور ریا کاری اور نیت کی دخل اندازی ہے۔ تہجد اللہ کے رسول ﷺ پر فرض تھی اس لئے کے وہی روئے زمین پر طالب خدا تھے مہدی موعودؑ نے آپ کی اتباع میں خدا کے طالبوں کو یہ نماز پڑھائی بلا ناغہ نوبت کے درمیان جس سے ترک دنیا میں اس کی اہمیت اور خصوصیت ظاہر ہوتی ہے۔ چوبیس گھنٹوں میں تہجد ایسی نماز ہے جو کسی قسم کی دخل اندازی ظاہر پرستی اور ریا کاری سے بری ہوتی ہے۔اس میں توجہ کے ہٹنے کا کم اندیشہ ہوتا ہے یکسوئی ہونا اس نماز کی خصوصیت ہے۔ ایسا نہیں کہ دن میں بھی اللہ سے اپنے لئے مانگ رہے ہیں رات میں بھی اپنے لئے مانگ رہے ہیں یہ تو خودغرضی ہے عبادت نہیں دن کی نماز میں بندگی ہے تہجد کی نماز میں وارفتگی اور قربت خداوندی کی طلب ہے جو ترک دنیا اور رشد وہدایت کے لئے ضروری ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ بندوں نے ہر خاص عمل کو عام سمجھ لیا صرف اُٹھک بیٹھک نماز نہیں ہے ذکر گنتی کا نماز ضرورت کی طلب دنیا کی خدا کی بندگی

کے لئے گیا رکھا؟۔اسی لئے مُہدویہ بزرگوں نے عمر دراز شادی شدہ اور دنیا کی ضرورتوں سے فارغ ہونے پر منصب اہل ورشد وہدایت پر بٹھایا جاتا' وراثت کی خاطر کم عمر نا سمجھ بے علم اور غیر تربیت یافتہ لڑکوں اور نا کتخدا کو نہیں' اور جب سے یہ چلن شروع ہوا اعمال میں کوتاہی نا سمجھی پھیل گی جس سے آج خواص وعوام دونوں پریشان ہیں۔آج کے اہل رشد وہدایت نے مہدویت کو صرف اس لئے ضروری بنالیا ہے کہ نماز پڑھا دیں دینی اُمور انجام دے دیں بس ہوگئی مہدویت ,یا زیادہ سے زیادہ بڑے عالم ہیں تو ایک عدد بیان تقریر اور جلسہ کریں۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو نماز تہجد میں مہدویہ میں ہر دوگانے کے بعد جو دعا یہ کلمات پڑھے جاتے ہیں وہ خصوصی توجہ اور اہمیت کے حامل ہیں۔جبکہ یہ کلمات تراویح کا حصہ ہیں لیکن انہیں تہجد میں پڑھا جاتا ہے' مہدویہ میں تراویح صرف تین ہیں سنت رسول ومہدی کی اتباع میں ۔**پہلے دوگانہ** تہجد کے بعد کی دعا میں کلمہ شہادت تین بار یعنی اقرار وحدتِ خداوندیا اقرار رسالت ۔اس کے بعد کی دعا ''اے اللہ ہم تجھ سے مانگتے ہیں جن اور تیرا دیدار' اور پناہ مانگتے ہیں جہنم سے' جنت اور جہنم سب تیرے ہیں' ہمیں بخشدے تیری رحمت سے اے عزت والے عظمت والے ہم پر کرم کر اور ہماری عیب پوشی کر' اے بڑے احسان کرنے والے۔اے اللہ ہم کو بچا جہنم سے ہم کو پناہ دے' بے شک تو درگزر کرنے والا ہے بخش دے ہمارے گناہ ہم پر کرم فرما۔کرم کرنے والے رحم کرنے والے سب سے زیادہ مہربان ۔**دوسرا دوگانہ** '' درود وصلواۃ نازل فرما محمدؐ پر اور ان کی آل پر تمام نبیوں پیغمبروں پر' ملا ئیکہ مقربین پر' بندگان صالحین پر اور فرشتوں پر۔اس کے بعد کی دعا ''اے اللہ ہم تجھ سے مانگتے ہیں جنت اور تیرا دیدار' اور پناہ مانگتے ہیں جہنم سے' جنت اور جہنم سب تیرے ہیں' ہمیں بخشدے تیری رحمت سے اے عزت والے عظمت والے ہم پر کرم کر اور ہماری عیب پوشی کر' اے بڑے احسان کرنے والے۔اے اللہ ہم کو بچا جہنم سے ہم کو پناہ دے' بے شک تو درگزر کرنے والا ہے بخش دے ہمارے گناہ ہم پر کرم فرما۔کرم کرنے والے رحم کرنے والے سب سے زیادہ مہربان ۔**تیسرا دوگانہ** ''اے اللہ تو پاک ہے ہر قسم کے شرک سے اور تمام تعریف و تمجید تیرے لئے ہے تو واحد و یکتا ہے اپنی ربوبیت اور قدرت وعظمت میں ۔تیری پناہ مانگتا ہوں اے عظیم رب شیطان سے اور (اپنے نفس سے) اس کے بعد کی دعا ''اے اللہ ہم تجھ سے مانگتے ہیں اور تیرا دیدار' اور پناہ مانگتے ہیں جہنم سے' جنت اور جہنم سب تیرے ہیں' ہمیں بخشدے تیری رحمت سے اے عزت والے عظمت والے ہم پر کرم کر اور ہماری عیب پوشی کر' اے بڑے احسان کرنے والے۔اے اللہ ہم کو بچا جہنم سے ہم کو پناہ دے' بے

شک تو درگزر کرنے والا ہے بخش دے ہمارے گناہ ہم پر کرم فرما۔کرم کرنے والے رحم کرنے والے سب سے زیادہ مہربان۔**تیسرا دوگانہ** ''اے اللہ تو پاک ہے شرک سے 'تما تعریف اور حمد تیرے لئے ہے تیرا رتبہ سب سے اعلی ہے عظیم ہے تعریف کے قابل ہے' پناہ مانگتا ہوں میں تمام گناہوں سے منکرات سے خطاؤں سے توبہ کرتا ہوں تو درگزر فرما۔اس کے بعد کی دعا''اے اللہ ہم تجھ سے مانگتے ہیں اور تیرا دیدار' اور پناہ مانگتے ہیں جہنم سے 'جنت اور جہنم سب تیرے ہیں' ہمیں بخشدے تیری رحمت سے اے عزت والے عظمت والے ہم پر کرم کر اور ہماری عیب پوشی کر' اے بڑے احسان کرنے والے۔اے اللہ ہم ک بچا جہنم سے ہم کو پناہ دے' بے شک تو درگزر کرنے والا ہے بخش دے ہمارے گناہ ہم پر کرم فرما۔کرم کرنے والے رحم کرنے والے سب سے زیادہ مہربان۔چوتھا دوگانہ''اے اللہ تو پاک ہے شرک سے تمام تعریف حمد ثنا تیرے لئے ہے میں تجھ سے توبہ و

استغفار مانگتا ہوں تو بخشدے میری خطاوں کو۔اس کے بعد کی دعا''اے اللہ ہم تجھ سے مانگتے ہیں جنت اور تیرا دیدار' اور پناہ مانگتے ہیں جہنم سے' جنت اور جہنم سب تیرے ہیں' ہمیں بخشدے تیری رحمت سے اے عزت والے عظمت والے ہم پر کرم کر اور ہماری عیب پوشی کر' اے بڑے احسان کرنے والے۔اے اللہ ہم کو بچا جہنم سے ہم کو پناہ دے' بے شک تو درگزر کرنے والا ہے بخش دے ہمارے گناہ ہم پر کرم فرما۔کرم کرنے والے رحم کرنے والے سب سے زیادہ مہربان۔پانچواں دوگانہ''اے اللہ پناہ مانگتا ہوں میں تجھ سے تو ہی بخشنے والا ہے کوئی اور نہیں تو واحد ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں نہ تجھے نیند آتی ہے تو ہمیشہ قایم اور زندہ ہے۔تو ہی بخشنے والا' عیب کا چھپانے والا' غیب کا علم رکھنے والا' روشنی اور نور کا پیدا کرنے والا' دلوں کو ایمان کی مضبوطی دینے والا اور بصیرت دینے والا اور توبہ کا قبول کرنے والا ہے۔اس کے بعد کی دعا''اے اللہ ہم تجھ سے مانگتے ہیں جن اور تیرا دیدار' اور پناہ مانگتے ہیں جہنم سے' جنت اور جہنم سب تیرے ہیں' ہمیں بخشدے تیری رحمت سے اے عزت والے عظمت والے ہم پر کرم کر اور ہماری عیب پوشی کر' اے بڑے احسان کرنے والے۔اے اللہ ہم کو بچا جہنم سے ہم کو پناہ دے' بے شک تو درگزر کرنے والا ہے بخش دے ہمارے گناہ ہم پر کرم فرما۔کرم کرنے والے رحم کرنے والے سب سے زیادہ مہربان۔اور بعد وتر کے''اے تمام مخلوق اور جہانوں کے پیدا کرنے والے' پاک رب تیرے ہی لئے عزت اور عظمت زیبا ہے تیری ہیبت اور قدرت جہانوں پر حاوی ہے' تیری بڑائی اور ہیبت اس کاینات پت حاوی ہے پاک ہے تو مالک ہے دو جہانوں کا زندہ ہے ہمیشہ نہ تجھے موت ہے نہ تجھے کسی نے پیدا کیا تیری ذات

دبدبہ اور جلال والی ہے کرم والی ہے تو نہایت مقدس بادشاہ ہے جہانوں کا اے رب ارواحوں کا ملا یکہ کا تو ہی ہے۔اس کے بعد کی دعا"اے اللہ ہم تجھ سے مانگتے ہیں جنت اور تیرا دیدار اور پناہ مانگتے ہیں جہنم سے جنت اور جہنم سب تیرے ہیں ہمیں بخشدے تیری رحمت سے اے عزت والے عظمت والے ہم پر کرم کر اور ہماری عیب پوشی کر اے بڑے احسان کرنے والے۔اے اللہ ہم کو بچا جہنم سے ہم کو پناہ دے بے شک تو درگزر کرنے والا ہے بخش دے ہمارے گناہ ہم پر کرم فرما۔کرم کرنے والے رحم کرنے والے سب سے زیادہ مہربان۔یہاں جو دعائیں ہیں وہ چراغ دین نبوی میں دیکھ لیں ہم نے یوں ہی سمجھانے کے لئے ترجمہ کر دیا۔البتہ ہمیں بتانا یہ مقصود ہے کہ ہر دعا کے بعد یہاں "جنت اور طلب دیدار" کی دعا کو بار بار دہرایا گیا ہے یعنی اس نماز اور ان دعاؤں کا مقصد "طلب دیدار اور جنت" ہے۔یہاں تفصیل سے کچھ باتیں بتانے کا مقصد نماز تہجد اور اس میں مانگی جانے والی دعوؤں کی خصوصیت اور اہمیت ہے۔

دراصل واقعہ یہ ہے کہ ہم نے دنیا کی طرح عبادتوں کو بھی کھیل تماشہ بنالیا ہے ہر عمل ہر دعا ہر طلب ہر ضرورت ہر عبادت میں ہم دنیا کو گھسیٹ کر کھینچ کھانچ کر لے آتے ہیں۔ہماری فوقیت اور اولیت دنیا ہے خدا اور اس کی محبت نہیں۔مہدی موعودؑ نے فرمایا "بندے کا بھیجا جانا ہی طلب دیدار کے لئے ہے" معنی قربت خداوندی اور معرفت الٰہی یا اللہ کی محبت پیدا کرنے کے لئے ہے۔کیا اس تعلیم تربیت اور عمل کا کوئی عشر عشیر بھی آج دکھائی دیتا ہے؟۔آج ہمارے اور انکار کرنے والوں کے درمیان صرف نام "مہدوی" کا فرق ہے باقی تمام اعمال انکار کرنے والوں اور بدعقیدہ لوگوں کے ہیں۔جبکہ مہدی موعودؑ نے فرمایا ہے "تصدیق بندہ عمل است" اور یہ بھی کہا کہ "ہر جا کہ باشد یا دخدا باشد"۔یعنی اگر بندے کے اعمال میں اخلاص و عمل ہے تو وہ مہدی کی تصدیق ہے ورنہ صرف نام کا مہدوی۔اور جہاں کہیں رہو یادخدا میں مصرف رہو۔ایسا پر مغز اور ایمان سے لبریز بیان کسی عالم ولی یا دین دار نے نہیں کہا ہے۔جہاں کہیں معنی ہر لحہ یادخدا میں رہنا۔

اگر کوئی یہ سوچے کہ نبی کریم خاتم الانبیاءﷺ کو مبعوث کرنے کے بعد مہدی موعودؑ کی بعثت کس لئے؟۔تو سوچا جانا چاہے کہ جب داؤدؑ کو زبور دی موسیٰؑ کو توریت دی اور عیسیٰؑ کو انجیل دی ان کے احکام کی کتابوں کے بعد قرآن مجید کے ذریعہ محمدﷺ کو بھیجنے کی کیا ضرورت تھی؟۔ساری تاریخ انسانیت گواہ ہے کہ انسان نصیحت کم قبول کرتا ہے اور اگر کر بھی لیتا ہے تو کچھ عرصہ بعد پھر اپنی پرانی روش اختیار کر لیتا ہے ہر دور

اور زمانے میں انسان کے محرکات اعمال احوال اور معاشرت بدل جاتی ہے۔اسی کے لحاظ سے نبی رسول بھیجے
جاتے رہے ہیں اور شریعتیں تبدیل ہو جاتی ہیں۔چونکہ نبوت کا خاتمہ ہو گیا قرآن مجید شریعت آخری قرار دے
دی گئی اس کے بعد انسانوں میں بگاڑ یا تبدیلی کا ہونا انسانی فطرت ہے'اس کے لئے وضاحت یا تفسیر کی نہیں بیان
قرآن کی ضرورت تھی'اب سوال ہو گا کہ بیان تو ضبط تحریر میں نہیں آتے ان کا کیا فایدہ؟بیان معنی احکام کی حقیقت
اور ضروریات کو مکمل اختصار کے ساتھ بیان کرنا یا عمل کرانا۔لہذا ہم دیکھ سکتے ہیں کہ نبوت کے بعد کے زمانوں
میں مسلمانوں میں تحریر اور وضاحتیں تو بہت لکھی اور بتائی گئیں مگر ! عمل مسلمانوں سے غایب ہو گیا صرف بحث
مباحث مناظرہ مقابلہ ہی رہ گیا۔مہدی موعودؑ نے ان باتوں سے گریز کر کے قرآن کا بیان کیا۔تو پھر اس میں
بیان کہاں ہے؟ آپؑ نے قرآن مجید کے احکام اعمال احوال پند و نصایح کو مختصر کر کے فرایض ولایت میں جمع
کر دیا'جس کی مثال ہم نے اس سے پہلے قرآن مجید کی آیات کو پیش کر کے دیا ہے۔جو علم سے واقف ہیں جو نا
واقف ہیں دونوں کے لئے یہ اختصار ہی بیان ہے کہ اس میں قرآن کی تمام آیات کے احکام کو مجتمع کر دیا گیا'اور
اسی کی تعلیم اور تربیت دی۔اگر دیکھا جائے تو قرآن مجید کی تمہید تمام ان سات فرایض ولایت میں جمع کر دئے
گئے ہیں کہ ان پر عمل کر لو قرآن پر عمل ہو جائے گا۔یہ تمہید یا Preambles ہیں کہ یہی باتیں بتانے کے لئے
قرآن میں واقعات قصایص حجت دلیل سے احکام بتائے گئے ہیں'اور یہی سنت رسول ﷺ بھی ہے۔مسلمانوں
نے اسلام کو سمجھا سمجھایا مگر احسان کی حقیقت کو نہ سمجھ سکے نہ سمجھا سکے'مذہب کو صرف جنت جہنم تک محدود کر دیا خدا
کی ربوبیت عظمت کے اقرار کو بھلا دیا۔

اسلام روز ازل سے ہے'انبیا اور مرسلین نے اپنی اصلاح و تبلیغ سے کتابوں صحیفوں سے دنیا میں
دین اسلام یعنی انسان کو سلامتی کا راستہ اور اس کے احکام بتائے۔قرآن نے اسلام کے ساتھ **ایمان** کی ایک نئی
توجیہ کی جو پہلے کی کتابوں میں نہیں ملتی۔مطلب یہودیت عیسایت میں احکام شرایع اور قصص تو ہیں ایمان کی
خصوصیت نہیں بلکہ ایمان کا لفظ نہیں بیان ہوتا'ہوسکتا ہے علمائے یہود و نصاری نے اسے ضروری نہ سمجھ کر اس کا
بیان نہ کیا ہو'جبکہ ایمان ہی حقیقی دین ہے کہ جس سے انسان کی شرافت نفس کی تعریف بیان ہوتی ہے اور وہی ان
کے پاس غایب ہے مگر اسلام میں ایمان کی اہمیت مقدم ہے۔مہدی موعودؑ نے اسلام ایمان اور احسان کی اہمیت کو
بتایا اور اس کی تمہید میں اعمال فرایض ولایت کی تعلیم اور تربیت دی۔یہی بات اللہ نے قرآن میں کہی ہے کہ " ثُمَّ

اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا , فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ , وَ مِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ , وَ مِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؛ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ (۳۲سورہ فاطر) پھر ہم نے اس کتاب کا (قرآن کا) وارث بنایا اپنے بندوں میں سے چن لیا اور کوئی ان میں سے نفس پر ظلم کرنے والا ہے' اور کوئی بیچ کی راہ پر ہے' اور کوئی اللہ کی اذن سے نیکیوں میں سبقت کرنے والا' یہی بہت بڑا افضل ہے۔ اور ان کے ذمہ اللہ نے قرآن کا بیان رکھا۔ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَه کہ ہم اس قرآن کا بیان کرینگے۔ ظاہر ہے جب اللہ نے کہا کہ ہم کریں گے تو وہ کام کسی نبی رسول سے لیا گیا اور محمدؐ کے بعد نبوت کا خاتمہ ہوگیا تو محمدؐ کی ہی خبر صادق کے مطابق ایک ہادی و مہدی کی بعثت ہونی تھی جن کے ذمہ یہ کام ہوا ہے۔ اور اس کی مزید وضاحت یہ کی کہ وہ ہادی و مہدی اکیلا نہیں ایک قوم کے ساتھ آئے گا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ .... (مایدہ ۵۴) یعنی جب اہل قرآن دین میں ارتداد کے مرتکب ہونگے اپنی مرضی سے مسایل نکالیں گے تو اللہ ایک قوم بھی اس ہادی و مہدی کے ساتھ بھیجے گا....... جو اللہ کے احکام نافذ کرنے کے معاملے میں اس کے ساتھ ڈٹ کر کھڑے ہونگے اللہ کی محبت میں۔ یہیں پر بات ختم نہیں ہے وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ؛ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْۤا اَمْثَالَكُمْ (سورہ محمدؐ ۳۸) اگر تم منہ موڑ وگے تو اللہ تمہاری جگہ کسی اور قوم کو لے آئے گا اور وہ تم جیسے نہ ہونگے۔ صاف اور واضح بات کہ اس ہادی و مہدی کے بیان کو قبول کرنے والی ایک قوم ہوگی' وہ حقیقت معرفت الٰہی کو پانے کی سعی وجدوجہد کریں گیا وران میں کئی کامیاب ہونگے۔ مسلمانوں نے تو خیر اپنا رساہ قرآن سے بدل لیا' لیکن آج مہدویوں میں بھی یہی بات داخل ہوگئی ہے۔ اللہ کی یہ سنت رہی ہے کہ جب بھی کسی نبی رسول کو بھیجا ان کے ساتھ ایک قوم کو ساتھ کر دیا تا کہ ان کی بات کو پورے خلوص کے ساتھ عمل کرنے والوں کا ایک گروہ ہمیشہ رہے۔

اللہ تعالیٰ نے اطاعت و بندگی کی جہاں بات کی وہیں جنت اور انعامات کی بات کیوں کی ہے؟۔

اللہ خالق عالم ہے وہ انسانی فطرت سے واقف ہے فرشتے ملایکہ جانور حیوانات کی ایسی کوئی خواہش نہیں ہوتی۔ صرف مخلوق میں انسان ہی ہے جو دنیا میں بھی اور عقبیٰ میں بھی راحت اور سکون کی طلب رکھتا ہے۔ دنیا میں خوبصورت بیوی بچے دولت ثروت جاہ وحشمت ہو اس کا عالیشان مکان یا محل ہو اس کے پاس باغیچہ نہریں ہوں خوبصورت وادیاں ہوں جھرنے ہوں جنگل کی خشبودار ہوا ہو قوس وقزح کے رنگ بکھرے ہوں فرحت وسکون

ہولباس فاخرہ ہومن چاہے جواہرات ہوں اس کے علاوہ انسان نہیں چاہتا کہ اس کے علاوہ اس کے سکون میں کوئی دخل انداز ہو یہی سب کچھ تو جنت میں ہوگا۔ مگر ملا یکہ کی طلب صرف ذات خدا اور قربت خدا ہے وہ ان خواہشوں سے آزاد ہو کر صرف ذکر الٰہی میں رہتے ہیں اللہ تعالی اس خواہش کو اولا د آدم میں دیکھنا چاہتا ہے۔ اسی لئے اسے دنیا میں آزمائشوں سے گزارا جاتا ہے کہ بندے خدا کی ربوبیت ثنائے حمد وتسبیح میں کہاں تک اللہ کی آزمائشوں میں کھرے اترتے ہیں۔

وَمَا تَشَآءُ وْنَ اِلَّا اَنْ يَشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۔(۲۹سورۃالتکویر) اورتمہارے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا جب تک اللہ رب العلمین نہ چاہے۔ یہ بات کتنی حق ہے یہ تاریخ سے ثابت ہے۔ سورہ احقاف میں قوم عاد کا بیان ہے حقف معنی ریت احقاف معنی صحرا۔ قوم عاد ایک ایسے سبزہ زار اور ہرے بھرے علاقے میں رہتی تھی جو بے مثال تھی اور ایسے قوی ہیکل قد آور یعنی اتنے لمبے چوڑے مضبوط اونچے لوگ تھے اس قوم کے کہ اللہ تعالی نے فرمایا اس سے پہلے یا بعد میں نے ایسی قوم نہیں بنائی قوم نوحؑ کے بعد قوم عاد ہی بت پرست قوم تھی۔ جس کے آثار عرب میں آج پڑا اور صالح وثمود کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ لیکن جب ان کی شرک وبت پرستی اور اللہ کے احکام سے انحراف حد سے زیادہ بڑھ گئی تو اللہ نے انہیں نیست ونابود کر دیا اور جو علاقہ بہترین نخلستان ہوا کرتا تھا وہ صحرا میں بدل دیا قرآن میں اسی صحرا کے واقعہ کو سورہ احقاف میں بیان کیا۔ دنیا میں بت پرست ومشرک قومیں بہت آئیں لیکن ان کی پہنچ ایک محدود علاقے تک ہی رہا کرتی تھی مثلاً ہندو قوم برصغیر اور آج کے تایوان انڈونیشیا اور تھائی لینڈ تک ہی محدود رہی بدمت ہند مشرقی ایشیا جاپان کے کچھ علاقوں تک محدود رہا مگر ابراہیمؑ اسحاقؑ موسیٰؑ وعیسیٰ کے مذہب دنیا کے وسیع علاقے میں پھیلے عرب فلسطین مغرب افریقہ ایشیا اور بنی اسرائیل کے انبیا کو دنیا میں شہرت حاصل رہی حضورﷺ قومیت کے لحاظ سے عرب تھے مگر دنیا کے کونے کونے میں اللہ کے نبی ہونے کے طور پر جانا جاتا ہے یا پیغمبر اسلام کے بطور۔ اسلام اور قرآن میں ایک نمایاں فرق یہ ہے کہ دنیا کے دوسرے مذاہب کی کتابیں بطور مذہبی کتاب کے مشہور نہیں ہوئیں مگر قرآان شروع سے ہی ایک مذہبی کتاب کے بطور مشہور اور متعارف ہوا۔ دوسرے لوگ جن کتابوں کو مذہبی کتاب کے بطور آج پیش کرتے ہیں وہ ان کی رسمی کتاب کے طور پر ہی بنے رہے قرآن کی مقبولیت کے بعد ان قوموں نے اپنی کتابوں کو مذہبی کتاب کے بطور پیش کرنا شروع کیا حالانکہ توریت زبور انجیل بھی موجود تھیں لیکن وہ صرف یہودی وعیسایوں

تک محدود رہیں۔یہودیوں کے ربی اور عیسایوں کے پادریوں نے انہیں عام نہیں کیا اس کے علوم اپنے قبضے میں رکھے‘اسلام پہلا مذہب ہے جس نے اپنی مذہبی کتاب کو عوام کے خاص و عام کے لئے پڑھنا ضروری اور دینی فریضہ بنایا‘اور تحقیق اور تدقیق کے لئے قرآن نے خود دعوت دی کے اس میں غور و فہم کرو‘اس طرح قرآن عالموں کے قبضہ میں ہوتے ہوئے بھی عوام کی پہنچ سے باہر نہیں رہا‘اسی لئے قرآن کبھی مشکوک نہیں ہوا جبکہ دوسرے مذاہب کی کتابیں حتیٰ کہ توریت زبور انجیل بھی مشکوک بنادی گئیں۔پچھلے دوسو برسوں میں عیسایوں نے اپنی تمام طاقت روپیہ پیسہ وسایل عیسایت کو پھیلانے میں لگادے‘لیکن صرف بے علم انپڑھ جاہل اور قبایلی قسم کے لوگوں کو ہی عیسائی بنا سکے پڑھے لکھے لوگوں نے دوری بنائے رکھی‘جبکہ آج مغربی مما لک اور کوریا جاپان میں امریکہ میں پڑھے لکھے عالم مفکر سائنس دان قرآن پڑھکر اسلام قبول کرتے ہیں۔اسلام میں جوفرقے خود کو مومن مبلغ مصلح کچھ بھی کہہ لیں ان کی بنیاد عالموں نے رکھی ہے اس میں وہ نظام اور ضبط وسکون نہیں جو خدائی نظام میں ہوتا ہے مثلاً وہابی عربوں روپیہ خرچ کرتے ہیں وہابیت پھیلانے مگر دوسرے فرقے انہیں قبول نہیں کرتے‘دیوبندی تبلیغی اپنا سارا علم اثر ورسوخ استعمال کرتے ہیں لوگوں کو اپنے فرقے میں داخل کرنے سوائے چندان پڑھ لوگوں کے ان کو کوئی نہیں مانتا‘پڑھے لکھے مسلمان بھی اس فرقے کو قبول نہیں کرتے ان کا سارا آوے کا آوا بے علم اور ناسمجھ لوگوں کا اژدھام ہے۔بریلوی صرف ہندو پاکستان میں ہیں جن کے عقاید کا دارومدار اولیا اور صوفیا کی کراموتوں حکایتوں پر ہے۔مگر ان تمام میں ایک معاشرتی نظام یا اجتماعی معاشرہ نہیں ہے کیونکہ یہ سب انسانوں کی بنائی جماعتیں اور فرقے ہیں۔مہدی موعودؑ خلیفۃ اللہ نے دایرے کا ایک ایسا معاشرہ اور نظام پیش کیا ہے جو مربوط ہے باوجود مخالفین کی مخالفت اور خود مہدویوں کی بدعملی کے یہ پانچ صدیوں سے منضبط اور مربوط ہے‘جبکہ مہدویوں کے پاس وسایل مالی اسباب اثر ورسوخ جیسی چیزیں نہیں ہیں۔مہدویت کی مخالفت انفرادی ہوئی ہے اجتماعی نہیں معنی چند مفسدوں اور حاسدوں نے مخالفت کی ہے علمائے حق اور محققین نے نہیں کی‘ایسی مخالفت سے علمائے حق نے گریز کیا ہے۔کیونکہ تعلیمات مہدی میں حقیقی اسلام کی بنیادی تعلیم ہے جو آج بھی موجود ہے۔بے شک آج جو مہدویہ قوم اور اس کے عالموں نے جس مہدویت کو پیش کیا ہے اس میں بحیثیت قوم عالم اور عوام متنازعہ ہیں‘مہدویت نہیں۔کیونکہ ان کا عمل اور کردار حقیقی مہدویت کے خلاف ہے‘یہی وجہ ہے مہدویت پانچ صدیوں سے موجود ہے۔جب بھی کوئی غیر متعصب محقق تحقیق کریگا مہدویت کا مطالع کریگا تو

مہدویہ تعلیم کو عین اسلام ہی قرار دیگا۔ مسلمانوں میں کوئی بھی فرقہ یا گروہ کے وجود کی مدت ایک یا دو صدی سے زیادہ نہیں رہی۔ چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ میں بے شمار فرقے بنے اور ختم ہو گئے' مہدویت پچھلے پانچ سو برس سے قایم و دایم ہے۔اور اس کی وجہ دایرے کا نظام معاشرت ہے۔ جبکہ مسلمانوں کے دوسرے فرقے ایک عقیدے اور نظرئے کے تحت قایم ہوئے' جبکہ مہدویت خلیفۃ اللہ مہدی نے اسلام اور قرآن کی بنیاد پر استوار کی ہے۔ آج دایروں میں بگاڑ پیدا ضرور ہوا ہے لیکن مسلمانوں کے دوسرے فرقوں کی طرح انتشار اور فساد نہیں ہے۔ مہدویوں میں جب بھی ہر خانوادے کا دایرہ ہوا کرتا تھا اس میں نظم وضبط عبادت واطاعت کو فوقیت ہوتی تھی' جب سے بہت سارے خانوادے ملکر ایک جگہ پر رہنے بسنے لگے مقابلہ آ گیا تو تو میں میں بڑا تو بڑا کی لعنت مہدویوں میں در آئی۔

بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت کی ذات دینی و ایمانی لحاظ سے بے مثال با کمال ہے' مگر پچھلے ایک سو برسوں میں ان کے خاندان والوں نے انہیں ایک ماورائی شخصیت بنا کی مہم شروع کردی' کہ بندگی میاں نہیں تو مہدویت نہیں۔ یہ طریقہ اور عقیدہ انہوں نے روافضہ اور اہل تشیع سے لیا' کہ خوارجوں نے خصوصا عبداللہ ابن صباء یہودی نے مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لئے اس عقیدے کو خوب ہوا دی حضرت عثمان غنیؓ کے بعد حضرت علیؓ کو نبی ﷺ کا وارث اور نبی بنا کر پیش کردیا اور حضرت علیؓ کی شہادت اور امام حسینؓ کی شہادت نے اس پر جلتی پر تیل کا کام کیا' اور حضرت علیؓ کے تعلق سے بے شمار بے بنیاد اقوال بنا کر ان کے نام سے پیش کردئے۔ مہدویوں میں حقیقی عبداللہ ابن صبا کون ہے اس کی نشان دہی نہیں ہوتی' مگر کچھ خود ساختہ عالموں نے خود کو خمینی بنا کر پیش کرنے کے زعم میں پہلے شیعوں سے رابطہ کیا اس کے بعد میاں نہیں تو مہدی نہیں کا شور زور پکڑ گیا' اب ان کی اولا دیں نجف اشرف جانا دینی فریضہ بنانے کی کوشش میں لگی ہیں۔ اوران پڑھ جاہل لوگ ان کو عالم سمجھ کر ان کے جلسے جلوس بیان بازی کو دین سمجھ بیٹھے ہیں۔ اسی کا فایدہ اُٹھا کر وہ ہر دن کچھ نہ کچھ مغالطات اور غلط بیانی حتی کہ شان رسول میں گستاخی دھڑلے سے کر رہے ہیں' اور اولاد مھدی کو فتنہ قرار دے رہے ہیں۔

درحقیقت بات صرف دین ایمان اسلام اور اللہ تعالی کو ایک اور واحد معبود اور خالق ماننے کی ہے اور اس کی عبادت واطاعت کرنے کی' اللہ تعالی یہ باتیں اور اصول بتانے کے لئے نبی رسول اور اللہ کے خلفا بھیجے

مگر انسان تو انسان ہے اللہ کی عبادت و اطاعت کرنے کے بجائے انہیں رسولوں اور نبیوں کو مختلف مقامات اور طاقتوں والے سمجھ کر انہیں کی طریقوں سے خدائی طاقتوں والے بنا دیتا ہے' یہیں نہیں رکتا بلکہ اپنے بزرگوں میں ان نبی رسولوں اور اللہ کے خلفاء سے زیادہ کمالات اور تقدس والے بنالیتا ہے یہیں سے بدعت رسوم و عادت اور در پردہ ظاہری و باطنی کفر و شرک کے ذرائع پیدا کر لیتا ہے۔

اس کو سمجھنے کے لئے ہم درود و سلام کی مثل لیتے ہیں۔قرآن میں اللہ تعالی نے حضور نبی کریم ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کو کہا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَه' يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يَآ يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۵۶۔سورہ احزاب۔ بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی پر۔اے ایمان والو! تم (بھی) ان (نبیؑ) پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو۔ يُصَلُّوْن کا معنی رحمت بھیجنا ہے۔مُصَلّٰى کے معنی نماز پڑھنے کی جگہ ہے۔صَلّٰى معنی اس نے نماز پڑھی۔يُصَلّٰى معنی وہ نماز پڑھتا ہے' وہ رحمت بھیجتا ہے۔کل ملا کر ان کے معنی نماز پڑھنا اور رحمت بھیجنا ہے۔یعنی نماز پڑھنا رحمت بھیجنا ہوا' اللہ کی بارگاہ میں۔اس کے معنی یہ بھی ہونگے کہ اپنے لئے پہلے سے رحمت کا انتظام کرنا بارگاہ خدا میں' کیونکہ اللہ تعالی تو بندوں کے کسی بھی عمل سے بے نیاز ہے اگر بندگی و اطاعت نہ بھی کریں تو تمام خلایق اس کی اطاعت کر رہی ہے یہ تو انسان کو آزمانے کے لئے کہ جس میں شرافت کے ساتھ شر و فساد بھی رکھ دیا کہ دیکھیں کس چیز کو انسان اپنے اوپر لازم یا غالب کر لیتا ہے اور میری ربیت کی پناہ میں آتا ہے۔یہاں اللہ کے رسول ﷺ پر درود بھیجنا گویا ان پر رحمت بھیجنا ہے کہ اللہ نے ان کے ذریعہ ہمیں دین ایمان دیا اور اس کی بندگی کے طریقے بتائے اور تعلیم دی۔یہاں سَلِّمُوْا ۔ تَسْلِيْمًا اور يُصَلُّوْنَ کے الفاظ رحمت بھیجنے کے معنوں میں آئے ہیں' پڑھو کے نہیں۔اس سے معلوم ہوا صرف پڑھ لینا نہیں بھیجنا۔کیا بھیجنا؟ درود' صلوۃ۔رحمت یا نماز بھیجنا آگے۔جس طرح بندہ اللہ کے پاس جانے سے پہلے اپنے لئے رحمتیں تیار کر کے آگے بھیجتا ہے اسی طرح حیات میں اپنی اپنے رسول ﷺ کے لئے رحمتیں بھیجتا رہتا ہے کہ جن کے ذریعہ اسے دین و ایمان ملا ہے۔یہاں بھیجنا غایب کے معنوں میں ہے پڑھنا حاضر کے۔جو بھیجا جاتا ہے غایب کے لئے ہے وہ موجود نہیں تو بھیجا جاتا ہے جو حاضر ہوا سے دیا جاتا ہے اس کے سامنے اور پڑھنا بھی انہیں معنوں میں ہے' پڑھنا معنی ملاقات کرنا بھی ہوا سامنے' ایک بھیجنا درود اللہ کے ذریعہ رسول ﷺ کو یا فرشتوں کے ذریعہ' کیونکہ ذات خدا ہمیشہ ہر جگہ موجود ہے وهو معكم اين ما كنتم تم جہاں کہیں ہو وہ (اللہ) تمہارے

ساتھ ہے۔رسول مقبول ﷺ کی روح مبارک مدینہ میں ہے یا برزخ میں ہے یا آسمانوں میں بندوں کو معلوم نہیں مگر اللہ کو معلوم ہے وہ جہاں ہیں انہیں پہنچا دیگا۔اور روایات بتاتی ہیں کہ انبیا اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں'ان کی حیات کی کیفیت سے صرف اللہ واقف ہے وہ جہاں پہنچانا ہے پہنچاے گا۔اس طرح جب درود وسلام پہنچانا ہوتو اللہ کے ذریعہ ہی پہنچے گا ہم راست طور پر نہیں پہنچا سکتے چاہے دور سے ہوں یا آپؐ کے روضہ پر پہنچکر بھی ذاتی طور پر نہیں'اسطرح بغیر اللہ کے کوئی بھی کام ممکن نہیں۔درمیان میں کوئی واسطہ یا رابطہ نہیں نہ پیر نہ فقیر نہ مرشد نہ عالم نہ ولی۔یہی بات مہدی موعودؑ نے فرمائی کہ:اللہ اور بندے کے درمیاں جو بھی شے ہو وہ اس انسان کا بت ہے"۔**اس طرح جب درود نبی کریم ﷺ کو ہم نہیں پہنچا سکتے سوائے ذات خدا کے ذریعہ تو کس طرح دوسرے انسانوں کے ذریعہ سفارش سے اللہ کو راضی کرا سکتے ہیں۔ہم اتنا ہی کر سکتے ہیں کہ بعد حیات دنیا عقبی میں نعمت حاصل کرنے کے لئے اپنے لئے رحمت "نماز" بھیج سکتے ہیں جو رحمت ہے۔گویا نماز پڑھنا حیات بعد الموت کے لئے اپنے لئے درود پڑھنا رحمت ہوا' کیونکہ اللہ بندوں کے کسی بھی عمل سے بے نیاز ہے یہ ہم ہیں جو اپنے لئے دنیا میں رحمت کا انتظام کر رہے ہیں** ۔اس طرح ہم نماز پڑھ کر اپنے اوپر احسان کر رہے ہیں اللہ پر کوئی احسان نہیں وہ اپنی عظمت کبریائی ربوبیت میں اکیلا ہے۔

اسلام میں صحابہؓ رسول اور آیمہ کے بعد صرف فقہی مسایل کو دین بنالیا اور طور طریقے عمل کو ہی ایمان اسلام سمجھ لیا' جبکہ ایمان خود اپنی فلاح کے لئے اللہ کی پر خلوص عبادت و ریاضت ہے جبکہ احسان اس کی معرفت اور قربت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔انسان اس زعم میں ہے کہ میں نے اتنی عبادتیں ریاضتیں کرلیں اتنے حج کرلئے'اتنا علم حاصل کرلیا اور بارگاہ خداوندی میں معزز و محترم ہوں'مہدی موعودؑ کے ذریعہ بتایا گیا کہ تمہاری تمام عباتیں ریاضتیں تمہارا علم و عمل سب بے کار محض ہے اگر اس میں اللہ کی رضا اور خوشنودی شامل نہیں اس لئے یہ ریاکاری دکھاوا کرنے کے بجائے تقوی پرہیزگاری اختیار کرو دنیا کی محبت دلوں سے الگ کرو نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرو تمام دنیاوی کثافتوں آلایشوں سے پاک ہوکر اس کی رضا دنیا میں حاصل کرو تو ضروری نہیں کہ حشر میں تمہارا فیصلہ کرے بلکہ دنیا میں تمہیں اپنے دیدار کی قربت نصیب کردے تو سمجھ لو وہ تم سے یہیں راضی ہوگیا' اپنی قربت عطا کردیا اس طرح خوشی خوشی دنیا سے رخصت ہوسکتے ہوسکتے بلکتے نہیں۔اللہ کے رسول ﷺ نے اس کی مثال عشرہ مبشر میں بتادی کہ دیکھو دنیا میں یہ جنتی ہیں اور اتباع رسولؐ میں خلیفۃ اللہ مہدی نے

بھی بتادیا کہ جنتی ایسے ہوتے ہیں عشرہ مبشر کی طرح۔

تخلیق آدم کے واقعات میں صرف اللہ تعالی ۔ملا یکہ۔فرشتے ۔آدم کا خول اور ابلیس کی بات ہے ۔اور حشر میں بھی انسانوں جنوں ملا یکہ فرشتوں جنت جہنم کی بات ہے۔اس کے علاوہ زمین آسمان چاند ستارے کہکشاں کا ذکر بعد میں ہوا ہے اس لے کہ یہ انسانی تخلیق کی ضروریات ہیں یہ تمام بعد میں مثالوں میں بیان ہوئ ہیں معراج میں رسول اللہ ﷺ نے ملا یکہ فرشتوں جنت جہنم کی بات کی ہے چاند ستاروں کہکشاں کا ذکر نہیں ہے۔یہ حاضرات وموجودات جزوی ہیں صرف انسانی ضرورت اور تقاضے پورے کرنے کے لے حقیقی ذات اللہ کی ہے جسے انسان کو اس کی عبادت و اطاعت خصوصًا بندگی ذکر ثناء خوانی کے لےٗ پیدا کیا گیا ہے۔ملا یکہ اور فرشتے بھی ذکر کرتے ہیں پھرنسان کے ذکر میں ایسی کیا خصوصیت ہے کہ اس کا ذکر مختلف اور جدا ہوگا وہ ایسے کہ ملا کہ اور فرشتے اتنا ہی کرتے ہیں جتنا انہیں علم ہے جتنا بتایا گیا ہے مگر انسان کو خیر کے ساتھ شر بھی دیا گیا ہے سوچنے سمجھنے کی آزادی دی گئ ہے علم کے ذریعہ اور نسا نہتر سے بہتر خدا کی عبادت بندگی ذکر واذ کار اپنا تا ہے یہی اس کی خوبی اور شرف ہے۔ملا یکہ فرشتوں حاضر گت وموجودات کو کوئ بھی چیز اپنی طور پر چننے کا اختیار اور ملکہ نہیں جبکہ انسان کو اپنے طور پر جنت جہنم چننے کا اختیار ہے اور اس کی فضیلت جنت اور خدا کا قرب حاصل کرنے میں ہے۔یہی بات ہے کہ اللہ تعالی نے حشر میں سب موجودات وحاضرات کو لپیٹ دے جانے یا ختم کرنے کی بات کہی ہے۔کہ انسان کی اس آزمایش کے بعد ان چیزوں کی ضرورت باقی نہیں رہے گی کیوں کہ اللہ بہتر انسانوں کو اپنے لے چن لیگا انتخاب کر لیگا باقی کا فنا ہونا ایک حقیقت اور ضرورت ہے۔

انسانی عروج وزوال اور دور انحطاط کے ساتھ انسانی معاشرہ اور سمجھ کی تعبیر

آدمؑ سے ابراہیمؑ تک آتش پرستی بت پرستی اور شخصیت پرستی کا دور رہا' اور ساتھ ساتھ وحدانیت بھی موجود رہی' اور لوگوں میں کشش وپیچ بے یقینی اور تذبذب بھی رہا۔ابراہیمؑ سے موسیٰؑ وعیسیٰؑ تک بت پرستی میں تھوڑی کمی آئ لیکن شخصیت پرستی اپنی انتہائ عروج پر پہنچ گی ,جس میں نمرود فرعون ملکہ بلقیس کی قومیں تھیں۔ان کے بعد موسیٰؑ وعیسیٰؑ کی قومیں قوم پرستی اور خودی میں اپنی انتہا پر پہنچ گی' جس میں عیسایوں نے بحثیت قوم بنی اسرائیل میں خود کو منوانے کے لے حضرت عیسیٰؑ کو نعوذ باللہ ابن اللہ بنا دیا۔اور یہ نظریات طلوع اسلام تک رہے' پھر محمد ﷺ نے صرف خدا پرستی کو مذہب اور دین قرار دیا' حضور ﷺ کے بعد تین چار صدیوں تک اسلام

بحثیت دین ومذہب حاوی رہا'پھر اسلام میں علماء صوفیا اور اولیاء پرستی کا دور آ گیا'لوگ علم اور کشف وکرامات کے دلدادہ ہو گئے۔ دوبارہ نویں صدی ہجری میں بعثت مہدی میں صرف خداپرستی کی تعلیم دی گئی جوعین قرآن اور سنت نبوی ؐ کی بنیاد پر تھا کہ جس میں معرفت الٰہی کا سبق دیا گیا۔مہدی موعودؑ کے بعد کے تین سو برسوں میں فرقہ پرستی جماعت پرستی اور نظریات کی تقلید کا دور آ گیا' جو آج تک جاری ہے اب لوگ مسلمان نہیں وہابی دیوبندی تبلیغی بریلوی جماعت اسلامی کہلانا زیادہ پسند کرتے ہیں ۔ یہ دین اسلام نہیں ہے بلکہ اسلام میں نظریات اور عقاید کے طریقے ہیں۔ان میں پچھلے پانچ سو برس میں مہدویت نے صرف معرفت الٰہی کو جوقرآن کا مغز ہے پیش کیا'اور پچھلے سو برسوں میں مہدویوں نے مصدق کہلانے کے بجائے اسحاقی خوندمیری ابراہیمی محمودی نظامی کہلانا زیادہ پسند کیا۔اس طرح اسلام آتش پرستی بت پرستی شخصیت اور قوم پرستی سے گزر کرحضورﷺ کے دور میں وحدانیت کے پختہ نظام پر قایم ہوا'مسلمانوں نے پھر سے اسے دوبارہ حصوں بخروں میں بانٹ دیا۔اس لے اب قرآن وسنت رسول کی بنیاد پر صرف معرفت الٰہی کی جستجو ہی حقیقی اسلام ہوگی؛ جس میں اللہ کی محبت یا طلب کو مقدم رکھا جائے۔ باقی تمام گروہ فرقے خاندان عالم فاضل پیر فقیر ولی مرشد بےمقصد اور بے معنی ہیں۔اس لئے تعلیمات مقیدہ مخصوصہ ہی دین ایمان ہیں باقی دیگر میں ہر قسم کے کفر وشرک کی آمزش پائی جاتی ہے۔

اس طرح نزول دور صحایف آسمانی میں وحدانیت کا بنیادی پیغام کبھی نہیں بدلا'صرف زمانہ اور حالات اور معاشرتی ضرورتوں کوملحوظ خاطر رکھتے ہوئے شریعتوں میں ترمیم اور اضافتیں ہوئیں' **مگر اگلے تمام صحایف میں صرف اُصول قوانین شریعتیں ہوا کرتی تھیں مگر قرآن پہلا آسمانی نزول ہے جس میں معرفت الٰہی کو اولیت اور خصوصیت دی گئی**؛ جس کی مثال معراج کا واقعہ اور بیان ہے۔اس کے علاوہ سورہ الرحمٰن سورہ حدید سورہ نور سورہ رعد سورہ حشر جیسے اور بے مثال سورتیں ہیں۔زبور اور توریت کا زمانہ قرآن سے ڈھائی تین ہزار برس پہلے کا ہے'اور انجیل قرآن سے چھ سو برس پہلے کی ہے۔ پہلے کے ان تین صحایف میں مماثلت اور یکسانیت ہونے کے باوجود کچھ احکام اور پیغام ان لوگوں نے بدل دیے' جن قوموں کو یہ دی گئی اور ان میں دخل اندازی بھی کردی۔اور عیسایوں نے ایک قدم آگے بڑھکر نہ صرف اس انجیل کے پیغام کو بھلا دیا بلکہ حضرت عیسیؑ کو ابن اور شریک خدائی کرنے کے لے من گھڑت احوال بیان کر دئے۔مگر جب قرآن نازل ہوا تو سارا پیغام اس وقت کے حالات کے لحاظ سے نازل تو ہوا لیکن قیامت تک کے لئے ایک مثبت اور مدلل دین ومذہب کے طور پر

پیش ہوا۔ کیونکہ اس کے بعد نبوت اور وحی کے سلسلے کو رکنا تھا۔ زبور توریت انجیل کے احکام واحوال مقامی علاقائی اور قومی سطح کے تھے' مگر قرآن کا پیغام بین القوامی اور بین البراعظمی ہے۔ اسی کے ساتھ اس میں احکام وقوانین کے علاوہ علم عقلمندی ہنرمندی سائنس تاریخ جغرافیہ طب وحکمت کے احوال بھی بیان ہوئے۔ کیونکہ قرآن کو ایک ترقی یافتہ علم وہنر والی اُمت محمد میں نازل کیا گیا تھا۔ لہٰذا ہم دیکھ سکتے ہیں کہ سب سے پہلا کام مسلمانوں نے قرآن کے بیان کے طرز پر تاریخ اسلام رقم کی' عروہ بن زبیر ۷۱۲۔ وہب بن منبہ ۷۲۸۔ ابن اسحاق ۷۶۱۔ واقدی ۸۲۲۔ ابن ہشام ۸۳۴۔ المقریزی ۱۴۴۲۔ ابن حجر عسقلانی ۱۴۴۹۔ ابن خلدون ۱۴۹۶۔ اور ابن سعد ہیں۔ اسی کے ساتھ تفاسیر لکھی گئیں قرآن کو واضح کرنے کے لئے' جن میں قرطبی' طبری' ابن کثیر بغوی' در منثور ہیں۔ اور محدثین میں امام بخاری' امام مسلم بن حجاج' امام مالک' ابوداؤد' ابن ماجہ' امام ترمذی وغیرہم ہیں۔ اور فقہ میں امام ابوحنیفہ' امام مالک' امام شافعی' امام احمد بن حنبل ہیں۔ یہیں پر یہ سلسلہ نہیں رکا' بلکہ کیمیا داں' حکیم' طبیب' محقق' ریاضی دان' اور بڑے بڑے سائنس دان اسلام میں پیدا ہوئے۔ کچھ عرصہ پہلے پچھلے تین سو برسوں میں عیسایوں نے انہیں چھپا کر پس وپشت ڈالدیا تھا آج دوبارہ ان کا نام لیا جارہا ہے اور ان کی خدمات کو تسلیم کیا جارہا ہے۔ جیسے پچھلے سو برسوں میں مہدویوں کی کوتاہی کی وجہ سے تعلیمات مہدی کو دوسری جماعتوں نے اپنے نام سے مشہور کرلیا۔

اگر کسی نے زبور توریت اور انجیل کو پڑھا ہو تو اسے اندازہ ہوگا کہ اس میں صرف واقعات نصیحتیں قصہ کہانیاں اور ان قوموں کی تعریف اور ستائش کے باب ہی نظر آئینگے' ان میں خدا کی تعریف اس کی بزرگی بڑائی عظمت کبریائی کا بیان بالکل نہیں ہے اگر کہیں ہے تو مبہم سا ہے۔ اس ایک وجہ تو ان قوموں نے اسے مبہم کردیا نکال کر اس میں اپنی تعریف اور توصیف بیان کردی دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ قومیں خدا کی تعریف اس کی بزرگی بڑائی عظمت کبریائی کے بیانوں کی متحمل بھی نہیں تھیں انہیں صرف احکام وشرائع تک محدود رکھا گیا' قرآن میں جہاں احکام قصص اور واقعات بیان ہیں وہیں اللہ کی عظمت اور معرفت کے بیانوں سے لبریز ہے مثلاً سورہ فاتحہ' آیت الکرسی۔ بقرہ کی آخری آیات۔ سورہ حدید۔ سورہ نور۔ سورہ الرحمٰن۔ سورہ قدر۔ سورہ اخلاص۔ بقرہ کی شروع کی آیات۔ بقرہ کی ۱۶۳۔ ۱۶۴ آیات۔ آل عمرا کی ۱۸۔ ۱۹ آیات۔ اراف کی ۵۴۔ ۵۶ آیات۔ بنی اسرائیل ۸۱۔ ۸۶ آیات۔ سورہ مومنون ۱۱۵۔ ۱۱۸ آیات۔ سورہ محمد ۲۹۔ ۳۳ آیات سورہ حشر

۲۱۔۲۴ آیات ۔جیسی بے شمار آیات اللہ کی معرفت اور کبریائی اور عظمت کے بیان میں ہیں ۔ایسے کلمات وآیات سورہ صحائف میں یا کم ہیں یا بالکل نہیں ہیں۔اس کی وجہ وہ قومیں ان بیانوں کے متحمل نہیں تھیں طلوع اسلام کے بعد مسلمانوں میں اولیا اصفیا اتقیا آیمہ کا ایک طویل سلسلہ چلا جنہوں نے صرف خدا کی بندگی کو اپنا مذہب بنالیا تھا 'اسی طرح اسلام میں نبی کریم ﷺ کے دور کے بعد نبوت ورسالت کی دوری سے مسلمانوں میں بندگی کرنے والے کم علمی بحث مباحث میں وقت ضایع کرنے رسم وبدعت اور عادت والے بے عمل لوگوں کا دور آ گیا 'تو اللہ تعالی نے دوبارہ اُمت رسول کی اصلاح وتبلیغ کے لے تابع تام محمد رسول اللہ ﷺ خلیفۃ اللہ مہدی کو وعدہ کے مطابق مبعوث کر کے حقیقی بندگی کا درس دیا تعلیمات فرایض ولایت کے ذریعہ' کہ جس میں علمی مباحث مقابلہ مباہلہ کے بجاے صرف عمل کے لۓ دایروں کی بنیاد پر تعلیم کا انتظام کیا جس میں تقوی توکل صحبت صادقین ترک حب دنیا عزلت از خلق ترک ہجرت ظاہری وباطنی ذکر دوام کے ساتھ اللہ کی معرفت اور قربت کے حصول کے لے طلب دیدار حدا کا درس دیا اور طریقہ بتایا گیا۔

کسی بھی مذہب اور قوم میں فرایض یا بنیادی اُصول نام کی چیز نہیں ہے سوائے اسلام کے۔ پانچ فرایض کے جس کا باضابطہ ذکر قرآن میں ہوا ہے جو اللہ کا کلام ہے۔کلمہ شہادت'نماز'روزہ'زکواۃ اور حج ۔کیونکہ ان پانچ اعمال کو ہی اسلام فرایض قرار دیتا ہے؟ وہ اس لے کہ انسان مذہبی اخلاقی معاشرتی قوانین کے حدود میں زندگی گزارے'جس میں ایک پاکیزہ اور مطہر ماحول ہو۔دنیا کی ہر قوم مانتی ہے کہ انسان دوسرے جانداروں اور حیوانوں میں بہتر اور اعلی ہونے کے ساتھ عقل سمجھ سے نوازا گیا ہے۔اور کچھ لوگ آزادخیالی بے راہ روی بدعملی انتشار کی زندگی گزارنا پسند کرتے ہیں اور اس سے زمین پر فتنہ اور فساد پیدا ہوتا ہے اسی کی روک تھام کے لۓ مذہبی قوانین انسان کے خالق اللہ کی طرف سے نبیوں کے ذریعہ دۓ جاتے ہیں۔صرف انسان ہی نہیں چاند ستارے جانور درندے ندی نالے پہاڑ سمندر ایک نظام کے تحت چل رہے ہیں وہ اس نظام کو نہیں بگاڑتے سوائے انسان کے۔اسلام سے قریب تر مذہب یہودیت ہے جس میں شرک وبت پرستی نہیں ہے'اسلام اور یہودیت میں فرق یہودی عالموں نے پیدا کیا ہے یہودی توریت کی پیش گوئ کہ ایک آخری نبی پیغمبر آے گا مانتے تو ہیں مگر قرآن اور محمد ﷺ ہی وہ آخری نبی ہیں نہیں مانتے'اس لۓ وہ اہل کتاب ہونے کے باوجود کفر کا ارتکاب کرتے ہے یعنی اللہ کا حکم نہیں مانتے کہ ہم محمد ﷺ کو اور قرآن کو نہیں مانتے۔یہی بات اہل قرآن مہدی

موعود خلیفۃ اللہ میراں سید محمد جونپوری کے تعلق سے کہتے ہے۔یہودیت میں اسلام کی طرح ۱۳ تیرہ فرایض کو مانا جاتا ہے جبکہ یہ فرایض توریت میں اور حضرت موسیٰ نے بیان نہیں کے جنہیں یہودی موشے ربیونی کہتے ہے۔یہ فرایض یہودی علما کے بتائے ہوے ہیں ۔جیسے کہا اسلام کے فرایض کا باضابطہ کلام اللہ میں بیان ہے۔اگر کوئی کہے کہ تعلیمات فرایض ولایت بھی مہدی موعودؑ نے بتائے ہیں تو بے شک حق بات ہے مگر مہدی اللہ کا خلیفہ ہیں اور تابع تام رسول اللہ ہیں۔مہدی موعودؑ نے فرایض ولایت کی تعلیم دی ہے فرایض اسلام نہیں کہا فرایض اسلام صرف پانچ ہی ہیں،جس پر تا حیات آپ عمل پیرا رہے۔فرایض اسلام ہر مسلمان عاقل و بالغ پر فرض ہیں جبکہ تعلیمات فرایض ولایت صرف قربت خداوندی کے متلاشیوں کے لئے ہیں،مہدی موعودؑ نے انہیں ہر مصدق مہدوی پر فرض نہیں قرار دیا بلکہ ان کی طلب کو فرض قرادیا۔جیسے پہلے کہا جا چکا ہے کہ فرض میں اور طلب میں فرق ہے۔فرض بغیر ادا کے پورا نہیں ہوتا جبکہ طلب پوری ہو بھی سکتی ہے نہیں بھی۔اسی لئے مہدویہ میں تارک الدنیا فقرا اور کاسبوں کے دو طبقے ہیں۔ایک مسلمان مہدوی ہے دوسرا مومن مصدق ہے،اول الذکر نے مہدی کی بعثت آمد گزشت کا اقرار کیا ہے جبکہ دوسرے گروہ نے اقرار بھی کیا اور طلب خدا کے راستے میں بھی لگ گئے صدق دل سے کہ ہاں ہمیں معرفت الٰہی حاصل کرنا ہے۔

مہدئ موعودؑ خلیفۃ اللہ تابع تام رسول اللہ نے امامت اعظمی یعنی خود کی **امامت** اور خلیفۃ اللہ ہونے کی حجت میں سورہ بقرہ کی ۱۲۴ویں ایک 1 آیت پیش کی اور خود کے تابع رسول ﷺ ہونے کے ثبوت کی گواہی میں 5 **پانچ آیات** پیش کیں آل عمران ۳۰۔ سورہ انعام ۱۹۔ سورہ انفال ۶۴۔ سورہ یوسف ۱۰۸۔سورہ ملک (فاطر) ۳۲۔

خود کے مبین کلام اللہ مراد اللہ ہونے کے ثبوت میں 3 **تین** آیات پیش کیں سورہ رحمٰن ۱۔سورہ قیامہ ۱۹۔ سورہ ھود ا۔

خود کے دلیل روشن بینہ یا خلیفۃ اللہ ہونے کی حجت میں 2 دو آیات پیش کیں سورہ ھود ۱۷۔ سورہ بینہ اور قوم موعودہ یعنی آپ کی تصدیق کرنے والوں کے متعلق 7 سات آیات پیش کیں سورہ مایدہ ۵۴۔ سورہ آل عمران ۱۹۰۔ سورہ انعام ۸۹۔ سورہ محمد ۳۸۔ سورہ واقعہ ۱۳۔۱۴۔ سورہ جمعہ ۳۔

مہدی موعود کی قوم موعودہ قوم ہے۔انسانوں کی تیار کردہ جماعت گروہ یا حلقہ نہیں ہے یا خود ساختہ

خدائی خدمت گار self proclaimed مصلح ومبلغ نہیں ہیں۔قوم مہدی کو باضابطہ ایک طریقہ تعلیم اُصول اور معاشرت کے طور پر بھیجا گیا ہے۔یہ الگ بات ہے کہ مسلمانوں کے دوسرے گروہ کی طرح مہدویہ میں آج خودساختہ مقام ومنصب کے لوگ عوام کو شخصیت پرستی کی لعنت میں مبتلا کرر ہے ہیں'ایسا ہر زمانے اور قوم میں ہوا ہے ہوتا آیا ہے ہوتا رہے گا قیامت تک'اور مہدوی اس سے اچھوتے نہیں ہیں۔ہاں مگر ! اگر مہدوی اپنی حقیقت سے آگاہ ہوکر اعمال صالحہ اختیار کریں تو دوبارہ اللہ کی نوازشیں دین و دنیا میں ہونگی'سوائے چند ایک مہدویوں کہ اب یہ مشکل بات نظر آتی ہے۔

قرآن کریم کی ترتیب بڑی معجزاتی اور حیران کن ہے سب سے پہلے اللہ رب العلمین جو سارے جہانوں کا مالک ہے اس کا بیان فاتحہ میں ہے۔اس کے بعد انسانیت کی ابتدا تخلیق آدمؑ سے ہوئی اور سورہ بقرہ پہلی سورۃ ہے کہ جس میں کسی نبی رسول پیغمبر کے بیان سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کا بیان ہوا ہے آیت ۳۰۔۳۱' میں آخری سورۃ الناس ہے جس میں جنوں اور ان کے مماثل انسانوں سے پناہ مانگنے کے ساتھ ختم قرآن ہوا ہے'یعنی آدم کی تخلیق پر معاملہ آدم اور ابلیس کے درمیان ہی شروع ہوا تھا۔

اللہ تعالی نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کیا ہے اولا دآدم کو آزمانے کا'انسان پیدا ہوتا ہے اسکا بچپن کا زمانہ ہوتا ہے پھر اس پرلڑکپن آتا ہے اس کے بعد جوانی بعد میں ادھیڑپن اس کے بعد بڑھاپا'اس طرح پانچ ادوار ہوتے ہیں۔یہی حال انسانی ترقی وترویج کا ہے۔آدمؑ سے نوحؑ تک انسانیت کا بچپن ہے'نوحؑ سے ابراہیمؑ تک انسانیت کےلڑکپن کا دور ہے'ابراہیمؑ سے عیسیؑ تک انسانیت کی جوانی کا زمانہ ہے' کہ جس میں بے حساب نبی رسول آئے'انسانوں نے علم میں ترقی شروع کی' کہ جس میں فرعون رومی یونانی مصری قوموں کو عروج ہوا'حضرت عیسی علیہ السلام سے حضور نبی کریم ﷺ کا انسانیت کا زمانہ ادھیڑ عمر کی طرح ہے کہ جس میں ترقی اور عروج کے ساتھ سمجھ بوجھ سکینہ اور علم کے انتہائی عروج کا دور شروع ہوا'حضور ﷺ سے مہدی موعودؑ کا زمانہ انسانیت کا بڑھاپا ہے کہ جس میں جب علم وہنر انتہا کو پہنچا تو معرفت الٰہی کی تعلیم بھی دی گئی ۔اب حضرت عیسی دوبارہ آینگے تو انسانیت کی موت یعنی قیامت کا دور ہے یہی بات **کیف تھلک** اُمتی والی حدیث میں ہے کہ کیسے ہلاک ہوگی اُمت جبکہ میں (حضورؐ) اس کے اول ہوں عیسی اس کے آخر میں اور درمیان میں میری عترت سے میرا فرزند مہدی ہے۔معنی ان ادوار کے بعد قیامت یا ہلاکت کا زمانہ یقینی ہے۔جس طرح حیوانوں انسانوں

کی موت مقرر ہے اسی طرح اُمتوں کی موت بھی مقرر ہے۔ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ , فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْ
خِرُوْنَ سَاعَةً لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۔(اعراف ۲۴)اور ہر اُمت کے لئے ایک وقت مقرر ہے سو جب آ جاۓ اُن کا
مقررہ وقت تو نہ وہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں ایک لحہ اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔قرآن کی اس پیش گوئی کے لحاظ سے اب
مہدویہ بھی عمل کے لحاظ سے مذہبی وعقایدی انحطاط کا شکار ہیں' اس کی وجہ قرآن مجید سنت رسول اور تعلیمات
مہدی کے بجاۓ شخصیت پرستی آج مہدوی عوام اور اللہ تعالی کے درمیان حایل ہے۔مہدی موعود کی بعثت رسم و
بدعت مٹانے اور بندوں کو اللہ سے ملانے کے لئے ہوئی تھی۔جیسے کہا خدا اور بندوں کے درمیان شخصیت پرستی
حجاب بن گئی ہے' ہم جو کہہ رہے ہیں وہی مہدویت اور دین ہے کا معاملہ ہے۔جو قرآن سنت رسول اور قول وعمل
مہدی کے برخلاف ہے۔

دنیا کی ہر قوم میں چاہے وہ دنیاوی اُمور ہوں کہ دینی ومذہبی' ان قوموں کے اندر ہی غلط
اور صحیح پر بات اور تنقید کا ایک پرانا طریقہ چلا آیا ہے' جس سے قوموں میں ہونے والے بگاڑ اور کمی وزیادتی کو
درست کرنے میں مدد ملتی ہے۔لیکن مہدویہ میں پچھلے سو' سوا سو برسوں میں ایک طریقہ اور رویہ اپنایا گیا کہ کوئی
تنقید نہیں کریگا' غلطیوں پر بھی نشاندہی کرنا یا حرف مخالفت کرنا گناہ کبیرہ بنا دیا گیا' اور کسی ایسے شخص کو سماجی
بایکاٹ اور ترش روئی کا ایسا نشانہ بنایا جاتا کہ دوسرے بات کرنے سے ڈرنے لگے کہ حقہ پانی بند ہو جایگا اس کا
نتیجہ یہ نکلا کہ غلط کہاوتیں روایتیں ہی مہدویت کہلائی جانے لگیں اور خواص کا کہنا حرف آخر مان لیا گیا' جس کی
مثال آج بھی دیکھنے کو ملتی ہے۔اسی کا شاخسانہ تھا کہ بہت سارے مہدوی دایروں سے دور ہوتے چلے گئے' اور
دایروں میں بے علم ان پڑ لوگوں کا دبدبہ اور غلغلہ ہو گیا' اور کچھ جاہل آج بھی یہ کہتے دکھائی دینگے کہ قرآن کو ان
کے بنا سمجھا ہی نہیں جا سکتا اور قرآن کو سمجھنے میں ان سے غلطی ہو ہی نہیں سکتی گویا انہیں معصوم عن الخطا بنا دیا گیا' اور
ایسے لوگوں کی ہمت اور دیدہ دلیری اتنی بڑھ گئی کہ انہوں اپنے باپ کے اندر خدا ہونا اور ان کی لکھی کتابوں کو خدا
کی رسی یا قرآن وحدیث کے برابر قرار دینا شروع کر دیا' اس کا انکار کرنے والوں کو شدت پسندوں یا تخریب
کاروں کے ذریعہ مارنے ڈرانے دھمکانے کا سلسلہ شروع کر دیا۔کسی بھی دین ومذہب میں جب تک سایل کے
جواب کو نرمی نیستی صبر سے جواب نہیں دیا جاۓ گا' شک وشبہ اور انتشار بڑھے گا' اگر معلوم نہیں بھی ہے تو بے تکے
جوابات دینے کے بجاۓ کسی اور وقت بتایا جا سکتا ہے تحقیق و تیاری کر کے اور یہ کوئی شرمندگی کی بات نہیں

ہے' کہ دنیا میں کوئی بھی انسان کامل واکمل نہیں ہوتا' اور دین ومذہب میں تو حد درجہ احتیاط لازمی ہے۔ جو جیسا سمجھ میں آئے ویسا ہی جواب دے دینا حکمت اور عقلمندی کے خلاف بات ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ سے جب سائل سوال کرتا تو آپؐ توقف فرماتے کہ جب تک جبرئیل امین کی طرف سے پیغام یا جواب نہیں آجاتا پھر جواب دیتے' ایسا کئی بار ہوا ہے۔ بلکہ ایک بار آپؐ نے انشاءاللہ نہیں فرمایا تو وحی آنے میں تاخیر ہوگئی تھی' پھر اللہ کی طرف سے حکم آیا کہ جب بھی کوئی بات کہیں تو انشااللہ کہا کریں۔ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ , وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ وَقُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا۔ ہرگز نہ کہنا کسی چیز کے متعلق کہ میں اسے کرنے والا ہوں کل مگر (ساتھ یہ بھی کہو) اگر اللہ چاہے اور یاد کرو اپنے رب کو جب بھول ہو جائے (یہ بھی کہو) کہ مجھے اُمید ہے کہ دکھادے گا مجھے میرا رب اس سے بھی قریب تر ہدایت کی راہ' (سورہ کہف ۲۴)۔

اللہ کے رسول محمد ﷺ نے بعد اعلان نبوت کئی بار بتایا کہ وہ اللہ رسولؐ ہیں نبی ہیں پیغمبر ہیں۔ اور اللہ نے قرآن میں اس بات کی تصدیق بھی کی' سورہ احزاب آیت ۴۰۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۔ محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں' لیکن وہ اللہ کے رسول اور (سب) نبیوں کے خاتم (آخری نبی) ہیں ' اور اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے۔ اسی طرح مہدی موعودؑ نے کہا کہ میں مہدی ہوں اللہ کا خلیفہ جس کا وعدہ محمدؐ سے کیا گیا' اور اس کے دعوے کے ثبوت میں آیات پیش کیں' اور اللہ نے قرآن میں مہدی کو تابع محمد رسول اللہ کہا قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ قف عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ط وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۔ آپؐ کہہ دیں یہ میرا راستہ ہے (جس پر) میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں بصیرت (دیدار) کی بنیاد پر اور وہ بھی بلائے گا جو میرا تابع ہے' اور اللہ پاک ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ (سورہ یوسف ۱۰۸) یہاں دو باتیں اللہ نے بتائیں ایک نام محمدؐ نہیں لیا بلکہ قُلْ (آپؐ) کہہ دو کہا ہے اور اس کے ساتھ دوسری بات بصیرت کہا بصیرت کے معنی دیکھنا ہے' حالانکہ سبھی اس کے معنی دوسرے معنی سمجھ بوجھ دانائی لیتے ہیں مگر جو محمد ﷺ نے دیکھا وہ سمجھ بوجھ اور دانائی نہیں تھی بلکہ اللہ نے آپؐ کو وہ دکھایا جو دوسرے نہیں دیکھ سکتے تھے۔ اور ایسا ہی دیکھنا محمد ﷺ کے تابع مہدی (موعودؑ) کے لئے قرار دیا' اور یہاں مہدی کا نام بھی نہیں لیا بلکہ وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ کہا اور وہ جو رسول کا تابع ہے اور رسول ﷺ کا تابع حضور ﷺ کے مطابق صرف مہدی ہے جس کے

لئے آپ ﷺ نے شرط بتادی المهدی منی یقفو اثری ولا یخطی مہدی مجھ سے ہے (میری عترت سے) میرے نقش قدم پر چلے گا خطا نہیں کریگا' معنی مہدی کا بے خطا ہونا اس بصیرت کی راہ پر بلانے کی شرط ہے اور معصوم ہونا اللہ کے خلیفوں کا مرتبہ ہے اور مہدی کو اللہ کے رسول ؐ نے اللہ کا خلیفہ کہا ہے۔ اور ایسی ہی بات سورہ رحمٰن میں اللہ نے کہی ہے الرحمن علم القرآن خلق الانسان علمه البیان رحمٰن اللہ تعالی نے معلم قرآن محمد ﷺ کو قرآن کی تعلیم دی یعنی ان پر قرآن نازل کیا اور (اس کے بعد) خلق میں (ایک انسان کو پیدا کر) اس قرآن کا مبین بنایا۔ یہاں بھی نہ محمدؐ کا نام ہے اور نہ ہی مہدی موعودؑ کا نام ہے اور دونوں آیات کو مہدی موعودؑ نے اپنے دعوی کے ثبوت میں پیش کی ہیں۔ حضرت میراں مہدی موعودؑ نے وہ تمام قرآنی آیات اللہ کے حکم سے پیش فرمادیں جو ثبوت مہدی کے متعلق قرآن میں ہیں' اس طرح ختم ولایت محمد' مہدی اب کوئی نہیں آئے گا۔ اگر کوئی دعوی کرے تو اسے یہ آیات پیش کرنی پڑیں گی جو میراں سید محمد جونپوری نے پیش فرمادی ہیں۔ اس طرح آمد مہدی کا مسلہ آپؑ کی ذات پر ختم ہے۔ یہاں معلوم ہوا محمد ﷺ نے اپنا نبی رسول ہونا بتادیا مہدی موعودؑ نے اپنا ہادی و مہدی ہونا بتادیا اور اللہ تعالی نے دونوں خاتمین کے دعوی کی تصدیق بھی فرمادی سورہ احزاب ۴۰ میں اور سورہ یوسف ۱۰۸ میں۔ اور یہ بات اس لئے کہنی پڑی کہ حضرت علیؓ سے کوئی قول اور دعوی منقول نہیں کہ میں اللہ کا نبی ہوں مگر لوگوں نے زبردستی انہیں اللہ کا نبی قرار دے رکھا ہے۔ اور بات اُمت محمد کی امامت کی ہے جو حضرت امام حسن حسین اور بعد کے اماموں سے منصوب کر کے انہیں علیہ السلام کہا اور لکھا جاتا ہے وہ غلط ہے کیوں کہ اُمت محمد ﷺ کی امامت بھی خلیفۃ اللہ مہدی کے لئے ہے اور کسی کے لئے نہیں اس کا ثبوت سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۲۴ ہے جسے مہدی موعودؑ نے اپنے دعوی کے ثبوت میں پیش کیا ہے وَاِذِ ابۡتَلٰٓی اِبۡرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ط قَالَ اِنِّیۡ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ط قَالَ وَمِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ اور جب آزمایا ابراہیمؑ کو ان کے رب نے چند باتوں سے تو انہوں نے وہ پوری کیں' تو اللہ نے فرمایا بے شک میں تمہیں لوگوں کا امام بناؤں گا' ابراہیم نے کہا اور میری اولاد میں بھی امام بنا؟ اللہ نے فرمایا میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا۔ مطلب غیر معصوم لوگوں کو میں امام نہیں بناؤں گا۔ اور حضرت علیؓ حضرت حسینؓ کے ساتھ معصوم ہونے کی شرط حضور ﷺ نے یا قرآن نے نہیں بیان کی ہے۔ ہاں وہ بی بی فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کی اولاد تھے اس طرح وہ عترت فاطمہ ہونے کے لحاظ سے محترم اور معزم ہیں اُمت کے لئے نہ امام اور علیہ السلام ہیں۔ اب اس کے بعد حضرت بندگی میاں سید

خوندمیرؓ نے کبھی نہیں کہا کہ میں بدلہ ذات مہدی ہوں صحابہؓ مہدی نے انہیں ایسا کہا' باوجود اس کے قوم مہدویہ کا ایک طبقہ بندگی میاں کے حق میں اتنا رطب السان ہوگیا کہ کبھی کبھی مہدی کے برابر ان کا رتبہ قرار دے دیا اور دوسرے صحابہ مہدیؓ کی تحقیر کو اپنا عقیدہ بنالیا۔ اللہ نے ہر ایک کا ایک مقام مقرر کیا ہے باوجود اس کے لوگ بضد ہو جاتے ہیں کہ ہم ان کو ایسا ہی سمجھیں گے ایسا ہی پکاریں گے یہ اللہ کے خلاف بغاوت کی کھلی مثال ہے' جو کفر کے دایرے میں آتی ہے کیوں کہ اللہ تعالی نے قرآن کے معنی بدلنے یا اس کے رسولوں نبیوں کے مراتب اور مقام بدلنے اور شریعت کے احکام اور قرآن کے احکام بدلنے کو گناہ قرار دیا ہے۔ فَمَنْ م بَدَّلَه' بَعْدَمَا سَمِعَه' فَاِنَّمَآ اِثْمُه' عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَه' ط اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (۱۸۱البقرہ) پھر جو کوئ اسے بدل دے اس کے بعد کہ اس نے سنا تو اس کا گناہ صرف ان لوگوں پر ہے جنہوں نے اسے بدلا' بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ حالانکہ یہ آیت میراث ترکہ کے لئے ہے مگر قرآن کے احکام مطلق ہوتے ہیں انہیں مطلق ہی بیان کیا جاتا ہے۔ قرآن میں تعلیمات مہدی پر کچھ باتیں اسی سورۃ بقرہ میں بیان ہیں جسے ہم آگے کے صفحات میں لکھیں گے۔

قرآن کے تسلسل اور نزول کو سمجھنا کوتاہ فہم لوگوں کا ظرف نہیں ہے۔ جو اس حقیقت کو سمجھ لے اُسے قرآن کے معجزہ ہونے میں کوئ تردد یا شک باقی نہیں رہے گا۔ قرآن کے نزول کو سمجھنا خود نبی کریم ﷺ کی نبوت اور تاریخ اسلام کے دور کو سمجھنا ہے' دور نبوت کی ابتدا ہی تاریخ اسلام ہے جو بعد میں بطور تاریخ رقم ہوتی چلی گئ' جس میں اللہ تعالی نے حضور نبی کریم ﷺ کو واقعات اور معاملات کے ایسے دور سے گزارا کہ ہر دن اسلام کی تاریخ ترقی وترویج کی تاریخ رقم ہوتی چلی گئ۔ اور اسکے عینی شاہد یا گواہ صحابہؓ رسول ﷺ تھے' جو بذات خود اس تبدیلی کا مشاہدہ کرتے تھے۔ اور جب حضور ﷺ نے نبوت کے آخری دور میں قرآن لوح محفوظ کے طریق پر محفوظ کرادیا تو لوگوں نے احکام خدا اور شریعت آخریں کے طور پر اس پر عمل کرنا شروع کیا۔ آج قرآن مجید کی جو معجزہ نمایئاں اور حقیقتیں آے دن سامنے آرہی ہیں وہ وقت اور زمانہ کے لحاظ سے ظاہر ہورہی ہیں' مگر دور نبوت میں حضور ﷺ نے صحابہؓ کو ان کی حقیقت سے معلوم کرادیا تھا' جو اہل فرست اور جید صحابہؓ تھے انہیں وہ ان باتوں کی سمجھ رکھتے اور جان گئے تھے اور آنے والے انقلاب کو محسوس کرلیا تھا کہ ان کے سامنے کیا چیز نازل کی جارہی ہے, اور قیامت تک کیا ہونے والا ہے اس حقیقت سے اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں واقف کرادیا تھا' یہی وجہ تھی

کہ ان میں عشرہ مبشر کی سوغات سنادی گئی' اس کی مثال یہ ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کو ہزاروں میں دور جنگ قادسیہ کا منظر آنکھوں کے سامنے نظر آ گیا مدینہ میں۔ یہی بات حضرت ابوبکر صدیق کا زکواۃ کے متعلق سخت رویہ حضرت عثمان کا قرآن کو مجلد کرانا' حضرت علی کا معرفت الٰہی میں مدینہ سے دور قیام کر لینا' اور حضرت ابو ہریرہؓ کا کہنا کہ "میں نے حضورؐ سے دو برتن (علم کے) پائے ایک کو بیان کر دیا اگر دوسرے کو بیان کروں تو میرا سر قلم کر دیا جائے گا" اور یہ بھی کہا کہ "ہمیں حضور ﷺ نے ہر چیز کے متعلق بتا دیا ہے حتی کے اڑنے والے پرندوں کے متعلق بھی بتایا ہے"۔ اور ان باتوں کے اظہار کرنے پر بعد میں اولیائے کاملین کا جو حال ہوا وہ اظہر المن الشمس ہے جن میں منصور حلاج کا "اناالحق" کا نعرہ لگانے پر سر قلم ہونا۔ اور اس سے پہلے بھی یہی ہوا ہے حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ کی شہادت کے پیچھے کچھ ایسے ہی اظہار خیال کی معنی چھپے ہیں۔ اور صحابہؓ مہدی پر بھی یہ حالات وارد ہوئے جس طرح قلب محمدؐ پر قرآن نازل ہوا' اور تجلی ذات پڑی اس کا ذکر ہم سورہ حشر کی آخری آیات میں دیکھ سکتے ہیں وَ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْآنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ۔ اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کر دیتے تو تم دیکھتے کہ وہ اللہ کی خشیت' خوف سے ریزہ ریزہ ہو جاتا۔ یہی حالت و کیفیت صحابہؓ مہدی کی ہے کہ جس طرح دور نبوت کے صحابہؓ میں جو حالات گزرے اسی طرح دور ولایت یا مہدی موعودؑ کے صحابہؓ پر بھی آلام و مصایب کا دور گزرا ہے اور نا بہ گفتہ حالات اور واقعات گزرے جس کی یاداشت میں حضرت بندگی ثانی مہدیؓ حضرت بندگی سید خوندمیرؓ اور حضرت بندگی شاہ نعمتؓ کی شہادتیں ہوئیں'۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کسی چیز کا جان لینا ایمان ہے اس کا اظہار کفر ہے مہدی موعودؑ نے فرمایا "دانستا ایمان گفتا کفر"۔ بندہ غذا کھاتا ہے بعد میں وہ فضلہ ہو جاتا ہے اور یہ غلاظت جب تک اس کے اندر رہتی ہے بطور تغذیہ اور پاک ہے جو آنتوں اور نفس میں جمع ہوتی ہے' مگر جیسے ہی خارج ہوئی نجاست اور غلاظت کہلاتی ہے اور خود بندے کے جسم پر اس کا ایک قطرہ یا چھینٹا پڑنا ناپاکی اور جہنم کے عذاب کا سبب ہو جاتی ہے۔ بالکل اسی طرح ذات خدا۔ انوار خدا معرفت الٰہی اور قربت خداوندی کے احوال و اعمال کو بے ڈھنگوں اور ظرف کم ہونے والوں کے سامنے بیان نہیں کیا جانا چاہیے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ "انسان کی عقل کے مطابق بیان کیا کرو" ۔ اب قرآن مجید کے اس بیان کو دیکھیں "وَمِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۔ اور کچھ حصہ رات کا قرآن کی تلاوت کے ساتھ بیدار رہیں' یہ نفل (زاید) ہے' قریب ہے کہ

تمہارا رب تمہیں مقام محمود میں کھڑا کرے۔ یہاں نَـافِلَۃً کا لفظ ہے یہ اسم فاعل واحد مونث ہے نفل مصدر باب نصر زاید ہے یعنی پانچ فرایض سے زاید چھٹا فریضہ تہجد ہے' کم وبیش آدھی رات تک نماز پڑھنی' سورہ مزمل کی ابتدائی آیات کی بنا پر رسول اللہ اور صحابہ پر فرض تھی پھر فَـاقْـرَءُوْا مَـا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرآنِ (سورہ مزمل ۲۰) نے اُمت کے لے قیام کے وجوب کو منسوخ کر دیا اور حضور ﷺ کے لے تہجد واجب زاید باقی رہا' اُم المومنین حضرت عایشہؓ سے مرفوع روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا تین چیزیں مجھ پر فرض ہیں اور تم لوگوں کے لے سنت ہیں' وتر' مسواک اور قیام شب (تہجد)' حضرت عایشہ کی روایت کی بنا پر محی السنۃ کے بیان کی روشنی میں نَـافِلَۃً کا معنی یہ ہوا کہ دوسروں پر پانچ وقت کی نماز فرض ہے اور چھٹا فریضہ تہجد کا زاید ہے یہ تشریح عام اہل تفسیر کے قول کے موافق ہے تہجد کی نماز آپؐ کے لے نفل ہے کیونکہ آیت میں نَافِلَۃً فرمایا ہے نَافِلَۃً عَلَيْكَ نہیں فرمایا اگر عَلَيْكَ ہوتا تو وجوب مستفاد ہوتا اور یہ مطلب ہو جاتا کہ نماز آپؐ پر زاید واجب ہے لیکن تہجد کا نفل ہونا تو اُمت کے لے بھی ہے پھر رسول اللہ کی اس میں کیا تخصیص ہے' اس اعتراض کو دفع کرنے کے لے بعض علماء نے یہ توجیہہ کی ہے کہ اُمت کے نوافل اس کے گناہوں کا اتارا ہو جاتے ہیں ہر نفل سے گناہ کا بار کم ہو جاتا ہے یا اتر جاتا ہے لیکن ! رسول اللہ ﷺ کی ہر لغزش تو بہر حال پہلے ہی معاف کر دی گی ہے اس لے حضور کے حق میں نوافل ترقی درجات کا ذریعہ بنجاتے ہیں۔ اور اس آیت میں نَـافِلَۃً لَّكَ عَسَـى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَـامًـا مَّـحْـمُوْدًا یہ تمہارے لے زاید ہے کہ تمہارا رب تمہیں مقام محمود میں کھڑا کرے۔ مقام محمود میں حضور ﷺ کو معراج کے دن بلایا یا کھڑا کیا گیا تھا۔ یہاں اللہ کا یہ کہنا کہ ہر دن نماز تہجد پڑھیں کہ اللہ آپ کو مقام محمود میں کھڑا کرے' یہ بات وضاحت کرتی ہے کہ ''اللہ کے رسول ﷺ ہر تہجد میں مقام محمود پر جائیں یا اللہ کا دیدار کریں' اس طرح حضور ﷺ کو ہر دن دیدار ہوا کرتا تھا' یہاں یہ بھی ہے کہ ہر دن معراج نہیں بلکہ معراج کی کیفیت آپ پر ہوتی تھی۔ اس طرح طلب دیدار کی تعلیم کا آغاز حضور نبی کریم ﷺ کے ذریعہ ہو گیا صرف اس کی دعوت اُمت کے مخصوص لوگوں کے لے مہدی موعودؑ کے ذریعہ دی گی۔ یہ اس طرح ہے کہ اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا اس کے بعد ہر نبی رسول کی خواہش اللہ سے کلام کی رہی ہوگی ! کہ کاش ہم بھی اللہ سے کلام کرتے' اسی طرح حضور ﷺ کا دیدار کرنا مہدی موعودؑ نے طلب دیدار فرض کے ذریعہ ہوا معنی دیدار ہونا فرض نہیں بلکہ اس کی ''طلب'' کو مہدی نے فرض قرار دیا ہے۔ اور یہ طلب بعد کے علمائے حق اور اولیا و اتقیا کاملین کو بھی رہی ہوگی ! مگر صحیح طریقہ اور تعلیم

نہ ہونے کی بنا پر کچھ باتیں ان سے سہو اور غلط بیان ہوگئیں اور لڑ کھڑا گئے تو کسی نے انا الحق کہا کسی نے سبحانی مَا اعظم شانی کہا اور کہا کہ میرا پاؤں تمام اولیا کی گردو پر ہے یہ بات مہدی موعودؑ کے سامنے بیان ہوا ی تو فرمایا ''میرا پاؤں تمام اولیا کی گردن پر ہے کہ بجائے تمام اولیا کا پاؤں میں میری گردن پر کہتے''۔ یہ فرق ہوتا ہے معصوم اور غیر معصوم میں۔ حضورﷺ نے فرمایا ''لوگو تم میری برابری نہیں کر سکتے میں اللہ کے پاس تار گزارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے'' اس کا مطلب دنیا کی غذا اور مشروبات سے نہیں ہے بلکہ یہ تجلی ذات کا وارد ہونا ہے۔ انسان بغیر غذا پانی کے زندہ نہیں رہ سکتا لیکن اصحاب کہف کا واقعہ بتا رہا ہے کہ کئی صدیوں تک وہ سورتے رہے بغیر بھوک و پیاس کے احساس اور ضرورت کے یہ اللہ کی قدرت کی مثالیں ہیں وہ جو چاہے مرضی کرے معراج کے بعد کفار نے یہ کہا کہ ہمیں خدا کیوں نظر نہیں آتا؟ اگر حضورﷺ کہتے کہ میں ہر رات خدا کا دیدار کرتا ہوں تو غیر متحکم اور کفار تقاضہ کرنے لگ جاتے کہ ہمیں بھی کسی رات خدا کا دیدار کرائیں اور مقام محمود کی سیر کرائیں۔ اور ایسا ہوا بھی ہے کہ لوگوں نے آپؐ سے پوچھا کہ ہمیں بتائیں خدا کہاں ہے؟ اللہ نے فرمایا ''وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اور جب میرے بندے آپؐ سے میرے متعلق پوچھیں تو (کہیں) میں (اُن سے) قریب ہوں۔ (بقرہ ۱۸۶) اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں رمضان کی حرمت بتاتے ہوئے تقوی توکل اختیار کرنے کی بات کی آیت ۱۸۸ میں۔ اور اللہ کی قربت اور معرفت (دیدار الٰہی) کی بات کو بھی سمجھایا ہے انہیں آیات میں جہاد ہجرت کی بات بھی بتائی۔ یہ بات اللہ تعالیٰ نے قرآن نے تب بتائی جہاں تقوی توکل روز زکواۃ کی آیات ہیں' اور ان باتوں کو بتانے کے بعد آیت ۲۰۲ میں اس کا خلاصہ بھی کر دیا کہ ''اُولٓـئِکَ لَهُمْ نَصِیْبٌ مِّمَّا کَسَبُوْا وَاللّٰهُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے حصہ ہے اس میں سے جو انہوں نے کمایا' اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ یعنی جو دنیا میں بھلائی کی ہوگی اُس کا حصہ دنیا میں تو ملیگا ہی آخرت میں زیادہ ملے گا' جب اللہ جلد یعنی قیامت میں حساب لے گا۔ اس لئے قرآن کے معنی مطالب اور وضاحت اگر اللہ کی مراد کے مطابق ہوں تو ایمان ہے ورنہ قرآن کے معنی بدلنا اس کی وضاحت اس کے برخلاف کرنا قرآن کے لفظ و معنی میں نقب لگانے کے برابر ہے معنی گڑھا کھودنا سوراخ کرنا دراڑ پیدا کرنا ہے جو گناہ عظیم ہے۔ کچھ اعمال ایسے ہیں اللہ تعالیٰ نے مخصوص بندوں کو کرنے کا حکم دیا ہے کیونکہ وہ اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے۔ تمام انسان صرف دن کام لئے رات آرام کے لئے سمجھ کر زندگی گزارتے ہیں جبکہ اللہ کے مخصوص

بندوں کے لۓ نہ دن ہے نہ رات وہ اُس کی رحمت کی تلاش میں کسی وقت بھی تیار رہتے ہیں یہی بات ہے اللہ نے سورہ دھر/الانسان آیت ۲۵۔۲۶ میں فرماتا ہے وَ اذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا اپنے رب کا نام صبح شام لیا کرو۔اس کے بعد پھر فرماتا ہے وَ مِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَ سَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا رات کے بھی اس کے حضور سجدہ ریز رہو اور رات کے طویل اوقات میں اس کی تسبیح کرو۔

جیسے ہم نے اس سے پہلے کہا مہدی موعودؑ کی تعلیمات قرآن کے بنیادی پیغام پر ہیں' جس کا قرآن میں بار بار اعادہ ہوا ہے مثلاً اسی قسم کی بات کا ذکر واقعہ موسیٰؑ میں ہوا ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کی ضد پر ان کے چند لوگوں کو لے کر طور پر گۓ اللہ سے ہمکلام ہونے یا دکھانے کے لۓ تو تجلیٔ ذات سے سبھی موت کے حالت میں پہنچ گۓ حتی کہ حضرت موسیٰؑ بے ہوش ہوگۓ, ایسے معاملات وقت اور زمانے میں ظہور ہونے کے متقاضی ہوتے ہیں' حضورﷺ کے بعد ظہور مہدیؑ تک پہنچتے پہنچتے چند اولیاۓ کبار نے ایسی باتوں کا اظہار کیا مگر یقین سے خلیفۃ اللہ مہدیؑ سے کرایا گیا' با قاعدہ شریعت محمدیؐ کی پابندی کے ساتھ' اور اسی کو فرض ولایت یا طلب دیدار فرض کی تعلیم ہے۔

کیا اللہ تعالی نے انسان کو یوں ہی دنیا میں صرف عیش و آرام کرنے کے لۓ پیدا کیا ہے؟۔آۓ کھاۓ پۓ تھوڑا کچھ ادھر اُدھر کیا اور مر گۓ؟۔جبکہ اللہ کے فرشتے کام پر لگے ہیں' جنوں اور شیطانوں کو فساد مچا کر انسانوں کو بہکانے اور آزماۓ جانے کیلۓ پیدا کیا ہے' پیڑ پودوں کو اناج پھل سبزیاں رزق اور حیوانوں کے لۓ اسباب ضرورت مہیا کرنے کے لۓ پیدا کیا' جنگلی درندوں کو گھاس اور سبزہ خود جانوروں کی حد سے بڑھ جانے والی آبادی کو قابو میں کرنے کے لۓ ان کا شکار کرنے کے لۓ پیدا کیا' آبی پرندوں کو پانی میں حد سے زیادہ پیدا ہونے والی مچھلی اور آبی مخلوق کا کھانا بنا کر ان کی آبادی کم رکھنے اعتدال میں رکھنے کے لۓ پیدا کیا' ورنہ تالاب کنواں ندی نالے سمندر میں صرف مچھلی ہی ہوجاتی پانی کی قلت پیدا ہوتی' مکھی کیڑے مکوڑوں کو پھل پھول اناج اور غیر ضروری کیڑوں کو کھانے کے لۓ پیدا کیا' تاکہ افزائش خوراک ہو۔ پہاڑوں کو زمین کا توازن برقرار رکھنے کے لۓ پیدا کیا' سمندر دریا کو پانی کو بھاپ بنا کر بادل بنانے اور ضرورت کی جگہ برسنے کے لۓ پیدا کیا' ہوائیں ماحول کو صاف رکھتی اور زندگی کو برقرار رکھنے کے لۓ ہیں' چاند سورج ٹھنڈک روشنی گرمی کے لۓ پیدا کیں حتی کے کوئ شے دنیا میں بیکار نہیں' تو پھر انسان کی پیدائش کا کوئ مقصد ہوگا' تو کیا انسان کو

صرف عبادت کرنے دنیا میں سدھار بگاڑ کرنے کے لئے ہی پیدا کیا؟ قرآن کے کئی بیانوں سے لگتا ہے کہ انسان کی پیدائش کا مقصد اللہ کی ثنا خوانی حمد و ذکر اطاعت و عبادت تو ہے مگر اس کے لئے علاوہ بھی کوئی اور وجوہات ہونگی جو انسان نہیں جان سکا ہو! اس بات کو سمجھنا ہو تو سورہ حشر کی آخری آیات بہت کچھ بیان کرتی ہیں' لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْآنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۔ اگر ہم نازل کرتے یہ قرآن کسی پہاڑ پر تو تم دیکھتے اس کو (وہ پہاڑ) اللہ کے خوف سے جھکا اور ریزہ ریزہ ہو جاتا۔ یہاں معلوم ہو رہا ہے کے کلام میں کوئی ایسی اندیکھی طاقت قوت قدرت ہے جو کسی اندیکھی قوت کو درہم برہم کر رہی ہے یہ الگ بات ہے کے قلب انسان اسے اللہ کے نور کی وجہ سے محسوس نہیں کر پا رہا ہو!۔ اس کی مثال آج کے مواسلات کے موبایل ٹاور کی ہے کہ جس سے تیز تابکاری لہریں نکلتی ہیں مگر انسان اس سے متاثر نہیں ہوتا' جبکہ یہ معلوم حقیقت ہے کہ ایک چھوٹی سے چڑیا جسے سویفٹ برڈ کہا جاتا ہے آج سے تیس برس پہلے ہر گھر آنگن کی رونق ہوا کرتی تھی اب وہ تقریباً ناپید ہے کہیں نظر نہیں آتی اس کی یہ وجہ بتائی جاتی ہے کہ ان موبایل ٹاور سے نکلنے بالے تابکار لہروں کو برداشت نہیں کر پائیں یا تو مر گئیں یا کہیں چلی گئیں۔ یہی بات قرآن میں ہے کہ اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو وہ خدا کے خوف سے ریزہ ریزہ ہو جاتا۔ اس کی کئی مثالیں دنیا میں موجود ہیں عرب میں ایک مقام وادئ جن کے نام سے مشہور ہے جہاں پر کوئی مقناطیسی کشش کی وجہ سے کار یا موٹر کھری نہیں ہو پاتی چاہے اُسے بند کر دیا جائے وہ خود بخود چلنے لگتی ہے' امیزان کے جنگلوں میں ایک مچھلی عیل Eel پائی جاتی ہے جس کے قریب مگر مچھ اینا کونڈا جیسے طاقتور جاتے ہوئے گھبراتے ہیں وہ اس لئے کہ اس مچھلی عیل کے جسم کو کوئی جاندار چھو لے تو بجلی کے کرنٹ کا سخت جھٹکا لگ جاتا ہے جس سے موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔ خدا کا کلام تو خالق کا کلام ہے اس میں نہ جانے کسی قوت طاقت ہوگی کیا ہم اس کا اندازہ بھی لگا سکتے ہیں؟۔ اللہ نے حضور اکرم ﷺ کے قلب اطہر پر نازل کر دیا آج ہم آسانی سے پڑھتے تلاوت کرتے ہیں' مگر اس کی قدرت اور طاقت سے تو وہ مزیں ہی رہی ہے۔

لہٰذا انسان کو اللہ کے کلام رسول کی سنت اور تعلیمات مہدی کی حقیقت کو اگر جاننا سمجھنا ہو تو سوائے قرآن کے کوئی اور بہتر نہیں سمجھا سکتا۔ اسی لئے خلیفۃ اللہ مہدی موعودؑ نے بندوں کو مختصر طور پر ایسی تعلیم کی تربیت دی کہ بندہ بحث مباحث کے بجائے عمل سے ان باتوں کو جانے سمجھے اور اللہ کو راضی کر لے۔

حضور محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیغمبری رسالت اور نبوت کے دو اہم رکن قرآن مجید جو اللہ کا کلام ہے اور

آپ ﷺ کی نبوت آپؐ کے قول فعل اور عمل کی سنت ہے۔ مہدی موعودؑ نے آپؐ کے فرمان کے مطابق خلیفۃ اللہ ہیں اور اللہ کے کلام کے مطابق تابع تام رسول اللہ مبین کلام اللہ اور مراد اللہ ہیں، یہی اتباع تام ہے کہ میراں سید محمد مہدی موعود علیہ السلام جونپوری کے منصب خلافۃ اللہ مہدی آخر الزماں کے خاتم ولایت اللہ ہونے کے بھی دو ہی پہلو ہیں۔ 1) قرآن مجید سے اپنے دعوی مہدی کا ثبوت پیش کرنا۔ اور 2) فرایض ولایت مقیدہ مخصوصہ کی تعلیمات کو اللہ کے حکم سے قرآن کے بیان اور احکام کے مطابق پیش کرنا۔

اس کتاب میں ہم نے تمامتر تعلیمات مہدی پر گفتگو کی ہے۔ مگر ہم نے مہدی موعودؑ کے مہدی موعود خلیفۃ اللہ ہونے کی گواہی کے ثبوت کی آیات کو اس سے پہلے کتاب ''توضیحات تعلیم مہدی موعود'' م یں پیش کیا ہے۔ پھر بھی اس کتاب کو ختم کرنے سے پہلے دوبارہ مصدقین کی سہولت کے لئے ان اٹھارہ آیات کی یہاں فہرست درج کرتے ہیں۔

حضرت مہدیؑ موعود علیہ السلام نے اپنے اور قوم مہدی کے تعلق سے جو ثبوت قرآن سے دےٴ وہ یوں ہیں:

خود کی ''امامت اعظمیٰ'' کے ثبوت میں وَمِنْ ذُرِّيَّتِي سورہ بقرہ کی آیت 124 پیش کی مدنی 1

اپنے ''تابع تام'' رسول اللہ ﷺ ہونے کی گواہی 5 آیات سے دی 5

فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ	آل عمران	20	مدنی
وَ اُوْ حِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ	سورہ انعام	19	مکی
وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ	سورۂ انفال	64	مدنی
عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي	سورہ یوسف	108	مکی
ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ	فاطر	32	مکی

خود کے ''مبین کلام اللہ'' ہونے کا ثبوت 3 آیات سے دیا 3

خَلَقَ الْاِنْسَانَ o عَلَّمَهُ الْبَيَانَ	سورہ الرحمٰن	3-4	مدنی
ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَه	سورۂ القیامہ	19	مکی
فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ	سورۂ ھود	01	مکی

خود کے ''بینۃ'' روشن دلیل ہونے کا ثبوت 2 آیات سے دیا 2

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَ يَتْلُوْ شَاهِدٌ مِّنْهُ	سورۂ ھود	17	مکی

اِلَّا مِنم بَعْدِ مَا جَآءَ تْهُمُ الْبَیِّنَة	سورہ بینہ	100	مدنی

خود کی قوم موعودہ کے بارے میں 7 آیات پیش کیں 7

مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ	سورۂ مایدہ	54	مدنی
لُّاولِی الْاَلْبَاب	سورۂ آل عمران	190	مدنی
فَاِنْ یَّکْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآ ءِ فَقَدْ وَ کَّلْنَا بِهَا قَوْ مًا	سورۂ انعام	89	مکی
وَ اِنْ تَتَوَ لَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْ مًا غَیْرَ کُمْ	سورۂ محمد	38	مدنی
:ثُلَّةٌ مِنَ الْاَ وَّ لِیْن	سورہ واقعہ	13	مکی
وَ قَلِیْلٌ مِنَ الْاٰ خِرِیْن	سورۂ واقعہ	14	مکی
وَ آخَرِیْنَ مِنْهُمْ	سورۂ جمعہ	3	مدنی

جیسے ہم نے پہلے کہا ہے کہ نبوت سے پہلے حضورﷺ کو تقریباً کچھ غیر معمولی حالات پیش آنے کی وجہ اندازہ ہو گیا تھا کہ کچھ ہونے والا ہے۔ مثلاً دائی حلیمہؓ کے ہاں سینہ چاک کیا جانا' شام کے سفر میں بادلوں کا سایہ کرنے اور شام کی تجارت سے واپسی پر حضرت خدیجہؓ کا آپؐ کے سر پر بادلوں کا سایہ کرتے دیکھنا۔ یہ باتیں زباں زدِ عام ہو چکی تھیں چیمہ گویاں ہوتی رہیں اور ابو طالب جو آپ کے چچا تھا بی بی خدیجہ جو آپ کی زوجہ تھیں کیا انہوں نے یہ باتیں آپؐ کو نہیں بتائی ہونگی؟ اور کیا اُم المومنین حضرت خدیجہؓ نے آپ سےؐ یہ نہ پوچھا ہوگا کہ آپ غارِ حرا میں توشہ لے کر اتنے دنوں جا کر کیا کرتے ہیں؟ یا خدیجہؓ کو یہ اندازہ ہو چلا تھا کہ کچھ آپﷺ کے ساتھ انوکھا اور عجیب ہونا والا ہے' ورنہ مکہ کی بہترین اور مالدار تاجرہ ذہین نہیں رہی ہونگیں؟ جو خاموشی سے یہ سب دیکھ رہی ہونگی۔ ویسے بھی نسوانی فطرت میں تجسس کھوج اور گمان کچھ زیادہ ہی ہوتا ہے' اس لئے ضروری کچھ انہونی باتوں کا امکان رہا ہوگا' اور عرب معاشرہ اُس وقت کفر والحاد شک وگمان میں ڈوبا ہوا تھا' ایسے معاشرے میں چھوٹی چھوٹی باتوں کا بھی چرچہ عام ہو جاتا ہے تجسس ہونا ایک فطری بات ہے حضورﷺ اور آپؐ کے خاندان کے افراد کے علاوہ بھی مکہ مکرمہ میں ایک تجسس اور بے چینی تھی کہ محمدؐ کے ساتھ کچھ انوکھی باتیں اور واقعات ہونے والے ہیں اسی نے کفار و مشرکین کے کان کھڑے کر دئے تھے کیونکہ محمدؐ نہ بت پرستی کرتے تھے اور کئی یوم غارِ حرا میں قیام کرنا کوئی معمولی بات نہیں تھی جو لوگ نظر انداز کر جاتے۔ ان سب باتوں کے باوجود غارِ حرا میں آمد جبریل پر حضورؐ پریشان ہو گئے کیونکہ کچھ ایسا ہی ہونے والا ہے یہ اندازہ آپ کو بھی نہیں تھا آپؐ اُمی تھے بنی

اسرائیل کے مذہبی علم اور واقعات سے واقف نہیں تھے۔آپ ﷺ جس معاشرے رہتے تھے وہاں دین حنیف کے آثار تقریباً مٹ چکے تھے صرف شرک کفر والحادہی باقی تھا۔مگر اللہ تعالی نے نبوت سے پہلے وہ تمام ذمہ داریاں آپؐ سے پوری کروالیں جو دنیاوی تھیں۔ بلکہ آپ کی چھ اولادوں میں پانچ کی پیدائش نبوت سے پہلے ہو چکی تھی یہ تختی دیکھیں۔

آپؐ کا نکاح خدیجہؓ بن خویلد (بنو اسد) ۵۵٦ پیدائش ٦١٩ وفات ٦٣ برس کی عمر میں بعد نبوت (تاریخ پیدائش میں اختلاف ہے)۔

آپؐ کے پہلے فرزند حضرت قاسم پیدائش ۵۹۸ اور وفات ٦٠١ میں ۳ برس کی عمر حیات رہے۔۔

آپؐ کی پہلی دختر حضرت زینبؓ پیدائش ۵۹۹ نبوت کے ۱۱ برس پہلے مکہ میں پیدا ہوے ۷ یں اور وفات ہجرت کے ساتویں برس ٦٢٩ میں ہوئ۔آپ کے شوہر ابوالعص ابن ربیع تھے ایک فرزند علی کی وفات طفلگی میں ہوگیا یک دختر عمامہ تھیں۔نبت سے پہلے ان کا نکاح ہوا تھا۔

حضرت رقیہؓ ٦٠١ میں نبوت سے پہلے پیدا ہوئیں وفات ہجرت کے ٦٢٤ ہجرت کے دوسرے برس مدینہ میں ہوئیہ حضرت عثمان ذوالنورین کی پہلی زوجہ تھیں ان سے ایک فرزند عبداللہ ایک دختر لیلہ تھیں یہ ۲۳ برس حیات رہیں۔

حضرت اُم کلثومؓ نبوت سے پہلے ٦٠٣ مکہ میں پیدا ہوئیں نبوت کے ۲۰ ویں برس ۲۷ برس کی عمر میں وفات ہوئ۔پہلا شوہر عتبہ بن ابی لہب۔اس کے بعد حضرت عثمانؓ سے نکاح ہوا

یہ تمام نبوت سے پہلے پیدا ہوئیں

حضرت فاطمہؓ بعد نبوت پیدا ہوئیں تاریخ پیدائش میں اختلاف ہے حضرت علیؓ سے نکاح ہوا وفات ٦٣٢ میں ہوئ۔اولاد حسنؓ حسینؓ محسنؓ زینبؓ اُم کلثومؓ ۔

حضرت عبداللہؓ ٦١١ پیدائش ٦١٥ وفات صرف ۴ برس حیات رہے۔

حضرت قاسم۔حضرت عبداللہ۔حضرت بی بی خدیجہؓ مکہ میں ووات پاۓ اور جنت المعلی میں مدفن ہوۓ۔

حضرت زینبؓ ۔ حضرت رقیہؓ ۔ حضرت اُم کلثومؓ ۔ حضرت بی بی فاطمہؓ ۔مدینہ میں مدفن ہوۓ۔

اس طرح حضور ﷺ تمام دنیاوی ذمہ داری تقریباً فارغ ہو چکے تھے نبوت سے پہلے۔

اب آپ ﷺ کے تابع مہدی موعود علیہ السلام کا کی حیات دیکھیں۔

میراںؑ سید محمد جونپوری مہدی موعود خلیفۃ اللہ کی ولادت باسعادت بروز پیر 14 جمادی الاول 847ھ مطابق 9 ستمبر 1443ء کو ہوئی تھی۔ 7 برس کی عمر قرآن حفظ کیا' بارہ برس کی عمر میں علمائے جونپور نے اسدالعلما کا خطاب دیا۔اسی سال غالباً حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت شیخ دانیالؒ کی موجودی میں کھوکری مسجد میں امانت رسول ﷺ آپ کو سونپی تھی۔اس کے بعد 866ھ میں آپؑ کی شادی بی بی الہ دیتی سے ہوئی۔ 28 برس کی عمر میں اُ875ھ میں جذبہ حق میں مستغرق کردے گئے۔887ھ 40 برس کی عمر میں ہجرت اختیار کی۔جیسے پہلے کہا ہے کہ آپؑ کی ہجرت میں صرف میراںؑ کے اہل خانہ اور بندگی شاہ دلاورؓ اور میاں سلام اللہؓ ساتھ براہ ہجرت ہوئے ان کے علاوہ خاندان کے کسی فرد کا اس سفر میں ساتھ ہونا بیان نہیں' کیونکہ وہ حکومت وقت میں امرا ورؤسا کے درجات پر فائز تھے میراںؑ ان سب مراتب مقام اور راحت دنیا کو چھوڑ کر ہجرت اختیار کی تھی۔ جونپور پر تغلق کے خاندان ۱۳۲۰ کے بعد ۱۴۷۹ تک مختلف مسلم بادشاہ رہے اس کے بعد مغلوں نے اسے اپنی حکومت میں شامل کرلیا۔ہوسکتا ہے کہ ہجرت مہدی کے بعد یہاں ان کا خاندانی مرتبہ ومنصب وہ نہ رہا ہو حکومتوں کی تبدیلی کی وجہ سے۔مہدی موعودؑ کا ایک حکمران خاندان کے بااثر طبقہ کا ہونا ایک عام سی بات تھی جسے علماء فقہا جانتے تھے کہ آپ اسدالعلماء بھی ہیں۔باوجود اس کے آپؑ کا ترک دنیا ہونا ہجرت کرنا اصلاح وتبلیغ میں مصروف ہونا جنگلوں ویرانوں میں ذکرواذکار کی محفلیں سجانا ایک مانی ہوئی حقیقت اور مشہور بھی رہی ہوگی۔

تسبیح تصدیق اَلْقُرْ 'ان وَالْمَهدِیُ اِمَا مَنَا

ہر مہدوی نماز عشاء کے بعد مسجد سے رُخصت سے پہلے تسبیح شہادت میں ان کلمات کی ادائیگی اور اقرار کے ساتھ گھر جاتا ہے۔حالانکہ اسے تسبیح کہا جاتا ہے' لیکن یہ اللہ کے واحد ومعبود ہونے' شہادت رسالت خاتم الانبیاء محمد ﷺ اور خالق اللہ تعالی کے ایک ہونے محمدؐ کے نبی ہونے اور قرآن مجید کی امامت اور شریعت آخری کی ہدایت کے ساتھ خاتم ولایت محمدیہ مہدی موعود آخرالزماں تابع تام رسول اللہ کی خلافۃ اللہ کے خاتم کی تصدیق کا اقرار اور اعلان ہے۔جس کے عربی الفاظ اس طرح ہیں لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ , اَللّٰهُ اَلٰهُنَـا مُـحَـمَّـدٌ نَّبِیُّـنَا , اَلْقُرْ 'ان وَالْمَهدِیُ اِمَا مَنَا 'امَنَّا وَ صَدَّقْنَا ۔دنیا میں سوائے میراں سید محمد

جونپوری مہدی موعودؑ کی قوم کے مسلمان کے کسی فرقہ گروہ جماعت میں نہیں ہے کہ وہ اپنے ایمان اور تصدیق کا ہر دن اعادہ کرتا ہو۔اور خاص مواقع پر بھی یہ تسبیح دہرانا قوم مہدویہ کا خاصہ اور پہچان ہے۔

یہاں مہدی موعودؑ کے امام ہونے کے اقرار کی بات تو سمجھ میں آتی ہے' قرآن کا امام ہونا کن معنوں میں ہے؟۔امام کے معنی ہادی۔پیشوا۔رہبر دین۔اور تسبیح کی مالا کے دانوں کے اوپر ایک لمبا دانہ ہوتا ہے اس کو بھی امام کہتے ہیں' معنی ان دانوں کا ابتداء وانتہا ہونا' اس طرح مہدی کی بعثت کے اور ہداہت کا ذات مہدی پر ابتداء وانتہا ہونا۔اور اس بات کا اقرار ہے کہ قوم مہدی کی تعلیم اور ہدایت کی ابتداء وانتہا یعنی مہدی کی تعلیم تربیت اور بعثت کے اقرار کا منتہی' کہ ان کے علاوہ اس قوم کا اور کوئی رہبر ورہنما نہیں۔امام کا ذمہ اصلاح کرنا تعلیم دینا بریوں سے بچنے کا طریقہ بتانا ہے۔اس طرح تو ہر معلم امام کہلائے گا' مگر یہاں امام کے ساتھ قرآن کو جوڑنا بتا رہا کہ یہ امام مخصوص ہے جو حضرت ابراہیم کی ذریت کا امام ہے جس کا ذکر سورہ بقرہ کی ۱۲۴ ویں آیت میں ہوا ہے' اور قرآن تو تمام جہانوں کا امام ہے۔

ہم نے اسے پہلے مہدی کے دعوی کو قرآن کی سورتوں کے ساتھ پیش کیا جو مہدی نے بتائیں' اسکے بعد تعلیم فرایض ولایت کو موضوع بنایا۔یہ کتاب قرآن اور مہدی کے امام ہونے کے متعلق ہے۔کہ اللہ تعالی نے بعد ختم نبوت ﷺ کے مہدی موعودؑ کو خلافت اللہ کے لئے کیوں چنا؟۔اور اس بات کو قرآن میں حضرت ابراہیم کے خطاب میں اور دوسری شہادتوں میں بتایا۔

ہم ہزار کتابیں لکھ لیں' لاکھ خطبات واعظ بیان تقریر کرلیں دنیا کا کوئی انسان اللہ تعالی کی بزرگی عظمت بڑائی خدائی کارتی بھر بیان نہیں کرپائے گا۔اللہ کی وسعت قدرت کا احاطہ کوئی نہیں کرسکتا' یہ بات اللہ تعالی نے پہلے ہی بتادی ہے۔وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّ الْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْ م بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ۔اگر اس زمین کے سارے درخت قلم بن جائیں اور سمندر سیاہی بن جائے' اور سات سمندر بھی اور سیاہی بنیں تو اللہ کی حمد وثنا نہیں بیان کی جاسکتی' بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔حالانکہ اللہ تعالی نے فرشتوں کو کہا تھا کہ علـم آدم الاسـماء کلھا آدم کو سب نام سکھائے (یعنی علم کی نعمت دی ہے) جو کسی مخلوق کو نہیں دی۔یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے' اور یہ علم قرآن میں مجتمع مربوط ومضبوط کردیا گیا ہے۔اس تناظر میں مہدی موعودؑ کو قرآن کا وارث بنانا دیکھیں ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ

الَّـذِيْـنَ اصْـطَـفَـيْـنَـا مِنْ عِبَادِنَا ۔فاطر آیت ۳۲۔ پھر ہم نے وارث بنایا کتاب کا اپنے چنے ہوئے بندے کو ۔اور وہی بندہ یا مبین کلام اللہ ہے جو اپنی امامت سے قرآن کے ذریعہ "طلب دیدار" کے فرض ہونے کا حکم دیتا ہے۔ہم نے ایک ویڈیو میں انٹرویوں میں ایک MIT-massacchusetts Institute of Technology کے پروفیسر کا دیکھا اس نے بتایا کہ یہاں دماغ پر تحقیقی کام ہورا ہے جس پر عربوں روپیہ لگا ہے۔ بہت ساری تفصیلات اس نے بتائی اس میں ایک بات یہ بتائی کہ دماغ میں عربوں نیورانس ہوتے ہیں اگر انسان ایک لمحہ One second میں کوئی چیز دیکھتا ہے تو دس ہزار نیوران اُس ایک لمحے کا جایزہ لینے کے لئے دماغ میں خارج ہوتے ہیں اور کوئی عکس تصویر یا معلومات حاصل کر کے واپس دس ہزار نیوران اسی لمحہ دماغ میں ایک نقشہ یا حال سے مطلع کر دیتے ہیں کہ آنکھ کیا دیکھ رہی ہے اور جو دیکھا جا رہا وہ کیا ہے؟اس طری آنکھ کا دیکھنا تب تک مکمل نہیں ہوتا جب تک دماغ فیصلہ نہ کرے کہ وہ شے یا چیز کیا ہے'اس طرح انسانی نظر یا بصیرت و بصارت کے نتیجے کا دارو مدار دماغ کے فیصلے پر ہے۔اسی طرح جب ایک انسان کسی وجہ سے بے ہوش ہوجاتا ہے تو ہوش میں آنے کے چند لمحوں یا منٹوں تک وہ کچھ سمجھ نہیں پاتا حالانکہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوتا کہ ہوش میں آنے یا دماغ متحرک ہونے کے بعد وہ دیکھتا اور سمجھتا ہے'اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود دماغ کا فیصلہ اہم ہے کہ کیا دیکھ رہا ہے یا کیا ان/ر آرہا ہے؟۔اب قرآن میں اللہ کی آیات کو غور سے پڑھیں تو وہ حقیقتیں ظاہر ہوتی ہے جو اللہ نے سمجھنے اور غور کرنے کے لئے بندوں کو فہم و ادراک سے تعبیر کیا ہے۔اس تناظر میں بصیرت بصارت اور دیدار کی حقیقت کو سامنے رکھیں تو معلوم ہوگا کہ بصیرت صرف آنکھ سے دیکھنا نہیں ہے بلکہ قلب یعنی دل و دماغ سے کسی حالت یا کیفیت کا مشاہدہ بھی ہے۔اسی بات کو سامنے رکھیں اللہ تعالی نے حضور ﷺ کو اور ان کے تابع کو سورہ یوسف کی ۱۰۸ ویں آیت میں بصیرت پر بلانے اس کی دعوت دینے کی جو بات کہیں ہے وہ کس حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہے اور معنوی اعتبار سے کتنی گہری اور وسیع حقیقت ہے۔اس لحاظ سے دیدار کوئی معمولی صفت نہیں ہے بلکہ ایک مسلسل سمجھ سوچ تربیت طریقہ عمل کی متقاضی ہے' جسے مہدویت میں تعلیم فرایض ولایت کہا گیا ہے۔یہی بات دین و ایمان کو سمجھنے کی ہے'احسان تو بہت بڑی بات ہے مگر دار دنیا میں ممکن ہے اگر ممکن نہ ہوتی تو حضور نبی کریم ﷺ کو بقید حیات معراج کی سیر نہ کروائی جاتی۔اس حالت کو سمجھنے کے لے نبی کریم ﷺ کو پہلے چالیس برس تک دنیاوی اُمور سے گزارا گیا'نبوت کے بعد گیارہ برس تک آزمایش مشقت حالات تجربات

قرآن کے علم اس کی سمجھ اور معرفت الٰہی کے دور سے گزرنا پڑا اس کے بعد معراج ہوئی۔ اور آپ آگے کے بارہ برس مکہ میں بعد دو اور بعد ہجرت مدینے کے دس اس کے عوامل کیفیات حالات احساسات کو بیان کرتے سمجھاتے رہے۔ مگر جب لوگ سمجھ نہ پائے نبوت کے آخری ایام میں حدیث جبرئیل میں اس کو واضح کر دیا۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ طرف سے مکہ مکرمہ میں سورہ نجم ۲۳۔ سورہ اسراہ ۵۰۔ سورہ انعام ۵۵۔ سورہ طور ۷۶۔ سورہ حدید ۹۴۔ سورہ رحمٰن ۹۷۔ سورہ حشر ۱۰۱۔ کے نزول میں بتایا جاتا رہا۔ یہاں ہم نے نزول کے لحاظ سے سورہ کی ترتیب کی ہے۔ اس طرح ایمان کے ساتھ احسان کی تعلیم ہوتی رہی ہے۔ جیسے کہا جب بات سمجھی نہیں گئی نبوت کے آخری ایام میں حدیث جبرئیل میں اس بات کو صاف کر دیا گیا۔ باوجود اس کے نو صدیوں تک عام طور پر لوگ نہیں سمجھے تو خلیفۃ اللہ مہدی کے ذریعہ اس کا اعلان کیا گیا۔ اور مہدی موعودؑ کو بھی ۱۲برس کی عمر میں اس امانت کو حضرت خضرؑ کے ذریعہ بتایا گیا' جب ۲۸ برس کی عمر میں جذبہ حق لاحق ہوا اور چالیس برس میں افاقہ تو آپؑ بھی ہجرت پر نکل پڑے لیکن تیرہ ۱۳برس کی ہجرت کے دوران آپؑ نے اس کی تعلیم اور تربیت کی ابتدا تو کر دی مگر دعوت نہیں دی' جب مکہ مکرمہ میں دعوی مہدی کیا تو حضرت بندگی شاہ نظامؒ سے پوچھا کہ پہلے بھی آپؒ حج پر آئے تھے اب آئے ہو تو کیا فرق محسوس کیا' تو بندگی شاہ نظامؒ نے کہا کہ میراں جی پہلے آیا تھا تو دیکھا لوگ کعبہ کا طواف کرتے ہیں اب دیکھا کہ کعبہ میراں جی کا طواف کرتا ہے۔ اور معلوم رہے کہ کعبہ اللہ کا گھر ہے! یعنی مرکز عبادت ہے معبود نہیں۔ اس طرح مہدی موعودؑ کی طلب دیدار کی دعوت کے آغاز کے پہلے مخاطب بندگی میاں شاہ نظامؒ ہوئے۔ حج کے اس سفر میں بندگی ثانی مہدی اور غالبًا آپؑ کے ماموں بندگی سلام اللہ بھی تھے' اُم المصدقین کا وصال حج سے پہلے چاپانیر میں ہو گیا تھا۔ اور بندگی شاہ دلاورؒ ابتدائے ہجرت سے آپ کے ساتھ رہے لیکن کسی وجہ سے حج پر نہ جا سکے بعد میں مہدی موعودؑ کی ارض ہند واپسی پر آ کر سفر ہجرت میں شامل ہو گئے اور اسی طرح حضرت بندگی شاہ خوندمیرؓ اور بندگی شاہ نعمتؓ بھی حج کی واپسی کے بعد میراں علیہ السلام سے ملے اور تصدیق کی۔ اس کے بعد احمد آباد کے علماء کے مباحث میں اور بڈلی میں طلب دیدار فرض ہونے کے مباحث نہیں ملتے بڈلی کے بعد کے پانچ برسوں میں فراہ مبارک پہنچنے تک علماء سے دو یا تین مباحث میں دیدار پر بحث ہوئی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہدی علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ کی اتباع کی پیروی اللہ تعالیٰ نے اس طرح بھی کرائی قدم بہ قدم چلنے کی کہ آخری ایام میں جس طرح حدیث احسان بیان ہوئی آخری ایام ولایت میں طلب دیدار فرض ہونا

معلوم ہوتا ہے۔

مہدیٔ موعودؑ نے دعویٰ مکہ کے بعد احمد آباد اور بڈلی میں جو علماء سے مباحث ہوئے ان میں طلب دیدار پر مباحث نہیں ملتے البتہ خراساں اور فراہ کے علماء کے مباحث میں ان کا باضابطہ ذکر ہے۔ جیسے کہا اس کی ابتداء بندگی شاہ نظامؓ سے گفتگو میں اس میں پہلی پیش رفت دکھائی دیتی ہے۔ کچھ حقیقتیں مخصوص ہوتی ہیں جیسے حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی نبوت کے خاتمہ کے اعلان کے بعد ایک خلیفۃ اللہ مہدی کے بھیجے جانے کا وعدہ کیوں فرمایا؟ ہم مہدویوں کے عقیدہ کے مطابق معرفت الٰہی کا بیان ہونا تھا۔ حالانکہ حضور ﷺ کی اُمت میں کئی اولیا اور اتقیا نے معرفت کے احوال بتائے ہیں لیکن انہیں بھی اس کے احوال اور تعلیم کا اندازہ نہیں تھا انہوں نے جو کچھ کہا اپنے ذاتی اعمال اور تجربات کی بنیاد پر کہا، مگر اس کا صحیح طریقہ تعلیم اور اس کے نکتہ منہاج دیدار کے مقصد کو لوگ سمجھ نہ پائے کیونکہ وہ مامور من اللہ نہیں تھے۔ حالانکہ کسی بھی حقیقت کے بیان اور تکرار کے لئے اُس کی حقیقت سے واقف کرایا جانا ضروری ہے۔ حضرت موسیٰ نبی مرسل اور جلیل القدر پیغمبر تھے۔ جب انہوں نے رویت کی خواہش ظاہر کی تو کہا گیا لَنْ تَرٰنِیْ کہ تو مجھے نہیں دیکھ سکتا، علمائے لغت نے لَنْ کے متعلق فرمایا کہ یہ ہمیشہ کے لئے نہیں کہا جاتا بلکہ مستقبل میں اس کے ہونے نہ ہونے کا انکار نہیں ہے البتہ اگر لا کہدیا جاتا تو دیدار کا ہر زمانے میں نہ ہونے کا انکار ہو جاتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کے بعد نبی رسول پیغمبر اللہ کے خلیفہ دنیا کی ہر قوم و خطے میں بھیجے، لیکن حضور ﷺ سے ہی معراج کا واقعہ کیوں واقع ہوا؟ نہ صرف اس میں دیدار کرایا بلکہ آسمانوں جنت جہنم ملایکہ کی سیر بھی کرائی کیوں؟۔ اور اگلے صحیفوں میں کیوں صرف آپ کی تعریف و توصیف کرائی؟ کسی بھی آسمانی صحیفہ یا نزول میں بعد میں آنے والے کسی نبی رسول کا ذکر نہیں کیا گیا سوائے محمد مصطفیٰ ﷺ کے۔ دیکھا جائے تو آپؐ سے پہلے کئی انبیا مرسلین معزم و مکرم تھے، مگر ذکر صرف محمد ﷺ کا ہی کیوں ہے؟ کچھ تو خاص بات ہوگی کچھ تو اہمیت ہوگی، کچھ خاص مقصد اور سبب اللہ کا ہوگا؟ سبھی نبیوں نے اللہ کی وحدت عظمت قدرت کی بات تو کی مگر اللہ کو آنکھوں سے دیکھنے یا روئت کی بات نہیں کی، اور اس حقیقت پر ان کے بیان یا کلام نہیں ملتا۔ صرف محمد ﷺ نے نہ صرف معراج میں بلکہ ہر دن مقام محمود پر اللہ تعالیٰ کے بلانے کا ذکر کیا، آپؐ سے پہلے کے کسی نبی رسول پیغمبر نے اس طرح کی باتیں نہیں کیں، جبکہ اُمت محمدؐ میں کئی معروف اولیا نے عرش پر جانے لوح محفوظ دیکھنے کے بڑے بڑے دعوے کئے ہیں۔ یہی بات خلیفۃ اللہ مہدی سے کیوں نہیں ہو سکتی؟ جو

تابع تام رسول اللہ ہیں، جب متبوع حضور ﷺ معراج کی سیر کی بات کرتے ہیں اور اُمت کو کہتے ہیں کہ الصلوٰۃ معراج المومنین نماز مومنوں کی معراج ہے تو کیا مراد اللہ مبین کلام اللہ مہدیٔ موعود آخر الزماں طلب دیدار کو فرض کیوں نہیں قرار دے سکتے جبکہ حضورؐ نے مہدی کی بیعت کا حکم دیا ہے، جو کہ آپ نے اللہ کے حکم سے کہا ہے اور کہا کہ "بندے کا بھیجا جانا ہی دعوت دیدار کے لئے ہے"۔اس طرح ذات مہدی بھی مخصوص ہے۔اللہ کے دشمنوں میں بھی کچھ خصوصیات ہیں ویسے تو دنیا میں نمرود فرعون سے بھی ظالم اور خدائی کے مدعی گزرے ہیں مگر انہیں کو ایک نشان پہچان یا عبرت اور مثل کے طور پر پیش کیا گیا ہے کہ اللہ کا دشمن ان اوصاف کا ہوتا ہے۔آج ہم حاکموں دولت مندوں عالموں مذہبی رہنماؤں میں ایسے بہت سارے خدا کے دشمنوں کو دیکھ رہے ہیں، بلکہ کئی عام لوگ جن کی کوئی حیثیت بھی نہیں ہوتی وہ بھی ان کی مثل ہوتے ہیں۔

طلب دیدار فرض میں ایک بات ہے کہ دیدار ہر کسی کو میسر ہونا ضروری نہیں ہے، اگر کسی کو میسر ہے بھی تو سر کی آنکھوں سے ہونا کسی کسی کے حصہ میں ہوگا۔قلب سے دیدار ہونا بھی دیدار ہے خواب میں دیدار ہونا بھی دیدار ہے، کسی کو دیدار کا یقین ہونا بھی دیدار کے یقین کی صفت ہے اور حدیث احسان کے مطابق اس احساس کے ساتھ ہر لحہ کا گزرنا کہ اللہ دیکھ رہا ہے دیدار خفی ہے، یہی بات اللہ تعالیٰ نے سورہ انعام میں فرمائی لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ نگاہیں اُس کو نہیں پاسکتیں وہ نگاہوں کو پالیتا ہے وہ بڑا باریک بین اور خبردار ہے۔۶:۱۰۳۔اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے بتادیا کہ لوگ کتاب شریعت احکام سنت کا انکار کرتے ہیں اس لئے ہم ان سبھی کا اقرار کرنے والے بھی پیدا کرتے رہے ہیں اُولٰٓئِكَ الَّذِينَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ۔۸۹ انعام۔یہ وہ لوگ (اہل کتاب۔اہل قرآن) ہیں جنہیں ہم نے کتاب شریعت اور نبوت دی، پس اگر یہ لوگ اس کا انکار کریں تو ہم نے ان (باتوں) کے لئے مقرر کردئے ہیں ایسے لوگ وہ نہیں اس انکار کرنے والے۔**یہاں کتاب نبوت شریعت کا ذکر کرنے کے "بعد" اللہ تعالیٰ کن باتوں کے انکار کرنے والوں کا ذکر فرمارہا ہے؟ یعنی کتاب نبوت شریعت کے علاوہ کچھ احکام معاملات احوال اعمال ایسے ہی جن کا انکار بغیر دلیل کے نہیں کیا جاتا ہے اور سب سے بڑی دلیل اور حجت تو خود قرآن ہے، جن میں معرفت الٰہی کی باتیں ہیں**۔یہیں پر بات ختم نہیں کی بلکہ کہا اُولٰٓئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ ، قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ط اِنْ هُوَ

اِلَّا ذِکْرٰی لِلْعٰلَمِیْنَ ۔۹۰انعام۔یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی'سوان کی راہ پر چلو' آپ کہہ دیں میں اس پرتم سے کوا اُجرت نہیں مانگتا' یہ نصیحت ہے تمام جہانوں والوں کے لئے۔یہاں پر نبی کریم ﷺ اور اُن کے صحابہؓ ہی مثل اول ہیں' دوسرے وہ جو قَلِیْلٌ مِنَ الْآ خِرِیْن ۔ ہیں سورہ واقعہ میں جن کا بیان ہے۔یعنی صحابہؓ مہدیؑ ۔اتنا کہنے کے بعداللہ نے ایک بڑی اہم بات بتائی ہے وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ ۔انعام۹۰۔اور انہوں نے اللہ کی قدر نہ پہچانی (جیسے) اس کی قدر پہچاننے کا حق تھا۔یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ جب لوگ اسلام قبول کر چکے ہیں قرآن پڑھ رہے ہیں عبادات کررہے ہیں ذکرواذکار کررہے ہیں شریعت وسنت کی اتباع کررہے ہیں تو پھر اللہ کی قدر نہ پہچاننا جیسا کہ اس کی قدر پہچاننے کا حق ہے کیا معنی؟؟۔یعنی ان سبھی کے علاوہ کچھ اور حقیقتیں ہیں جیسے معرفت الٰہی یا سیدھے معنوں میں اللہ کا طلب یا اللہ کو دیکھنے کی طلب جسے مہدی موعودؑ نے طلب دیدار کہا۔**یہ تمام وضاحت بیان اور نصیحت کے بعد اللہ تعالی نے آیت ۱۰۳۔وہ بات کہدی جو وہ بندوں کو بتانا چاہتا ہے۔**تم اُسے دیکھ نہیں سکتے لیکن اگر اللہ چاہے تو تمہاری نگاہوں پر چھا جاتا ہے۔نگاہیں اُس کو نہیں پاسکتیں وہ نگاہوں کو پالیتا ہے اوہ بڑا باریک بین اور خبردار ہے۔معنی وہ جانتا ہے کس کو دکھائی دینا ہے کس کو نہیں'معنی طلب دیدار ان کو حاصل ہوگا جن کا ایمانی ظرف اپنی بلندیوں پر ہوگا۔جن کا ظرف نچلی سطح پر ہوا انہیں احسان کی تعلیم سے گزرنا ہوگا جو خلیفۃ اللہ مہدی نے دی ہے۔جو وارث قرآن ہیں ثـم اورثـنـا الـکـتـاب .....۔سورہ انعام آیت ۱۰۳ کے بعد ۱۰۴ آیت میں بڑی اہم غورطلب بات ہے قَدْ جَآءَ کُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّکُمْ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ عَمِیَ فَعَلَیْھَا وَمَا اَنَا عَلَیْکُم بِحَفِیْظٍ ۔تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس نشانیاں (مثل۔امثال۔معراج) آچکیں۔تو جس نے ''دیکھ''لیا سواپنے واسطے'اور جواندھا رہا تو (اس کا وبال) اس کی جان پر میں تم پر نگہبان نہیں۔بَصَآئِرُ نشانیاں کائنات میں پھیلی ہوئی اللہ کے قدرت کی۔فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ۔سوجس نے دیکھ لیا (دیدار کیا) سواپنے واسطے۔یعنی دنیا اور دین کا اس نے فایدہ کرلیا' دنیا میں ہی نعمت عظمٰی حاصل کرلی) وَمَنْ عَمِیَ فَعَلَیْھَا وَمَا اَنَا عَلَیْکُم بِحَفِیْظٍ ۔جو اندھا رہا' دیدار کی طلب نہیں کی خدا کو دیکھنے اس کے قریب ہونے اس کی معرفت حاصل کرنے کی خواہش نہیں کی وہ اندھا ہے ۔اس کے اندھے پن لاعلمی انکار ہٹ دھرمی کے ذمہ دار خاتمین نہیں ہیں انہوں نے اس بصیرت کے راستے پر دعوت دے دی ہے جس کا حکم انہیں سورہ یوسف آیت ۱۰۸ میں دیا گیا ہے۔اللہ کے رسولؐ اور ان کے تابع نے جو

اللہ نے بتایا وہ بتادیا ان کی ذمہ داری ختم۔اسی کی ساتھ اس حقیقت کے ماننے والوں کی بھی اللہ تعالی انعام آیت ۱۰۵میں نشاندھی کردی۔وَ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۔۱۰۵ ۔اوراسی طرح ہم آیتیں پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں تا کہ وہ نہ کہیں تو نے (کسی سے) پڑھا ہے اور واضح کردیں اس قوم کے لئے جو اس پر یقین رکھتی ہے۔اب ذرا دیکھیں اللہ نے کتنی وضاحت صفائی اور حق کے ساتھ بات سمجھائی ہے' کہ لوگ کس طرح اپنی ضدہٹ دھرمی اور تنگ نظری میں مبتلا ہوتے ہیں اور اپنی ہی بات پر اڑے رہتے ہیں۔وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَاللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ لا اَنَّهَا اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۔۱۰۹انعام۔اور وہ تاکید سے اللہ کی قسم کھاتے ہیں اگر ان کے پاس کوئی نشانی آئے تو ضرور ایمان لائیں گے۔آپ کہہ دیں کہ نشانیاں اللہ کے پاس ہیں اور تمہیں کیا خبر کہ جب آئیں تو بھی یہ ایمان نہ لائیں گے۔معنی یہ بندوں کی بہانہ بازیاں ہیں دراصل کسی محنت اور کوشش کے بغیر یہ چاہتے ہیں کہ بیٹھے بٹھائے ان کے سامنے معجزہ ہو جائے اور اللہ خود ان کے سامنے ظاہر ہو جائے' مگر اللہ کو معلوم ہے کہ اللہ نے کوئی نشانی بھیجی تو یہ انکار کردیں گے کہ وہ جیسا سمجھ رہے تھے یہ ویسا نہیں ہم اسے نہیں مانتے اس طرح یہ کفر سے باز آنے والے نہیں۔**خیال رہے یہ تمام احوال اللہ تعالی ملحدوں مشرکوں کے بارے میں نہیں بلکہ اہل کتاب اور نزول وقت کے لحاظ سے اہل قرآن سے کہہ رہا ہے' جن میں بعد میں علمائے سُو اور بدعتی اولیاوں نے دین ومذھب میں ایسی ایسی من مانیاں اور گستاخیاں کیں کہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے۔** اور اللہ نے ایسے لوگوں کے متعلق ہی کہا کہ وَنُقَلِّبُ اَفْئِدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ نَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۔۱۱۰انعام۔اور ہم ان کے دل اور ان کی آنکھیں اُلٹ دیں گے' جیسے وہ ان (نشانیوں) پر پہلی بار ایمان نہیں لائے' اور ہم چھوڑ دیں گے انہیں ان کی سرکشی میں وہ بھٹکتے رہیں۔ **یہاں اللہ نے کہا کہ ہم ان کی آنکھیں اُلٹ دیں گے' معنی وہ دیکھنے کی قابلیت سے محروم ہونگے اللہ کے نور اور اس کی نشانیوں کو معنی وہ اللہ کی بارگاہ سے دھتکار دیۓ جائیں گے۔اور اللہ انہیں ان کی سرکشی میں حیران وسرگردان ہی رہنے کا ان کا مقدر بنادیا کہ وہ دنیا کی خوشنمائی طلب اور متاع دنیا کی چاہت میں ہی اُلجھے رہیں گے اللہ کی طلب کا خیال بھی ان کے دلوں میں نہیں آئے گا۔** اور مزید وضاحت اور ان کی سرکشی بیان کرتے ہوے اللہ فرماتا ہے وَ لَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَا اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَ كَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا

اِلَّا اَنْ یَّشَآ ءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ۔۱۱۱انعام۔اوراگرہم اتارتے ان کی طرف فرشتے اور وہ اُن سے باتیں کرتے'اور اُن سے مُردے باتیں کرتے'اور ہم جمع کر دیتے اُن پر (اُن کے ساتھ) ہر شے تو بھی وہ ایمان نہ لاتے' مگر یہ کہ اللہ چاہے'اور لیکن ان میں اکثر جاہل (وحشی' نادان) ہیں۔معنی جب یہ لوگ اللہ کی نشانیوں میں غور نہیں کرتے فہم وادراک نہیں کرتے اللہ کی اس کہکشاں کائنات میں انسان کی خود کی پیدائش میں اور مخلوقات کی تخلیق میں غور نہیں کرت تو کیا فرشتے ان کے سامنے ظاہر ہونے پر یہ اقرار کر لیتے' نہیں ان میں بھی کوئی کمی زیادتی نکالتے حتی کے انہیں فرشتہ ہی نا مانتے۔جب انسان اپنے گناہوں اور اپنے نفس کی کوتاہیوں سے واقف ہونا نہیں چاہتا وہ سمجھتا کہ وہ جو کر رہا ہے وہی صحیح ہے تو وہ فرشتوں کو کیسے مان لیگا؟۔اور فرمایا وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَ مَا يَفْتَرُوْنَ ۔۱۱۲انعام۔اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے انسانوں اور جنوں کے شیطان کو دشمن بنادیا'ان کے بعض'بعض (ایک دوسرے) کی طرف ملمع کی ہوئی باتیں بہکانے کے لئے (خفیہ) ڈالتے ہیں اور اگر تمہارا رب چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے پس انہیں چھوڑ دیں (اس کے ساتھ) جو وہ جھوٹ گھڑتے ہیں۔اللہ تعالی یہاں فرما رہا ہے کہ صرف جن ہی شیطان نہیں ہوتے کچھ انسان بھی شیطان یا خصلت شیطان ہوتے ہیں جو انبیا مرسلین اور اللہ خلیفوں کی دشمنی میں حد سے گزرے ہوئے ہوتے ہیں جو چکنی چپڑی باتوں سے لوگوں کو بہکاتے ہیں یعنی جھوٹی باتوں کو سچ بنا کر پیش کرتے ہیں یہ کام علمائے سوبہتر زمانے دراز سے کرتے آئے ہیں اور قیامت تک کرتے رہیں گے۔آگے اللہ تعالی مومنوں کو آگاہ کرتا ہے کہ ان سے دوری بنائے رکھیں ان انکار کرنے والے کافروں سے منکروں منافقوں سے۔وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۔۱۱۶انعام۔اور زمین میں (دنیا میں) اکثر (ایسے لوگ ہیں) اگر تم ان کا کہنا مانو گے تو وہ تمہیں اللہ کے راستے سے بھٹکا دیں گے'وہ پیروی نہیں کرتے (حق کی) صرف گمان کی پیروی کرتے ہیں (وہ قرآنی آیات دلیل حجت کو نہیں مانتے صرف اپنے خیال اور منطق کو ہی ایمان سمجھتے ہیں) اور اٹکل لگاتے ہیں بیشک تمہارا رب انہیں اچھی طرح جانتا ہے۔

میراں سید محمد مہدئ موعودؑ نے دعوی مہدی کیا تو اپنے دعوی کے ثبوت میں قرآن سے آیات پیش کیں اور کہا مجھے اللہ کا حکم ہوتا ہے۔سب سے پہلے تو علم دلیل حجت کی بنیاد پر اس بات کی تحقیق ضروری تھی کہ

آیا جو دعوی آپؑ فرما رہے ہیں اُس کی بنیاد کیا ہے؟ اور اس کے بعد آپؑ کا سنت رسولؐ پر عمل کیسا ہے؟ اس کے بعد آپؑ کی تعلیم تربیت اور طریقہ کیا ہے؟ کیونکہ اللہ کے رسول نے مہدی کو اپنے نقش قدم پر (ہو بہو) چلنے والا کہا تھا۔ اس کے بعد رسول ﷺ نے بعثت مہدی کے زمانے کی پیش گوئی' تیسرا مہدی موعودؑ کو بھیجے جانے کا مقصد کیا ہے؟ چوتھا علماے حق اور عوام میں ان کے متعلق کیا رائے تھی۔ ان تمام باتوں کا سارا تحریری بیان اور کلام موجود ہے معتقدوں میں بھی اور مخالفوں نے بھی آپ علیہ السلام کی سیادت کو تسلیم کیا ہے۔ اس کے باوجود بلا تحقیق انکار کفر ہی مانا جائے گا' کیونکہ ان کی تصدیق کرنے اور ان کی بیت کرنے کا حکم اللہ کے رسول ﷺ نے دیا ہے۔' اور اللہ کے رسول کے حکم کا انکار ہی کفر ہے چاہے کوئی ایک حکم ہو یا ایک آیت کا یا پورے احکام کا۔ اب خدا نے کیا فرمایا ہے دیکھیں وَ اِذَا جَآ ءَ تْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْ مِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِىَ رُسُلُ اللّٰهِ ط ؔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ سَيُصِبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَاللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ۔۱۲۴ انعام۔ اور جب ان کے پاس آتی ہے کوئی آیت تو کہتے ہیں کہ ہم **ہرگز نہ مانیں گے جب تک ہمیں اس جیسا نہ دیا جائے 'جو اللہ کے رسولوں کو دیا گیا'** اللہ خوب جانتا ہے کہ اپنی رسالت کس کو دے (کہاں رسول نبی اور خلیفہ اللہ بھیجے)۔ عنقریب ان لوگوں کو پہنچے گی ذلت اللہ کے پاس جنہوں نے اس کا جرم کیا تھا۔ اور سخت عذاب 'اس کا بدلہ کہ وہ مکر کرتے تھے۔ اس طرح اللہ نے صاف کر دیا معاملہ کہ لوگ صرف بت پرستی ہی نہیں کرتے بلکہ اللہ کی نافرمانی اور حکم عدولی اس طرح بھی کرتے ہیں جو حکم یا آیت اللہ نے نازل کی اس کو نہیں مانتے اور کہتے ہیں جس طرح رسولوں کو حکم آیا اس طرح اللہ کا حکم ہم کو بھی آئے۔ دوسرے معنوں میں اللہ ہم کو بھی نبی رسول بنائے ۔ایسا اظہار کئی دیوبندی تبلیغی وہابی عالموں نے کیا ہے اپنی کتابوں میں۔ اور اللہ نے بتادیا کہ وہ سخت عذاب میں ہونگے بروز محشر۔ آگے آیت ۱۳۲ میں اللہ نے اسے واضح کر دیا وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ط وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍعلمّا يَعْمَلُوْنَ ۔۱۳۲ انعام۔ ہر ایک کے لئے درجات ہیں اُن کے اعمال کے لحاظ سے اور تمہارا رب اس سے بے خبر نہیں جو وہ کرتے ہیں۔ اور اللہ نے مزید واضح کر کے معاملہ کھول کر بتادیا هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْيَاتِىَ رَبُّكَ اَوْ يَاْ تِىَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ يَوْمَ يَاْتِىْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبُّكَ لَايَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ط قُلْ انْتَظِرُوْ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ۔ ۱۵۸ انعام۔ کیا وہ انتظار کر رہے ہیں مگر یہ کہاان **کے پاس فرشتے آئیں' یا تمہارا رب (خود) آئے (ظاہر ہو) یا**

تمہارے رب کی کچھ نشانیاں آئیں (معجزہ ہو) جس دن آئے گی تمہارے رب کی کوئی نشانی' کسی کے کام نہ آئے گا اُس کا ایمان لانا' جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا' یا اپنے ایمان میں کوئی بھلائی نہ کمائی تھی' آپ فرما دیں انتظار کرو ہم (بھی) منتظر ہیں۔یعنی اللہ کے نبی رسول خلیفہ جو کہتے ہیں اس پر ایمان نہیں لاتے اپنے علم عقل اور سمجھ کو ہی حجت مانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ خود اللہ اُن کے روبرو حاضر ہو کر معجزہ دکھائے یا فرشتے ان کے سامنے حاضر ہو کر ان کی تسلی کریں کہ نبی ﷺ معراج میں گئے تھے وہ سچ تھا مہدی جو دیدار کی بات کہہ رہے ہیں وہ حق ہے' جب تک یہ نہیں ہوگا ہم نہیں مانیں گے۔یہ نہیں مانتے کے اللہ نے ہر ایک بندے یا انسان کا ایک درجہ اور مقام بنایا ہے ہر کوئی ایک جیسا نہیں بن سکتا ہر کوئی نبی رسول اللہ کا خلیفہ نہیں بنایا گیا ہے' سب کی ذمہ ان کے اپنے کام اور ذمہ داریاں ہیں۔وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِیْ مَآ اٰتٰكُمْ ط اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ زصلے وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔اور وہ جس نے تمہیں بنایا نائب زمین میں' اور بلند کے تم میں سے بعض کے درجے بعض پر' تا کہ اس میں آزمائے جو اس نے تمہیں دیا ' بے شک تمہارا رب جلد سزا دینے والا ہے 'اور بے شک یقیناً بخشنے والا ہے 'نہایت مہربان۔۱۶۵انعام۔یہاں کسی وضاحت یا تشریح کی ضرورت باقی نہیں رہی جو کچھ ہے اللہ نے معاملہ صاف کر دیا ہے۔

سورہ انعام کے متعلق روایات ہیں کہ یہ سورۃ مکمل طور پر ایک ہی وقت یا نشست میں نازل ہوئی نبی کریم ﷺ پر (سورہ فاتحہ کی طرح) اس سورۃ کے ساتھ ملائکہ کی ایک جماعت اُتری آسمانوں سے تسبیح کرتے ہوئے بلند آواز میں حتی کے قریب تھا ان کی تسبیح کی آواز سے ساری زمین گونج اُٹھی۔جب حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی تسبیح کی آواز سنی تو آپ ﷺ پر رعب طاری ہو گیا اور آپ سجدے میں گر گئے اور یہ سورۃ مکہ میں نازل ہوئی۔اور اس کے ساتھ آنے والے فرشتوں سے زمین بھر گئی۔سورہ انعام کی یہ خصوصیت اسے ممتاز کر رہی ہے اس کے بیان کی وجہ سے کہ اس میں اللہ تعالی نے ان تمام وجوحات کی تفصیل بتانا اس لے ضروری کیا ہے کہ اس میں وہ آیت ہے جو منشائے ربانی کو ظاہر کرتی ہے وہ ہے۔لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ لا وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ج وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۔نہیں گھیر سکتی اسے نظریں اور وہ گھیرے ہوئے ہے سب نظروں کو وہ بڑا باریک بین اور پوری طرح باخبر ہے۔۱۰۳انعام۔یہ اللہ کی ربوبیت شان استغنا قدرت عظمت کی انتہاء کا بیان کرنے والی

آیت ہے کہ جس میں ''دیدار'' الٰہی کا اعلان با ضابطہ اللہ نے کر دیا ہے۔اس کے بعد اپنے رسول ﷺ سے کہا کہ ''کہہ دو اے محمدؐ یہ میرا راستہ ہے بصیرت کا جس پر بلاتا ہوں' اور وہ بھی بلائے گا جو میرا تابع ہے'' اور اس کا بیان بعد میں کرنے کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ سے کیا ثم ان علینا بیانہ اور اس کے لئے ایک وارث کتاب (خلیفۃ اللہ مہدی) کو پیدا کرنے کا وعدہ بھی کیا ثم اورثنا الکتاب ۔اور مہدی موعودؑ نے اس حقیقت کو پانے کی تعلیم اور تربیت اللہ کے حکم سے سات فرائض ولایت کے اعمال میں دی ہے۔یہی وہ امامت ہے جس کا اعادہ مہدویہ کی تسبیح میں ہر دن ہوتا ہے اَلْقُرْاٰن وَالْمَهْدِیُ اِمَا مَنَا اٰمَنَّا وَ صَدَّقْنَا ۔اور مہدی موعود علیہ السلام نے اس حقیقت دیدار کی دعوت کو پیش کرتے ہوئے اپنے دعویٰ مہدی کو پیش کیا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ج فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ۔۸۹ انعام۔یہ وہ لوگ ہیں ہم نے عطا کی تھی جنہیں کتاب اور حکمت اور نبوت دی' تو اگر اس کا یہ انکار کریں تو ہم نے مقرر کر دئے ہیں ان کو ماننے والے ایسے لوگ جو اس کے ساتھ کفر کرنے والے نہیں۔اردو مترجموں نے اس اُولٰٓئِكَ کے معنی کسی نے ''تھے'' لئے ہیں کسی نے ''ہیں'' لئے ہیں۔تھے کا معنی ماضی ہے ہیں کا معنی حال یا موجود ہے۔ان غلط ترجموں کی وجہ سے بیان قرآن میں بڑی مشکل پیش آتی ہے۔اگر اس لفظ کو ماضی حال اور مستقبل میں لیا جائے تو معنی یہ ہوگا کہ نزول قرآن کے وقت اس کے بعد اور آج اور آنے والے وقت کے لئے یہ مطلق حکم ہوگا۔یعنی ہر زمانے میں اللہ کا اور اس کے نبی کا بیان کا انکار کرنے والوں نے انکار کیا تو اللہ نے اس کے قبول کرنے والے پہلے ہی مقرر کر رکھے ہیں۔اور اس تقریر میں دعوت دیدار کو قبول کرنے والے اور تصدیق کرنے والے شامل ہیں۔حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ سے مراد انکار کرنے والے مکہ والے ہیں اور اقرار کرنے والے مدینہ والے۔سورۃ انعام مکی سورہ ہے **جس کا نزول ۵۵ ہے اس لحاظ سے ہجرت ہوئی نہیں تھی مدینہ کو ہجرت کرنا اس سورۃ کے نزول کے بعد کا زمانہ ہے** اس طرح آنے والے زمانے میں بعد دور نبوت کے کسی زمانے میں اس کا اقرار کرنے والی بات حق ثابت ہوتی ہے' جس کی مدت کا تعین حضور ﷺ نے نویں صدی ہجری بتایا۔کیونکہ اس آیت کے معنی ہر کسی نے الگ بتائے سوائے مہدی موعودؑ کے۔اس طرح اللہ تعالیٰ نے پہلے سورہ نجم میں معراج کا بیان کیا جس کا نزول ۲۳ ہے۔اس کے بعد سورہ بنی اسرائیل میں معراج کی تفصیل بیان کی اور حضور ﷺ کے کی معراج کی حقیقت کو حق ہونا بتایا جس کا نزول ۵۰۔ہے اس کے بعد سورہ ھود

میں جس کا نزول ۵۲۔ ہے اس کی آیت ۱۱ میں کہا کہ اس (قرآن) کی آیتیں پھر تفصیل سے بیان کی جائیں گی۔اور آیت ۱۷ میں کہا کہ اس کا بیان کرنے والا مبین اللہ کی طرف سے "بینہ" دلیل پر ہوگا۔اس کے بعد سورہ یوسف نزول ۵۳ میں حضورؐ سے کہا کہ آپ بھی بصیرت کی دعوت دیں اور آپ کا تابع (مہدیؑ) بھی دعوت بصیرت یا دیدار دے گا۔اس کے بعد اس دیدار کی کیفیت کو سورہ انعام نزول ۵۵ میں کھل کر بتادیا کہ "تم اسے نہیں دیکھ سکتے مگر اللہ چاہے تو تمہیں دکھائی دیگا" اور جو دیدار کی طلب نہیں کریگا وہ دنیا میں بھی اندھا اور آخرت میں بھی اندھا کہا۔اور بیان کردہ آیتوں کو ضد ہٹ دھرمی اور علمی غرور سے انکار کرنے والوں کو عذاب کی وعید بھی سنائی۔ بخاریؒ نے حضرت قتادہؓ کی حدیث ۱۲۴۔جلد ۹۔ درج کی ہےکہ "حضورﷺ نے فرمایا کہ: جس کسی نے مجھے خواب میں دیکھا بیشک اُس نے مجھے ہی دیکھا' کیونکہ شیطان میری شباحت یا سراپا اختیار نہیں کرسکتا"۔ جب شیطان حضورﷺ کی شباحت اختیار نہیں کرسکتا تو پھر اللہ کے دیدار میں کیا قباحت ہے؟ جو برملا فرار ہا کہ "مجھے آنکھیں نہیں پاسکتیں' میں آنکھوں کو پالیتا ہوں"۔ مجھے دیکھ نہیں سکتے' اگر میں دکھنا چاہوں تو دکھائی دیتا ہوں۔

االلہ کا ایک ہونا محمدؐ کا نبی رسول ہونا سارے عالم پر عیاں ہے۔مگر قرآن پر عمل کرنا ہر کوئی نہیں کرتا' اللہ کو صرف واحد ماننے سے رسولؐ کو پیغمبر ماننے سے نہ اسلام مکمل ہوتا ہے نہ ہی ایمان' جب تک کہ اللہ کے احکام اور رسول کی سنت پر عمل نہ کیا جائے اور وہ ہمیں بتاتا ہے قرآن اور وہی ہے اَلْقُرْانُ وَالْمَهْدِیُ اِمَا مَنَّا جب اس حقیقت پر پورے یقین وایمان سے عمل کرلیا جائے تو پھر اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا کا مقصد پورا ہوگا۔ وہ اس طرح کہ جیسے اس سے پہلے سورہ انعام کی آیات میں اللہ کا ایک مخصوص پیغام نازل ہوا اسے سمجھنا ہی اَلْقُرْانُ وَالْمَهْدِیُ اِمَا مَنَّا ہے ورنہ قرآن تو ہر کوئی پڑھ لیتا ہے بغیر سوچ سمجھ فہم وادراک کے قرآن پڑھنا ایسا ہے جیسے زبان سے لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ تو کہہ دیا مگر اس پر عمل نہیں کیا کفر وبدعت میں پڑے رہے۔ یہی بات تھی مہدیؑ موعود علیہ السلام نے اس قرآن کے مجتمع اجزاء کو تعلیمات ولایت مقیدہ مخصوصہ میں جمع کردیا' تاکہ جو علم سے واقف ہیں وہ اس میں حقیقت کی تلاش کرلیں گے' مگر جو علم سے تحقیق سے واقف نہیں وہ رسوم وبدعت میں ہی مبتلا رہیں گے۔ اسے کچھ یوں بھی سمجھا جاسکتا ہے قرآن عالموں اور سمجھ رکھنے والوں کے لئے ہے اور جو عوام جس کی ہر زمانے میں تعداد میں کثرت ہوتی ہے وہ اس کے رموز واسرار سے کبھی واقف نہیں ہوتے ان کے لئے براہ راست رابطہ اللہ سے پیدا کرنے کا مثبت طریقہ اور ذریعہ فرایض ولایت ہیں۔اور

فرایض ولایت کے اعمال میں قیل وقال کی گنجایش نہیں ہوتی اللہ سے مدد اور رابطہ ہی ذریعہ ہوتا ہے جبکہ علم میں اکثر و بیشتر دخل اندازی اپنی مرضی اور رائے پر انسان تکیہ کرنے لگ جاتا ہے معاملات معرفت الٰہی پر توجہ نہیں دیتا ۔مہدی موعودؑ نے ہر طبقہ کے لئے اسے سہل طریقہ خدا سے واسطہ کا بتادیا تاکہ وہ حشر کے دن کے احتساب سے محفوظ ہوجائے۔

اللہ تعالی نے دنیا میں انسانی حیات کے لئے ایک ضابطہ ایک تسلسل ایک طریقہ روا رکھا ہے کہ بندہ انہیں خطوط پر چلے گا تو دین و دنیا میں فلاح پاے گا وگرنہ دنیا میں بھی پریشانی اور عقبی میں بھی ہمیشہ کی پریشانی اس کا مقدر بن جائے گی۔اور یہ بات ہمیں قرآن کے نزول کے حالات میں دکھائی دیتی ہے' کہ رفتہ رفتہ آہستہ آہستہ حضور نبی کریم ﷺ اور انکے صحابہؓ کی تربیت تعلیم اور ترقی کروائی اور اسی اُصول کو خلیفتہ اللہ مہدی اور ان کے صحابہؓ کے روا رکھا مثلاً سورہ واقعہ نزول ۵۶ آیت ۱۴۔۱۳ میں ایسے لوگوں کے ہونے کا بتایا جو مثل صحابہؓ رسول ہونگے۔یہی بات سورہ جمعہ نزول ۶۲ آیت ۳ میں بتائی۔سورہ محمدؐ نزول ۴۷ آیت ۳۸ میں ایسے لوگوں کو بھیجے جانے کا وعدہ کیا جو خلیفتہ اللہ مہدی اور قرآن کے حقیقی بیانوں کا انکار نہیں کریں گے۔اور سورہ مایدہ نزول ۱۱۲ آیت ۵۴ میں ایک قوم کو بھیجے جانے کا وعدہ کیا جن سے اللہ محبت کرے گا اور وہ اللہ سے محبت کریں گے۔سورہ المایدہ میں ایک اور حقیقت معلوم کی جاسکتی ہے کہ جب تک اللہ کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتا یا ان سے محبت نہیں کرتا بندے کی حیثیت نہیں کہ وہ اللہ سے محبت کرے یا اس کی قربت حاصل کرے جیسے کہ سورہ انعام میں آنکھوں کو دکھائی نہ دینا مگر اللہ کا آنکھوں پر چھا جانا دونوں مختلف کیفیات اور حقیقتیں ہیں۔مطلب کوشش اور حصول میں بڑا فرق ہے' کوشش ایک خواہش ہے حسرت ہے حصول ایک انعام ہے درجہ ہے ایک ستایش ہے کہ بندے نے حاصل کی ہے۔ایمان احسان ہر کسی کو میسر نہیں ہوتا' مکہ میں ابوجہل اور ابولہب بھی تھا حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروقؓ بھی تھے جن کے حصے میں ایمان تھا وہی ایمان لائے جن کو کفر وذلت دی جانی تھی انہیں ہمیشہ کی ذلت ملی۔

ایسا نہیں کہ مہدی موعودؑ اور ان کے صحابہؓ نے اَلْقُرْاٰنُ وَالْمَهْدِیُ اِمَامَنَّا کی تعلیم یا تسبیح یوں ہی دی ہے بلکہ اس سے پہلے "اللہ کے ایک ہونے اور محمد ﷺ کے نبی رسول ہونے کا اقرار پہلے کرایا ہے "تاکہ ناسمجھ لوگ مہدی کو ہی دین کا ملجاو ماوی مان لیں' اس طرح مہدویت کی اساس پہلے اللہ اور اس کے آخری رسول محمد ﷺ پر ہے اس کے بعد مہدی کا امام ہونا ہے۔پھر اس کے بعد 'اٰمَنَّا وَ صَدَّقْنَا اس بات کا اقرار ہے

کہ جس طرح قرآن ھدایت اور رہبری کا منبع ہے اس طرح مہدی کا ہادی برحق ہونا حق ہے اور انہوں نے جو اس کا بیان طریقہ یا تعلیم دی ہے وہ قرآن کے عین مطابق ہے اور وہ امام مہدی جن کے بھیجے جانے کا وعدہ اللہ نے اپنے رسول ﷺ کے ذریعہ کرایا تا کہ معرفت الٰہی کی حقیقت واضح کریں مہدی وہ مقصد اب پورا ہو چکا ہے۔اس کے لۓ علم کے مباحث حجت و دلیل کشف و کرامات کی دین میں کوئ ضرورت نہیں ان اعمال صالحہ کو اختیار کرو جو اللہ کے رسول ﷺ نے اپناۓ جس کی نشاندہی خلیفۃ اللہ مہدی نے کی ہے اگر دین و دنیا میں کامیاب ہونا ہے تو۔اَلْقُرْ انُ وَالْمَھْدِیُ اِمَا مَنَّا یہی ہے۔قرآن کے احکام اور مہدی کی ہدایت کے علاوہ جو بھی طریقہ ہے وہ کالعدم ہے قیامت تک۔اور آج دوسروں کے بات کیا خود مہدویوں کا یہ حال ہے کہ راہ حق کو چھوڑ کر بے دین اور بدعقیدہ جماعتوں کی نقل میں لگے ہوۓ ہیں۔قرآن کے نزول کے بعد تمام آسمانی کتابیں معطل ہوگئیں'اب صرف قرآن ہی قیامت تک دلیل حجت اور اللہ کا حکم نامہ ہے اور اسکی رہبری تعلیم اور طریقہ وہی صحیح ہے جو ہادی ومہدی آخرالزماں خلیفۃ اللہ تابع تام رسول اللہ کا بتایا ہوا ہے'باقی سب معطل اور غیر ضروری ہیں۔

لوگ کس طرح حقیقت سے اعراض کر کے اپنی مرضی مکر وفریب کو اپناتے ہیں یا انہیں لوگ اس میں الجھاتے ہیں اس کی ایک مثال آج کے دارلعلوم اور مدارس ہیں۔کیونکہ یہ مذہبی تعلیم کے مرکز کے بجاۓ رٹنے رٹانے اور ظاہر علوم میں اُلجھانے کا ذریعہ تو ہیں بلکہ یہ مذہبی تجارت کی منڈیاں ہیں۔جس میں صرف عالم اپنی انانیت کی تسکین اور دین کی تجارت کا کاروبار کرتے ہیں پہلے چندہ وصول کرتے ہیں بڑے عالیشان مدرسے بناتے ہیں اور اس فایدہ حاصل کر کے اپنے لۓ عالشان مکان اور محلات نما گھر اور اپنی مذہبی سیاست کے مرکز بنالیتے ہیں۔کیا کوئ بتا سکتا ہے کہ ان دارلعلوم اور مدارس کا کوئ پختہ نظام تربیت اور مرکزی ادارہ ہے۔مثلاً آج ہم دیکھ سکتے ہیں کے دنیا کے کسی بھی کونے اور ملک میں تعلیمی نظام کا ایک اُصول اور طریقہ ہے کہ ایک حکومتی ادارہ یا تنظیم ہوتی ہے جو یونورسٹی کا انعقاد کرتی ہے اور اُس یونورسٹی میں ایک مجلس ہوتی ہے جسے سینیٹ senete کہتے ہیں جو عالموں پروفیسروں اور ماہر تعلیم پر مشتمل ہوتی ہے جو اس یونورسٹی کے ماتحت آنے والے کالجوں اور تعلیمی اداروں کی نگرانی کرتی ہے کہ ان کالجوں کی عمارت پختہ اور ضروت کے لحاظ سے ہے کہ نہیں اس میں پڑھانے والے اساتذہ تعلیم کے اعلٰی میعار سے آراستہ ہیں کہ نہیں دوسرا ضروری عمل ہے کہ نہیں پڑھنے کے لۓ طلباء کو

سہولیات اور لیبارٹری لائبریری ہے کہ نہیں۔اور طلبا کی تعلیمی اور ذہنی تربیت کا نظام ہے کہ نہیں۔اس کے علاوہ ان کالجوں کو طلبا کے امتحان کے لئے یونیورسٹی کی طرف سے پرچہ دیا جاتا ہے تاکہ کالج انتظامیہ من مانی اور رٹے رٹائے سوال کر کے سرٹیفیکیٹ نہ دیدیں اور معاشرے میں نامکمل اور آدھے پڑھے لوگ عالم بن کر ملک اور قوم کی تباہی کا باعث نہ بن جائیں۔جبکہ مذہبی مدارس اور دارالعلوم کی تعلیم کا طریقہ ہی نرالہ ہے۔جس کسی نے تھوڑی بھی دینی تعلیم حاصل کرلی وہ مہتمم اور قاضی ہوکران کا سربراہ بن جاتا ہے اور کبھی کبھی شیخ الاسلام اور شیخ الحدیث بھی بن جاتا ہے جبکہ ایسے لوگوں کی دینی مذہبی قابلیت لوگوں کو معلوم ہوتی ہے۔کئی مدارس اور دارالعلوم دو ایک کمروں پر مشتمل ہوتے ہیں نہ وہاں کتابیں ہوتی ہیں اور نہ ہی لائبریری قرآن ناظرہ پڑھا کر اور معنی و مطلب سمجھا کر مولوئ کامل مفتی بنا کر تڑخا دیا جاتا ہے اور اس مدرسوں کی دیکھ بھال آدھے پڑھے لکھے اور جاہل قسم کے لوگوں کے ہاتھ میں ہوتی ہے وہی پڑھاتے وہی سند و دستار دے دیتے ہیں کوئی مرکزی ادارہ نہیں ہوتا کوئی جواب دہی نہیں کوئی نگہ بانی نہیں اور بہت سارے مدرسے اپنی جماعت اپنا عقیدہ اپنا طریقہ ہی پڑھاتے سمجھاتے ہیں اس میں بلا مبالغہ طرف داری اور بے دینی کا کھلا مظاہرہ ہوتا ہے اور کبھی کبھی چند روپیہ لے سند و دستار دے دی جاتی ہے جس کے لے مدرسہ جانا بھی ضروری نہیں یہ بددیانتی آج کے مدرسوں کی حقیقت ہے جس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ہر مدرسہ خود ساختہ دارالعلوم ہے جوانہوں نے سمجھایا وہی دین اور مذہب ہے۔دارلعلوم یونیورسٹی کو کہتے ہیں آج کے کئی دارلعلوم پندرہ بائی بیس فٹ کے کمروں کے ہیں۔علم کا منصب کا دین کا مذہب کا ایسا مذاق اسلام کی تاریخ کے کسی دور میں نہیں اُڑایا گیا جیسا کہ یہ دیوبندی تبلیغی اہل حدیث وہابی بریلوی اُڑا رہے ہیں۔دارلعلوم کے معنی نہیں معلوم مذہبی رہنما بنانے کا دعوی ہے اور انہیں مدرسوں یا دارلعلوم سے فارغ طالب علم سند و دستار حاصل کر کے مسلمانوں کے مذہب و دین کے خودمختار حکمران بن جاتے ہیں۔ایسا مذاق بے دین مشرک و کافر بھی آج نہیں کرتے۔

قرآن کا امام ہونا ایک ابدی حقیقت اور ہدایت کا منبہ ہے' کیونکہ وہ اللہ تعالی کا کلام ہے اُسے بتائے جانے کی بھی ضرورت نہیں خود قرآن اس بات کو اپنی ابتدائی آیات میں بتا چکا ہے ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ھدایت ہے پرہیز گاروں کے لئے۔اور مہدی کا امام ہونا اس لے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مہدی کو خلیفۃ اللہ بتایا اور قرآن نے محمدؐ کا تابع کہا اور مہدی موعودؑ نے اپنی امامت کی نشاندہی سورہ بقرہ کی ۱۲۴ آیت میں کی کہ میں

ہی وہ امام ہوں جس کی دعا اپنی ذریت میں حضرت ابراہیمؑ نے کی تھی۔ عالم اسلام میں کئی عالم مفسر اور تشریح کرنے والے پیدا ہوئے مگر کسی نے بھی اس امامت کی صحیح نشاندہی نہیں کی' کیونکہ ان کے ذہنوں میں یہ بات آئی بھی نہیں تھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۔ وہ (اللہ) غیب کا جاننے والا ہے' اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا' سوائے (اس کے) جس کو وہ پسند کرتا ہے۔ (سورۂ جن ۲۷) اور مہدی خلیفۃ اللہ ہیں تو انہیں اللہ نے اس امامت کے بارے میں بتایا کہ' اس آیت بقرہ ۱۲۴ میں اِمَامًا ط قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۔ اس نے (ابراہیم نے) کہا اور میری اولاد میں (بھی امام بنا)۔ حضرت ابراہیمؑ کے بعد بہت سے نبی رسول آئے' کسی نے بھی اس امام کے ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ سوائے محمدؐ کے تابع تام خلیفۃ اللہ مہدی موعودؑ آخرالزماں کے۔ اور اسی بقرہ کی ۱۲۹ آیت میں حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسمٰعیل کے ساتھ خانہ کعبہ تعمیر کرتے ہوئے ایک رسول کو کتاب کے ساتھ بھیجے جانے کی دعا کی جو اللہ نے قبول فرمالی اور اسی کعبہ کے مقام مکہ میں محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ اے ہمارے رب! اور ان میں بھیج ایک رسول' وہ ان پر تیری آیتیں پڑھے کتاب اور حکمت (دانائی) کی تعلیم دے۔ اس طرح حضرت مہدی وہ امام ہیں جو رسول ﷺ کے قرآن کے وارث ہیں جسے سورہ فاطر آیت ۳۲ میں بیان کیا ہے ثم اورثنا الکتب ۔

کوئی بھی کلمہ یا تسبیح یوں ہی زبان زد عام نہیں ہوجاتا' یا زبان پر جاری نہیں ہوجاتا۔ آدمؑ سے عیسیٰؑ تک سورہ فاتحہ کسی پر نازل نہیں ہوئی سوائے محمد مصطفیٰ ﷺ کے جسے آج ہر مسلمان کو پڑھنا اپنی نمازوں میں ضروری ہے۔ جیسے ہم نے پہلے کہا کہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ قرآن میں ایک جگہ نہیں ہے احادیث کی بنیاد پر دو کلموں کو ملا کر ایک کلمہ شہادت بنا ہے۔ اس طرح یہ بنیادی فرائض اسلام کا اہم عنصر ہے جس کے اقرار کے بغیر کسی کا دین کا اقرار مکمل نہیں ہوتا ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور محمدؐ کے رسول اور پیغمبر ہونے کی شہادت کی بنیاد ہے۔ اس طرح تسبیح تصدیق مہدویہ میں پہلے کلمہ شہادت پھر دوبارہ اللہ کے ایک ہونے اور محمدؐ کے نبی ہونے کے اقرار کے بعد قرآن اور مہدی کی امامت کا اعلان شہادت اور اقرار ہے۔ جس طرح اب قیامت تک قرآن جیسی کوئی اور شریعت بھیجی جانے والی نہیں' اسی طرح اب کوئی امام مہدی آنے والا نہیں یہ دونوں کامل و اکمل ہو چکی ہیں۔ اب صرف حضرت عیسیٰؑ کا آنا باقی ہے۔ تسبیح تصدیق کے تین کلمات میں وحدانیت

رسالت محمدؐ اور حدایت قرآن کے ساتھ ہدایت مہدی ختم ولایت محمد یہ کے تمام پہلو اس میں جمع ہیں۔

کچھ عرصہ پہلے تک بچوں کو کلمہ شہادت پڑھایا جاتا اور مکرر یاد کرایا جاتا اب بھی یہ طریقہ ہے مگر کم محدود موقعوں کے لئے اور مہدویہ میں بھی اعلان تسبیح تصدیق اب بعد عشا دُہرائی جاتی ہے، جس طرح اذان صبح کی ابتدا ہے تسبیح تصدیق دن کے خاتمہ کا اعلان ہے۔عوام استراحت کے لئے گھروں کا رخ کرتے ہیں اور تارک الدنیا مسجد اور جماعت خانہ میں نوبت میں مشغول ہو جاتے تھے۔

حضور نبی مکرم ﷺ کو محمد الرسول اللہ کہا جاتا ہے۔دوسرے انبیاء و مرسلین جیسے حضرت آدمؑ کو صفی اللہ کہا گیا جس کا معنی پاک۔خالص۔اور برگزیدہ ہونا ہے۔نوحؑ کو نجی اللہ کہا گیا معنی نجات پایا ہوا، گناہ معاف کیا ہوا۔ابراہیمؑ کو خلیل اللہ کہا گیا معنی اللہ کا دوست۔اسماعیلؑ کو ذبی اللہ کہا گیا معنی اللہ کی راہ میں ذبح ہونے قربانی دینے کو تیار ہونے والا۔موسیٰؑ کو کلیم اللہ کہا گیا معنی اللہ سے کلام کرنے والا یا بات چیت کرنے والا۔حضرت عیسیٰ کو روح اللہ کہا گیا معنی اللہ کا کلمہ حضرت عیسیٰؑ مردوں کو زندہ کر دیا کرتے۔تو کیا یہ صرف انہیں نبیوں کے متعلق ہے؟ دوسرے انبیا اور مرسلین جو اللہ کے خلفاء تھے انہیں بھی کچھ نہ کچھ کہا گیا ہوگا، اگر ان القاب و خطابات کی فہرست بناتے تو ایک کتاب رقم ہو جاتی، مثال کے طور پر چند ایک کو مخاطب کرنے کا طریقہ ہمیں بتایا گیا ہے۔اور قرآن میں جن کا ذکر مکرر اور کثرت سے بیان ہے انہیں کے خطابات ہمیں یاد ہوتے ہیں۔مگر! غور طلب بات یہ ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ کو زیادہ تر محمد الرسول اللہ کہا گیا ہے قرآن میں۔حالانکہ دیگر اسماء و خطابات آپؐ کے کئی ہیں۔اور کچھ عالموں اور صوفیوں نے بھی ادب مخاطب کے لئے کئی القاب بیان کئے ہیں جیسے رسول مقبول، حبیب خدا، شافی محشر، سرور کونین وغیرہ۔یہ سبھی مسلمانوں میں بہ اظہار تقدس ادب و احترام مشہور ہیں۔جیسے کہا قرآن میں اعلانیہ محمد الرسول اللہ اور رحمت للعلمین ہے۔مصطفیٰ کا معنی چنا ہوا۔مقرر کیا ہوا ہے۔اور مہدویہ تسبیح تصدیق میں پہلے اللہ کے وحدانیت محمد ﷺ کی رسالت نبوت کے بعد مہدی کو امام کہا گیا ہے۔اور قرآن کی ہدایت کو مہدی سے جوڑا گیا ہے۔اسی لحاظ سے قرآن کے ''امام من ذریتی'' سے امامنا کہا گیا۔

جس طرح صفی اللہ، نجی اللہ، خلیل اللہ، ذبی اللہ، کلیم اللہ، روح اللہ اُن نبیوں کی صفات سے خطاب کیا، محمد الرسول اللہ سے حضورؐ کو خطاب کرنا کیا دوسرے نبی رسول نہیں تھے؟ بے شک بلا مبالغہ وہ نبی رسول تھے، قرآن جا بجا انہیں ایسا ہی خطاب کرتا ہے، ایسے سوال سے پہلے یہ سوچا جانا ضروری ہے کہ نزول قرآن اور

حیات نبی ﷺ کے وقت آپؐ صرف محمد الرسول اللہ تھے یا رسول عربیؐ آپؐ کو رحمت اللعلمین بھی مکہ میں نہیں بلکہ بعد ہجرت مدینہ میں کہا گیا سورہ احزاب میں اور سورۃ احزاب مدینہ میں نازل ہوئی۔احزاب کے معنی ٹکڑے ٹکڑے اور سورہ احزاب میں سنگ ساری کا حکم آیا تھا جسے رجم کہتے ہیں۔اور آپ ﷺ کے دوسرے اسمائے گرامی بعد میں مرتب ہوئے ہیں' اور اسی طرح قرآن کے سورہ بقرہ میں امام من ذریتی کے مطابق مہدی موعودؑ کو امام کہا گیا ہے۔حضرت مہدیؑ کے صحابہؓ بھی آپؑ کو میراں جی ہی کہا کرتے تھے۔بعد میں تابعین مہدی کے وقت میں مہدی موعودؑ کو قرآن واحادیث کے مطابق امام۔خلیفۃ اللہ۔مراداللہ۔مبین کلام اللہ۔تابع تام رسول اللہ کہا گیا ہے۔خصوصاً امام کہنا حضرت ابراہیمؑ کی اُس دعا کی وجہ سے ہے جو سورہ بقرہ آیت ۱۲۴ میں ہے کہ جس میں ابراہیمؑ نے ایک امام کو اپنی ذریت میں بھیجے جانے کی دعا کی تو اللہ نے فرمایا کہ میں ظالموں کو امام نہیں بناتا معنی غیر معصوم لوگوں کو' اور معصومیت خلافۃ اللہ سے موصوف ہے۔اور حضرت ابراہیمؑ کے بعد کسی بھی قوم کے نبی رسول نے یا اللہ کے خلفاء نے خود کا امام ہونا نہیں کہا معنی ابراہیمؑ سے خاتم الانبیاء محمدؐ تک کسی اس آیت کے مطابق خود کے امام ہونے کا دعویٰ نہیں کہا اور بعد کے بزرگوں نے بھی نہیں کیا لوگوں نے انہیں امام کہہ دیا وہ الگ بات ہے مگر سوائے میراں سید محمد جونپوری مہدی موعودؑ کے کسی نے بھی اس آیت کے تحت خود کا امام ہونا نہیں بتلایا آپ علیہ السلام نے اللہ کے کہنے حکم کرنے پر خود کا امام ہونا ظاہر کیا اس آیت کی نشاندہی ہے۔امامت' نبوت رسالت' پیغمبری خلافۃ اللہ کے بعد کا درجہ ہے۔اور ابراہیمؑ کی ذریت کا امام ہونا خلیفۃ اللہ معصوم عن الخطا کا مقام ہے۔تمام عالموں نے اس امام کو نبی کریمؐ سے متعلق بیان کیا ہے جب کہ وہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اس امام کا بیان بقرہ کی ۱۲۴ آیت میں ہے' جبکہ آیت ۱۲۹ میں ابراہیمؑ ایک رسول کی دعا بھی کررہے ہیں جو کتاب پڑھ کر لوگوں کو سنائے' اور انہیں پاک کرے۔اس سے معلوم ہوا کے ابراہیمؑ جیسے جلیل لقدر کے بیان میں ایک ہی جگہ قرآن میں ایک امام اور ایک رسول کی دعا بیان کی گئی ہو دوالگ الگ آیات میں اور ایک ہی رکوع میں ؟ اس طرح رکوع کے شروع میں امام کی دعا ہے اور رکوع کے آخری آیت میں رسول کی دعا ہے۔اور اللہ تعالیٰ نے دونوں دعاؤں کو شرف قبولیت بخشی اور ایک رسول صحیفہ محمد ﷺ کی پہلے بعثت کی اس کے بعد ان کی عترت میں جو ذریت ابراہیم ہیں ایک امام مہدی موعودؑ کی بعثت کی۔اور اس میں ایک حقیقت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ حضرت ابراہیمؑ پیدا ہوئے بابل ونینوا میں جو آج کا اعراق ہے ہجرت کر کے مصر گئے' وہاں سے کنعان جو آج کا فلسطین ہے وہاں

آ کر مقیم ہو گئے۔ جبکہ حضورﷺ عرب مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے جہاں پر حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسماعیلؑ کے کے ساتھ ملکر خانہ کعبہ تعمیر کیا اللہ کی عبادت کے لئے۔ اور یہیں پر اسماعیلؑ فروکش ہو گئے اور ان کی اولادقیدار میں حضورؐ پیدا ہوئے اور عترت فاطمہؓ میں مہدی موعودؑ پیدا ہوئے جونپور ہند میں اور حضور نبی کریمﷺ نے فرمایا مجھے ہند سے ٹھنڈی ہوا کی خوشبو آتی ہے۔ قرآن کا نزول ہوا ہے اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہر بات فرشتوں یا آسمانی ندا سے لوگوں کو سنائی جاتی رہیگی' بہت ساری حقیقتوں کو جاننے کے لئے محنت کرنا پڑتا ہے کوشش کرنی پڑتی ہے تحقیق کرنی پڑتی ہے۔ علم کا معلومات کا تجربہ کا کتابوں کا مطالع کرنا پڑتا ہے جب جا کر حقیقت سامنے آتی ہے۔ گائے خود دودھ آ کر نہیں دیتی اس کے پاس جا کر نکالنا پڑتا ہے' جو ڈھونڈو گے وہی ملے گا' کیونکہ جس چیز کی طلب ہوتی ہے اسی کے لئے کوشش کی جاتی ہے بغیر کوشش کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ کسی بھی بات کو جب تک بتایا نہ جائے یا معلوم نہ کیا جائے اس کے صحیح اور غلط کا علم نہیں ہوتا۔ اللہ تعالی نے قرآن کے ذریعہ یہ بات بتائی ہے کہ قوموں کے واقعات ان کی غلطیاں اچھائیاں بتائیں اس کے بعد بندوں کو فیصلہ کرنے کا طریقہ بتایا۔ آدمی ۔انسان۔ اور بندہ میں یہ فرق ہے کہ کوئی بھی اولاد آدم سے ہوسکتا ہے جن میں کافر مشرک ملحد مسلمان مومن جاہل بےعلم بد بخت۔ مگر انسان ہونا تہذیب وتمدن سمجھداری عقل سلیم علم رواداری نفاست نظامت طہارت کی علامت ہے۔ مگر ان تمام کے بعد حقیقی خالق کی پہچان کرنا اور اسی کی عبادت کرنا بندہ ہونا ہے۔

قرآن اور هدایت لازم وملزوم ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالی نے آغاز قرآن سورہ بقرہ میں فرمایا:

هدی للمتقین ۔اس لئے ہدایت اور تقوی کا پہلے بیان کیا ہے' ہدایت تو سمجھ میں آتی ہے اس کے ساتھ تقوی کے کیا معنی ؟اس کی وجہ یہ سمجھ میں آتی ہے کہ تقوی معنی اللہ کا تقدس' ڈر اور احترام کے اللہ دیکھ رہا ہے۔ اگر یہ احساس انسان میں نہ ہو تو پھر هدایت بے معنی ہے' انسان وہی کرے کریگا جو اس کا نفس اسے کرنے کو کہتا ہے ۔نفس حالانکہ انسان کی حکم عدولی لااُبالی پن من مانی آزادئ رائے کا نقطہ آغاز ہے' مگر اسے آسان زبان میں ہم بہانہ کہہ سکتے ہیں۔ انسان ہر معاملے میں نفس کی اطاعت کرنے کے لئے بہانے تلاش کرتا ہے کہ ایسا نہیں ویسا ہے یوں نہیں تو کیوں ہے بعد میں کیا جاسکتا ہے بعد میں دیکھیں گے جب وقت آئیگا دیکھا جائے اللہ رحیم ہمارے گناہ معاف کردیگا وغیرہ جب گناہ کیا تب احساس نہیں تھا کہ سزا کے تیار ہونا ہے گناہ کر کے اللہ کی رحمت کا متمنی ہو جاتا ہے۔ بہانہ نفس کی ایک ادنی قسم ہے جو انسان کو وقت حالات زمانہ کے بہانے سے اللہ کی اطاعت سے

سرگردانی کرواتا ہے'اس سے آگاہ کرتے ہوئے اللہ نے تنبیہ کی ڈرایا: وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ زمانے کی قسم' بے شک انسان خسارے میں ہے۔ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے۔ یعنی نفس کے بہکاوے میں اور قابو میں نہیں آئے۔ وَتَوَا صَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَا صَوْا بِالصَّبْرِ اور انہوں نے ایک دوسرے کو حق کی وصیت کی اور صبر کی تلقین کی۔ اِلھٰذا ھُدیً لِلّمُتَّقِیْنَ ہی ہدایت اور قرآن کے احکام کو قبول کرتے ہیں۔ قرآن کے احکام تو اپنی جگہ ایک حقیقت ہیں مگر ان کی صحیح رہنمائی صرف نبی رسول ہی کر سکتے ہیں' اور ختم نبوت کے بعد مبشر رسول مہدی موعودؑ خلیفۃ اللہ۔ قرآن مجید سے پہلے جو صحایف اور آسمانی نزول کتابیں تھیں' ایسا نہیں کہ پہلے کی کتابوں کے مبین نہیں تھے! بلکہ ان کے مبین بھی بھیجے ہیں' حضرت داؤدؑ کے پہلے جو صحایف اور احکام تھے انہیں آپؑ کو دی گئی کتاب زبور میں بیان کیا اسی طرح توریت میں اگلے نبی رسول کا بیان کیا گیا' اسی طرح انجیل میں اگلی کتاس کا بیان کیا گیا' اور قرآن اس بات کا گواہ ہے کہ اس میں اگلی کتابوں کا' رسولوں کا نبیوں کا اور ان کو دئے گئے احکام کا بیان ہے اس طرح حضور ﷺ اگلے تمام انبیا کے مبین ہیں تو پھر آپ ﷺ کی کتاب احکام اور سنت کے مبین کا بھیجا جانا کیوں نہیں؟ اسی کو قرآن نے سورہ رحمٰن میں بتایا کہ ہم نے قرآن کے علم کے ساتھ محمد رسول اللہ کو بھیجا اور آپؐ کے بعد ہم نے نبوت کا سلسلہ بند کر دیا لیکن خلق میں ایک مبین کو اسکا بیان کرنے کے لئے بھیجیں گے' ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بیانه اور اس کا وعدہ اپنے رسول ﷺ سے کرایا کہ مہدی موعود اللہ کا خلیفہ ہے اس کی بیت کرو' یہ بیت مہدی کی تو ہے ان کے ساتھ قرآن کے احکام پر بیت کی تجدید بھی ہے' اسی کو مہدی موعودؑ نے القرآن والمهدی' امامنا کہا۔ اور اس بات کو اللہ تعالیٰ فرمایا ہے کہ میں اپنی سنت نہیں بدلتا' وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا اور تم ہرگز نہ پاؤ گے اللہ کے دستور میں کوئی تبدیلی (۶۲احزاب) وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰه تَحْوِیْلًا اور تم اللہ کے دستور میں ہرگز کوئی تغیر نہیں پاؤ گے (فاطر ۴۳) سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ , وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا ۔ اللہ کا دستور ہے جو اس سے قبل گزر چکا ہے (چلا آرہا ہے) اور تم اللہ کے دستور میں ہرگز کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے۔ (فتح ۲۳) اور مہدی موعودؑ خلیفۃ اللہ کی بعثت اسی نہ بدلنے والی اللہ کی سنت ہے جو اپنے نبی اور آخری رسول ﷺ کے مبین کو پیدا کیا جانا' اور یہی القرآن والمهدی' امامنا ہے۔ اور اسی بات کو مہدی موعودؑ نے قرآن کے بیان کو آیات کو جمع کر کے اُمت کو عمل کے لئے پیش کیا تعلیمات فرایض ولایت میں' اور اس کے لئے اپنا مہدی ہونا قرآن سے

ثابت کیا۔طلوع اسلام کے بعد اُمت محمد یہؐ میں اتنے آیمہ علماءمحدث مفسرصوفی ولی پیدا ہوئے کسی نے خود کو مبین کلام اللہ نہیں کہا سوائے میراں سید محمد جونپوری مہدی موعودؑ کے۔ایسا دعوی اسلام میں کسی نے نہیں کیا جبکہ یہ بات قرآن میں ہے۔اور یہی بات تھی کہ آپؑ کا بیان کلام اللہ سن کرلوگ دنیا کی متاع چھوڑ کر ہجرت پر آمادہ ہو جاتے'مہدویہ اور غیرمہدویہ مصدقہ روایات بتاتی ہیں کہ دعوی مکہ سے پہلے آپؑ کے ساتھ سفرحج میں ۳۶۰ تین سوساٹھ فقرا تارک الدنیا ساتھ تھے۔ہند واپس آنے کے بعد ان کی تعداد میں بہت اضافہ ہوگیا۔حضرت ذوالنون مصریؒ کہتے ہیں کہ خدا بندے کی سمجھ سے دور ہے مگر جس کوتلاش حق ہوتی ہے اسے پہلے قدم پر ہی مل جاتا ہے۔اسی بات کومہدی موعودؑ نے آسان الفاظ میں سمجھایا الا اللہ توں ھے لا اله ھوں نھیں ۔دیکھا جائے تو یہ لا الــه الا الـلـه ھے مگراس کے معنی میں غور کریں ایک اور کیفیت اور حال نظر آتی ہے' جہاں اللہ کی وحدت کا اقرار ہوگا وہیں پر''میں''شرک خفی ہے اسی کی نفی اس کلمہ میں چھپی ہے''تو ہی تو ہے میں نہیں ہوں'' جب میں کو مٹا دیا تو صرف ذات خدا باقی رہ جاتی ہے۔اگر''میں'' باقی رہ گیا تو شرک ہے' جبکہ ساری مخلوق کی نفی شرک ہے باوجود اس کے بندہ کا باقی رہنا شرک خفی ہے۔مہدی موعودؑ نے اس کوختم کرنے کی تعلیم دی'' کہ بندہ اور خدا کے درمیان جو چیز حایل ہو وہ اس کا بت (شرک) ہے۔''شرک جلی وخفی کا اس سے بڑا انکار اور کیا ہوسکتا ہے یہ بات اسلام کے کسی گروہ اور فرقہ یا صوفی وولی کے حلقوں میں بیان نہیں ہے۔انبیا مرسلین عالم فاضل نہیں ہوا کرتے وہ صاف تختی کی طرح ہوتے ہیں معصوم عن الخطا جواللہ کی طرف سے بتایا جاتا ہے وہی پیش کرتے ہیں جبکہ عالموں میں علم کا معلومات کا تجربہ وتعلیم کا گھمنڈ ہوتا ہے وہ اپنی طرف سے کمی بیشی کردیتے ہیں یہ ہر زمانے میں ہوا ہے۔حالانکہ مہدی موعودؑ اسدالعماء کہلائے بارہ ۱۲ برس کی عمر میں آپؑ کوشریعت محمدﷺ کا علم دیا گیا کیونکہ آپؑ تابع محمد الرسول اللہ تھے۔اللہ کی شریعت اور سنت محمدؐ کا علم دیا گیا اس کے بعد حضرت خضر علیہ السلام کے ذریعہ حضرت شیخ دانیالؒ کی گواہی اور موجودگی میں امانت رسولﷺ پہنچائی گئی۔حضورﷺ کونبوت ۴۰ چالیس برس کی عمر میں دی گئی لیکن فرشتوں کے ذریعہ پہلے آپﷺ کا سینہ چاک کرکے اس میں نور نبوت کوڈالا گیا۔حضرت مالک بن انسؓ کی روایت مسلم ۱۶۲ ہے کہ حضرت جبرئیلؑ ہی تھے جو دائی حلیمہؓ کے قبیلہ میں آئے جب حضورؐ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے لے جا کر سینہ چاک کیا اور اسے صاف کرکے (نورخدا) اس میں ڈالا۔دوسرے بچے ڈر گئے اور دائی حلیمہؓ کو جا کر اطلاع دی وہ دوڑی ہوئی آئیں اور آپ کو لے گئیں حضرت انسؓ نے حضورﷺ

کے سینہ مبارک پر سلائی کے نشان ہونے کی گواہی دی ہے۔اسی طرح کا واقعہ معراج کے دن ہونا بخاری حدیث ۳۴۹ اور مسلم ۱۶۲ میں بیان ہے کہ معراج سے پہلے آپؐ کے گھر کی چھت کھل گئی جبرئیل آئے اور میرا سینہ شق کردیا اور میرے سینے میں ایمان اور حکمت ڈال کر بند کردیا' اور یہ بھی بیان ہے کہ حضورؐ کو نبوت عطا ہونے سے پہلے سچے خواب آتے جو دن میں حقیقت ہوجاتے۔

اللہ تعالی قرآن مجید میں مہدی کا نام نہیں لیا' 1) لیکن وَمَنِ اتَّبَعَنِ (آل عمران آیت ۲۰) وَمَنِ اتَّبَعَکَ (انفال ۶۴) مَنِ اتَّبَعَنِی (یوسف ۱۰۸) کہا جس کے معنی نوسو برسوں تک عام اتباع کرنے والے لئے جاتے رہے اور آج بھی یہی کیا جارہا ہے اور اسی طرز پر ترجمے کئے جاتے ہیں۔جبکہ اللہ کے رسولؐ کی اتباع ہو بہو کوئی نہیں کرسکتا سوائے معصوم عن الخطا کہ یہ بات خود اللہ کے رسولؐ کی حدیث سے معلوم ہوتی ہے "مہدی مجھ سے ہے میرے قدم بہ قدم چلے گا خطا نہیں کرے گا"۔2) اور اللہ کے رسول ﷺ نے مہدی کو خلیفۃ اللہ کہا" مہدی اللہ کا خلیفہ ہے جب اس کی بعثت کا سنو تو اس کی بیعت کرو چاہے برف پر سے رینگ کر ہی کیوں نہ جانا پڑے"۔اور اللہ تعالی نے اپنے رسولؐ کی تائید اس طرح کی وَ مَنْ م بَلَغَ (انعام ۱۹) اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ (فاطر ۳۲) عَلَّمَهُ الْبَیَانَ (رحمٰن ۱) ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا الْبَیَانَهٗ (قیامہ ۱۹) اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَةٍ (ھود ۱۷) مَا جَآءَ تْهُمُ الْبَیِّنَةِ (بینہ ۴)۔اور میراں سید محمد مہدئ موعودؑ جونپوری علیہ السلام نیان ثبوتوں حوالوں کے علاوہ خود کو حضرت ابراہیمؑ کی دریت کا امام بتایا اِمَامًا ..... مِنْ ذُرِّیَتِیْ (بقرہ ۱۲۴) اور دعوت ہدایت کے اعلان پر فرمایا "میں ہی لسان شریعت کا وہ مہدی موعودؑ ہوں جن کا وعدہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے"۔اور یہ بھی فرمایا ہے کہ "بندہ کوئی نیا دین نہیں لے کر آیا" سابق انبیا کا دین جو اسلام ہے وہ اور اللہ کے رسولؐ کا دین جو اسلام ایمان اور احسان ہے' وہی میرا دین ہے۔

جب اللہ تعالی نے آدمؑ کو پیدا کر کے دنیا میں بھیجا تو ان کی اولاد میں اتنے سارے انبیا مرسلین اور اللہ کے خلفاء کو بھیجنے اور اس کے بعد ان کا اقرار و اطاعت کرتے رہنے کی کیا ضرورت ہے؟۔کوئی ایک نبی رسول پیغمبر یا ایک صحیفہ یا کتاب کیوں نہیں رکھی اتنے صحایف اور چار کتابوں کے نزول کی کیا ضرورت تھی؟۔جواب ہے یہی تو اصل بات ہے اور یہی وجہ تخلیق آدم ہے۔اللہ تعالی خالق عالم نے اتنی ساری مخلوق پیدکی انہیں علم و عقل سے نہیں آراستہ کیا' ایک عزازیل کو پیدا کیا اُسے سمجھ دی اتنے پر ہی وہ گھمنڈی اور مغرور ہوگیا

'دوسرے ملایکہ اور فرشتے یہ جانتے تھے۔اور اللہ تعالی کو ان ملایکہ فرشتوں اور اعزازیل کو آزمانہ تو تھا ہی کہ یہ کیا سوچتے سمجھتے ہیں ویسے تو اللہ ان کے دلوں کا حال جانتا تھا مگر دوسری مخلوقات پر اس کا اظہار ہونا ضروری تھا بالکل اسی طرح اورلا د آدم کے دل کا حال ان کی فطرت ان کی عبادت اطاعت بندگی ان کی حکم عدولی انکار اقرار شرک کو بھی دوسری مخلوقات پر ظاہر کرنا تھا کہ "میں" اللہ رب العزت جو کچھ تخلیق کروں وہ مجھ سے برتر اور بہتر نہیں ہے ان میں کوئی کمی عیب لغزش ضرور ہوگی تا کہ وہ اپنی انا میں میرے ساتھ شریک ہونے کی فکر نہ کرنے لگیں۔اس لئے کوئی بھی مخلوق اس جیسی اس کی مثل نہیں ہوسکتی۔اللہ کے نور کا بحر بیکراں اتنا وسیع وعریض ہے کہ سوائے اس کے کوئی نہیں جانتا۔اس کے نور کی عظمت ہیبت قدرت کے آگے انسان کی حیثیت ایک ذرّے کے برابر نہیں ہے۔مگر وہ سمجھنے لگ گیا کہ میں بھی بہت کچھ ہوں تو اسی بات کے احساس دلانے وقتاً فوقتاً انہیں میں سے اپنے پیغامبر اور صحیفے کتابیں نازل کیں کیوں کہ اللہ کو اپنے علم قدیم میں معلوم تھا کہ زمین پر جیسے جیسے انسانی نسل پروان چڑھے گی وہ راہ حق یا صحیح علم سے دور اور بے بہرہ ہوتی چلی جائے گی اس کی رہنمائی خود خالق کو کرنا تھی' وا جود اس کے اسے معلوم ہے کہ کون حق پر اور کون ناحق پر کون صحیح اور کون غلط کون نیک اور کون گنہگار ہوگا۔کمہار کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا بنایا ہوا برتن کونسا پختہ اور کونسا کمزور ہے کس میں نقص ہے' کمہار جانتا ہے کہ اس نے بنایا ٹھیک ہے 'لیکن برتن میں نقص بنانے والے یا مٹی کا نہیں بنے ہوئے برتن کا اپنی حیثیت اور بساط کے مطابق نہ جلنا نہ بننا بے چینی اور جلد بازی کی وجہ سے۔ہم دیکھ سکتے ہیں کہ ہر کویلہ 'کویلہ ہی ہوتا ہے مگر ان میں ایک آدھ چٹکتا چنگاریاں پھینکتا اور دوسری اشیاء کو نقصان پہنچاتا ہے بجائے تپش اور گرمی دینے کے' جبکہ انسان اسے کویلہ سمجھ کر ہی جلاتا ہے۔نقص اس ایک یا دو کویلوں کا ہے اس کے اکھٹا کرنے والے یا اسے لے آنے والے کا نہیں۔لے آنے والے کا مقصد ارادہ اور کوشش ٹھیک تھی آنے والا بے ضبط شریرلا اُبالی منحرف قسم کا ہے۔یہی حال انبیا مرسلین نیک صفات بندوں اور کافر مشرک منافق ملحد کا ہے' اللہ تعالی انہیں بنایا انسان ہی ہے مگر انہوں نے اپنی بے ثباتی اور نقص کا انتخاب خود کیا ہے' وہ چاہے تو خود کو بدل سکتے ہیں نبی رسول خلیفۃ اللہ صحیفہ کتاب سے رہبری حاصل کر کے۔موجودہ زمانے میں بہت ساری ایجادات ہوئی ہیں ان کے استعمال سے کئی لوگ واقف نہیں ہوتے بداحتیاتی سے اسے توڑ دیتے یا ناقص کر دیتے یا ضایع کر دیتے ہیں' اسی لئے بنانے والی کمپنی اس مشین یا آلہ یا کل کے ساتھ اس کے صحیح استعمال کے لئے ایک دستی عمل نامہ یوزر مینول User Manual دیتی ہے کہ اسے دیکھ کر صحیح

استعمال کریں اور ذائع نہ کریں اپنا خوامخواہ نقصان نہ کرلیں۔صحایف آسمانی نزول کردہ کتابیں نبی رسول ان دستی عمل نامہ کی طرح ہیں جوزندگی گزارنے کا صحیح طریقہ عمل اور احتیاط کے اُصول وضابطے سکھاتے ہیں کہ انسان انجانے میں اپنا نقصان نہ کرلے۔اور اسی کے ساتھ اس بات کو بھی دیکھنا پڑتا ہے کہ جو معلم یا کاریگر آیا ہے وہ کمپنی کی طرف سے مستند شخص ہے کہ نہیں یوزر مینول صحیح ہے کہ نقلی ہے۔اگر کسی نقلی معلم یا یوزر مینول کے ہتے چڑھ گئے تو نہ صرف دنیا کا نقصان ہوگا بلکہ دین کا نقصان بھی ہوگا۔اس طرح ہر کوئی معلم بن کر یوزر مینول نہیں بنا سکتا کمپنی کی طرف سے مستندِ شخص کا تربیت یافتہ اور مستند ہونا ضروری ہے۔کیونکہ مشین ایک ہوتی ہے استعمال کرنے والے کئی نبی رسول چند ہوتے ہیں ہدایت کے طلب گار اور ضرورت مند بے حساب ہوتے ہیں جن میں کئی صرف دنیا کے طالب اور کئی دین کے مگر انسان کی تخلیق دنیا میں بھلائی اور دین میں انعام کے حصول کی لگن کا ہونا ضروری ہے۔وہ آزمایش کیسی جس میں معاوضہ یا انعام نہ ہو؟۔اسی لئے اللہ تعالی نے دنیا کو مکافات عمل اور دین کو انعام واکرام اور سکون کا ذریعہ بنایا ہے۔اسی لئے نبی رسول پیغمبروں کا سلسلہ جاری رکھا ہر شے اور مخلوق کی ایک حد اور انتہا ہوتی ہے جب وا پنے عروج یا انتہا پر پہنچتی ہے تو اسے فارغ کردیا جاتا ہے اور یہی اُصول انسانیت کے لئے ہے کہ جس طرح اس کی زمین پر شروعات ہوئی اسی طرح اس کا خاتمہ بھی ہونا تھا تو آدمؑ سے شروعات ہوئی اور عیسیٰؑ پر خاتمہ ہے آدمؑ دست قدرت سے بنائے گئے تھے عیسیٰؑ بی بی مریم سے پیدا ہوئے بن باپ کے اللہ کی قدرت کی نشانی کے طور پر کے اللہ چاہے تو آدم کو جس طرح اپنی قدرت سے تخلیق کرتا ہے بغیر ماں اور باپ کے اسی طرح عیسیٰؑ کو بغیر باپ کے پیدا کرسکتا ہے اور لوگوں کو ماں اور باپ کے تخلیق کے تینوں عملی طریقے بطور مثال انسانیت کے سامنے ہیں سبق حاصل کرنے عبرت حاصل کرنے انسان میں شرافت ہے تو شر بھی ہے اس لئے وہ جحت من مانی اختیار کرلیتا ہے۔آدمؑ اور عیسیٰؑ کے درمیان انسانوں کی رہبری کا انتظام ہوا تو اس کے خاتمے کا بھی انتظام کیا گیا پہلے آخری نبی محمد ﷺ کی شریعت کے ذریعہ اس کے بعد معرفت الٰہی آخری تعلیم فرایض ولایت مہدی موعود آخر الزماں کے ذریعہ۔جیسے **حضرت عیسیٰ پر انسانیت کا خاتمہ یا قیامت نہیں** بلکہ ان کے بعد شریر اور سرکش لوگوں پر ہے اسی طرح دین ایمان کے بعد احسان یا معرفت الٰہی کا خاتمہ محمد الرسول اللہ ﷺ **اور ان کے تابع مہدی خلیفۃ اللہ پر ہے۔اسی لئے تعلیمات فرایض ولایت کی تربیت کے ساتھ نبوت رسالت قرآن ومہدی کی امامت کے خاتمہ کی بات کہی گئی ہے اِمَـا مَـنّـا اٰمَـنّـا وَ صَـدَّ قْنَا** ۔قرآن اور امام مہدی کی

ہدایت کاملہ یعنی معرفت الٰہی کے خاتمہ کا یہ قطعی اعلان ہے کہ اب کسی ہدایت کے انتظار میں نہ رہو جو بھلائی کرنا ہے کرلو خدا سے قربت کی عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے قیامت کی نشانی کے طور پر تا کہ بساط حیات آدم لپیٹ دی جائے۔جس طرح انسانی حیات یا زندگی کی ایک مدت اور عمر ہوتی ہے اس کے بعد موت واقعی آنی ہے اسی طرح انسانیت اور اور سلسلہ آدم کی مدت کا خاتمہ قیامت ہے۔جس طرح انسان کا بنایا ہوا گھر ایک مدت کے بعد توڑ دیا جاتا ہے فنا ہو جاتا ہے اسی طرح دنیا بھی فنا کر دی جائے تو ڑ کر بکھیر دی جائے گی کیونکہ یہ زمین یا دنیا انسانیت کا گھر ہے جس کو ایک دن توڑ دیا جائے گا کیونکہ انسانیت زمانہ اور حالات کے لحاظ سے اعمال احوال کے اس دور میں ہوگی جہاں گناہ بدکاری بے حیائی خون ریزی شر وفساد دھوکہ اخلاقی گروات فحاشی عریانی ایک طرح سے انسانیت کی بیماریاں ہیں' اور بیماری کا خاتمہ موت پر ہونا ضروری ہے اور آج کے حالات انسانیت کی بدترین بیماریوں کی غماز ہیں اب اس دنیا کا خاتمہ ہونا ضروری ہے' اس کی عمر ہو چکی ہے۔

اللہ تعالی نے بندوں کو نماز کے ذریعہ ایک ایسا مستحسن دلکش طریقہ عبادت سکھایا ہے کہ جس میں جہت۔اللہ کی طرف رخ کرنا' ثناء اللہ کی تعریف اور حمد کا اعتراف تکبیر۔اللہ کی عظمت و کبریائی کا اعلان' تمجید رکوع سجدہ اور انسانی ظاہر باطنی روحانی جسمانی عبادت کا اقرار التحیات ہے' مگر نماز کی روح رواں فاتحہ اور ضم سورہ ہے۔غور کریں اگر صرف سورہ فاتحہ سے اللہ کی حمد وثنا ہو جاتی ہے مگر ! ضم سورہ کی ضرورت کیا ہے؟۔یہ انسانی تعلیم اور تربیت کا ایسا نرالہ انداز ہے کہ اس کے ذریعہ ہر دن پانچ وقت بندہ اللہ کے احکام اقوال اور اس کے بتائے ہوئے اعمال کو پڑھتا دہراتا یاد کرتا رہتا ہے' اور اسی کے ساتھ آدمؑ سے محمدﷺ اور بعد میں قیامت تامہ تک کے تمام ہونے والے احوال کو یاد کرتا دہراتا ہے اور حیات بعد الموت سے بھی ہمیشہ آگاہ رہتا ہے۔گویا ایک طرح سے یہ حیات دنیا اور حیات عقبیٰ کا آموختہ ہے جسے وہ مسلسل یاد کرتا دہراتا رہتا ہے۔یہ تمام قرآن یا اللہ کے کلام کو دن بھر یاد رکھنا ذہن نشین کر لینا ہے باوجود اس کے کہ وہ عربی نہیں جانتا مار ان باتوں پر بندہ کا ایمان ہونے کا یقین ہے' دنیا کا کوئی مذہب ایسی مثال نہیں پیش کر سکتا۔اس کی مثال ہندوستان میں سمجھیں جس کا ایک آئین بنا ہے جس میں سرورق پر اس کے بنیاد فرائض ہیں Preambles اس کے بعد سارے آئین Constitution میں قوانین قاعدے حصہ داری انصاف وجرم کے حدود اور مندرجات ہیں۔دنیا کو سب سے پہلے یہ طریقہ اسلام نے سکھایا' جبکہ مخالف اسلام قوتوں نے اسے اپنے نام منصوب کرنے یا یونان وروما سے متعلق

کرنے کی بھرپور کوشش کی خیر وہ ایک الگ بحث ہے۔مگر قرآن نے آگے ہونے والے احوال حالات اس کے طریقے قوانین کو بھی پیش کر دیا کہ عقبی کے لئے بعد حیات الموت انسان کو کیا تیاری کرنا ہے جو دنیا کا کوئی قانون یا آیئین نہیں بتاتا۔

زبان۔بولی۔بات چیت۔تحریر۔لکھائی یا کلام کرنا مافی الضمیر کے اظہار کا ذریعہ ہوتے ہیں کہ انسان جو محسوس کرتا ہے اسے اپنی بولی میں بیان کرتا ہے یا رابطہ کے لئے استعمال کرتا ہے, جو اس کے احساسات معلومات ضرورت غم خوشی مسرت پریشانی سکون واطمینان کے محسوسات اور جذبات کا اظہار اور سبب ہوتے ہیں۔مگر انسان کی پوشیدہ یا باطنی سوچ سمجھ اظہار خیال تصور فہم وادراک ہیں۔مگر دونوں ذرایوں سے انسان کو انسان اپنے بیان کے اظہار کے لئے استعمال کرتا ہے۔جب انسان کے معلومات احساست کی گہرائی اسے نئی جہت اور سمت اخذ کرنے میں لگتی ہے اور اپنی انتہا کو پہنچتی ہے تو اسے کشف ومراقبہ کہہ سکتے ہیں حالانکہ یہ الفاظ دینی ومذہبی اُمور کے لئے استعمال ہوتے ہیں لیکن ان کا سیدھا تعلق انسانی سوچ سے ہی ہوتا ہے یہ وہ مقامات ہیں جن کے ذریعہ انسان خود اپنے اندر کی روح سے رابطہ پیدا کرتا ہے۔اور روح کا تعلق ذات خدا سے ہے۔اس سے انسان کو اندازہ ہو جانا چاہے کہ اللہ نے جو فرمایا کہ "تم جہاں کہیں ہو وہ (اللہ) تمہارے ساتھ ہے" یہی وہ روح ہے جو اللہ نے صرف انسان میں پھونکی ہے دوسری مخلوق میں یہ نہیں ہے۔اس طرح روح کا راست تعلق اللہ سے ہے مثلاً آج کے لحاظ سے کہیں تو یہ ایک ایسا آلہ یا ٹرانسمیٹر ہے جو راست طور پر اللہ سے جڑا ہوا ہے جس کے ذریعہ ہماری تمام حرکات سکنات سوچ سمجھ اعمال سے اللہ واقف ہوتا ہے۔یہی بات قرآن مجید میں ہے لا الہ الا اللہ کے متعلق ہے جسے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا "افضل الذکر لا الہ الا اللہ" اور مہدی موعودؑ نے عجمی زبان میں "تو ہی تو ہے میں نہیں ہوں" کے ذکر سے متعارف کرایا ہے خود کو فانی اللہ کو باقی جاننا ۔ظاہر ہے فانی کا کوئی وجود نہیں ہوتا اور باقی کی کوئی انتہا نہیں ہوتی۔جب بندہ اس مقام کو جان لیتا ہے تو اس کے لئے دنیا وعقبی نظر کے سامنے ہوتے ہیں وہ جو دیکھتا ہے اللہ کے نور سے دیکھتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا: مون کی فراست سے بچو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے" اور قرآن فرماتا ہے کہ "اللہ جب کسی بندہ کو پسند فرماتا ہے تو وہ اس کا ہاتھ پاؤں اسکی نظر بن جاتا ہے" اس طرح بندہ اللہ کے حکم کے تابع ہوتا ہے اس کی زبان خموش اور نظریں "تو ہی تو" کا مرجع بن جاتی ہے۔جب ایسا ہو جائے تو دل چراغ بن جاتا ہے جو انسان کو اندر سے اور باہر سے روشن کرتا رہتا

ہے۔اسی کو روشن ضمیری کہتے ہیں'اور ضمیر ہی نکتہ احساس ہے۔جب بندہ اس حالت میں ہوتا ہے'وہ دنیا و مافیہا سے بےخبر ہوتے ہوئے بھی بہ حالت ہوش اجزا کا مشاہدہ کرتا رہتا ہے۔مگر اس حالت کو ہمیشہ نہیں رکھا جاتا کیونکہ انسان کو دنیا میں کچھ اور ذمہ داریوں کے لئے بھی پیدا کیا گیا ہے۔اسی لئے دن میں پچاس کے بجائے پانچ نمازیں مقرر ہیں'ورنہ ہر شخص مجذوب ہو جائے گا حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؓ سے بہت کم اقوال بیان ہیں مگر ایک قول ان کا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ "بندہ چاہتا ہے ہمیشہ وصال ہو'یہ ممکن نہیں بلکہ کبھی وصال کبھی فراغ ہونا چاہئے"۔ایک معرکہ میں حضرت علی کے پاؤں میں تیر کا پھل دھنس گیا تکلیف سے کراہتے تھے'طبیب کو اس کے نکالنے میں مشکل پیش آئی جس کا ذکر حضورؐ سے کیا گیا'آپؐ نے فرمایا کہ جب علی نماز کے لئے کھڑے ہوں تو جراح یا طبیب تیر نکال لے'چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور حضرت علیؓ کو پتہ بھی نہ چلا نہ درد کا احساس ہوا تیر نکل لیا گیا۔حضرت علی کی نماز سے پہلے کی حالت فراغ کی تھی اور نماز کی حالت وصال کی۔حضورؐ تہجد میں حالت وصال میں ہوتے جس کا انہوں نے ذکر کیا کہ "اے لوگوں تم میری برابری نہیں کرسکتے'میں اللہ کے پاس رات گزارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا بھی ہے پلاتا بھی ہے"'اور مہدی موعود علیہ السلام کو بارہ ۱۲ برس کا جذبہ حق طاری ہوا صرف نماز کے وقت ہوش آتا'ان بارہ برسوں میں چند سیر اناج ہی آپ کو کھلایا گیا۔ہجرت کے سفر میں مقام ٹھٹھہ پر میاں لاڑ شاہؓ مہاجر فاقوں کی وجہ سے پیڑوں کی پتیاں چبا لیتے'جس کی وجہ سے انہیں مرض استسقا ہو گیا یعنی پیٹ بڑھ گیا'اور پاؤں میں چھالے آبلے پڑھ گے اور ایک کانٹا چھب گیا'آپؓ نے مہدی موعودؑ سے پوچھا کہ" میراں جیو سنا ہے کہ مہدی کے مصدقوں پر مشکل وقت آن پڑیگا'وہ وقت کب آنے والا ہے؟مہدی موعودؑ نے فرمایا'میاں لاڑ شاہ وہ یہی وقت ہے مگر تمہارا ظرف (جذب اور اللہ سے عشق)اتنا اونچا ہے کہ تم کو اندازہ نہیں ہو رہا ہے"۔مہدی کے اس گروہ کے واقعات میں مہاجرین کی ایک لمبی فہرست ہے جو ایسے صبر استقلال موقعوں پر ہجرت نہیں ترک کرتی تھی'اس کی کیا وجہ ہوگی؟کچھ تو بات تھی کہ انہوں نے کچھ ایسا پالیا یا حاصل کرلیا تھا انہیں مصیبتیں صعوبتیں آسان لگتی تھے۔عالم اسلام میں چند ایک صوفیہ و اولیا میں اکا دکا واقعات ایسے ملتے ہیں'مگر مہاجرین مہدی میں ایک پورا قافلہ اس راہ کا مسافر ہے'یہاں تک کہ عورتیں اور بچے بھی؟۔آج دیکھیں ہر دینی محفل میں جب تک طعام اور کھانے پینے کا انتظام نہ ہو لوگ اکھٹا نہیں ہوتے' کھانا پہلے دین بعد میں والا معاملہ ہے۔

آج بات کو سمجھانے کے لئے موجودہ زمانے کی کئی مثالیں ہیں'یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے'دور

نبوت کے وقت اور بعد کے بہت زمانے تک انسانی ترقی یا ایجادات میں عقل کو حیران کرنے والی ایک ہی مثال تھی وہ ہے سمندری جہاز' اس کے علاوہ کوئی قابل قدر ایجاد نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے اللہ تعالی نے قرآن سورۂ روم آیت ۴۶ میں کشتیوں کی مثال دی وَ لِتَجْرِیَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۳۰/۴۶ روم۔ اور تاکہ کشتیاں اس کے حکم سے چلیں' اور تاکہ تم تلاش کرو اس کا فضل اور شکر کرو۔ اور سورہ رحمٰن میں فرمایا وَ لَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِی الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۲۴۔ اور اس کے لے ہیں چلنے والی کشتیاں دریا میں پہاڑوں کی طرح۔ اور اللہ کے کلام کو سمجھنے اور سمجھانے کے لے اللہ کی نشانیوں کی مثال لینا کوئی غلط بات نہیں بشرطیکہ وہ کسی کفر و شرک اور گناہ کے لئے نہ ہو۔ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں بے مثال دلایل حجت امثال طریقے وضاحتیں بتائیں انسان کو سمجھانے کے لئے سورہ الشمس میں ۱۵ آیات ہیں اس میں اللہ تعالی نے سورج کی۔ دھوپ کی۔ چاند کی۔ رات کی۔ دن کی۔ آسمان کے بنانے والے کی۔ زمین کے بنانے والے کی۔ انسان کو بنانے والے کی اسے درست یعنی صحیح شکل وصورت عقل اور سمجھ دینے والے کی۔ ایسی بہت ساری قسمیں کھائی ہیں۔ اس کے علاوہ سورہ نسا ۶۵۔ یونس ۵۳۔ سورہ تغابن آیت ۷۔ سورمریم ۶۸۔ سورہ حجر ۹۲۔ سورہ معارج ۴۰۔ سورہ الدھر۔ الانسان آیت ۲۳۔ میں اللہ تعالی نے خود اپنی قسم کھائی ہے۔ قسم اس وقت کھائی جاتی ہے جب کسی بات کو پورا کرنا ہو یا وعدہ کرنا ہو یا حق کو ثابت کرنا ہو۔ مگر اللہ تعالی خود کیوں قسم کھا رہا ہے؟ اللہ تعالی کو قسم کھانے کی ضرورت کیا ہے؟ کیونکہ انسان میں کسی بھی چیز کو قطعیت اور حجت کے ساتھ قبول کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی کہ جب تک اسے اس بات پر مجبور نہ کیا جائے' وہ گمان تذبذب میں مبتلا ء رہتا ہے' کہ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے کہا جا رہا ہے! اگر تم میں اس سے بڑھ کر صلاحیت ہے تو کر کے دکھاؤ یا ثابت کرو؟ یا اس حق کا جو کہا جا رہا ہے اس کا انکار کرو یا ناحق کو صحیح ثابت کرو' گویا ایک قسم کا چیلنج یعنی دعوت مبازرت ہے۔ قسم انکار کو اقرار کرانے کا دعوی ہے۔ قسم ایک عہد ہے کہ جو بولا جا رہا ہے یا بولا گیا وہ سچ ہے اور اس میں قسم کی تبدیلی نہیں ہے۔ عَقَّدْتُّمُ ۔ کسی بات کو مضبوط کرنا۔ گرہ باندھنا۔

جب ہم کسی چیز کو بہت دور میلوں کے فاصلے سے دیکھتے ہیں تو سراپا مکمل دیکھتے ہیں مثلاً پہاڑی چاہے کتنی ہی بڑی ہو اس کی چوٹی سے دامن کا نظارہ ہمارے سامنے ہوتا ہے' بلکہ اس کے اطراف کا سبزہ اور پھیلی ہوئی وسعتیں رنگینیاں تمام نظر آتی ہیں' کیونکہ اس سے نظریں دور تک کا احاطہ کر رہی ہوتی ہیں۔ جسے انگریزی میں

وائڈ wide اور ڈیپ Deep اینگل کہا جاتا ہے یعنی کسی شے کا وسیع اور گہرا مشاہدہ کرنا۔ مگر جیسے جیسے انسان اس کے قریب جانے لگتا ہے انسان کی نظر میں صرف گہرائی رہ جاتی ہے وسعت نہیں بلکہ وسعت سمٹ جاتی ہے ایک مخصوص شے یا علاقے پر محدود ہو جاتی ہے۔ جب انسان دنیا میں زمینی حقیقت کی بنیادوں پر خدا کا مشاہدہ کرتا ہے تو وہ دنیا کی وسعت کہکشاں چاند ستاروں میں وسعت اسے ایک نکتہ انجماد یا مرکز پر ٹکنے نہیں دیتی بکھری اور پھیلی ہوئی ہوتی ہے، جب عبادت اطاعت ذکر مشاہدہ مکاشفہ کے ذریعہ اپنی حیثیت اور اطراف واکناف کو بھلا کر جب خدائے تعالیٰ کا مشاہدہ کرنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ اللہ کو اپنے گرد اگرد محسوس کرتا ہے قربت کا احساس ہونے لگتا ہے اُسے احساس ہوتا ہے کہ وہ تو کسی نور کے احاطہ میں گھرا ہوا ہے جو نظر آرہا تھا اُسکا سرا اسے کہیں نہیں نظر آتا سامنے صرف ایک حقیقت ہوتی ہے اسی کو اللہ تعالیٰ نے سورہ حدید میں وھو معکم این ماکنتم کہا ہے کہ ''تم جہاں کہیں ہو اللہ تمہارے ساتھ ہے''۔ یہ بات کہنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے کی آیات میں اپنی ربوبیت عظمت قدرت کے تمام احوال کو بیان کر دیا تا کہ کوئی شک اور گمان نہ رہے، تردد نہ رہے۔ اور اس مقام کو سمجھانے کے لئے خلیفۃ اللہ تابع تام رسول اللہ نے بہت سہل الفاظ میں بات بتا دی ''اللہ اور بندہ کے درمیان جو چیز حایل ہو وہ اس کا بت ہے'' جب اس نظریہ سے بندہ خدا کو سمجھنے کی کوشش کرے گا تو وہ ایک نکتہ مرکز پر پہنچتا ہے جو اس نور کی روشنی کی طرف رہنمائی کرتا ہے جس میں اللہ کا نور ہو اس کوشش کو بھی طلب دیدار ہی کہا جا سکتا ہے۔

انسان کا اپنا ہو کر اپنا نہ ہونے کا احساس ہی **حقیقت** ہے۔ جب وہ اس مقام سے آگے بڑھتا ہے تو اُس نے جو کچھ دیکھا محسوس کیا جانا سمجھا وہ سب اُسے تنکہ کے برابر معلوم ہوتا ہے، جو جانا دیکھا محسوس کیا وہ اس کے نا سمجھنے کے برابر ہے، جو کچھ علم تجربہ حاصل کیا جو اندازے لگائے اُسے بے کار نظر آتے ہیں اس طرح خدا کو جاننے پہچاننے کی کوشش کرنا **طریقت** ہے اور طریقت کی پہلی منزل الحمد للہ رب العالمین سے شروع ہوتی ہے اس کے بعد **شریعت** کے علم کا حصول ھدی اللمتقین ہے جس میں بندے میں علم کے ساتھ عمل پیدا ہوتا ہے جب عمل میں پختگی پیدا ہوتی ہے تبھی **معرفت الٰہی** کی راہیں کھلنے لگتی ہے۔ یہ علماء صلحا اتقیا صوفی وسالک کے اُصول ہیں۔ اس کے بعد کا مقام احسان ہے اور احسان معرفت الٰہی کی انتہا ہے جو انبیاء مرسلین کا مقام ہے اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انبیا مرسلین نے احسان کے مقام کو پا لیا تھا، لیکن انہیں انسان کی نصف حالت پر اکتفاء کرنا پڑا کہ اللہ دیکھ رہا، مگر رسول مقبول محمد ﷺ کو مکمل احسان سے نوازا گیا بلکہ کہا گیا کہ محمدؐ نے وہ دیکھا جو کسی نے

نہیں دیکھا نہ دیکھ سکتا ہے وَھُوَ بِالْاُفُقِ الْاَ عْلٰی ...ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی .... فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ... وہ سامنے آ کھڑا ہوا جبکہ وہ بالائی اُفق پر تھا... پھر قریب آیا اور اُوپر معلق ہو گیا..... یہاں تک کہ دو کمانوں کے برابر یا اس سے کچھ کم فاصلے پر..... (نجم ۷۔۸۔۹) اس کے بعد سورہ یوسف میں حکم دیا کہ ''اے محمدؐ ! آپ بھی بصیرت کی راہ پر بلائیں آپ کا تابع بھی بلائے گا'' یعنی اس بات کی دعوت دیں۔جب اس بات کو بھی نہیں سمجھا گیا تو کہا ''تم جہاں کہیں ہو اللہ تمہارے ساتھ ہے'' معنی تم اسے دیکھو اگر قابلیت پیدا نہیں کی ہے تو جان لو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔اگر اس کو مزید سمجھنا ہے تو سورہ الرحمٰن کو غور سے پڑھیں کہ جس میں ۷۸ آیات ہیں۔جس کے پہلے کی ۲۰ آیات میں طریقت سمجھائی گئی ہے' اس کے بعد کی ۲۰ آیات میں شریعت کی اہمیت بتائی گئی ہے' اس کے بعد کی ۲۰ آیات میں حقیقت کا حال بیان ہوا ہے اور آخر کی ۱۸ آیات میں معرفت الٰہی کا بیان کر کے معاملہ صاف کر دیا گیا تَبٰرَکَ اسْمُ رَبِّکَ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ تمہارا رب صاحب جلال' احسان کرنے والا بڑا بابرکت ہے اس کا نام۔اور ان باتوں کو سمجھنے کے لے حکم دیتے ہوئے قرآن میں غور وفکر کی دعوت دیتے ہوئے سُورہ قمر میں فرمایا وَ لَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ (قمر ۴۰) اور تحقیق ہم نے قرآن کو آسان کیا ہے' نصیحت کے لئے تو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے؟۔اب اس سے زیادہ اللہ تعالی کیا بتا سکتا ہے۔سورہ الرحمٰن کی طرح سورہ انعام کہ جس میں ۱۶۵ آیات ہیں سورہ الرعد کہ جس میں ۴۳ آیات ہیں ان کی ترتیب بھی کچھ کچھ اسی طرح ہے۔

بے شک مہدیٔ موعودؑ نے اپنے دعویٰ مہدی کے ثبوت میں سورہ یوسف کی ۱۰۸ ویں آیت کو بھی پیش کیا اور اس سے دعوت دیدار کو حق گردانا' لیکن اگر اسے یہ سمجھا جائے کہ میراں سید محمد جونپوری نے ہی یہ دعوت پہلے دی' تو صحیح نہیں ہے کیونکہ دعوت دیدار اللہ کے حکم سے سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے دی ہے مگر اس کا اعلانیہ نہیں فرمایا' بلکہ اسی دیدار کے بیان کو مختلف مواقعوں پر مختلف وضاحتوں کے ساتھ پیش کیا' حضرت علی کا قول ہے حدثو الناس بما یعرفون 'اُتریدون ان یکذبو اللہ ورسولہ۔لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق بات کیا کرو' کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول کی بات کا انکار کر دیا جائے۔(بخاری)

اللہ تعالی کے صاف احکام اور پیغام دینے کے باوجود بندے اسے یا تو نہیں سمجھتے یا اپنی دلیل و منطق کو صحیح مان کر بحث مباحث آنا کانی کرتے ہیں یہی ان کا کفر ہے۔اس بات کو سمجھنے لئے لے ہم نے مہر خدا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پر غور کیا ہے۔

کئی ایسے لوگوں کو دیکھا سنا کہ وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے پہلے تعوذ پڑھنا گوارہ نہیں کرتے تھے' ان کا ترک ہے کہ اللہ کے نام سے پہلے شیطان کا ذکر کیوں کریں؟ مگر یہ نہیں سمجھا کہ یہ اللہ کا حکم ہے۔ جیسے آدمؑ کو سجدہ کرنے کا حکم اللہ نے دیا تھا' ابلیس کو اللہ کی ربوبیت کا انکار نہیں تھا آدم کے مٹی سے پیدا کئے جانے سے انکار تھا وہ یہ نہ سمجھ پایا کہ یہ اللہ کا حکم ہے۔ وہ مٹی کی حقارت پر اللہ کے حکم کے انکار کی جسارت کر بیٹھا۔ تعوذ پڑھنے کا حکم اللہ نے قرآن مجید میں ہے اس میں دراصل اُعوذُ بِاللّٰہِ میں' پہلے ہی اللہ کا اسم مقدس آ گیا پناہ مانگتا ہوں اللہ اس کے بعد من الشیطان الرّجیم ہے۔ سورہ نحل ۱۶۔ آیت ۹۸۔ میں دیا ہے۔ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ پھر جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان رجیم سے خدا کی پناہ مانگ لیا کرو۔ اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قرآن کا حصہ ہے بلکہ اہم حصہ ہے۔ عربی لغت میں اِذا ماضی اور مستقبل دونوں پر دلالت کرتا ہے' اور فَــــا ماضی معروف ہے اس سے دونوں معنی ہو سکتے ہیں قرآن پڑھنے سے پہلے اور قرآن پڑھنے کے بعد' اللہ سے پناہ مانگ لیا کرو شیطان الرجیم سے۔ اس طرح کوئی بھی قرآن کی سورۃ اس کے بغیر ممکن نہیں۔ اور جب بھی دین کا کوئی حال معاملہ یا حکم بیان ہوگا وہ قرآن کے بیان کے تابع ہی ہوگا اس لئے ہر کام کی ابتداء بسم اللہ سے ہوتی ہے۔ ہر خیر و شر کا پیدا کرنے والا اللہ ہے' یہ ہر مومن کا ایمان ہے' اور اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق انسان کو آزمانے کا یہ طریقہ ہے کہ دیکھیں بندہ کیا کرتا ہے؟ تعوذ میں اس بات کی نیت ارادہ اور مقصد پوشیدہ ہے اسے یوں سمجھیں کہ شیطان۔ نفس۔ یا اناء کی پہلے نفی کا انکار ہے یعنی اللہ کے دربار میں حاضر ہونا ہے تو پہلے ان غلاظتوں سے پاک ہو کر آؤ' اور اسی غلاظت یعنی اناء۔ نفس کی پہلے نفی اور انکار کا اظہار تعوذ میں پوشیدہ ہے۔ یا اسے یوں بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ اللہ کی وحدانیت کے اقرار سے پہلے شرک یا معبودان باطلہ یا اناء کا انکار اسطرح ہے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه یہاں پہلے لَآ اِلٰهَ اِلَّا ہے اَللّٰه کے اقرار سے پہلے۔ یہ دنیا کے اُصول و اقرار کا بھی ایک ذریں طریقہ ہے کہ کسی بھی مقام مرتبہ یا منصب و مسند دیئے جانے سے پہلے حلف یا اقرار لیا جاتا ہے کہ جس بات کا حلف لیا جا رہا ہے اُس کا وفادار رہے گا' سازش یا غداری نہیں کرے گا۔ ایسی حلف برداری ہم دنیا کی ہر قوم میں دیکھتے ہیں اسمبلی ممبران منصف جج ملٹری افسر حکومت کا وزیر صدر مملکت سے یہ حلف لیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو تمام عالموں کا بادشاہ و مالک ہے اور مخلوق کا پیدا کرنے والا' اس کی وحدانیت کی حلف برداری سے پہلے بندے

سے اقرار کرایا جاتا ہے کہ وہ نفس شیطان اور انا کے تابع نہیں رہے گا اللہ کی قدرت وعظمت میں شر وفساد شرک کفر کا حصہ نہیں بنے گا۔اس طرح تعوذ اللہ کے حکم سے ہے اس میں حجت دلیل من مانی کفر ہے معلوم ہو کے شیطان یا نفس کے انکار سے پہلے جو عمل ہے وہ اللہ کے اقرار سے ہی شروع ہوا ہے۔اور اس میں قرآن کا صاف حکم بھی ہے فَاِذَا قَرَا ت َالْقُرْ انَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔پھر جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان رجیم سے خدا کی پناہ مانگ لیا کرو اللہ سے پناہ مانگنا شیطان رجیم سے پہلے کا عمل ہے۔اس طرح پہلے اللہ سے رجوع ہونے کی بات صاف ہے بعد میں شیطان رجیم سے اسے یوں بھی سمجھیں کے بادشاہ کے دربار میں حاضر ہو کر کہیں کہ تو پہلے اس طاغوت سے نجات دے جو مجھے تیرے دربار میں داخل ہونے نہیں دے رہا ہے اس کے بعد کہیں کہ تو تو جہاں کا پروردگار ہے شروع تیرے نام سے تو رحمٰن رحیم ہے۔اللہ فرماتا ہے اس کی بے شمار مخلوقات ہیں جو ذکر و تسبیح میں مصروف ہیں اور کئی رکوع میں کئی سجود میں ہیں۔مگر انسان کی عبادت نماز میں تکبیر ثنا حمد تلاوت رکوع قیام سجدہ کو جمع کر کے عبادت کا حصہ بنایا گیا ہے۔کیونکہ یہ تمام اعمال انسان کی حقارت ذلت اور پستی کی علامتیں ہیں انسان مٹی سے پیدا ہوا ہے اور یہ اسے یاد رہے وہ غرور وانا میں بہک نہ جائے۔یہی پیغام لا الـه الا اللـه میں بھی ہے نہیں کوئی سوائے تیرے الا اللـه تـوں هے لا الله هوں نهیں اور اس کا عملی مظاہرہ سجدہ ہے کعبہ کی جہت ہے اس میں غور کریں کعبہ کیا ہے؟ ایک چوکور مٹی کا گھر جسے اللہ کے خلیلؑ اور ذبیح اللہؑ نے مل کر اللہ کی عبادت کے شوق کی ضرورت کے تحت بنایا تھا۔تمام دنیا کے مسلمانوں کو اس مٹی کے گھر کی جہت کرنا کیا معنی؟ یہ بات آدمؑ کی تخلیق میں ہے کہ آدمؑ مٹی سے بنے تھے اسی وجہ سے عزازیل نے اللہ کے حکم سے انہیں سجدہ نہیں کیا اور انسانوں کی یہ آزمائش بھی ہے کہ دیکھیں جیسا ابلیس اپنی حیثیت بھلا بیٹھا اس طرح کیا انسان اپنی حیثیت بھلا کر کہ یہ مٹی کا چوکر گھر کیسے خدا کا گھر ہو سکتا ہے کے تکبر میں مبتلا تو نہیں ہوگا؟ جبکہ وہ خود مٹی سے بنا ہے یہ گوشت پوست ہڈی نسیں یہ جسم کی نشو نما بغیر مٹی سے پیدا ہونے والی تغذیہ کے ممکن ہی نہیں۔روایتوں میں ہے کہ ہجرت سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ بیت المقدس کے رخ پر نماز پڑھتے تھے۔ہجرت کے بعد کعبہ کی طرف رخ کرنے کا حکم ہوا۔قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِکَ فِی السَّمَآ ءِ , فَلَنُوَلِّيَنَّکَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا , فَوَلِّ وَجْهَکَ شَطْرَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ , وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَه' , وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوْا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ , وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۔یہ تمہارے چہرے کا بار بار

آسمان کی طرف اُٹھنا ہم دیکھ رہے ہیں لو‘ ہم اُسی قبلے کی طرف تمہیں پھیر دیتے ہیں‘ جسے تم پسند کرتے ہو‘ مسجد حرام کی طرف رُخ پھیر دو اب جہاں کہیں ہو تم‘ اُسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرو یہ لوگ جنہیں کتاب دی گی تھی‘ خوب جانتے ہیں کہ (تحویل قبلہ کا) یہ حکم ان کے رب کی طرف سے ہے اور برحق ہے‘ مگر اس کے باوجود جو کچھ یہ کرر ہے ہیں‘ اللہ ان سے غافل نہیں۔ (بقرہ ۱۴۴)۔ حالانکہ یہود و نصاری اس بات سے واقف تھے کہ کعبہ حضرت ابراہیم کا بنایا ہوا ہے مگر انہیں پر خاش تھی حضرت اسماعیلؑ سے جنہیں وہ حضرت حاجرہ کے بیٹے ہونے کی وجہ سے نفرت کرتے تھے کیونکہ بنی اسرائیل بی بی سارہ کی اولاد سے تھے وہ حضرت اسماعیل کی سیادت کو تسلیم کرنا نہیں چاہتے تھے مگر حضرت ابراہیمؑ کی وجہ سے مجبوراً مکہ مکرمہ اور یثرب میں آباد تھے اس غرض سے کہ یہاں نبی آخرالزماں کی بعثت ہونے والی تھی یہ ان کی کتابوں میں لکھا تھا مگر جب محمدﷺ نبی مکرم کی بعثت ہوئی تو مکر گئے بلکہ بیخ پا ہو گے کہ آل اسماعیل میں خاتم النبی کیسے آسکتا ہے یہ حق تو اُن کا خاندانی ہے اس طرح وہ مخالفت پر کمر بستہ ہو گے اور باتیں بنانے لگے کہ دیکھو محمدﷺ نے بیت المقدس سے اپنا رخ پھیر لیا‘ اسی بات کی وضاحت اللہ تعالی نے اس کے بعد کی آیات میں ۱۴۹ تک کیا ہے اور آگاہ کیا مومنوں کو کہ یہ یہود و نصاری سب کچھ جانتے ہیں مگر کچھ باتیں چھپا کر اپنی ضد اور ہٹ دھرمی میں غلط فہمی پیدا کرنے اور لوگوں کو ورغلا کر دین و ایمان سے بہکانے کی کوشش کرر ہے ہیں۔

دراصل سب سے پہلا اللہ کا گھر حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ نے ملکر کعبہ تعمیر کیا تھا‘ اسماعیلؑ یہیں رہ گے اور ابراہیمؑ کنعان یا آج کے یروشلم چلے گے‘ اور وہاں بعد میں ان کی اولاد میں حضرت داوؤدؑ نے اللہ کا گھر مسجد ایلیا تعمیر کی اس کے بعد حضرت سلیمانؑ نے دیوار گریہ اور ہیکل سلیمانی تعمیر کرائی تھی‘ جب یہود و نصاری نے دیکھا کے ان کی مرضی کے مخالف بنی اسرائیل کے بجائے بنی اسماعیلؑ میں نبی آخرالزماں کا ظہور ہو گیا تو یہ مایوس اور سخت ناراض ہوئے‘ اور اسلام کے خلاف سازشیں اور مخالفت میں مشرکوں اور کافروں کے ساتھ ہو گئے۔ اور اس میں اللہ تعالی کی مصلحت بھی ہے یروشلم بہت سے انبیا کا مقام پیدائیش یا مقام مدفن بھی ہے اس کی مرکزیت میں وحدانیت کا وہ تصور نہیں اُبھرتا بلکہ دھندلا ہوتا ہے‘ جبکہ مکہ میں حضرت اسماعیلؑ بی بی حاجرہ کے مدفن ہونے کے حضورﷺ کے زمانے میں ہی اُن کے کوئی شواہد و آثار باقی نہیں رہ گئے تھے‘ لہٰذا روایات سے معلوم ہوتا ہے کے حضورﷺ نے خبروں میں مردوں پر ہونے والے عذاب کے بارے میں بتایا جن قوموں پر عذاب الٰہی

نازل ہوا وہ مقامات بتائے تو کیوں نہیں مکہ مکرمہ میں بی بی حاجرہ اور حضرت اسماعیلؑ کے قبروں کی نشاندہی نہیں کی ؟ یہی وجہ ہے کہ کعبہ مرکز وحدانیت کے لئے موزوں مقام ہے اور یہ اللہ کی مصلحت ہی ہے کہ حضور نبی کریم پیغمبر آخرالزماں ﷺ بھی یہاں نہیں مقیم نہ ہو پائے ہجرت واقع ہوئی مدینہ منورہ منتقل ہوگئے اور بعد فتح مکہ آپ ﷺ واپس مکہ آسکتے تھے مگر مدینہ میں رہنا گوارہ کیا' اور آج مرکز وحدت مکہ ہے اور مقام نبی ﷺ مدینہ منورہ ہے یعنی مکہ مکرمہ کا تقدس ایک الگ مقام کا ہے۔آج مسجد حرم' کعبہ میدان عرفات کو ایک مخصوص مقام حاصل ہے اور رمی سعی اور قربانی کا ایک الگ مقام ہے۔اس طرح مکہ مکرمہ حضرت ابراہیمؑ اسماعیلؑ بی بی حاجرہ اور حضور ﷺ کی موجودگی کے نشان کے باوجود سوائے مرکز وحدت کے کچھ بھی نہیں۔آج بیت المقدس' مسجد ایلیا' گنبد اقصی اور دیوار گریہ الگ الگ حقیقتیں ہیں۔ان تمام میں مسجد ایلیا وہ مقام ہے جہاں سے مکہ مکرمہ سے حضرت جبرئیلؑ کے ساتھ براق پر آکر تمام انبیا و مرسلین کی امامت کی تھی معراج پر روانہ ہونے سے پہلے۔اس بات سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ مدینہ ہو کہ بیت المقدس وہ مکہ مکرمہ اور کعبہ کے اہم مقام نہیں ہیں مقام وحدت کی وجہ سے۔اور اس کی دلیل اس بات میں بھی ہے کہ بیت المقدس آج بھی مرکز متنازعہ ہے' بنی اسرائیل کے زمانے میں بابل و نینوا کی قوموں نے' ایران کے آتش پرستوں نے' مصر کے خبطیوں یعنی فراعنہ مصر نے اس پر چڑھائی کی تاخت و تاراج کیا اور کئی مرتبہ بیت المقدس برباد ہوا لٹا بسا آج بھی مرکز تشدد ہے۔جبکہ صرف ایک بار یمن کے ابرہہ نے مکہ پر یورش کی اور کعبہ کو مسمار کرنے تباہ کرنے اور کعبہ کو ڈھانے کی کوشش کی تو اللہ تعالی نے اہل قریش سے یا انسانوں سے نہیں بلکہ ابابیل جیسی چھوٹی سی چڑیا کے ذریعہ نہ صرف کعبۃ اللہ کی بلکہ کہ مکرمہ کی حفاظت فرمائی۔اس سے بڑا اور کیا معجزہ اور ثبوت چاہے' اور یہ واقعہ حضور ﷺ کی پیدائش کے ۵۵ پچپن دن پہلے کا ہے جسے تاریخ میں عام الفیل سے یاد کیا گیا' ہاتھی جیسے لحیم شحیم جانور اور ہتیاروں سے لیس ابراہہ کی فوج ایک چڑیا کے کنکر سے بھوسہ بن کر سڑ گل کر شکست خوردہ ہوگئی۔اور آج اتنی قوت طاقت جنگی اسلحہ کی برتری کے انسانوں میں ہونے کے چاہے یہودی ہو عیسائی یا مسلمان بیت المقدس یا یروشلم میں امن و سکون نہیں بنا سکے لڑے جارہے ہیں۔کوئی بات ضرور ہے کہ قوم بنی اسرائیل کو تاریخ میں کبھی سکون و اطمینان حاصل نہیں رہا' فرعون کے ظلم و ستم کا شکار ہوئے' اور نکالے گئے' بعد میں بابل و نینوا کے آتش پرستوں نے یروشلم پر کئی بار حملہ کر کے انہیں تاخت و تاراج کیا اور ملک بدر کیا فرعانہ مصر ہمیشہ ان پر حملہ کرتے انہیں غلام بناتے رہے رومی و یونانی قوم ان پر حملہ کرتی انہیں مغلوب کرتی رہی

اور یہ دربدر ہوتے رہے'ان کے بارہ قبایل تھے ان میں دو ایک ہی باقی رہے باقی کا نام ونشان مٹ گیا' کچھ برصغیر میں آریائی بن کر آکر بسے کچھ افغانستان میں' کچھ عرب میں بسے کچھ بھاگ کر شمالی ایشیائی ممالک چلے گئے ان کے لئے ہمیشہ کا دربدر ہونا کوئی خاص بات ہے جو اللہ نے ان کے لئے مقدر کر دیا ہے۔دوسری طرف عرب میں جہاں آل اسماعیل بسے وہاں دنیا میں کوئی ایسا پانی کا چشمہ یا ذریعہ نہیں ہے جو ہزاروں برسوں اور صدیوں سے کروڑوں انسانوں کی پیاس بجھاتا ہو'سوائے چاہ زم زم کے حضور ﷺ کے زمانے میں آبادی کم تھی اُس وقت بھی لوگ زمزم سے سیراب ہوتے تھے اور آج حج اور عمرہ کو ملا کر کروڑوں لوگ زیارت مکہ میں اسی چشمہ سے پیں بجھا رہے ہیں اس سے بڑھ کر خدا کی نشانی اور معجزہ کیا ہوسکتا ہے؟۔لہٰذا اس طرح مکہ مکرمہ کی انفرادیت اور خصوصیت ہے۔ہم سنتے دیکھتے آئے ہیں کہ اللہ فرماتے ہیں نہیں کہتے بلکہ اللہ فرماتا ہے لکھا اور بولا جاتا ہے 'اگر دیکھا جائے تو حد ادب کا لحاظ نہیں مگر اصولاً یہ صحیح ہے یعنی اللہ فرماتا ہے میں ''تو'' واحد کا خطاب ہوتا ہے کیونکہ اگر ادباً کہا جائے کہ اللہ فرماتے ہیں تو یہ جمع کا صیغہ ہو جائے گا کہ بہت سارے اللہ ہونے کا تصور اس لئے اللہ تعالی کے وحدت کے تصور کو برقرار رکھتے ہوئے اللہ کی انفرادیت کا لحاظ کرتے ہوئے واحد اور تو سے خطاب کیا جاتا ہے یہ بے ادبی نہیں بلکہ حقیقت کا اظہار ہے کہ شرک کا تصور نہ اُبھرے۔لا الہ الا اللہ ہو کے الا اللہ توں ھے لا الہ ھوں نھیں میں ایک باریک مہین نکتہ ہے کہ جب میں ہی نہیں صرف تو ہے تو پھر تیری ذات میں شریک کرنیوالا کون باقی رہے گا۔اس طرح صرف باقی رہنے والی ذات اللہ تعالی کی ہے۔اسی بات کو بتانے کی تاکید مہدی موعود علیہ السلام نے دی ہے ''مہدویت بعد از فنائے بشریت''۔کہ جب تک اپنی بشریت کو فنا نہیں کرتے تم مہدوی نہیں ہو سکتے۔

مہدویہ معاشرے میں مذہب وعقیدہ کے علاوہ کچھ منفرد خصوصیتیں

قوم مہدویہ میں ایمان واعتقاد کے علاوہ کچھ اعمال احوال کچھ مندرجات اور استعارے مختلف ہیں جو اسلام کے دوسرے گروہوں میں نہیں استعمال ہوتے۔

ا) وضو دوگانہ : بعد وضو ہر مہدوی بلا ناغہ پابندی سے وضو دوگانہ کی پابندی کرتا ہے۔یہ سلسلہ شروع سے مہدویہ میں چلا آرہا ہے۔خصوصی طور پہلے دوگانہ میں سورہ ا آل عمران کی ۱۳۵ ویں آیت ضم سورہ کی جاتی ہے وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ، وَمَنْ يَّغْفِرُ

الـذُّنُـوْبَ اِلَّا اللّٰهُ , وَلَمْ يُصِرُّ وْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ۔اور وہ لوگ جب کوئی بےحیائی کریں یا اپنے تئیں کوئی ظلم کر بیٹھیں تو وہ اللہ کو یاد کریں، پھر اپنے گناہوں کے لئے بخشش مانگیں، اور کون گناہ بخش سکتا ہے اللہ کے سوا؟ اور جو انہوں نے کیا اُس پر نہ اڑے رہیں، اور وہ (خود) جانتے ہیں۔اور دوسرے دوگانہ میں سورہ النساء آیت ۱۱۰۔ول مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءً ا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۔اور جو کوئی کرے بُرا کام یا اپنی جان پر ظلم کرے، پھر اللہ سے بخشش چاہے تو وہ اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔اس طرح ہر وضو میں اللہ سے استداکر کے اپنے پچھلے گناہ اور غلطی کو معاف کرایا جاتا رہتا ہے۔اس کے بعد سجدہ میں مناجات یا دعاء کی جاتی ہے جو خالصتًا ایمان احسان اور معرفت الٰہی کی طلب میں ممکن حد تک طلب دنیا سے اعراض کیا جاتا ہے۔اس طرح مہدویہ میں نماز فرایض وسنن سے پہلے اپنے گناہوں کی بخشش اور عطائے ایمان سے بات شروع ہوتی ہے۔حالانکہ احادیث میں صلواۃ المسجد کی بات ہے جس پر بہت کم دوسرے فرقے عمل کرتے ہیں مگر تحـتـیہ الوضو عام طور پر مہدویوں میں رائج ہے بلکہ ہر دینی عبادت کا حصہ ہے۔یہاں یہ جاننا ضروری ہے کہ نماز میں کتنی آیات ضم سورہ کرنی ہیں؟ کم از کم تین 3 آیات یا پھر اگر ایک آیت ہو تو ذرا طویل ہو ' حالانکہ عالموں نے آیت الکرسی اور سورہ بقرہ کی ۲۸۲ آیت پڑھنے کی صلاح دی ہے' مگر اگر دیکھا جائے تو سورہ اخلاص۔سورہ کوثر۔سورہ عصر بڑی مختصر آیات ہیں لہذا یہاں بزرگوں سے سورۃ النسا کی ۱۱۰ آیت پڑھنے کی تاکید کی ہے۔دوگانہ تحـتـیہ الوضو کے تعلق سے گروہ میں اس حدیث یا روایت کا حوالہ دیا جاتا ہے کہ حضورﷺ نے حضرت بلالؓ سے پوچھا کہ اے بلال تم کونسا ایسا عمل کرتے ہو کہ میں نے معراج کی رات تمہارے کھڑاوں کی آواز سنی؟ تو حضرت بلالؓ نے فرمایا کہ میں تازہ وضو کرنے کے بعد دو رکعت نماز (تحـتـیہ الوضو) ضرور پڑھ لیتا ہوں۔اور تحـتـیہ الوضو کی ایک خاصیت یہ ہے کہ بندہ جب کبھی نیند سے یا کام کاج سے فراغت کے بعد نماز کی حالت میں جاتا ہے تو شروع میں ایک اضطراری کیفیت اور بےسکونی اور طبیعت میں انتشار ہوتا ہے ایک دو رکعت کے بعد سکون اور یکسوئی نہیں ہو پاتی ہے۔لہٰذا تحـتـیہ الوضو پڑھنے والے اس کیفیت کو تب محسوس کرتے ہیں جب وہ جلدی میں نماز میں داخل ہوتے ہیں' انہیں محسوس ہوتا ہے کہ کچھ کمی رہ گئی توجہ انہاک یکسوئی نہیں رہی ہے تو جھی رہی۔

۲) کاسبین۔کا لفظ مہدویہ کے یہاں رائج ہے معنی وہ جو تارک الدنیا نہیں ہیں بیوی بچوں کے نان و

نفقہ کا ذمہ رکھتے ہیں۔مہدویہ میں اللہ کی راہ میں خودکو وقف کرنے والے اور کسب معاش میں مبتلا رہنے والے دو طبقات کی تقسیم ہے' کاسبین کو نماز فرایض پنجگانہ میں خصوصاً نماز فجر میں سلطان النہار میں ذکراللہ کا اہتمام طلوع شمس تک اور نماز عصر کے بعد سلطان الیل نماز مغرب تک ضروری ہے۔اور تارک الدنیا کے لئے تو نوبت اور ذکر کا قاعدہ فرایض ولایت مقیدہ مخصوصہ کیلئےضروری ہے۔اور کاسبین کے لئے غربا مساکین یتامہ کی کفالت کے لئےعشر کا اہتمام ضروری ہے۔اور کاسب کسی نہ کسی دایرہ سے تعلق رکھتا ہے۔

۳) اللہ دیا۔اور ہر کسی کو مال زر روپیہ پیسہ اور غلہ یا کھانہ پانی دیتے ہوئے "اللہ دیا" کہنا ضروری کیا ہوا ہے تا کہ نفس غرور میں مبتلاء نہ ہو کہ میں نے دیا' جبکہ ہر شے اور تنکہ بھی اللہ کا دیا ہوا ہے یہ اللہ کے تئیں نیستی رضا جوئی خودسپردگی کی علامت کے طور پر یہ طریقہ بزرگوں سے جاری ہے۔اس سے بندے میں عاجزی وانکساری پیدا ہوتی ہے' اور نفس کو قوت حاصل نہیں ہوتی۔

۴) زیارات۔رجب کی ہر جمعرات اور ۱۴ شب شعبان مہدویہ میں ایک عام رواج ہے جو پابندی سے کی جاتی ہے۔یہ طریقہ بزرگوں سے رائج ہے۔شعبان کی شب ۱۴ کی زیارت قبور تو سنت رسولؐ ہے۔اور زیارت قبور سے بندے میں عاقبت کی جوابدہی کا احساس پیدا ہوتا ہے اور موت کے بعد کی بے سروسامانی کا خیال آتا ہے اس سے غرور وتکبر پیدا نہیں ہوتا۔اور مرحومین اور بزرگوں کے تئیں ادب واحترام کی فضاء قایم رہتی ہے۔مسلمانوں کے دوسرے گروہوں میں اس طرح کا کوئی طریقہ نہیں' بلکہ اب کئی نئے گروہ زیارت قبور کو بھی بدعت بتا کر ادب ولحاظ سے نوجوانوں کو اسلامی معاشرت سے دور کر رہے ہیں۔بے شک خدا کے سوا کسی سے مدد کی طلب رکھنا اور مرحومین کو خدا کا سفارشی ماننا شرک و بدعت کے زمرے میں ہے' مگر زیارت قبور سنت رسولؐ ہے۔

۵) لیلۃ القدر۔اس کا تقدس مہدویہ میں نماز عیدین سے بڑا اس لئے ہے کہ اس شب کی بڑی فضیلتیں قرآن وحدیث سے ثابت ہیں اور مہدی موعودؑ نے اللہ کے حکم سے لیلۃ القدر کا تعین ۲۷ رمضان مبارک کو کیا تھا۔اس لئے مہدویہ اس کا اہتمام بلاناغہ کرتے ہیں۔عیدین کا ذکر مذہب میں ہے اور اس کا اہتمام بھی ہے مگر واجب نماز کے بطور' جبکہ مہدی موعودؑ نے لیلۃ القدر میں دو رکعت نماز کو فرض قرار دیا ہے۔اور گروہ میں اس نماز کے بعد جو دعائیں مناجات کے سجدے میں مانگی جاتی ہیں ان میں اللہ کی قربت معرفت اور خود کی کسمپرسی اپنا بے

وقعت ہونا اور عذاب جہنم سے رہائی جنت اور طلب دیدار اور اپنے استحکام ایمان واسلام تقوی توکل کی دعائیں مخصوص ہیں۔اور لیلۃ القدر کو اگر صرف ایک عام طاق رات کی طرح مانا جائے تو پھر اس کی قدر و قیمت کیا رہ جائے گی؟۔جبکہ اس ایک رات کا صلہ اللہ تعالی نے ایک ہزار مہینے کی عبادت کا بتایا ہے۔ایسی عظیم عبادت محض ذکر واذکار تلاوت قرآن تک محدود نہیں ہوسکتی ! اور دین میں نماز کا مقام سب عبادتوں میں مقدم ہے۔جب عیدین کی نمازوں کو **واجب** کا درجہ دیا جاتا ہے جو رمضان کے روزوں کا اور حج کی قربانی کا صلہ ہے اور واجب کا مقام فرض کے بعد کا ہے تو پھر ایک ہزار مہینے یا چوراسی سالہ عبادت کی ایک رات کا صلہ سوائے نماز فرض کے اور کیا ہوسکتا ہے۔اسے سنت نفل واجب قرار دینا کم علمی نا سمجھی ایمان کے نہ ہونے کی علامت ہے۔قرآن وحدیث میں سوائے لیلۃ القدر کے کسی ایسی نماز کا ذکر نہیں ہے کہ جس میں بے شمار فرشتے اس رات آتے ہوں اور ! ان کے ساتھ حضرت جبرئیل امین کا آنا اسے مخصوص بناتا ہے اور ایسی رات دو رکعت فرض کے شکریہ کے بطور ادا کرنا باران رحمت و نعمت ہے۔اور حضور ﷺ نے نزول قرآن کے وقت کی ایسی سورتوں کا ذکر کیا ہے جن کے نازل ہونے کے وقت بے شمار فرشتے ساتھ آئے جس میں سورۂ انعام ہے کہ زمین پر تل دھرنے کی جگہ نہیں تھی۔اور اس سورۃ میں اللہ نے دیدار کے وارد ہونے کی کیفیت کو مفصل اور حتمی طور پر بیان کیا ہے۔اسلام کا پانچواں فرض حج ہے اور اس کے ارکان میں نماز کا ذکر نہیں ہے احرام طواف سعی رمی قیام مزدلفہ وعرفات قربانی کے ارکان ہیں اس میں نماز نہیں ہے وہ تو یوں ہی کثیر جماعت کے لحاظ سے لوگ ادا کرتے ہیں جنہیں عبادات کا نہیں ثواب کی گنتیوں پر یقین ہوتا ہے۔جبکہ لیلۃ القدر رمضان کے روزوں کے آخری ایام میں ہے جس میں انسان کے اندر طہارت تقوی توکل کے صفات تقریبًا بہت سارے مسلمانوں میں ہوتی ہیں اور لیلۃ القدر کی رات کی سورت کا بیان ہونا ایک خصوصیت کو بتاتا ہے جبکہ معراج بھی ایک اہم رات ہے مگر وہ حضور نبی کریم ﷺ کے لئے مقام مخصوص عطا ہونے کے طور ہے مگر اس رات پنج وقتہ نمازیں فرض ہوئی تھیں اور جو نماز ایک بندہ مومن کی چوراسی برس کی عبادت کا صلہ ہو وہ عبادت یا نماز سنت نفل واجب نہیں ہوسکتی اس میں دو رکعت فرض ہونا اس کی اہمیت کو مزید مخصوص بناتی ہے۔حضور نبی کریم ﷺ کی حیات میں لیلۃ القدر کا تعین نہیں ہوا تھا ورنہ غالبًا آپ ﷺ بھی اس رات نماز فرض کا ہی حکم دیتے کیونکہ جو رسول اللہ سنتوں کے متعلق بڑی بڑی نوازشوں کا وعدہ فرماتے ہوں وہ ایسی عظیم رات کی نماز سے کیسے اُمت کو معلوم نہ کرواتے اور اس رات کی خصوصیت اور فرض نماز دو رکعت ہونے کو

تابع تام رسول اللہ مہدی موعودؑ کے ذریعہ فرض قرار دیا گیا۔ اسلام میں فرض نمازیں صرف پنج وقتہ ہیں ان کے علاوہ سنت واجب اور نفل ہیں **صرف ایک نماز لیلۃ القدر مہدویہ میں فرض ہے خلیفۃ اللہ مہدی نے اللہ کے حکم سے بڑھائی۔ اگر انسان کی روزمرہ زندگی میں ہر دن پانچ نمازیں فرض ہیں تو ایک ہزار سالہ عبادت کا صلہ بھی تو فرض نماز ہی ہوسکتی ہے۔ فرض یعنی صرف اللہ کے حکم سے اللہ کے لئے پڑھی جانے والی نماز، جو اسی سالہ عبادت کا صلہ دو رکعت نماز کیوں نہیں؟** نبی کریم محمد ﷺ نے حضرت بلال کی دو رکعت تحیۃ الوضو پر جب مسرت کا اظہار فرماتے ہیں تو کیا ایسی عظیم رات میں اللہ ان دو رکعت کے حکم کی ادائیگی پر خوش نہ ہوتا ہوگا؟ اور اس رات حضرت جبرئیل کے ساتھ بے شمار فرشتوں کا آنا زمین پر پھیل جانا کیا صرف اس لئے کہ مسلمان طاق رات گزار رہے ہیں اگر ایسا ہے تو تمام طاق راتوں میں انہیں آنا چاہے تھا لیلۃ القدر کو ہی کیوں آتے ہیں؟ کیا معراج المومنین کا نظارہ کرنے نہیں؟ دراصل ایسی بہت سارے بیان تعلیمات اور فرایض کی تفصیلی وضاحت و اعلانات زمانہ موقع حالات کے لحاظ سے بتایا جانا ضروری تھا ایسی باتوں کو بیان کرنے ایک مبین کلام اللہ کا وعدہ رسول مقبول ﷺ سے کرایا گیا، ثم ان علینا بیانہ۔ اور کہا گیا کہ اس قرآن کی آیتیں مضبوط کردی گئی ہیں تا کہ اطاعت و بندگی میں جھول نہ پیدا ہو مگر اس میں مزید استحکام اور معرفت الٰہی کا بیان بعد ہوگا۔ ایک خلق الانسان کے ذریعہ جو علمہ الابیان ہوگا۔ جو رحمٰن کے کلام کے علم قرآن کا۔

لیلۃ القدر : مہدویہ میں یہ دوگانہ لیلۃ القدر سے معروف ہے اس کی اہمیت قرآن سے احادیث سے اور عمل مہدی سے ثابت ہے۔ جب ہجرت کے دوران مہدی موعودؑ مقام ٹھٹھ (موجودہ علاقہ سندھ) میں سفر فرما رہے تھے رمضان کا مبارک مہینہ تھا، نماز عشا ادا کر کے استراحت فرما رہے تھے رات کو برادران دایرہ اور مہاجریں کو جگایا کہ اُٹھو اللہ کا حکم ہو رہا کہ آج کی رات لیلۃ القدر ہے اور نماز پڑھو۔ لہذا مہدی موعودؑ نے برادران مع زن و بچہ کے نماز لیلۃ القدر کا دوگانہ ادا کیا۔ اور بزرگان مہدویہ نے اس کا تقدس و احترام اور یقین کے ساتھ ۲۷ رمضان کو اہتمام کرتے آئے ہیں، اور اس دن جبرئیل کے ساتھ ملایکہ کا آنا اور اس رات کی عبادت کا ایک ہزار مہینوں کا ہونا بلا حجت ثابت ہے اور اس کا مہدویہ میں بڑے تقدس اور احترام کے ساتھ اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہ گویا عید المومنین یا محسنین ہے، اس کے بعد عید الفطر ہے کہ رمضان کے روضے عبادتیں اور لیلۃ القدر کے حصول کے یقین کا فطرہ یا صدقہ دیا جاتا ہے۔

۶)بہرہ عام : معنی فیض۔یعنی دینی فایدہ دینی نفع نیکی کا حصول۔مہدویہ میں جو بزرگ اللہ کے فضل سے کمال کو پہنچے خصوصاً انہیں قربت خداوندی حاصل ہوئی یا دیدار نصیب ہوا ایسے بزرگوں کا فیض ان کے وصال کے بعد تقسیم کیا جاتا ہے تا کہ ہم انہیں کے نقش قدم پر چلیں جنہوں نے اللہ کو پالیا تھا اور جس بزرگ کا بہرہ تقسیم کیا جاتا ہے اس کا مقصد انہوں نے جیسی نیکی اور عبادت کی اللہ کو راضی کیا ایسا فایدہ ہم کو بھی حاصل ہو ان کے توسط سے بہرہ دینی منافع حاصل کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔حضرت مہدی موعودؑ نے حضرت بی بی الہ دیتی رضی اللہ عنہ کا فیض یعنی بہرہ سویت کیا یعنی تقسیم کیا تھا۔بہرہ یا فیض وہ ہے جو اس ہستی کو اللہ کی طرف سے جو نوازشات انوار رحمت میسر ہوتی تھیں ان کی برکات عطایات کو جو وہ دنیا میں اللہ کی اطاعت عبادت میں گزارنے کی وجہ سے عنایت ہوتی تھیں وہ ان کی روح کے ذریعہ معتقدین کو فیض کے ذریعہ مصدقین میں منتقل ہوں اور ہر مصدق اس میں سے اپنے اعمال کے مطابق حصہ پائے۔اگر کچھ نہیں بھی پایا تو کم از کم گناہوں سے کنارہ کرنے کی بندے میں توفیق پیدا ہو۔جس طرح صحبت صادقین سے بندے روبرو فیض حاصل کرتے ہیں ایسا ارواح مقدسہ سے ان کو فیض نصیب ہو یا ان کے اعمال اور احوال کا تاثر پیدا ہو یا ان کے علم کا حصہ پانے کی توفیق پیدا ہو جو اللہ کے فضل کے بغیر ممکن نہیں۔حدیث میں آیا ہے کہ جب بندہ اپنے کسی رشتہ دار کی زیارت کے لئے حاضر ہوتا ہے تو اللہ تعالی اس مرحوم کی روح کو اس کی قبر پر حاضر رشتہ دار سے ملنے کے لئے بھیجتا ہے (عالم برزخ سے؟) ملاقات اور فیض تلاوت و درود حاصل کرنے کے لئے اگر مرحوم مبتلائے عذاب ہے تو اس میں توقف ہوتا ہے انہیں راحت ملتی ہے اگر ایمان کامل کے ساتھ وصال ہوا تھا تو درجات میں اضافہ ہوتا ہے۔بہرہ شاید اس کا اُلٹ ہے کہ اللہ کی نعمت پا چکے بندے کا فیض اس بہرہ کے توست سے زندہ انسان کو میسر ہو۔صحابہؓ رسول ﷺ صحبت محمدؐ کے فیض یافتہ ہی تو تھے جو دنیا میں مشہور و معروف ہوئے انہوں اللہ کے رسول ﷺ کے فیض کو ساری دنیا میں پھیلا دیا بانٹ دیا۔رسول اللہؐ نے خواب کو نبوت کا چالیسواں حصہ قرار دیا ہے' اور یہ بھی فرمایا کہ مومن کے خواب سچے اور حق ہوتے ہیں تو ظاہر ہے جب خواب میں کسی کی زیارت ہوتی ہے تو روحانی حالت بہ ہوش وحواس میں بھی ہوتی ہوگی' جس کا احساس ہمیں نہ ہو۔رسول اللہ ﷺ نے معراج کی رات نبیوں کو اپنی قبروں میں نماز پڑھتے دیکھا 'اس کا یہ مطلب ہوسکتا ہے کہ جب تک میدان حشر نہیں قایم نہ ہوگا مومنین کی ارواح بہ حالت حیات اللہ کی مرضی سے دنیا میں آتی ہونگی اور اپنا فیض پہنچاتی ہوگی اسی طرح اللہ کے مقبول اور انعام یافتہ بندوں کا فیض بھی جاری

ہوتا ہوگا۔بہر کیف یہ یقین و ایمان کے احساسات ہیں جو کسی نبی رسول سے بیان نہیں البتہ اُمید ایمان کا جز ہے۔اُمید یقین کا زینہ ہے جو ہمیں خدا کی قربت کے تصور کا احساس دلاتا ہے' جو ہمیں قرآن سکھاتا ہے کہ ہم نے فرشتے ملایکہ نہیں دیکھے جنت جہنم نہیں دیکھی مگر ان کا یقین ہونا ہی اُمید ہے جو ہمیں ان کا تصور دلاتا ہے۔ہم نے انبیا مرسلین کو نہیں دیکھا مگر قرآن ہمیں ان کا تصور دکھاتا ہے جس سے یقین پیدا ہوتا ہے۔یقین بھی قرآن دلاتا ہے تصور بھی قرآن ہی دلاتا ہے' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے یقین پیدا کرو پھر تصور پیدا کرو ایک دن حقیقت رونما ہوسکتی ہے۔حضور نبی کریم غار حرا میں کیوں جا کر بیٹھتے تھے؟ پہلے ایک تصور تھا جو یقین میں بدلتا چلا گیا کہ ہو نہ ہو یہ بت پرستی شرک ہے کوئ ان دیکھی قوت ہے جو اس کائنات کا خالق و مالک ہے اور ایک دن جبرئیلؑ آکر کہتے ہیں کہ پڑھو اسی اللہ کے نام سے جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا' پڑھو مطلب جان لو یقین کرلو وہ اللہ ہی ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔اور اس یقین کو حقیقت سمجھنے میں حضور نبی کریمﷺ کو کچھ وقت لگا ' پہلے حضرت خدیجہؓ کو معاملہ بیان کیا پھر ورقہ بن نوفل کو جنہیں آسمانی صحائف کے بھیجے جانے اور ایک واحد خدا کے ہونے اور نبیوں کے ذریعہ پیغام احکام بھیجے جانے کا علم تھا' لہٰذا آہستہ آہستہ نبی کریمﷺ کا تصور یقین میں بدلا پھر حقیقت اختیار کر گیا' اس پر مزید براں اللہ تعالی نے اپنے پاس بلا کر اس یقین کو پختہ کردیا' تو کیا معراج سے پہلے حضورؐ کا یقین پختہ نہیں تھا؟ بالکل تھا مگر معراج کے بعد مستحکم ہوگیا' ایسا پہلے کے نبیوں نے بھی خدا سے سوال کیا ہے مثلاً ابراہیمؑ نے اللہ سے کہا کہ تو مرنے کے بعد لوگوں کو زندہ کیسے کرتا ہے؟ تو اللہ نے کہا کہ کیا تم کو یقین نہیں؟ تو ابراہیمؑ نے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ تو خالق اور رب ہے ہمارا معبود ہے مگر میں اپنی تسلی کرنا چاہتا ہوں ' تو اللہ تعالی نے حکم دیا کہ چار پرندوں کی پرورش کرو انہیں سکھاؤ کہ اگر تم پکارو تو وہ تمہاری آواز پر آئیں۔ابراہیمؑ نے ایسا ہی کیا تو اللہ نے انہیں ذبح کرکے ان کے گوشت اور ہڈیوں کو ایک دوسرے میں ملانے کو کہا اور چار پہاڑیوں میں رکھنے پھر ان کو ان کے نام سے بلانے کو کہا' تو وہ پرندے اللہ کے حکم سے اپنی اصلی حالت میں زندہ واپس آئے۔کچھ ایسی انہونی باتیں دین و ایمان کا حصہ ہوتی ہیں جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہوتی ہیں' انہیں میں وحی ہے نبوت ہے خواب ہیں معجزات ہیں اور بہرہ کا حاصل ہونا بھی ایسی ہی کچھ کیفیت ہے۔رسول اللہﷺ نے فرمایا: مومن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے"۔انسان کو اللہ کے نور کی کیفیت اور حالت کا اندازہ نہیں تو فراست کا اقتباس کیسے کرے گا؟ بالکل ایسا ہی بہرہ کا حاصل ہونا معجزہ ظاہر ہونا وغیرہ حقیقتیں ہیں

انہیں حالات اور کیفیات کے ظہور کے متعلق مہدی موعودؑ نے فرمایا "دانستًا ایمان گفتًا کفر"۔ کچھ باتوں کو جان لینا ایمان کی علامت ہے ان پر گفتگو کرنا دلیل وحجت کرنا ثبوت مانگنا ضد بحثی کفر کے زمرے میں ہے۔ لہٰذا فیض یا بہرہ کس طرح پہنچتا ہے یہ ثابت کرنا مشکل تو ہے مگر اس پر یقین رکھنا پڑتا ہے کیونکہ یہ عمل مہدی سے ثابت ہے کہ آپؑ نے بی بی الہدیتی کا بہرہ سویت کیا تھا۔ اس کے متعلق مہدویہ علما نے ایک حدیث پیش کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے حضورﷺ سے فرمایا کہ :یارسول اللہ میں آپؐ سے جو باتیں دین کی سنتا ہوں وہ بھول جاتا ہوں یاد نہیں رہتی تو اللہ کے رسولﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہؓ اپنی چادر بچھاؤ تو آپؓ بچھائی اللہ کے رسولؐ نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا اور اس چادر میں ڈالدیا اور ابو ہریرہؓ سے کہا کہ اسے اپنے سینے سے مس کرلو۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ اس بعد مجھے لگا کے میرے سینے میں ایک خوشگوار ٹھنڈک محسوس کی جو نہ اس س آگے اور نہ بعد میں محسوس ہوئی جسے میں بیان نہیں کرسکتا اور اس کے بعد جو بھی الفاظ معاملہ واقعہ میرے سامنے ہوتا میں اسے کبھی نہیں بھولا مجھے وہ من وعن یاد رہنے لگا۔

۶) سویت : یعنی برابر کی تقسیم اسلاف مہدویہ میں جہاں دایرے بسائے جاتے وہاں پر کا سب ترک دنیا غریب امیر مرد وزن و بچہ کو کھانا پانی میں ایمان و احسان میں تقسیم مال میں تقسیم ولایت میں برابر کا حصہ دیا جاتا۔ کسی کو کم یا زیادہ کی رعایت نہیں تھی قربت اور رشتہ داری میں بھی سویت یا تقسیم برابر ہوتی تھی۔

۷) تسبیح تصدیق : مہدویہ مذہب اور معاشرت کا اہم حصہ ہے۔ گر چند لوگ ہی کیوں نہ ہوں تسبیح تصدیق کے بغیر کوئی دایرہ مسجد جماعت خانہ اس کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ ایک طرح سے گویا اعلان اسلام ایمان اور تصدیق مہدی ہے جو ہر رات کو بعد عشا اور خصوصی مواقع پر پڑھی جاتی ہے۔ **لا الــه الا اللـــه مـحـمـد الرسول الله** نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ **الله الٰهنا محمدؐ نبينا** اللہ ایک ہے محمدﷺ اس کے نبی ہیں۔ **القرآن والمهدی امامنا آمنا و صدقنا** قرآن اور مہدی (موعود) ہمارے امام (رہبر ہیں) وہ آئے ہم نے ان کی تصدیق کی۔ یہاں مہدی کی تصدیق کا ذکر بعد میں ہے قرآن کی تصدیق پہلے ہے۔

۸) نکاح کا مہدویہ معاشرے کے اندر اور مہدویہ عقاید والوں کے درمیان ہونا شرطیہ ہے۔ اور زوجہ کے حقوق کی حفاظت کا خطبہ نکاح میں دہرانا وعدہ کرنا اس پر وعدہ لینا مہدویہ مذہب کا امتیازی عمل رہا ہے۔ جس

میں حدود دایرہ کی شرایط کا صاف اعلان ہوتا ہے۔

۹) ترک نوافل : مہدی موعود علیہ السلام نے فرایض کی پابندی اور سنن پر عمل کو ضروری قرار دیا 'نوافل جو بندہ اپنے ارادے اور مقصد اور ضرورت کے لئے اختیار کرتا ہے اس میں کثرت عمل کی وجہ سے فرایض وسنن میں تساہلی اور ترک کر دینے کا زیادہ اندیشہ رہتا ہے اس لئے مہدی موعودؑ نے نوافل کے بجائے فرایض و سنن کو اختیار کرنے کی تاکید کی' بجائے اس اس کے ذکر دوام پر زور دیا کیوں نکہ عبادتوں کے بیانوں میں ذکر کا بیان کثرت سے آیا ہے بلکہ نماز کو بھی ذکر ہی کہا گیا ہے۔ اور تعلیمات مہدی پر جو بندہ عامل ہو گا اسے نوافل کی فرصت اور ضرورت نہیں رہے گی۔ نوبت اور ذکر دوام دوسری طرف بندے کو مصروف نہیں ہونے دیتے۔ دیکھا جاسکتا ہے لوگ فرایض ادا کرنے میں آنا کانی اور تساہلی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالی بھی اپنے بندوں پر ضرورت سے زیادہ بوجھ ڈالنا نہیں چاہتا دن کی پچاس نماز فرایض کو پانچ میں محدود کر دیا۔ اور اسلام میں صیام الدھر کی بھی ممانعت ہے۔ لہٰذا مہدی موعودؑ تابع تام رسول اللہ خلیفۃ اللہ نے اللہ کے احکام قرآن اور سنت رسول کی مضبوطی اور اصلاح و تبلیغ کے علاوہ کچھ نہ کیا۔

۱۰) تربیت :تربیت یا تلقین مرشد کا طریقہ مہدویہ تعلیم کا حصہ ہے' مہدی موعودؑ نے اسے شرطیہ اس طرح کیا ہے کہ ناقص اور خالص اہل رشد وہدایت میں تمیز کے لئے کمہار سے ہانڈی خریدنے کی مثال سے بتایا کہ جس طرح ہانڈی میں عیب ہو تو نہیں خریدی جاتی اسی طرح ناقص رہنما رہبر مرشد اہل طریقت کو بغیر جانے بوجھے ان کے اعمال اور علم کا موازنہ کئے بغیر ان سے تربیت حاصل کرنے کی اجازت نہیں دی۔ مرشد کامل ہو تو مرید عامل ہوتا ہے ناقص مرشد عامل مرید کو بھی ناقص بنا دیتا ہے۔ اسلام کے دوسرے گروہوں میں بھی پیر مرید کا طریقہ ہے مگر اس کا باقاعدہ نظام نہیں ہے۔ مہدویہ میں اس کا ایک ضابطہ ہے۔ جسے بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے مفصل طور پر بیان کیا ہے۔

تربیت ہونے والے مرشد کی صفات اور شرایط کو بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ سات 7 بیان کی ہیں۔ 1) تارک الدنیا مرشد اور فقیر جو خدا سے یا روح رسولؐ سے اپنی مشکل حل نہ کر سکے اُس نے اپنی ذات پر ظلم کیا وہ خدا کے ہاں گرفتار ہے۔ یعنی جو مرشد کسی بھی معاملے میں اللہ اور رسول کے ذریعہ اپنا اور مرید کا معاملہ جان سکے اسے علم نہ ہو روحانی یا عملی طور پر اور دعوی رشد وہدایت کا کرے وہ اپنی ذات پر ظلم کرنے والا یعنی

اللہ کے حکم کے خلاف اپنا مقام بتانے والا او سمجھنے والا ہے اسے بروزمحشر خدا کو جواب دینا ہوگا' اپنا بھی اپنے مرید کا بھی۔2) جوار واحوں (انبیا مرسلین اور مرحومین) سے ملاقات کرسکتا ہو یعنی مراقبہ و کشف سے حال معلوم کرنے کی قابلیت وصلاحیت رکھتا ہو۔3) قبر (مردے پر گزرنے والے حال سے واقف ہو) ان کا حال معلوم کرسکے۔4) اُس کے لئے سونا اور مٹی ایک ہوگئے ہُوں (متاع دنیا کی رغبت اور خواہشات نفسانی اس میں نہ ہو سوائے ذات خدا کے کسی کی طلب نہ ہو جیسے دولت عزت شہرت مقام ومرتبہ کی خواہش نہ ہو)۔5) احکام الٰہی پر عمل آوری کے لئے کسی قرابت رشتہ داری یا امیر کی رعایت نہ ہو(معنی شرعی اُمور میں اگر کسی سے غلطی ہو تو وہ قرابت کا لحاظ نہ کرے حتی کے بیوی بچے بھائی کوئی بھی ہو ان کی سرزنش کرنے ان کو راہ راست دکھانے کے لئے ہر ایک کے ساتھ معاملہ برابر کا ہو'چاہے مرید امیر غریب مالدار حاکم کوئی بھی ہو ان کی رعایت نہ کرے)6) بندوں کے ساتھ معاملہ برابری کا رہے ہر ایک سے تعلق اپنا ایک جیسا رہے رعایت کے بغیر۔7) اور مرشد کے دایرے میں نوبت۔سویت۔اجماع۔بیان قرآن۔اور فرایض ولایت جاری ہوں۔حضرت مہدیؑ کے فرمان کے مطابق دایرے کے باہر جلتی آ آسجھ کر اپنے فقیروں کا سبوں کے گھر جانے کی ممانعت کرتا ہوں اور اس پر خود پہلے عامل ہو۔اگر مرشد میں ایسے اعمال نہ ہوں تو ؟ مہدی موعودؑ نے فرمایا شریعت میں ہے کہ اگر عورت مرد سے بیاہ دی جائے'اور بعد میں معلوم ہو کہ عنی (نامرد) ہے تو شرعیت کے لحاظ سے اس کا نکاح فسق کردیا جاتا ہے یا بازار سے کپڑا خرید کر لائے معلوم ہوا عیب ہے تو کپڑا بدل دیا جاتا ہے بس یہی احکم مرشد کے ہیں۔یہ احکام تربیت ہونے والے یا علاقہ لگانے والے مرشد میں ہونا ضروری ہے۔ورنہ یہ ایک رسم اور صرف ایک مرتبہ کے سوا اس کی کوا شرعی حیثیت نہیں ہے۔

۱۱)علاقہ : کسی اہل رشد وہدایت سے اپنا سلسلہ یا رابطہ استوار رکھنا گفتگو شرعی اُمور میں مسایل کا حل'معرفت الٰہی میں رہنمائی علاقہ رکھنے کی شرایط ہیں۔اگر مرشد حیات ہیں جن سے تربیت کی ہے تو علاقہ انہیں سے رہیگا'ان کے بعد تربیت کا سلسلہ ان سے نہیں ٹوٹے گا البتہ علاقہ کسی کامل اہل رشد وہدایت سے بھی ہوسکتا ہے شرطیہ نہیں کے ان کے کسی خلیفہ سے ہی ہو۔چاہے تربیت ہو کہ علاقہ کامل مرشد سے ہی ہونا چاہئے۔تربیت ہیشگی کی ہے اس میں مہدویہ مذہب اور عقاید طریق اور سلوک کا اقرار ہوتا ہے اس لے یہ ایک وقت میں کرلیا جاتا ہے جسے تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی مثلاً ایمان قبول کرنے کے لے کلمہ شہادت کا اقرار اور فرایض

اسلام کی تعلیم ضروری ہے اس کے بعد انسان کا دوبارہ کفر وانکار میں مہدی کا انکار ممکن نہیں ہوتا اس لئے ایک وقت کی تربیت اقرار اور قبول مہدی موعودؑ خلیفۃ اللہ کے لئے کافی ہے۔ ہاں مگر! بندے میں کفر ونفاق کے اعمال وآثار ظاہر ہوں تو اس تربیت اور علاقہ کا منقطع ہونا ضروری ہے۔ جبکہ علاقہ اس لئے ہوتا ہے کہ تصدیق مہدی سے تو بہرور ہو گئے ہیں چونکہ مرشد موجود نہیں اس لئے دوسرے کسی مرشد سے دینی وشرعی اُمور کی رہنمائی کے لئے علاقہ ضروری ہے اور علاقہ توڑا یا ختم بھی کیا جا سکتا ہے مرشد اور مرید کی مرضی سے اس کے لئے کسی بھی معلق دایرے سے خود کو وابستہ کیا جا سکتا ہے۔ اگر کسی قسم کا تضاد یا تنازعہ ہو۔ اس کی شرط نماز کی اقتداء کی شرط جیسی ہے کہ امام یا مصلی کے بدعقیدہ ہونے سے اور شرعی ودینی اُمور میں تضاد ہونے سے نماز فاصد ہو جاتی ہے اسی طرح پیر ومرید کا علمی ذہنی شرعی تضاد فاصد مانا جاے گا۔ بہتر ہے کہ علاقہ ختم کر کے مرید اپنا علاقہ چن لے اور مرشد مرید کو آزاد کر کے اس کی مرضی کے حوالے کر دے اور یہ انتقام یا بدلے کی نیت سے نہیں ہونا چاہئے۔

۱۲) نوبت۔ باری باری جماعت در جماعت ذکر اللہ میں مصروف رہنے کو نوبت کہتے ہیں۔ ترک دنیا کے لئے نوبت اور ذکر اللہ، تقوی توکل، صحبت صادقین: ہجرت ظاہری وباطنی، ترک دنیا مع عزلت از خلق، اور طلب دیدار خدا۔ ترک ہجرت ظاہری و باطنی میں خدا کے لئے مُلک وطن مقام کو چھوڑنا، خاندان سے کنارہ اور خواہشات کا ترک کرنا ہجرت باطنی ماسوا اللہ کے کسی بھی چیز کی طلب نہ رکھنا بھی ہے۔ اس کی مثال اصحاب کہف کے واقع میں کہ اپنے دین وایمان کو بچانے لوگوں سے علاہدہ ہو گئے، اور اصحاب صفہ کی زندگی میں دیکھنے کو ملتی ہے اس کے بعد یہ عمل صرف صحابہ مُہدی میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ توکل کی حالت حضور ﷺ کی حدیث میں بیان ہے کہ اگر جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے خدا سے مانگو، اور مہدیؑ نے فرمایا اگر خدا کو مانگنا ہے تو بھی خدا سے ہی مانگو یہ توکل کا اعلی مقام ہے۔ ہر لمحہ دم قدم پر نظر رکھنا کہ اللہ دیکھ رہا ہے تقوی کا اعلی مقام ہے۔ اس راہ میں سالک کسی بھی لغزش خطا ونسیاں سے دور رہنے کی کوشش کریگا، اس حالت میں نیستی بر دباری ذات احدیت کا ادب اولین ہے کہ جس میں سالک و هو معکم این ما کنتم کہ تم جہاں کہیں ہو اللہ تمہارے ساتھ ہے کو اپنی زندگی پر طاری و حاوی کر لیتا ہے، یہ وہ حالت ہے جو حدیث احسان میں بیان ہے ایسی حالت میں اللہ کے رسول کے مطابق وہ مقام ہوتا جسے آپ ﷺ نے فرمایا: مومن کی فراست کہا۔ بندہ پر اس حالت میں حجابات اُٹھا دئے جاتے ہیں یہ وہ مقام ہے جہاں بندے کی زبان خاموش اور نظر یا بصیرت قوی ہو جاتی ہے بندہ وہ دیکھتا ہے جو دوسرے نہیں دیکھ

سکتے بندہ قبر میں مردے کے احوال سے بھی آ گاہ ہوسکتا ہے بندہ جس طرف نظر کرتا ہے مخلوقات کے احوال سے آ گاہ کیا جاتا ہے یہ مقام چند ایک صحابہؓ کو حاصل تھے جیسے حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ ابو ذر غفاریؓ اویس قرنیؓ اور دور ولایت مخصوصہ میں مہدی اور ان کے صحابہؓ کو حاصل تھے پھر اس کے بعد انوار خداوندی کی بصیرت کا مقام ہے اسی مقام سے دیدار کی طلب پیدا ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں بندہ جو مشاہدہ مکاشفہ کرتا ہے وہ چاہ کر بھی بیان نہیں کر سکتا اس کی زبان گنگ ہو جاتی ہے یہاں ایمان کی حدود ختم احسان کی حالت طاری ہونے لگتی ہے۔ انہیں حالات سے گزارنے کے لئے ذکر خفی نماز تہجد اور لیلۃ القدر میں ملا یکہ کے حاضر ہونے کی بات قرآن کہتا ہے۔ انہیں حالات کے بندوں کو یاد کر کے رسول خدا ﷺ نے حضرت ابو ذرؓ سے کہا تھا کہ میرے بعد میرے بھائی آنے والے ہیں ''اے ابا ذرؓ مجھے ان کے دیکھنے کا شوق ہے جو میرے بھائی ہیں' اور ان کے حالات کا منظر آپ ﷺ کے سامنے تھا انہیں دیکھ کر آپ اشک بار ہو گئے تھے۔ اور اللہ تعالی نے فرمایا ثُلَّةٌ مِنَ الْآخِرِيْنَ آخر میں سے چند ہونگے جیسے اول میں بہت سارے ہوئے۔ صحابہؓ مہدی پر فقر و فاقہ اور ہجرت ظاہری و باطنی کی سختیاں اور آزمائشیں اور اصلاح و تبلیغ کی ذمہ داری تھیں۔ صحابہؓ رسول ﷺ پر ہجرت آزمائش مقابلہ مقاتلہ جہاد معرکے مقابلے جنگ وجدل اصلاح و تبلیغ حفاظت قرآن کتابت قرآن سفارت اسلام حکومت اسلام وسعت اسلام کی ذمہ داری تھی یہی بات ہے کہ اللہ تعالی نے قرآن سورہ واقعہ میں ثُلَّةٌ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ اگلوں میں سے بہت سے وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ اور آخرین میں سے تھوڑے کہا (واقعہ ۱۳-۱۴) ایسے لوگوں پر مصیبتیں پریشانیاں ٹوٹ پڑتی ہیں' تا کہ اللہ اُن کا امتحان لے' جن کے لئے اللہ نے فرمایا وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ۔ اور میں نے پیدا کئے جن اور انسان اس لئے کے وہ صرف میری عبادت (بندگی و فرمانبرداری) کریں۔ (الذریات ۵۶) معنی بندہ خوشی میں مجبوری میں رنج و غم میں مصیبتوں میں آزمائشوں میں صرف اللہ کو یاد کرے' ایسے ہی لوگوں کے لے یہ دنیا مکافات عمل ہے۔ اور یہ حالت صحابہؓ رسول ﷺ کی تھی اور صحابہؓ مہدی کی تھی۔ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ انہیں کا حق تھا ہم اس قابل نہیں' قابل اور نا قابل لوگ ہر زمانہ میں پیدا ہوتے رہے ہیں' زمانے اور حالات کے لحاظ سے اللہ کی مرضی کو اختیار کرنا ہی اللہ کے مقربین کا طرہ امتیاز رہا ہے اور رہے گا۔ یہی بات ہے کہ مہدی موعودؑ نے فرمایا ''مہدی و مہدویاں قیامت تک باقی رہیں گے'' بے شک ایسے لوگ آج دکھائی نہیں دیتے لیکن یہ ممکن ہے ایسے لوگ موجود ہونگے جو خلقت سے کنارہ کش ہیں اور اللہ نے ان

پر اپنا سایہ کیا ہوا ہے انہیں اپنی پناہ اور رحمت سے ڈھانپ رکھا ہے۔ جب تک دنیا ہے قرآن کے احکام باقی ہیں اور ایسے لوگ باقی ہیں، جس دن یہ لوگ ختم ہو جائیں گے حشر برپا کر دی جائے گی۔ اور یہ حال حضرت عیسیٰ کے دوبارہ ظہور تک رہے گا اور یقیناً ایسے لوگوں کی نشاندہی حضرت عیسیٰ کریں گے، حضور ﷺ معراج پر مکہ مکرمہ سے بیت المقدس گئے اس کے بعد آسمانوں پر اور واپس مکہ مکرمہ آئے، آثار وقرائن بتاتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بھی بیت المقدس سے اُٹھائے گئے اور آسمانوں پر ہیں وہیں پر ظاہر ہونگے اور احادیث بھی اس طرف اشارہ کرتی ہیں، حضرت عیسیٰ کی حیات کے بارہ برس کے حالات خاموش ہیں یعنی کسی کو معلوم نہیں ہوا کہ وہ ان برسوں میں کہاں گئے تھے قیاس غالب ہے کہ وہ مکہ مکرمہ اپنے جد امجد کے بنائے اللہ کی عبادت کے مقام کعبہ گئے ہونگے۔ یہ اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ ایک نبی فارقلیط کا انتظار یہود و نصاریٰ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں کر رہے تھے تبھی حضور ﷺ کی بعثت ہوئی، حضور ﷺ تیرہ برس مکہ میں رہے اور دس برس مدینہ میں حیات رہے یہود و نصاریٰ نے آپ کا انکار کیا، ہوسکتا ہے حضرت عیسیٰ مکہ مکرمہ آئیں اور ان تمام آثار وقرائن کی گواہی دیں جو نبی آخرالزماں محمد ﷺ نے بتائی ہیں، اور قرآن کے احکام نافذ کریں اور شریعت آخریں اختیار کریں؟ اور ختم خلافۃ اللہ کی بھی گواہی دیں اور کسی ایسے شخص کی اقتدا میں نماز ادا کریں جو خالصتاً مصدق مہدوی ہو۔ احادیث میں امام مہدی کی اقتدا کرنے کی بات ہے، کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ امام مہدی کے کوئی حقیقی مصدق امام کے پیچھے نماز پڑھنے کو امام مہدی کی اقتداء کرنا سمجھ لیا گیا ہو یا باور کر لیا گیا ہو۔ ایسا اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ کئی احادیث ایسی ہیں جن میں نام مہدی نہیں ہے جبکہ انہیں مہدی سمجھا گیا، اسی طرح مہدوی امام کو امام مہدی سمجھ لیا گیا ہو۔ اس بات کو تقویت کیف تھلک اُمتی کی حدیث سے ملتی ہے کہ جس میں حضورؐ اور عیسیٰ کے درمیان (زمانہ) مہدی کی بعثت کا ہونا بیان ہے۔ بہر یہ کیف یہ محض قیاس آرائی تو ہے مگر اس کے واضح ثبوت موجود ہیں حضورؐ کے فرامین اور مہدیؑ کی اقوال میں۔ اور سورہ بینہ بھی اس پر دلالت کرتی ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ , جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا , رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ , ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهٗ۔ (اور یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، وہی ساری مخلوق سے بہتر ہیں۔ ان کی جزا ان کے پروردگار کے ہاں ہمیشگی کی جنتیں ہیں رواں ہوں گی جس کے نیچے نہریں وہ ان میں تا ابد رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اللہ

سے راضی۔ یہ (سعادت) اس کو ملتی ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے ہے (متقی متوکل)۔ جیسے کہا کہ اس سورہ میں دو بینہ کا ذکر ہے جو ایک رسول ہیں جو انہیں کتاب (قرآن) پاک صحیفہ پڑھ کر سنائیں گے (جو نازل ہو رہا ہو گا) جس میں سچی باتیں اور احکام لکھے ہوئے ہیں۔ اور ایک دوسرے بینہ کا ذکر ہے جو فرقوں میں بٹی اُمت کے لئے دلیل روشن (حجت) ہونگے (مبین کلام اللہ) اور جو پہلے بینہ اللہ کے رسولؐ نے اللہ کے دین کو خالص عبادت سے مزین کرنے کا طریقہ بتایا تھا' بصیرت کی بنیاد پر اللہ کو یکسو ہو کر نماز پڑھنے کا۔ مگر اُمت کی کثیر جماعت نے نہیں سمجھا اور نہ سمجھنے کی کوشش کی جب دوسرے بینہ مہدیٔ موعود آخر الزماں خلیفۃ اللہ نے انہیں اپنے متبوع ﷺ کا طریقہ دکھایا یا اسی راستے پر دوبارہ بلانے کی کوشش کی بصیرت کی بنیاد پر جو سچا دین ہے۔ (دین تو دین ہے اس میں سچا ہونا اہمیت کا حامل ہے) مگر جب اہل کتاب کی طرح اہل قرآن نے اس بینہ روشن دلیل کا انکار کیا کفر کیا ایسے لوگوں کو آتش جہنم کا عذاب ہوگا۔ اور وہ بدترین مخلوق ہونگے (اس لئے کہ انہوں نے مہدی حق کا انکار کیا بلا تحقیق) اور وہی لوگ مخلوق میں بہتر ہیں جو ایمان بھی لائے' نیک اعمال بھی کئے۔ انہیں کے لئے بہتر جزا ہے اللہ تعالی کی طرف سے' جن سے اللہ راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی رہے۔ یہ وہ سعادت مند ہیں جو متقی اور پرہیز گار ہیں۔ اس کے علاوہ اللہ تعالی نے سورہ المایدہ میں ایک ایسی قوم کا ذکر کیا جن سے اللہ محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں اور کسی قسم کی ملامت اور پریشانی اور مصیبت سے راہ حق میں نہیں ڈرتے۔

اللہ تعالی نے فرمایا کہ میں بندے کا ہاتھ بن جاتا ہوں' بندے کی آنکھ بن جاتا ہوں' صلح حدیبیہ میں بیت لیتے پر حضورؐ سے کہا جب لوگ آپؐ کے ہاتھ پر بیت لے رہے تھے ان کا ہاتھ اللہ کے ہاتھ پر تھا' بدر میں اللہ کے رسول ﷺ کنکریاں ں کفار پر پھینکتے ہیں اللہ کہتا ہے کہ اللہ کنکریاں پھینک رہا تھا۔ اللہ کا عرش کرسی یہ سب باتیں حقیقت ہیں' مگر بندے کو ہمیشہ ایک بات یاد رکھنی چاہے کہ بندہ اللہ تعالی کو کسی شے یا مخلوق پر محمول یا تصور نہ کرے۔ احسان کے مقام میں یہ شرک خفی ہے' یہ کاینات یہ کہکشاں یہ حاضرات موجودات سبھی اللہ کے نور میں تیر رہے ہیں یہ تمام ملا کر بھی اللہ تعالی کے نور کے آگے ایک ذرہ کے برابر بھی نہیں۔

ہم چونکہ حیات دنیا کے وسایل کی دستیابی اور ضرورتوں کو پورا کرنے میں اس قدر منہمک ہو گئے ہیں کہ ہمیں ہماری اصل حقیقت اور ذمہ داری کا احساس ہی نہیں رہا' اگر کبھی بھولے بسرے ہو بھی جاے تو بس نماز روزہ پر اکتفا کر لیتے ہیں۔ عام طور پر رمضان میں روزے رکھنے کا ہر طرف غلغلہ رہتا ہے تو کچھ اپنے طور پر

کچھ دکھاوے کے لئے کچھ صحت تندرستی یا ڈائیٹنگ کا خیال کر کے روزہ رکھا جاتا ہے۔ جو عبادتیں ہم آج کر رہے ہیں وہ عباتوں کے روح کی منافی ہے جس میں خلوص نہیں ریا کاری ہے۔ نماز روحانی وجسمانی عبادت ہے کہ ہم روحانی طور پر اللہ سے رابطہ رکھنے اور جسمانی طور پر اس کی اطاعت بجالانے کے مظاہرے کے طور پر کرتے ہے ۔زکواۃ مالی عبادت ہے کہ اللہ نے ہمیں اپنی بساط سے زیادہ مال واسباب دیا اور حکم دیا کہ اس میں یتیموں غریبوں مسکینوں اور ضرورت مندوں کا حصہ نکالو تا کہ مخلوق خدا میں نابرابری کا احساس نہ پیدا ہو۔ اگر اللہ نے سب کو ایک جیسا دینا تھا تو ایک جیسا پیدا نہ کرتا' کسی کو کالا کسی کو گورا کسی کو خوبصورت کسی کو بدصورت کسی مالدار کسی کو غریب اس لئے رکھا کہ دیکھیں انسان ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں کہ نہیں یا مجھ ہی سے گلہ شکوہ کرتے آنسوے بہانے کرتے ہیں' ۔روزہ روحانی جسمانی نفسانی اور مالی عبادت ہے'روزے کی حالت میں انسان مالی طور پر دوسری کی مدد کرنے کا خیال کرتا ہے وقت کی پابندی کے اُصول بجالاتا ہے نفس کی تسکین کا طریقہ سیکھتا ہے سحر وافطار میں روزمرہ کی غیر معمولی تبدیلی میں استحکام قایم کرنے کی کوشش کرتا ہے تقوی توکل سیکھتا ہے۔ حج میں مال ذات سفری مشکلوں زادہ راہ کا انتظام اور مخلوق کی قربانی میں خود کی ذمہ داری کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ ان میں ذکر اللہ کا عنصر ان تمام عبادتوں میں موجود ہوتا ہے ظاہری وباطنی ۔مگر ذکر کا وہ تعلق جو ذات خدا سے براہ راست ہو وہ ظاہری وباطنی تو ہے مگر ذکر خفی حقیقی اور اصل ذکر ہے۔ جو بندے کے دل دماغ روح قلب خیال نفس پر اس طرح وارد ہو کہ جہاں کسی غیر اللہ کا داخلہ ممکن ہی نہ ہو۔ نماز زکواۃ روزہ حج میں عملی وظاہری اسباب وعلت کا مظاہرہ ہوتا ہے مگر ذکر خفی ایک ایسی عبادت ہے جو راست طور پر بندہ اور خدا کے درمیان واسطہ ہوتا ہے جہاں کسی بھی قسم کا شرک ممکن نہیں' اسی لئے اللہ کے رسول ﷺ نے افضل الذکر لا الہ الا اللہ کی تلقین کی' جسے سوائے خلیفۃ اللہ تابع تام رسولا للہ کے کسی اور نے مرکز عبادت نہیں بنایا' نبوت اور ذکر دوام کی تاکید کر کے۔ مسلمانوں میں جتنے گروہ اور فرقے ہیں عالموں کے یا صوفیوں کے ان میں مختلف وظایف اور ذکر واذکار کا بیان اور تاکید ہے مگر صرف اور صرف لا الہ الا اللہ کے ذکر کی تلقین مہدی موعودؑ خرالزماں نے کی ہے۔ اور جو لوگ غیر عربی ہیں خصوصاً برصغیر کے مسلمان انہیں ان کی اپنی زبان میں اس ذکر معنیٰ سمجھا کر ذکر کرنے کا طریقہ بتایا' "لا الہ ھوں نھیں الا اللہ توں ھے" ۔

جب نبی کریم محمد الرسول اللہ سے کہا گیا کہ " آپ بھی دیدار کی دعوت دیں اور آپؐ کا تابع بھی

یہ دعوت دیگا''۔تو اس بات کو بعد کے علمائے اسلام نے یا تو بالکل نہیں سمجھا یا اگر کچھ حد تک سمجھا بھی تو اس کا اظہار نہیں کر سکے اس کی وجہ ان کا معصوم عن الخطا نہ ہونا ہے' جبکہ قرآن مجید میں اس کے متعلق بے شمار آیات آئی ہیں جیسے لا تدركه الابصار (انعام۱۰۳) وهو معكم اين ما كنتم (سورہ حدید) اور جو اس دنیا میں اندھا بن کر رہا تو آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا بلکہ راستہ پانے میں اندھے سے بھی زیادہ ناکام ہے۔ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى وَهُوَا فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا (اسرا۷۲) **سورہ بنی اسرائیل کی اس آیت میں تو کھلا اعلان کیا گیا ہے کہ"** اور جو اس دنیا میں اندھا بن کر رہا تو آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا''یعنی جس نے دیدار کی حجت دلیل جب تابع رسول ﷺ نے بیان کر دی اس کے بعد اس کا ایمان یقین دیدار پر نہ رہا اور اس کی طلب نہیں کی تو آخرت میں بھی اسے دیدار نصیب نہیں ہوگا' یہ آیت مبارک وہی کہہ رہی ہے۔ جو لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ جنت میں اللہ کا دیدار ہوگا دنیا میں نہیں ان کے لئے یہ وعید ہے۔ جب تک اس کا بیان مہدی نے کیا لوگوں پر پھر بھی کوئی ذمہ داری نہیں تھی جب دعوت دیدار کا عام اعلان مہدی نے کر دیا تو اس کا انکار کسی بھی متقی پرہیز گار کے لئے جنت میں بھی دیدار ہونا ممکن نہیں۔ اس سے پہلے تو انہیں انکار مہدی کا جواب دینا ہوگا اس کے بعد خدا جنت یا جہنم کا جو بھی فیصلہ کرے اس کے مطابق اگر عذاب سے گزر کر جنت میں داخل بھی ہو گئے تو دیدار نہیں ہوگا۔ اس آیت کا مفہوم یہی کہہ رہا ہے۔ کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ کو اس دیدار کی طرف بلانے کا حکم دیا گیا تھا سورہ ابراہیم آیت امیں۔ الٓرٰ , كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ , بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ (۱) اسرا۔الف لام را ۔اے محمدؐ' یہ کتاب (قرآن مجید) ہے جس کو ہم نے تمہاری طرف نازل کیا ہے تا کہ تم لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لاؤ۔ ان کے رب کی توفیق سے' اُس خدا کے راستے پر جو زبردست اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔ قرطبی نے الْحَمِيْدِ کے معنی جس کی ہر زبان کے ذریعہ تعریف کی گئی ہو اور ہر حال میں جس کی شان بیان کی جاتی ہو لیا ہے۔ کچھ مترجموں نے اس کے معنی محمود لیا ہے اور لغات میں حمید کے معنی ستودہ صفات' تعریف کیا ہوا' سراہا ہوا' بمعنی مفعول محمود لیا ہے اور یہ اسماء الحسنیٰ میں سے ہے کیونکہ حقیقی طور پر وہی مستحق حمد ہے۔ اور مقام محمود وہ مقام جہاں سے آگے جانے سے جبرئیل نے بھی معذوری ظاہر کی تھی معراج میں اور حضور ﷺ آگے بڑھ گئے اللہ کے حکم سے۔ اس طرح اگر دیکھیں تو اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کو حکم دے رہا ہے کہ (میرے بندوں کو) تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لاؤ۔ ان

کے رب کی توفیق سے'اُس خدا کے راستے پر جو زبردست اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔ظاہر بات ہے کہ مرنے کے بعد ہر بندہ خدا کے پاس ہی جاتا ہے'لیکن یہاں بقید حیات بندوں کو اس راستے پر بندوں کو اُس حدا کے راستے پر لانے کی بات ہے کہ جہاں زبردست ذات اللہ کے مقام محمود پر لانے کی بات ہے۔اور معراج کے بیان میں محمدؐ کا مقام محمود سے آگے جانے کا بیان اس آیت کے مطابق وہ ہے جہاں آگے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ نے خدا کا دیدار کیا تھا جس کا بیان سورہ نجم میں ہے۔اللہ کا انسان کے بالکل قریب موجود ہونا ''اے رسولؐ میرے بندے تم سے میرے متعلق پوچھتے ہیں' کہدو میں ان سے بالکل قریب ہوں''۔انسان کا جھگڑالو ہونا یعنی ہر بات پر حجت دلیل مانگنا۔اللہ کے رسولؐ سے کہنا کہ ہر دن آپ کی ترقی ہوگی (ضحیٰ) اللہ کا اپنے رسول کے متعلق یہ کہنا کہ ''وہ دو کمانوں سے کم قریب تھا۔اس نے جو دیکھا کیا تم اس سے جھگڑتے ہو۔سورہ نجم۔ اللہ کا بندوں کی آنکھوں پر چھا جانا۔سورہ انعام۔معراج کے دن انبیا مرسلین موجود تھے مگر آپ کو تنہا بلا کر ملاقات کی اور نمازوں کے فرض کا حکم دینا ۔قرآن مجید کو روایات حکایات سے سمجھنے کے بجائے قرآن مجید کی دوسری آیات سے ہی سمجھنے سے حقیقت سمجھ آئے گی۔حدیث دلیل روایات حکایات ایک الگ علم ہے وضاحتوں کے لئے تفسیر وتشریح کے لئے حقیقی معنی ہمیں قرآن میں ہی ملتے ہیں۔اور قرا آن مجید میں اللہ نے یہ بات محکم طور پر بیان کی ہے وَلَوْاَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّ الْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْ م بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ، اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ (۲۷سورہ لقمان)اور اگر یہ ہو کہ زمین میں جو درخت ہیں قلمیں بن جائیں اور سمندر اس کی سیاہی (بن جائیں) اور اس کے بعد سات سمندر (اور ہوں) تو بھی اللہ کی باتیں ختم نہ ہونگیں بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

مہدی موعودؑ کی تعلیم میں دیدار کی اہمیت کیوں ہے؟اللہ کے ہر نبی رسول خلیفۃ اللہ کی ایک خصوصیت ہوتی ہے۔ابراہیم کا آگ میں سے زندہ نکلنا'موسیٰ کا دریا میں راستہ ہونا حضور ﷺ کا شق القمر کا معجزہ اور معراج کا سفر اور قرآن مجید کا آپؐ پر وحی کیا جانا۔مہدی کی دعوت دیدار کی ایسی ہی اہمیت ہے۔یہ ایسی دعوت ہے جو تاریخ انسانیت میں کسی خلیفۃ اللہ سے منسوب نہیں ہے اللہ کے خلفاء نے معجزے دکھائے حیران کن اور محیر العقل واقعات کا مظاہرہ کیا مگر دعوت دیدار یا تو محمد مصطفیٰ ﷺ نے دی یا مہدی نے اس کی تبلیغ کی ہے۔مہدی موعودؑ نے دعوت دیدار اپنی طرف سے نہیں دی بلکہ اس کی تبلیغ اور تعلیم دی اور طریقہ سکھایا جو آپ علیہ السلام کے

متبوع ﷺ نے جس کی سب سے پہلے دعوت دی تھی۔سورہ یوسف کی ۱۰۸ویں آیت میں ۔اور یہی نہیں خود اللہ تعالی نے اس پر اپنی مہر صداقت ثبت کی سورہ انعام لاتدرکہ الابصار میں ۔اتنی واضح اور کھلی دعوت کو لوگوں نے ں نہیں سمجھا جنہیں مفسر محدث مجتہد ولی صوفی ہونے کا اعتراف تھا۔کچھ باتیں مخصوص لوگوں سے متعلق ہوتی ہیں جیسے ہر کسی نے ہوائی جہاز اڑا کر نہیں دکھایا' ہر کسی نے راکٹ بنانے کی نہیں سوجھی ,ہر کسی نے کمپیوٹر اور ونڈو بنانے کا نہیں سوچا' ہر کسی نے انٹرنیٹ نہیں بنایا۔کسی کسی کو یہ خصوصیتیں اللہ کی طرف سے دی جاتی ہیں' دنیاوی خصوصیتوں کی عطا میں اللہ کی طرف سے کافر مشرک ملحد مسلمانیہودی عیسائی کی قید نہیں' دینی ایمان عرفانی عطا صرف مومنوں کا حصہ ہے اور خصوصًا معجزات اللہ کے نبی رسولوں اور اللہ خلیفوں کو عطا ہوتے ہیں' عالموں ولیوں کو نہیں۔کرامتوں اور فراصت مومن کو لیجیے جس کا اثر علاقائی اور وقتیہ ہوتا ہے جبکہ معجزہ ہمیشہ کے لئے جیسے چاہ زمزم' شق القمر' نیل کا راستہ بن جانا' مردے زندہ ہوجانا معراج پر بلایا جانا' یہ حقیقتیں جب لوگوں کے سامنے وارد ہوتی ہیں تو زبان زد عام ہی نہیں ہوتیں بلکہ تاریخ میں درج ہوجاتی ہیں۔ دیدار کی دعوت تاریخ عالم میں یا تو محمد مصطفٰی ﷺ سے منسوب ہے یا اس کی تبلیغ آپؐ کے تابع تام مہدی مراد اللہ سے۔جب جلیل لقدر انبیاء نے اس کی دعوت نہ دی ہو اور محمد ﷺ نے اس کی ابتداء کی ہو اور اسکی دعوت تبلیغ مہدی موعود خلیفۃ اللہ نے کی ہو تو یہ مرتبہ اور مقام حاتم النبیاءؐ اور خاتم الالیاؑ کے مقام اور ان کی بعثت کے مقصد کو ظاہر کرتا ہے۔انبیاء نے معجزات پیش کئے ہیں اولیاء نے کرامات مگر اللہ تعالی نے مومن متقی پرہیزگار اور مصدق کو خود اپنا دیدار کرادے کیا یہ کسی عظیم معجزہ سے کم ہے؟اس سے مقام اُمت محمد ﷺ کا مرتبہ معلوم ہوتا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ نے محمد ﷺ کی اُمت میں پیدا ہونے کی خواہش کیوں کی' اور وقت کے ہر نبی کو محمد ﷺ کے مقام اور مرتبے سے کیوں معلوم کرایا گیا' ابراہیمؑ نے کعبہ تعمیر کرتے وقت کیوں ایک رسول صحاب کتاب کی اپنی اولاد میں دعا کی اور ایک امام کو اپنی ذریت میں بھیجے جانے کی استدعاء کی' کیوں حضرت عیسٰی نے کہا کہ میرے بعد دنیا کا سردار آتا ہے' وہ ایسی باتیں بتائے گا کہ اس وقت تم کو بتائی جائیں تو تم اس کی سمجھ نہیں رکھتے۔اگلے آسمانی نزول کتاب حبوق میں یہ کیوں بتایا گیا کہ ''خدا۔تیماں سیر سے چمکے گا' فاران پر جلوہ گر ہوگا دس ہزار قدسیوں کے ساتھ' اس کے داہنے ہاتھ میں آتشیں شریعت ہوگی۔علمائے اسلام نے اس کے معنی یوں لئے ہیں فاران پرانے وقتوں میں مکہ کی پہاڑوں کو کہتے تھے' خدائے تیماں معنی اللہ کا رسول نبی مقدس خلیفہ' معنی خاتم الانبیاؐ ۔آتشیں شریعت معنی قرآن اَللّٰہُ نُورُ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ , مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ اللہ آسمانوں اورزمین کا نور ہے (کائنات میں) اُس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق میں چراغ رکھا ہوا ہو اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ چراغ ایک فانوس میں رکھا ہو۔ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ ۔فانوس ایسا کہ جیسے موتی کی طرح چمکتا ہوا تارا، اور وہ چراغ زیتون کے ایک ایسے مبارک درخت کے تیل سے روشن کیا جاتا ہو جو شرقی ہو کہ نہ غربی (اس کا سایہ نہیں پڑتا ہو) یَّکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ جس کا تیل آپ ہی آپ بھڑ کا پڑتا ہو آگ اس کو نہ لگے (اسے تیل کی ضرورت نہیں وہ خود روشن ہوتا ہیا پنے نور سے) نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ , روشنی پر روشنی (بےحد چمکدار) یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ اللہ اپنے نور کی طرف جس کو چاہتا ہے رہنمائی کرتا ہے وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ , وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ وہ لوگوں کو مثالوں سے بات سمجھاتا ہے وہ ہر چیز سے خوب واقف ہے۔سورہ نور ۳۵، دس ہزار قدسی معنی فتح مکہ کے وقت حضور ﷺ کے ہمرکاب دس ہزار صحابہؓ تھے۔اب ذرا اسے دوسرے زاویہ نگاہ سے دیکھیں سیر سے چمکنا معنی معراج میں اللہ کا حضور ﷺ پر ظاہر ہونا وَ ھُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ۔وہ سامنے آ کھڑا ہوا جبکہ وہ بالائی اُفق پر تھا۔ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ۔پھر قریب آیا اور اوپر معلق ہو گیا۔سورہ نجم ۷۔۸۔جیسے کہا فاران مکہ کی پہاڑیاں ہیں۔دس ہزار قدسی معنی فرشتے، یعنی فرشتہ صفات صحابہؓ رسول کہ جن میں عشرہ مبشر بھی تھے۔آتشیں شریعت لَوْ اَنْزَلْنَا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَہٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ ۔۲۱ سورہ حشر۔اگر ہم نے یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کیا ہوتا تو تم دیکھتے کہ اللہ کی ہیبت اور خوف سے پھٹا جاتا (ریزہ ریزہ ہو جاتا)۔اللہ تعالی نے جہاں اگلی کتابوں میں نازل احکام احوال اور کیفیات کو جہاں کہیں مختلف پیرائے میں بیان کیا ہے اس کا خلاصہ بھی مختلف انداز میں بعد کیا ہے۔ایسا ہی کچھ دعوت بصیرت یا دیدار کا معاملہ ہے "قُلْ ھٰذِہٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ , عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ ,وَ سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ کہدو (اے محمدؐ) یہ میرا راستہ ہے بلاتا ہوں جس پر بصیرت کی بنیاد (دیدار) پر میںؐ اور میرا تابعؓ اور اللہ پاک ہے (کسی قسم کے شرک اور آمزش سے) اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔اتنا سب کچھ اللہ نے سمجھانے کے بعد اس بات کا خلاصہ بھی کر دیا کہ کسی پر کوئی زبردستی نہیں وہ چاہے حق کو تسلیم کر کے مومن بنے یا ناحق پر جما رہے اور کفر وشرک میں مبتلا رہے۔ لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ , قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْ بِاللّٰہِ

فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی لَا انْفِصَا مَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۔بقرہ ۲۵۶۔دین کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں ہے حق بات کو ناحق سے الگ چھانٹ دیا گیا ہے اور جو کوئی طاغوت (نفس یا شیطان) کا انکار کر کے اللہ پر (مکمل) ایمان لایا اُس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا' جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں' اور اللہ (جس کا سہارا اس نے تھاما ہے) وہ سب کچھ جاننے والا اور سننے والا ہے۔

غیر مہدویوں کے اور خود مہدویوں کے ذہن میں یہ خیال ضرور آتا ہوگا کہ مذہبی و اعتقادی اعتبار سے مہدویت ہے کیا؟ اس کا جواب اگر ہم اپنی عقل خیال کے مطابق جاننے کی کوشش کریں گے تو ضرور اُلجھنوں کا شکار ہونگے۔اس لئے بہتر ہے کے قرآن وسنت رسول ﷺ سے اس کا جواب تلاش کیا جائے۔اللہ کے رسول ﷺ نے مہدی کو اللہ کا خلیفہ کہا ہے اور اللہ تعالی نے مہدی کو رسول اللہ کا تابع اور وارث قرآن کہا ہے۔اس لحاظ سے مہدی مذہبی اعتبار سے خلافتہ اللہ کی آخری کڑی ہیں اور نہ وہ حنفی ہیں نہ شافعی نہ مالکی نہ حنبلی' کیونکہ حیات نبویؐ میں مذہب کا معنی صرف قرآن اور سنت رسول تھا۔بعد میں لوگوں نے جب قرآن و احادیث میں قیل وقال اور دخل اندازی اور غلط بیانی شروع کی تو آیمہ اربعہ رحم اللہ نے لوگوں کی اصلاح کے لئے قرآن اور احادیث کی بنیاد پر مسایل کا حل پیش کیا تا کہ غلط فہمیاں اور غلط طریقے نہ رائج ہو جائیں۔یہ کام نبی کریمؐ کے دنیا سے پردہ فرمانے اور صحابہؓ کے گروہ کے ختم ہو جانے کے فوراً بعد شروع ہو گیا۔امام اعظم ابوحنیفہؒ امام مالکؒ نے اس میں پہیل کی اور لوگوں کے اصلاح کے لئے آسان طریقے سے مذہب کے اُصول وضوابط پیش کے'ان کے بعد امام شافعی امام احمد بن حنبل نے بھی یہی کام کیا'ان کے درمیان بنیادی مسایل میں اختلاف نہیں تھا فروعی مسایل میں اختلاف تھا'بعد میں جیسے جیسے اسلام میں گروہ فرقے علما صوفیا کے طبقے بنے انہوں نے نئی نئی جدتیں اور بدعتیں پیدا کر دیں'پھر نویں صدی ہجری کے بعد مسلمانوں میں بے شمار فرقے جماعتیں اور گروہ پیدا ہوتے چلے گے جیسے وہابی' دیوبندی' تبلیغی' اہل حدیث' اہل قرآن' جماعت اسلامی' صلافی وغیرہ۔جیسے کہا مہدویت خلیفتہ اللہ نے پیش کی اس لئے اس کا تعلق کسی مسلک یا جماعت فرقہ سے نہیں ہے بلکہ یہ مہدی موعود آخرالزماں کی قوم ہے۔جوعین اہل سنت الجماعت کے طریق پر ہے' سنت الجماعت اس طبقہ کو کہتے ہیں جو شیعہ سے علاحدہ چاروں خلفائے راشدہ کے معتقدین اور صحابہؓ اور سواد اعظم یعنی ختم نبوت کے اُصولوں پر چلنے والے۔مہدویت میں جہاں کہیں قرآن کے بنیادی کلام سے اعراض ہوا یا احادیث وسنت رسول ﷺ میں دخل اندازی یا اپنی رائے کو فوقیت دی

گئی اسے مہدویت میں رد مانا گیا۔اور اسی بات کی تاکید مہدیؑ موعودؑ نے کی کہ ''بندہ کسی مذہب (مسلک) کا پابند نہیں ہے'' کیونکہ ایک معصوم خلیفۃ اللہ غیر معصوم علماء کے اُصولوں کو ماننا خلافۃ اللہ کے منصب کے خلاف بات ہے۔اور مہدویت نہ حنفی نہ شافعی نہ مالکی نہ ہی حنبلی مسلک سے وابستہ ہے نہ اس کا ان سے تعلق ہے البتہ جو مسلہ ان چاروں اماموں کے پاس اظلیت میں ہے اسے مہدویہ نے قبول کیا اور جس میں رخصت ہے اسے چھوڑ دیا ہے۔اور مہدویہ مسلک ''احسان'' کا مذہب ہے'معرفت الٰہی قربت الٰہی کے درجات کو حاصل کرنے کا مذہب۔ دینی اصطلاح میں **رخصت** اس کو کہتے ہیں کہ کسی دینی معاملہ یا عمل میں غیر ضروری نرمی پیدا کر دینا' ایسی آسانی پیدا کرنا کہ جس سے دین وایمان میں کمی واقع ہونے کا اندیشہ ہو یا یقین غیر محکم ہو جائے' یا عمل میں کاہلی وسستی پیدا ہو۔آیمہ نے مسایل کا حل حجت دلیل سے بتایا' اور جسے جو اچھا سمجھا اسے بیان کیا۔مہدویہ مذہب حق کی ہدایت رہنمائی' راہ معرفت اور سلوک واحسان کا مذہب ہے۔جس میں مسلکے مسایل میں اُلجھنے بحث ومباحثہ کرنے مناظرہ ومقابلہ کرنے کے بجائے قرآن وسنت رسول پر پابندی اور اخلاص سے عمل کرنے کی تعلیم ہے۔اللہ کے رسول ﷺ نے لیلۃ القدر کے متعلق خبر تو دے دی مگر اس کا تعین نہیں کیا' اور تعین مہدی نے کیا۔معراج کی حقیقت اللہ کے رسول ﷺ نے بتا تو دی مگر اہل شوق وطلب کو خدا کو پانے حاصل کرنے اور دیکھنے کے احوال تو بتا دئے لیکن طریقہ وتعلیم مہدی کے ذریعہ بتائی گئی ''طلب دیدار'' کے ذریعہ۔حضرت موسیٰؑ کے بچپن میں منہ میں انگارہ رکھ لینے سے زبان میں لکنت (توتلہ پن) آ گیا تھا اس لے جب اللہ نے موسیٰؑ کو فرعون کے دربار میں جانے کو کہا تو آپؑ نے اپنے بھائی ہارونؑ کو ساتھ لے جانے کی اجازت مانگی اللہ نے دے دی' تا کہ صفائی سے گفتگو ہو۔حضرت ابراہیم کو خواب میں اسماعیل کی قربانی کا حکم دیا تو شیطان کے بہکانے پر حضرت اسماعیل نے پوچھ لیا تو حضرت ابراہیمؑ نے اللہ کا حکم بتایا تو خوشی سے اسماعیلؑ راضی ہو گئے اور جب بی بی حاجرہ کو ابراہیمؑ مکہ کے بے آب وگیا صحرا میں چھوڑ کر جا رہے تھے تو بی بی حاجرہ کے استفسار پر ابراہیمؑ نے اللہ کا حکم سنایا تو بی بی نے کہا کہ اللہ کا حکم ہے تو چھوڑ جائے' اللہ ہمیں ضایع نہیں کریگا۔مہدی کا تعین لیلۃ القدر کرنا یا دیدار کی طلب کو فرض قرار دینا یا اللہ کے حکم سے قرآن سے اپنا دعویٰ پیش کرنا' اللہ کے اختیارات ہیں جس پر اللہ کے نبی رسول خلیفہ بھروسہ کرتے ہیں۔یہ ایسا ہے کہ جیسے حضرت آدمؑ سے خاتم الانبیا رسول نبی کریم ﷺ وحدت۔کفر۔شرک۔الحاد میں تمیز کرنے کی تعلیم ہر رسول نبی پیغمبر نے دی مگر مکمل طور پر اسے خاتم الانبیا ﷺ کی شریعت میں قران وسنت رسول ﷺ کے

ذریعہ بتایا گیا' اسے اس طرح بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ آدمؑ سے حضورؐ تک بے شمار انبیا مرسلین اصلاح وتبلیغ کی تعلیم دیتے رہے انہیں صحیفے کتابیں نازل کی گئیں' اگر ان کے احکام کو جاننا معلوم کرنا ہوتو ہزاروں لاکھوں کتابوں کی جلدوں رکھنا پڑھنا سمجھنا پڑے گا' بجائے اس کے آخری اُمت کو سمجھانے کے لئے ان تمام نازل کردہ کتابوں صحیفوں نبیوں کے احکام واعمال کو قرآن میں جمع کر دیا گیا' اور سنت رسولؐ کے ذریعہ ان کو جاننے ور سمجھنے کا طریقہ بتا دیا گیا کہ بندے نصیحت حاصل کر لیں' اس طرح قرآن مجید تمام سابقہ کتابوں صحیفوں اور انبیا مرسلین کے احکام کا نچوڑ ہے مغز ہے۔ اسی طرح تعلیمات فرایض ولایت قرآن کا نچوڑ ہیں۔ مگر فرق صرف اتنا ہے کہ ان تعلیمات کا حصول مخصوص لوگ ہی حاصل کر پائیں گے جو اللہ کے مخلص بندے ہونگے۔ اسی لئے انہیں مخصوصہ اور مقیدہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ پوری طرح شریعت کی پابندی یا قیود کے ساتھ اسے حاصل کرنا ہوگا۔ کیونکہ یہ اعمال مخلص بندوں کے لئے ہیں جو اسے حاصل کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں' کیونکہ ہر کسی میں ہر بات کو قبول کرنے کی قابلیت نہیں ہوتی۔ اسی لئے دُنیا میں قبایلی وگروہی نظام پر عمل روز ازل سے رہا ہے۔ مہدویہ معاشرے میں بھی یہ نظام روبہ عمل رہا پہلے دایرے کے حدود کے طور پر۔

پچھلے سو' سوا سو برسوں میں جب سے مہدویہ میں اصلاح وتبلیغ ختم کر دی گی اور ذاتی وخاندانی مقام اور وراثت پر سارا زور لگا دیا' اس طرح دوسروں کو مہدویت سے کیا آشنا کرتے مہدویوں کو اور اپنی اولا دوں کو مہدویت سے لاعلمی بے چینی اور انتشار میں مبتلاء کر دیا' نئ مہدویہ آبادیوں میں وہی خاندانی اور وراثتی نظام رائج ہے اس طرح مہدویت سکھڑتی چلی گی' نئ مہدویہ آبادیاں کیا بستیں بلکہ مسندنشینوں کی آبادیاں بڑھتی چلی گئیں۔ دین ومذہب بڑھنے کے بجائے مُسندنشیں بڑھتے چلے گئے انہیں کہیں تو ایڈجسٹ اور فٹ کرنا تھا جہاں جگہ ملی ٹھونس دیا' ظاہر ہے علم اور سہی تربیت نہ ہونے کی وجہ سے وہ خوب من گھڑت باتیں پھیلا کر اپنا مقام ومرتبہ کا دبدبہ بنائے رکھنا چاہتے ہیں۔ اور چونکہ ان کی زندگی کا ایک طویل حصہ لاعلمی اور بے عملی میں گزر جاتا ہے اور وہ دنیاوی علوم میں بھی کامیاب نہیں ہو پاتے ان کے لاشعور میں یہ بات بیٹھ جاتی ہے کہ کچھ نہیں تو وراثت تو ہے نا۔ اور زندگی گزارنے نئ راہیں تلاش کرنے کے لئے غیر مہدویہ طریقوں کا آزمانا ان کی مجبوری بن جاتی ہے جو مہدویہ مذہب اور معاشرے کے لئے زہر قاتل بن جاتی ہے۔ اس کے لئے بلا جھجک چندا دھندا اور مذہبی غبن کے واقعات ہوجاتے ہیں اور خاندانی پوزشن حاصل کرنے کے لئے آے دن کی رسہ کشی دیکھنے میں آتی

ہے۔چاہے کوئی بھی جب سرپرست اپنی ذمہ داری نہیں نبھاپاتا تو اس کاخمیازہ اولاد کوبھگتناپڑتا ہے۔اس طرح نہ مسند کاوقار باقی رہتا ہے نہ دایرے کی زندگی۔

اسلام میں تقوی کے بغیر ھدایت کا کوئی تصور نہیں ہے۔حضورﷺ نبوت سے پہلے ہی متقی اور پرہیز گار تھے اور متوکل بھی اس کے بعد ہی آپ کو نبوت پر فایز کیا گیا اور اس کا نتیجہ اور اثر بھی مثبت ہوا۔یہی صفت تمام انبیاء کی میراث رہی ہے۔حضرت ابراہیمؑ پہلے متقی وپرہیز گار تھے اور انہیں اللہ پر پورا توکل اور بھروسہ تھا'اسی لئے نمرود سے ٹکرائے'اوراس کے بتوں کو توڑ دیا اور آگ میں گرایا جانا گوارہ کرلیا۔حضرت موسیٰؑ نے فرعون کے محلات عیش وعشرت کی زندگی کو چھوڑ کر تقوی اختیار کیا اللہ پر توکل اور بھروسہ کیا'صحرائے سینا میں اکیلے چل پڑے خود کو خدا کے حوالے کرکے' آخر کار حضرت شعیبؑ کے قبیلے میں پہنچ گئے۔وہاں سے دوبارہ فرعون سے ٹکرانے دربار میں حاضر ہوئے بے خوف ہوکر۔حضرت مہدی موعودؑ کے والد محترم امیر سید عبداللہ حکومت میں امیر کے عہدے پر فایز تھے عیش وعشرت'مہدی ہونے سے پہلے گھر میں تھی اور آپؑ کے بھائی امیر سید احمد بھی امیر تھے حکومت میں اگر چاہتے تو آپؑ بھی کوئی عہدہ پا لیتے'مگر جب بارہ برس کی عمر میں حضرت خضرؑ کے توسط سے آپؑ کو بتایا گیا کہ ھدایت کے لئے چن لیا گیا ہے اور امانت رسول کا حق ادا کرنا ہے تو آپؑ خاموشی سے اس وقت کا انتظار کرنے لگے اٹھایئس برس میں جذبہ حق لاحق ہوا چالیس برس کی عمر میں افاقہ ہوا تو ہجرت اختیار کی امارت حکومت جاہ وحشمت کو ٹھکرا کر تمام آلام ومصایب کو اپنا لیا سفری پریشانیوں کو خندہ پیشانی سے استقبال کیا تمام رکاوٹوں مخالفتوں کے باوجود اُمت مسلمہ کی ھدایت اصلاح وتبلیغ تعلیم وتربیت میں مشغول رہے۔دعوی مکہ کے بعد تو اس میں حد درجہ اضافہ ہوگیا'مگر تادم حیات اپنے مقصد میں منہمک رہے۔اس طرح امارت حکومت عیش وعشرت چھوڑ کر تقوی وتوکل اختیار کیا۔ہجرت ہند کے ۱۳ تیرہ برسوں میں مہدی موعودؑ اور صحابہؓ مہاجرین کی زندگیوں میں تنگی عسرت فقر وفاقہ کے اتنے زیادہ واقعات بیان نہیں ہیں'اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ارض ہند میں معتقدین سے فتوح آیا کرتی تھی مگر تعین اور مقررہ فتوح لینے سے آپ کا شروع سے انکار رہا'البتہ مکہ مکرمہ میں دعوی مہدی کے بالکل بعد سے فقر وفاقہ میں اضافہ ہوگیا ایک تو عرب ایک غیر مانوس ملک تھا دوسرا کچھ مخالفت بھی تھی یہی وجہ ہے کہ بہت سارے مہاجر فقراء صحابہؓ کی مکہ مکرمہ میں فاقوں سے موت واقع ہوگئی۔واپس ہندوستان آنے کے بعد فقر وفاقہ مہدویہ دایروں کی پہچان ہی بن گئی۔اس کی کئی وجوہات سمجھ میں

آتی ہیں ایک مخالفت واخراج' دوسری تقوی توکل میں انتہاء درجہ کی احتیاط' تیسرا راہ ہجرت کا وہ علاقہ جو سندھ میں ہے جہاں محدود آبادیاں صحرا کے لق دق ویرانے اور سفر ہجرت کا مسلسل ہونا' علاقہ قندہار اور فراہ میں پہلے مخالفت تھی بعد میں مصدقین کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور کچھ فتوح عوام سے کچھ حکمرانوں کی طرف سے آنے لگی۔ مگر دور نبوت میں معاملہ کچھ الگ لگتا ہے مدینہ منورہ میں حضورﷺ اور صحابہؓ کا کوئی ذریعہ معاش نہیں تھا اور نہ ہی ملکیت اور انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف سے جو کچھ عطیات ہوتے وہی گزر معاش تھا جنگ خندق کے بعد کچھ حالات بدلے نظر آتے ہیں جب مال غنیمت میں اضافہ ہوا اور کچھ صحابہؓ نے تجارت بھی شروع کر لی' اور معرکہ خیبر جیسے مدینے کے اطراف کے معرکوں میں بہت سارے باغات اسباب مال غنیمت میں آئے تھے جو یہود و نصاری چھوڑ گے تھے ان سے کچھ راحت و فراغت ہوئی ہوگی۔

نفس اور نفسانیت

انسان کی تشکیل مادہ جسم کے علاوہ دو اجزاء سے ہوئی ہے ایک روح جس کا علم نہیں ہے دوسرا نفس۔ نفس کے متعلق دین و مذہب کے ابواب میں ایک غیر محسوس نفرت کے بیانوں میں ہوتا' جیسے خواہشات نفسانی' گناہ پر اُکسانے والی کیفیت یا طبیعت' عیش و عشرت' سانس یا دم' ٹھنڈی سانس یا سرد آہ' اس طرح کی معنی ہیں۔ اس کے علاوہ قرآن میں یَآ اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیۡ ۔ اے روح مطمئن لوٹ چل اپنے رب کی طرف وہ تجھ سے راضی اور تو اس سے راضی (فجر ۲۷) آیا ہے مطلب ہوا نفس کا ایک ایسا مقام بھی آتا ہے جہاں اس نفس سے اللہ راضی ہو جاتا ہے بندے کی رضاجوئی کی کوششوں سے اسے **نفس مطمئنہ** کہتے ہیں۔ حالانکہ یہ شیطانی صفات ہیں جسے اللہ نے ابلیس کی درخواست پر اسے انسان کی رگ و پے اور خون میں گردش کرنے کی اجازت دی اور کہا تھا کہ جو میرے خاص بندے ہیں وہ تیرے بہکاوے میں نہیں آئیں گے' یہی نفس یا شیطانی کیفیت یا طبیعت انسان کو برائی پر آمادہ کرتی رہتی ہے مگر خدا کے مخلص بندوں پر اس کا اثر نہیں ہوتا' باوجود اس کے یہ انسان کو بہکاتا ورغلاتا رہتا گناہ کی ترغیب دیتا ہے جسے **نفس امّارہ** کہا گیا ہے۔ یہ تمام اللہ تعالی طرف سے بندوں کی آزمائش کے لئے کیا گیا ہے کہ بندہ برائیوں کے سکت ہوتے ہوئے بھی اللہ کے لئے ان پر عمل نہیں کرتا اور برائیوں پر آمادہ نہیں ہوتا اگر کسی وجہ سے لغزش ہو بھی جائے تو اپنے گناہ پر نادم ہو کر آئندہ ان سے پرہیز

کرے اور خود کی مذمت اور لعنت ملامت کرتا ہے' اسے **نفس لوامہ** کہتے ہیں۔ انسان بغیر نفس کی آزمائشوں کے بندگی کے معیار پر کھرا نہیں اُتر سکتا۔ اللہ نے بندے کی آزمائش کے لئے اس میں روح بھی پھونکی اور نفس کے داخلے کی اجازت بھی دی۔ دنیا میں انسان کا پیدا ہونا حیات کے تقاضے پورے کرنا اسی کے ساتھ خدا کی ربوبیت کا اقرار اور تقوی پرہیز گاری سے دنیا میں زندگی گزارنا اللہ کی عظمت بزرگی کا اعتراف کرنا اس کے خالق و مالک ہونے اور تمام مخلوقات حاضرات موجودات کا خالق ہونے کے اعتراف میں اس کی عبادت بندگی کرنا ہی آزمائش ہے۔ اس لئے خلقت کی بندگی کے بجائے جو دنیا متاع دنیا اسباب دنیا سے نہیں بلکہ اللہ سے محبت کرنا بندگی کا حقیقی مقصد ہے۔ اللہ نے نیکی بدی۔ روح نفس۔ اندھیرا اُجالا۔ سرد گرم۔ فنا و بقا۔ ایمان کفر و شرک۔ جنت جہنم۔ نر و مادہ۔ کے ضدین پیدا کئے ہیں' ان کے بغیر کوئی بھی تخلیق مکمل نہیں ہے۔ جیسے برقی قوت یا بجلی میں پازیٹیو اور نیگیٹیو کے بغیر کارگر نہیں۔ یہ بتانا مقصود ہے کہ نور ن اعلی نور ہی سرچشمہ وجود ہے اسی سے تمام انوار و ظلمات کا وجود ہے۔ کُل ملا کر انسان کی زندگی کو قایم رکھنے والی سانسوں طبیعت خواہش کو نفس کہتے ہیں۔ نفس حیات کی بالیدگی کا ذریعہ ہے جبکہ روح تحریک فہم و ادراک' سمجھ **عقل علم** ہے۔ اس طرح روح اور نفس کے امتزاج سے جو وجود تخلیق ہوا وہ انسان ہے۔ نفس جسم میں حرارت گرمی خون کی روانی اور جسمانی حیات کے سلسلے کو جاری رکھنے کا سبب ہے' جبکہ روح اس کی رہنمائی قلب و نظر کو تابع رکھتی ہے۔ جب یہ دونوں الگ الگ اور مختلف سمت میں چلتے ہیں تو فتنہ و فساد پیدا ہوتا ہے جو **نفس امّارہ** ہے جب ایک دوسرے کے ساتھ ہوتے ہیں تو بندگی کے اعلی مقامات کی طرف پرواز کر جاتے ہیں تو یہ **نفس مطمئنہ** بن جاتے ہیں' اور یہ نفس اللہ کی اطاعت بندگی معرفت الٰہی اور قربت الٰہی کی طرف لے جاتا ہے۔

نفس کی مثال پالتو کتے کی طرح ہے اگر اعلی نسل کا ہے خوشنما خوبصورت ہے تربیت یافتہ ہے تو آپ کا وفادار بھی ہوگا آپ کے گھر آنگن میں ساتھ ساتھ مددگار بھی آپ کی چوما چاٹی بھی کریگا اس کی وجہ سے لوگ آپ کو آفریں تحسیں کی نگاہوں سے دیکھیں گے کہ کیسا اچھا جانور پالا ہے۔ اگر اعلی نسل کا نہیں ہے تو زبردستیر کھوالی کے لئے اُسے گھر کے باہر رکھیں گے جو ہر کسی کو آنے جانے والے کو اور خود آپ کو بھونکتا کاٹتا اور آوارہ گردی کرتا رہے گا جس سے مجبوری میں' رکھا تو جاتا ہے مگر نفرت کے ساتھ کیونکہ ہم اس سے تنگ ہونگے آنے جانے والے اور پڑوسی بھی۔ اگر نفس میں ظرف ہے تو وہ دنیا اور دین میں آپ کا مددگار اور خدا کا وفادار

بنائے گا‘ اگر کم ظرف ہے بے قابو ہوگا اور دنیا میں ہماری سکی شرمندگی کا باعث تو ہوگا‘ خدا کی جناب میں بھی ہمیں شرمندہ ورسوا کرے گا۔

قرآن مجید کو غیر عربی یا عجمی لوگ بغیر لغات صرف ونحو کے قاعدوں کے نہیں پڑھ اور سمجھ سکتے۔ ان میں تجوید ایک ایسا قاعدہ ہے جو زبان عربی کو کیسے بولنا کہاں بولنا کب بولنا‘ بولنا تو کتنا لب ولہجہ کیسے ہونا سکھاتا ہے۔ مگر ! آج کل اِنہیں قاعدوں اُصولوں کو کلام اللہ کا بیان اور ضرورت سمجھ لیا گیا ہے جو کلام اللہ کے بیان کے روح کے منافی ہے جو بالکل غلط طریقہ ہے۔ جبکہ قرآن بندوں کو نصیحت عبادت اطاعت تہذیب تمدن وقار اور بندگی اور خدائی شریعت اور قانون سکھانے سمجھانے بندوں کو انسان بنانے کے لئے ہے۔ آدمی ہونا دوسرے حیوانات کی طرح ہونا ہے جبکہ انسان ہونا مہذب اور شرف مخلوق ہونا ہے‘ کیونکہ دوسرے حیوانات میں تہذیب ترتیب علم اور سمجھ نہیں ہوتی۔ قرآن کا بیان بین البر اعظمی ہی نہیں بین الکائناتی ہے‘ جو فرشتوں ملایکہ اور دوسری مخلوق میں انسان کے مرتبہ ومقام کو دکھاتا ہے۔ یہ اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ قرآن میں کئی آیات الفاظ کلمات اور حروف ایسے ہیں جو خلایق خصوصًا ملایکہ میں انسان کے شرف کو مرتبہ عطا کرتے ہیں۔ اگر قرآن کو سمجھنا ہے تو کلام اللہ معنی اللہ کیا کہہ رہا ہے اُس کو سمجھنا اور جاننا ضروری ہے اور وہ ہے خالق کی اطاعت عبادت بندگی۔ مگر ہم سبھی نے اسے دلیل حجت مباحث مناظرہ مباہلہ میں اُلجھا کر ایک عام کتاب اور علم کا ذریعہ بنا تو لیا مگر اب ذریعہ معاش بھی بنا لیا ہے اور یہ موجب قہر وعذاب ہے‘ مثلاً ہم نے کلام کو صرف بیان وکلام کے قاعدے میں محدود کر دیا ہے۔ جبکہ اللہ تعالی نے قرآن کو سمجھنے کے لئے قرآن کو ہی طریقہ علم بنایا ہے معنی اس میں جہاں اطاعت عبادت بندگی احکام بیان اسماالحسنی کی صفات اللہ کی حمد وثناء کبریائی ربوبیت کا بیان ہے وہیں پر انبیاء مرسلین کے حالات واقعات قوموں کی اطاعت نافرمانی حکم عدولی کفر وشرک بت پرستی نافرمانی حجت ضد بحثی مغرور متکبر نفرمان حکمران عوام بادشاہ رعایا کا بھگوان بن جانا بنا دیا جانا کے واقعات رسم وبدعت وعادت واعمال خبیثہ بدکرداری گناہ لہولعب عیش وعشرت کے واقعات اور قصص کے بیانات سے ہمیں مطلع کیا ہے۔ قرآن میں بندوں انسانوں بدکرداری گناہ کے احوال سمجھانے کے لئے مکڑی چیونٹی جانور شیطان ابلیس جن جادو سحر جنت جہنم چاند ستارے معجزات خرق العادات جنگ وجدل امن وسکون معاہدے معاشرہ معانقہ علم جہالت انسان کا بے وقعت ہونا جیسے سبھی قسم کے بیانات کو اس میں شامل کیا ہے تا کہ آدمی ایک مکمل انسان بنے۔ مہدی موعودؑ نے فرمایا کہ: ’’

بھایو قصہ کہانیوں سے خدا کو نہیں پا سکتے عمل کرو"۔اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ کہ انسان تاریخ اور واقعات کے علوم سے بے بہرہ ہو کر اُصول و قاعدہ کا پابند ہو جائے بلکہ اس کا مطلب قصہ گوئی کہانیاں دیو مالائی افسانے جھوٹے من گھڑت واقعات بیان کرنا انہیں اپنانا نہیں ہے بلکہ عمل کرنا ہے صرف عمل' جو قرآن میں مثال علم منطق اور دلیل سے سمجھایا ہے واقعات اور قصص کے ذریعہ' اگر ایسا نہیں تھا تو آپؑ یہ نہ فرماتے کہ "مذہب ما کتاب اللہ و اتباع سنت رسول اللہؐ"۔اللہ کے رسول ﷺ اور خلیفۃ اللہ کے درجات مقامات اور تصرفات کو ہر کوئی نہیں سمجھ سکتا 'نہ اُن تک پہنچ سکتا ہے۔ہم جب عام انسانوں سے ہم کلام ہیں تو ہمارا کلام و بیان بھی عام لب و لہجہ کا ہونا ہے مگر اتنا بھی سطحی نہیں کہ بدگوئی اور قصہ گوئی کا گمان ہو۔اس لئے کہا گیا کہ **کلمو الناس فقد عقو لھم** لوگوں کی عقلوں کے مطابق کلام کیا کرو یا بات کیا کرو۔قرآن کے نزول کی عظمت کو اللہ نے اس آیت میں بتا اور سمجھا دیا ہے لَوْ اَنْزَ لْنَا ھٰذَا الْقُرْ 'انَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَ اَیْتَہٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ ۔اگر ہم نے یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتار دیا ہوتا تو تم دیکھتے کہ وہ اللہ کی ہیبت (خوف) سے ریزہ ریزہ ہو جاتا (پھٹا پڑتا)۔حشر ۲۱۔قرآن مجید اللہ کی معرفت قربت اور محبت حاصل کرنے کے لئے نازل ہوا ہے۔فرض کیجیے کہ ایک شخص گونگا بہرہ ہے اسے بتانے سمجھانے کے لئے ہم اشاروں کی زبان استعمال کرتے ہیں اشارہ کنایہ کرتے ہیں اسی طرح کوئی عربی نہیں جانتا اردو فارسی نہیں جانتا تو اسے سمجھانے کے لئے قاعدے ہیں نہ کہ اللہ کی قربت کے لئے قاعدے قانون اُصول وضوابط میں اُلجھے رہیں عمل چھوڑ کر اور اصل مقصد کو سمجھنا چھوڑ کر انہیں قواعد پر اڑے رہیں۔دنیا میں لسانیت اور زبانوں کے علاوہ بھی اشاروں کنایوں کی زبانیں ہیں جیسے بریل Braille جو اندھوں کو سمجھانے کے لئے کاغذ پر ابھرے نقطوں میں منضبط کیا جاتا ہے اسی طرح گونگے بہروں کی زبان اشارہ Sign language ہے جو انگلیوں ہاتھوں اور حرکتوں سے سمجھائی جاتی ہے۔اسی طرح لغات صرف نحو کے قاعدے ہیں مگر وہ مکمل علم نہیں ہے۔علم احکام الٰہی معرفت الٰہی روایات اور قصص سے تمثیل بیان کرنا ہے جو قرآن کا طریقہ ہے۔

مہدئ موعودؑ نے فرمایا کہ قرآن مجید میں کوئی آیت منسوخ نہیں ہے'اور قرآن میں تکرار' جملۂ معترضہ اور حرف زاید بھی نہیں ہے۔(۹۷ نقلیات بندگی میاں عبدالرشیدؒ)۔یعنی قرآن بالکل مربوط ہے۔اس کے تناظر میں اگر قرآن میں غور کریں تو بہت ساری حقیقتیں روشنی کی طرح صاف ہوتی دکھائی دیتی ہیں۔اس لئے

ہم یہاں ان پانچ سورتوں میں غور کرتے ہیں تا کہ ہمارے سامنے ایک واضح تصویر اُبھر کر آئے۔سورہ انعام ۔سورہ یوسف۔سورہ الرعد۔سورہ ابراہیم۔سورہ بنی اسرائیل۔سورہ ابراہیم کی پہلی آیت الٓرٰ قف کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْکَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ لا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰی" صِرَاطِ "الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ۔الف لام را۔یہ کتاب ہم نے تمہاری طرف اتاری ہے تا کہ **تم لوگوں کو نکالوان کے رب کے حکم سے اندھیروں سے نور کی طرف' غالب اور تعریف کے قابل اللہ کے "راستے" کی طرف۔** الْحَمِیْدِ معنی ستودہ صفات مستحق حمد 'تعریف کے قابل حَمْدٌ بروزن فَعِیْلٌ صفتِ مشبہ کا صیغہ بہ معنی مفعول **محمود** ہے۔اس کے بعد ۳ تیسری آیت میں بتایا گیا کہ "جو دنیا کی زندگی کو پسند کرتے ہیں آخرت پر۔اور اللہ کے راستے سے روکتے ہیں اور اس میں کجی ڈھونڈتے ہیں' یہی لوگ گمراہی میں دور (گھرے ہوئے) ہیں۔۴ چوتھی آیت :"اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس کی قوم کی زبان میں تا کہ وہ ان کے لئے (اللہ کے احکام) کھول کر بیان کردے.........آیت ۵ پانچ اور البتہ ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالیں اور انہیں اللہ کے عظیم واقعات کے دن یاد دلائیں بے شک اس میں ہر انتہائی صبر کرنے والے شکر گزار کے لئے نشانیاں ہیں ۔یہاں چار باتیں ان آیات میں معلوم ہورہی ہیں۔ا۔اندھیرے سے نور کے راستے کی طرف بندوں کو نکالنا'۲۔اس حمید یا محمود کے مقام کی طرف'اور اس راستے پر دنیا کی زندگی کو پسند کرنے آخرت کو پسند نہیں کرنے والے نہ خود چلتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی روکتے ہیں'اور اس نور کے راستے کی طرف لے جانے کا پیغام اللہ نے صرف عربی میں نہیں دوسری عجمی زبانوں کے رسول نبی اور اللہ خلیفوں کو دیا ان کی اپنی زبان میں جیسے موسیٰ ان کی زبان میں نشانیوں کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اپنی قوم (بنی اسرائیل کو) ان کی زبان (عبرانی ؟) میں بتائیں کے روشنی یا نور کی طرف چلو اندھیروں سے نکل کر کہ ان اللہ کی نشانیوں کو دیکھ کر عبرت حاصل کرتے ہوئے صبر کے ساتھ شکر گزاری کرتے ہوئے۔سورہ ابراہیم سے پہلے جو سورۃ ہے وہ سورہ رعد ہے کہ جس میں کسی نبی رسول پیغمبر کا واقعہ قصہ یا احکام بیان نہیں ہیں اللہ کی نشانیوں اللہ کی عظمت برتری بزرگی کا بیان ہے۔اس سے پہلے سورہ یوسف کی ۱۰۸ آیت میں رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا ہے کہ کہدو (لوگوں سے) کہ یہ آپ کا راستہ بصیرت (روشنی نور نظر بینائی) پر چلنا اور اس پر بلانا اور آپ کا تابع (مہدیؑ) بھی اسی راستے پر بلائے گا۔یہاں اس آیت میں سَبِیْلِی کالفظ آیا ہے اور سورہ ابراہیم میں صِرَاط کالفظ آیا ہے دونوں کے معنی ایک ہی ہیں مگر سَبِیْلِی طریقہ

اور صِــــرَاط   عملی راستہ کو کہتے ہیں۔مگر یہاں دونوں معنی اگر دیکھے جائیں تو راستہ یا طریقہ ہی لیا جاے گا۔اس کے علاوہ حضرت ابراہیم سے کہا جار ہا ہے کہ روشنی اور نور کی طرف بلاؤ۔حضرت موسیٰ سے کہا جار ہا روشنی اور نور کی طرف بلاؤ اللہ کی قدرت کی نشانیاں دکھا کرتا کہ وہ صبر وشکر سے اللہ کی نشانیوں کا مشاہدہ کریں ۔اور حضورﷺ سے کہا جار ہا کہ آپ بھی بصیرت (روشنی۔نور) کی طرف بلاو اور آپ گا تابع (مہدیؑ) بھی بلاے گا۔اور اس کی منزل مقام محمود ہے جہاں پر اللہ کے حبیبﷺ گئے تھے اور آپ گو دیدار سے مشرف کرایا گیا تھا۔اور اسی بات کو سورہ بنی اسرائیل میں بتایا گیا کہ''اے محمدؐ نماز تہجد ادا کریں تا کہ آپ کا رب آپ گو مقام محمود پر بلاے اور اللہ کے رسولؐ نے نماز کو معراج المومنین کہا ہے' یہ ایک واضح اشارہ ہے اور حدیث احسان بھی یہی کہتی ہے کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کر کہ گویا اُسے دیکھ رہا ہے اور للہ کہتا ہے تم جہاں کہیں وہ (اللہ) تمہارے ساتھ ہے یہاں ''جہاں کہیں ہو'' پرخصوصی غور کی ضرورت ہے اندھیرا اُجالا زمین آسمان وقت گھڑی لمحہ کی قید نہیں ہے یہ ایسی قربت ہے اور اس میں مسلمان مومن یہودی عیسائ کافر مشرک کی شرط نہیں ہے مگر اُصولاً بات یہ ہوگی کہ پہلے اس کے علم غیب کا اقرار ضروری ہے ورنہ یہ موجودگی کو ہر کوئ محسوس نہیں کر سکتا حتی کے مسلمان بھی صرف مومن اور محسن اس کے متحمل ہونگے۔اور اس راستے پرصرف مومن ہی چلیں گے انکار کرنے والے حکم کی سرتابی کرنے والے اس میں قیل وقال اور حجت کریں گے'ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیں۔تاریکی شرک وکفر تو ہے ہی لیکن نور کی خواہش صرف اللہ کے مخصوص بندے ہی کرتے ہیں' سبھی میں اس کی استطاعت نہیں ہوتی۔اس طرح ہر نبی کو یہ پیغام دیا گیا جب ان کی قوموں نے اس کو نظر انداز کیا تو خاتم الانبیاﷺ کو بلا کر معراج میں اس نور اور روشنی کا سفر بھی کرایا اور دیدار سے بھی سرفراز کیا اور انکے تابع مہدی موعود آخرالزماں کے ذریعہ اس دیدار کے طلب کی دعوت عام دی گئی۔جب اس کی توجیہات پرغور کرتے ہیں فہم وادراک سے تو یہ باتیں معلوم ہوتی ہیں۔سورہ یوسف میں ہی بصیرت یا دیدار کی دعوت کی بات بتائ گئی ہے۔اس سورۃ کو پڑھنے سے جو باتیں معلوم ہوتی ہیں وہ یہ کہ۔اس کی ۴۔چوتھی آیت میں حضرت یوسفؑ کے خواب کا بیان ہے جس میں انہیں گیارہ ستارے اور چاند کے سجدہ کرنے کا کا ذکر ہے۔۴۲۔بیالیسویں آیت میں دوسرا خواب ہے کہ جس میں یوسفؑ کے زندان یعنی قید خانے کے ساتھیوں کا ذکر ہے کہ جس میں ایک قیدی کے خواب کی تعبیر قید سے رہائ اور دوسرے قیدی کی سولی پر لٹکاۓ جانے حضرت یوسفؑ نے بیان کی جو پوری ہوئ۔اس کے بعد تیسرا خواب جس کا ذکر ۴۳۔ترتالیسویں

آیت میں ہے کہ عزیز مصر کو خواب میں سات گائیں دبلی اور سات گائیں موٹی نظر آئیں جس کی تعبیر سات برس میں وافر غذا کی پیداوار ہونا اور سات برس قحط سالی ہوونا حضرت یوسفؑ نے بیان کیا۔اس کے بعد حضرت یوسفؑ مصر کے حکمران بنا دیے گئے اور جب ان کے بھائی جنہوں نے انہیں کوئیں میں ڈالکران کے والد یعقوبؑ سے جھوٹ بولا تھا کہ یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا' مگر جب قحط کی وجہ سے اناج لینے آئے تو حضرت یوسفؑ نے انہیں بتائے بغیر کے وہ ان کے وہی سوتیلے بھائی ہیں انہیں غلے کے ساتھ اپنی قمیص دی اور کہا کہ اپنے والد کی آنکھوں پر ڈالدینا ان کے بینائی لوٹ آئے گی ۔لہٰذا ایسا ہی کیا گیا اور حضرت یعقوب بینا ہو گئے۔یعنی ابراہیمؑ موسیٰؑ یوسفؑ سبھی پیغمبروں سے نور روشنی اور بینائی کے الفاظ استعمال کے اور بتائے گئے ہیں۔جب قمیص کے آنکھوں پر ڈالے جانے سے بینائی لوٹ آتی ہے تو سورہ انعام میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ" آنکھیں اُس کو نہیں پاسکتیں وہ آنکھوں کو پالیتا ہے' سورہ انعام ٦ چھٹی سورۃ ہے' سورہ یوسف ١٢ سورہ الرعد ١٣ کہ جس میں اللہ کی نشانیاں عظمت قدرت کا بیان ہے اس کے بعد سورہ ابراہیم ہے ١٤ میں ابراہیم سے تاریکیوں سے نور کی طرف لوگوں کو لانے کی بات ہے اسی سورہ میں موسیٰؑ کو اپنی قوم کو تاریکیوں سے نور کی طرف لانے کی بات ہے تا کہ وہ اللہ کی نشانیاں دیکھیں اور شکر کریں۔جب ان باتوں کو نہیں سمجھا گیا تو محمد الرسول اللہ ﷺ کو بلا کر مقام محمود سے آگے دیدار کرایا گیا اس کے بعد کہا کہ اب دعوت بصیرت یا دیدار آپ بھی دیں اور آپ کا تابع مہدی بھی دیں گے۔اور سورہ ابراہیم کی چوتھی ٤ آیت میں بتا دیا گیا کہ اس دعوت کو اس قوم کی زبان (عجمی) میں بتایا جائے گا جس طرح اپنے وقت اور زمانے کی زبانوں میں خدائی احکام بتائے جاتے رہے۔بتایا جاتا ہے کہ ابراہیمؑ کی زبان ارمیاک یا سریانی زبان تھی' موسیٰؑ کی عبرانی زبان تھی' حضور ﷺ کی عربی زبان ہے اور مہدی موعودؑ کی زبان عجمی یعنی فارسی اور ہندوی زبان تھی۔اور سورہ ابراہیم کی ٣٦ ویں آیت میں اس بات سے بھی قرآن میں آگاہ کر دیا گیا کہ کچھ لوگ (اُمت کے) اس قرآن کی بعض آیتوں اور احکام کا انکار کریں گے اور اس کے معنی اور مطالب غلط بیان کریں گے جیسا کہ اگلی قوموں نے کیا ہے۔اور ایسا ہوا اور ہو رہا ہے سورہ یوسف آیت ١٠٨ میں جس تابع (مہدی) کی بات ہے' ایسا ہی بیان سورہ نحل کی ١٢٣ ویں آیت میں ہے کہ "پھر ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی کہ یکسو ہو کر ابراہیم کی اتباع کرو اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھے"۔اس آیت میں حَنِیفًا کا لفظ آیا ہے جس کے معنی یک رُخ ہو کر' اسی طرح سورہ بینہ میں دوسرے بینہ کے بیان میں حُنَفَآءَ ہے جس کے معنی بھی یک رُخ

ہوکر نماز قایم کرنے کی بات ہے ان دو آیتوں میں اس ''یک رُخ'' ہوکر عبادت کی تطبیق یہ ہے کہ سورہ بینہ میں دو بینہ کا ذکر ہے پہلے بینہ اللہ کے رسول کُھلی دلیل پا کیزہ صحیفہ (قرآن) لے کر آئے پڑھتے ہوئے آئے، دوسرے بینہ (مہدیؑ) اس صحیفہ یا کتاب کے دے جانے کے بعد جب لوگ (اُمت) فرقہ فرقہ بٹ گئی تھی کھلی دلیل یہ لے کر آئے کے عبادت کریں خاص اللہ کے لئے ''یک رُخ'' ہوکر۔ یہ یک رخ ہوکر عبادت کرنا وہی الصلواۃ معراج المومنین' ہے جس کا ذکر اللہ کے رسولؐ نے فرمایا ہے۔ یعنی بصیرت اور دیدار کے ساتھ عبادت یا نماز پڑھنا ہے' اس کے علاوہ اس کا اور کوئی مطلب ہی نہیں۔ کیونکہ دورِ ختم نبوت معرفت الٰہی کا دور ہے ظاہری اعمال کا نہیں۔ لوگ مبشر رسول مہدی موعودؑ مراداللہ کا بھی انکار کریں گے اس بات کو سورہ ابراہیم کی ۴۳ ویں آیت میں بتایا گیا۔ ایسا ہونا اللہ کی مشیت میں امر واقع ہے۔ کیونکہ ہر بندہ کا مقام ایک جیسا نہیں ہوسکتا' جس طرح کافر مشرک ملحد کی تفریق ہوئی ہے اسی طرح منکرین بھی ہونگے۔ یہ بات سورہ بنی اسرائیل کی ۲۲ ویں آیت میں بتائی گئی۔ اس نور یا روشنی کے مشاہدے یا طلب دیدار کا انکار کرنے والے دنیا میں بھی اندھے ہونگے آخرت میں بھی اندھے۔ سورہ اسرا آیت ۷۲۔ اس طرح ہر ایک اپنے طریقے پر عمل کررہا ہے۔ اسرا آیت ۸۴۔ اللہ جانتا ہے کہ سیدھے راستے پر کون ہے۔ اس طرح کچھ لوگوں کو اللہ ہدایت دیتا ہے کچھ کو گمراہی میں مبتلا کرتا ہے۔ اسرا ۱۰۵۔ اللہ تعالیٰ نے نبیوں رسولوں اللہ کے خلیفوں کو اللہ کے احکام اور معرفت الٰہی کی تعلیم اور تربیت بندوں کو دینے ہی دنیا میں بھیجا ہے اس لئے ان کے لئے دوسرا کوئی کام نہیں۔ آیت ۱۰۵ اسرا۔ اس طرح سورہ انعام آیت ۳۱ میں بتایا کہ انکار کرنے والے اللہ کی ملاقات کی اطلاع کو جھوٹ قرار دیتے ہیں۔ اور ایک اہم بات سورہ انعام میں یہ بتائی گئی ہے کہ ''جب اچانک وہ گھڑی (قیامت) آ گئی تو یہی افسوس کریں گے کہ ہم نے کیسی تقصیر کی'' یعنی یہاں قیامت سے پہلے دیدار کی طلب نہ کرنے اس کے ہادی ومہدی کی تصدیق نہ کرکے کتنی بڑی غلطی کی 'ہائے افسوس اب دنیا میں واپس بھی نہیں جاسکتے۔ اس طرح ہر شخص کا درجہ اس کے عمل کے حساب سے ہوگا (حشر میں) ۱۳۲ انعام۔ کیونکہ انہیں وہاں معلوم ہوگا کہ جو خدا آسمانوں میں ہے وہی زمین پر بھی تھا ہم نے دیکھنے کی اسکے دیدار کی طلب کی کوشش نہیں کی۔ انعام آیت ۱۳۔ ایسے لوگ کسی بات کا یقین اور اقرار نہیں کرتے چاہے ان کو آسمانوں سے لکھی ہوئی کتاب دی جائے۔ یا فرشتے انہیں آکر سمجھائیں۔ ایسے لوگوں نے پہلے بھی نبی رسول پیغمبروں کا مذاق اڑایا ان کی باتوں کو جھوٹ جانا بغیر تحقیق وتسلی کے۔ اس تمام حقیقت کو جاننے کے بعد سورہ نور کی

آیت نمبر ۳۵۔ایک اور حقیقت بیان کرتی ہے یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ , وَیَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۔ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنے نور کی طرف رہنمائی کرتا ہے' اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے۔یعنی اللہ جس کو چاہے اُسی کو اپنی راہ پر لگا تا ہے یہاں نور کی طرف رہنمائی کی بات بہت سارے سوالات کا جواب ہے' کیا یہ وہی نور ہے جو سورہ نجم میں بیان ہے یا سورہ انعام میں بیان ہے یا سورہ یوسف میں جس راہ پر بلانے کی بات کہ جس میں بصیرت کی دعوت ہو۔اور اس نور کی وضاحت کے بیان میں بے شمار آیات قرآن میں بیان ہیں ۔اللہ کا ہمیشہ بندوں کے ساتھ ہونا' اللہ کا بندوں کے قریب ہونا' اللہ کا مومن بندے کا ہاتھ کان زبان بن جانا' جس سے کہ وہ بولتا سنتا دیکھتا اور محسوس کرتا ہے۔

مشکل یہ ہے کہ عالموں نے ہمیں قرآن صرف احکام وقوانین معنی شریعت جاننے کی کتاب بتایا سمجھایا ہے یا مسلے ُمسایل حل کرنے کا ذریعہ بنا کر رکھ دیا ہے یا قصص اور واقعات کے لئے مخصوص کر دیا ہے جبکہ قرآن خدا کی بندگی کرنے اور معرفت یا اس کی قربت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔یہی بات ہے مہدی موعودؑ نے قرآن کو ''عشق نامہ'' بتایا یعنی اللہ سے قریب ہونے محبت کرنے کے طریقے سکھانے کی کتاب ہے۔عالم ہمیں قرآن کے اس مخصوص پیغام کو پڑھنے سمجھنے نہیں اس لئے دیتے کہ یہ ان کے دانہ پانی رزق اور آمدنی کا ذریعہ بند ہوجائے گا کہ اگر بندے خدا کی محبت میں گرفتار ہوگئے تو ان کی قدر و منزلت کون کرے گا ان کا چولھا چوکھا کیسے چلے گا ان حلوہ مانڈہ کیسے حاصل ہوگا۔علمائے حق ہمیشہ کم ہوا کرتے ہیں علمائے سُو کا عوام پر زیادہ غلبہ ہوتا ہے۔اس باب میں زیادہ کہنے سے اتنا کہنا کافی ہے کہ ابلیس بھی بڑا علم فاضل تھا نتیجہ کیا ہوا خود بھی ذلیل ہوا اور مخلوق جنات کو بھی ذلیل کروایا جن کا وہ پیشوا تھا۔اسی لئے اللہ تعالی نے قرآن میں کہا کہ '' کچھ لوگ یا انسان شیطان صفت ہوتے ہیں''۔معنی صرف جن یا ابلیس ہی نہیں انسان بھی شیطان ہوتے ہیں۔عرف عام میں شیطان ابلیس سے معروف ہے'لیکن ہر سرکش کو چاہے جن ہو ابلیس ہو جانور ہو انسان ہو اسے شیطان کہا جاتا ہے۔ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ اور اس طرح کر دیا ہم نے ہر نبی کے لئے دُشمن شریر آدمیوں کو اور جنوں کو۔

قرآن میں آسمانوں میں تخلیق آدمؑ پر تمام مخلوق سے آدم کا سجدہ کرایا گیا' بہ ظاہر یہ آدمؑ کو سجدہ تھا مگر حقیقت میں یہ اللہ کے حکم کو سجدہ تھا۔اسی طرح زمین پر حضرت یوسفؑ کو ان کے بھایوں نے سجدہ کیا تھا۔واقعہ

یہ ہے کہ جب یوسف کے بھایوں کو معلوم ہوا کہ انہوں نے جس یوسفؑ کو کنویں میں ڈالدیا تھا وہ کسی طرح حاکم مصر بن گئے ہیں تو وہ اپنے باپ یعقوبؑ کو ساتھ لے کر مصر آئے اور محل میں جب داخل ہوئے تو یوسف علیہ السلام نے یعقوبؑ کو اپنے پہلو میں تخت پر بٹھایا تو تمام بھائی اپنی غلطی کی پاداش میں سجدہ میں گر پڑے۔ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی یُوْسُفَ اٰوٰٓی اِلَیْهِ اَبَوَیْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ ؕ وَرَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَی الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا وَ قَالَ یٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِیْلُ رُءْیَایَ مِنْ قَبْلُ, قَدْ جَعَلَهَا رَبِّیْ حَقًّا ۔پھر جب وہ (یوسفؑ کے بھائی اور یعقوبؑ) یوسفؑ کے پاس (مصر میں) آئے تو انہوں نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس بٹھایا اور کہا اگر اللہ چاہے تو مصر میں اطمینان کے ساتھ داخل ہو' اور اپنے ماں باپ کو اپنے تخت پر اُنچا بٹھایا 'اور وہ (یوسفؑ کے بھائی) اس کے آگے گر گئے سجدہ میں اور اس نے (یوسفؑ) نے کہا اے میرے ابا یہ تعبیر ہے میرے اس خواب کی (جو میں نے دیکھی تھی)۔سورہ یوسف ۱۰۰۔ یہاں آدمؑ کو مخلوقات سے سجدہ کرانے میں اور یوسفؑ کے بھایوں کے سجدہ کرنے میں مماثلت نہ ہوتے ہوئے ایک یکسانیت یہ ہے کہ آدمؑ کو سجدہ ہم اللہ کے حکم کو سجدہ کرنا تھا اور یوسف کو ان کے بھایوں کا سجدہ کرنا ایک خواب کی تعبیر کا پورا ہونا تھا' مگر دونوں حقیقتیں اس بات کی غماز ہیں کہ اللہ تعالی اپنی مشیت سے ہر کوئی کام انجام دیتا ہے' مخلوقات کو بتانا مقصود تھا کہ عزازیل کے دل میں کجی اور غرور ہے' یوسف کے بھایوں کے ذریعہ بتانا تھا کہ انسان جو عمل کرتا ہے اس میں جو مخالفت اور منافرت ہوتی ہے وہ اللہ کی مشیت سے بڑی نہیں ہوتی۔اللہ اپنی مصلحت کو بہر کیف ظاہر کر کے رہتا ہے کہ جس اللہ کے نبی یوسف کو ان کے بھایوں نے سوتیلا اور حقیر جان کر نفرت سے کنویں میں ڈالدیا اسی طرح شیطان نے آدمؑ کو حقیر جان کر سجدہ کرنے سے انکار کردیا۔ دونوں واقعات میں بات سجدہ کی نہیں مصلحت خداوندی کے مطابق اللہ کے احکام کو سمجھنے کی ہے۔اسی طرح مہدی کے طریق پر چلنا جو خلیفۃ اللہ ہیں دراصل اللہ کے رسول ﷺ کے راستے پر چلنا ہے' اتباع مہدی اتباع رسولؐ ہے۔علماء نے ہر طرح سے اللہ کی قدرت ربوبیت کو محدود کر کے بتانے کے تمام طریقے بتائے ہیں جبکہ اللہ تعالی محدود اور مجبور نہیں ہے وہ اپنی ذات میں ایکتا ہے کسی بات کا پابند اور محدود نہیں۔دیدار کے متعلق اغیار کا یہ کہنا کہ اللہ دنیا میں نہیں دیکھا جاسکتا جنت میں ہی دیکھا جاسکتا ہے' دوسرا یہ کہ اللہ نے تقدیر بنادی لوح محفوظ میں لکھدیا اب نہیں بدلے گا' یہ غلط نظریہ ہے جبکہ اللہ قادر مطلق ہے ذرا سورہ الرعد کی یہ آیت دیکھیں یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ , وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْکِتٰبِ ۔رعد آیت ۳۹۔اللہ جو چاہتا ہے مٹا

دیتا ہے (لوح محفوظ میں؟) اور باقی رکھتا ہے (جو چاہتا ہے) اس کے پاس اصل کتاب (لوح محفوظ ہے)۔ یہ **آیت باذن اللہ بتا رہی ہے کہ اللہ نے تقدیر بنائی اللہ تقدیر بدل سکتا ہے**۔اس کا مطلب ہے جس نے خیر طلب کیا اُسے خیر ملے گا جس نے شر طلب کیا اسے شر ملے گا۔دنیا میں جو چاہے مومن بننے کی تمنا کرے جو چاہے کفر وشرک اختیار کرے۔

جب بات نفس ونفسانیت کی چلی ہے تو یہ بھی دیکھ لیتے ہیں کہ **فاقہ کشی** میں کیا حکمت ہے؟۔فاقہ کشی ایک علاج معالجہ ہے جس کا مظاہرہ رمضان کے روزے میں ہوتا ہے۔ بھلے دنیا نے صدیوں تک اسے نہ مانا ہومگر آج ہر جگہ فٹنس fitnessاور ڈائیٹنگ Dieting کا چرچا اور چلن ہے۔حالانکہ پہلے کے حکیم اور طبیب اس کی صلاح بیمار اور صحت مند دونوں کو دیتے تھے مگر اُسے یوں ہی درگزر کر دیا جاتا لیکن اب سوشیل میڈیا نے اسے اہم بنادیا۔دراصل انسان ہڈیوں گوشت پوست رگوں سے بنا تو ہے مگر ہے تو مٹی کا ہے اور اس کا مظاہر اس کی غذا میں ہوجاتا ہے کہ وہ زمین سے اُگے اناج اور جانوروں کو کھا کر اپنی توانائی اور زندگی برقرار رکھتا ہے تا کہ اس کی سانس یا نفس چلتی رہے۔غذا اور پانی خون کی روانی تغذیہ حیاتیں پروٹین فایبر و دیگر ضروریات جسمانی کی ضرورت پوری ہو اور افزائش جسم اور اجزائے رُطوبت جس میں قایم رہیں۔حسب ضرورت غذا جسم کو اور زندگی کے لئے کافی ہے ضرورت سے زیادہ شکم پروری سے کسل مندی سستی کاہلی غنودگی پیدا ہوتی ہے جو کاروبار دنیا اور انسانی تقاضوں کو پورا کرنے میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔جس سے انسانی سوچ فکر عقل سمجھ میں کمی آتی اور شہوات ونفسانی خواہشات میں اضافہ ہوتا ہے۔جسم کو جتنی تغذیہ یا انرجی چاہے اس سے زیادہ طاقت جسمانی نظام میں فساد پیدا کرتا ہے اس سے انسان میں غصہ ہیجانی کیفیات مقابلہ آرائی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ جو انسانی دل ودماغ اور قابلیتوں پر غالب آجاتے ہیں جس سے انسانی نشونما کے ساتھ اس کی تخلیقی قوتوں پر اثر پڑتا ہے۔جس طرح ہوا سے بھرا غبارا بلندی کی طرف تیرتا اور پانی سے بھرا غبارہ ہلکی سے چوٹ سے پھٹ پڑتا ہے اسی طرح فاقہ کشی میں انسانی سوچ اور خیالات اور روحانی پرواز بلند ہوتی ہے شکم خوری سے سستی نیند غنودگی اور مستی غلبہ پا لیتی ہے۔فاقہ کشی میں جو تجلی پیدا ہوتی ہے اس سے یکسوئی اور اطمینان عقل وسمجھ کو حاصل ہوتا ہے اعضائے رَیسہ اپنا کام اعتدال سے کرتے رہتے ہیں اور فکر ونظر میں ٹھہراؤ اور روشنی پیدا ہوتی ہے اور انسانی کی توجہ دنیاوی معاملات میں یا دینی معاملات میں یکسو ہوجاتے ہیں انسان خالق اور خلقت میں غور کرنے سمجھنے لگتا

ہے۔لہٰذا اکثر حضور اکرمﷺ نے کئی موقعوں پر اپنی فاقہ کشی کا ذکر کیا ہے اور دن میں آپؐ خلقت کی طرف رات میں خالق کی طرف متوجہ ہوتے نظر آتے ہیں۔روزے کی حالت میں ہم اسے محسوس کر سکتے ہیں کہ وقت سے پہلے ملنے والا نہیں اس لئے نفس خاموش منتظر اور پر سکون رہتا ہے۔لیکن اگر رزق حلال میسر ہے تو اعتدال کی غذا کھانا چاہے اللہ کی نعمت سمجھ کر خوانخواہ کی فاقہ کشی ریا کاری اور بخیلی ہے اور کفران نعمت بھی' حرام سے پرہیز اور اجتناب دین بھی ہے حکمت بھی' شکم سیری سے تقوی و توکل میں کمی ہو جاتی ہے۔اللہ تعالی نے دین کو کھیل تماشہ نہ بنانے کا حکم دیا ہے۔

اللہ تعالی نے سمجھ اور عقل استعمال کرنے بجائے غور و فکر کو استعمال کرنے کو کہا ہے یعنی فہم و ادراک کو۔حالانکہ ان کے ظاہری معنوں میں کوئی فرق نہیں ہے لیکن ان کے استعمال کی باریکیوں کو لسانیت کے ماہر ہی سمجھ سکتے ہیں' مسلمان مانتے ہیں کہ نزول کی پہلے آیت **اقراء بسم ربک الذی** ہے جو سورہ علق میں ہے اس طرح سورہ علق پہلی نازل کردہ سورۃ ہوئی مگر اسے قرآن مجید میں ۹۶ مقام پر رکھا گیا ہے۔اور یہ بھی مانتے ہیں کہ کچھ سورۃ مکی ہیں کچھ مدنی اور یہ بھی مانتے ہیں کہ کچھ آیات چند ایک سورتوں میں بعد میں حضورﷺ نے لکھوائیں' لیکن بہت سارے ایسے معترض ہیں جو نزول قرآن کی حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے یہاں تک کہتے ہیں کہ ایسی کوچیز ہی نہیں ہے جو قرآن ہے بس وہی ہے۔یہ ان کی لاعلمی ہے یا جہالت سمجھ میں نہیں آتی۔تعجب اس بات پر ہوتا ہے کہ ایک بات کا اقرار کر رہے ہیں وہیں اسی بات کا انکار بھی' ایسے لوگ اپنی عقل کو مقدم اور علم کی حقیقت کو موخر سمجھتے ہیں یا تو انہیں اسکی سمجھ نہیں یا ان کی گھبراہٹ ہے جو ان باتوں کو سمجھ نہیں پاتے یا شرمندگی یا پریشانی' اس لئے انہیں آسان حل یہ معلوم ہوتا ہے کہ انکار کر دیں۔یہی فطرت اللہ کے انکار کرنے والوں میں پائی جاتی ہے' جب وہ غیب اور ھدایت کی حقیقت کو سمجھ نہیں پاتے تو لا محالہ انکار کر دیتے ہیں۔قرآن مجید میں کئی سورتیں آگے پیچھے رکھی ہوئی ہیں بلکہ مکی اور مدنی سورتیں ملا کر قرآن میں ہیں۔اور استفسار پر وہ خاموش ہو جاتے ہیں کہ کیا پورا قرآن مکہ میں نازل ہوا یا مدینہ میں اس پر ان کا جواب کچھ نہیں ہوتا۔کوئی بھی حقیقت کی بنیاد ہمیں معلوم نہ ہو تو انکار سے پہلے سوچ لینا چاہے' تصدیق مہدی میں بھی ایسی ہی جہالت اور لاعلمی کا مظاہرہ ہوتا ہے کہ بغیر سمجھے جانے معلومات اور علم کے بنا صرف اس لئے انکار ہوتا ہے کہ انہیں ماننا نہیں ہے۔

جو نزول قرآن اور ترتیب قرآن کی حقیقت کو سمجھے بغیر انکار کرتے ہیں ان کے لئے ایک صلاح ہے

کہ سورہ رعد اور رحمٰن کا بیان ایک جیسا ہے کہ جس میں اللہ کی ربوبیت عظمت قدرت شان کبریائی کا بیان ہے دونوں سورتوں کا بیان لگ بھگ ایک جیسا ہے جس میں کسی نبی رسول یا واقعہ یا حکم کا بیان نہیں ہے البتہ ان میں ایک مماثلت پائی جاتی ہے۔اور حیرت کی بات یہ ہے کہ سورہ الرعد کا نزول 96اور سورہ الرحمٰن کا نزول 97 ہے اور دونوں سورتیں مکی ہیں ایک دوسرے کے بعد نازل ہوئیں اور نبوت کے آخری دور میں ۔مگر سورہ الرعد کو 13 مقام میں رکھا گیا سورہ یوسف کے بعد کہ جس میں بصیرت یا دیدار کی بات ہے اس کے بعد سورہ ابراہیم ہے 14 کہ جس میں اللہ کے بندوں کو اندھیروں سے نور کی طرف بلانے دعوت دینے کی بات ہے۔اب ذرا سورہ الرحمٰن کو دیکھیں جسے قرآن میں 55 ویں مقام پر رکھا گیا کہ اس کے بعد سورہ واقعہ کا نزول ۴۶ ہے اور یہ قرآن میں 56 مقام پر ہے کہ جس کی ۱۳۔۱۴ آیات میں ایک قوم پہلے (صحابہؓ رسولؐ) کا ذکر ہے جن کا کثیر ہونا بیان ہے اس کے بعد ایک قوم چند لوگوں کی (جن میں صحابہؓ مہدی) کا ذکر ہے۔اس طرح سورہ رعد اور سورہ رحمٰن میں مماثلت کے ساتھ ان کے نزول کا آگے پیچھے ہونا اور انہیں مختلف مقامات پر رکھ کر اللہ کی عظمت کا بیان قرآن کے بیان کی خصوصیت کو بتا رہا ہے خلق الانسان علمه البیان اور وہ بیان دیدار کا ہے کہ جس میں اللہ کی شان اور قدرت عظمت کا مشاہدہ کرنا ہے دیدار کی طلب کے ساتھ۔

حضور نبی کریم محمد ﷺ کا سرزمین ہند کے متعلق لگاؤ

کئی ایسی احادیث ہیں جو بتاتی ہیں کہ حضور نبی کریم محمد مصطفیٰ ﷺ نے ہند کے متعلق اپنی پسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے۔اس کے اسباب اگر تلاش کریں تو اس کی وجوہات جاننے میں بڑی دلچسپی پیدا ہوتی ہے۔چونکہ ہم مہدوی ہیں اس لئے ’غیر مہدویہ کا اس طرح سوچنا کہ جونپوری مہدی کی عقیدت میں ہم ایسی باتوں کو بیان کر کے دلچسپ بناتے ہیں‘ صرف ایک معروضہ ہے مگر اس کی حقیقت کچھ اور ہے۔

بے شک میراں سید محمد مہدی موعودؑ کی بعثت شیراز ہند جونپور میں ہوئی تھی‘ لیکن کچھ آثار و قراین اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ ہند میں مہدی آخر الزماں خلیفۃ الرحمٰن کی بعثت ایک حقیقت ہے۔جنہوں نے نویں صدی ہجری میں دعوی مہدی کیا وہ حق ہے۔اس کی کڑیاں کچھ یوں ہیں۔سب سے پہلے تو نویں (۹) صدی ہجری میں تاریخ عالم میں کوئی دعوی مہدی نہیں ہوا سوائے میراں سید محمد مہدی موعودؑ جونپوری کے۔دوسرا یہ کہ

پہلے خلیفۃ اللہ حضرت آدم علیہ السلام کو ہند میں ہی اُتارا گیا' غالبًا ہمالیہ کی پہاڑوں پر' جن کا قد سو میٹر بیان کیا جاتا ہے' جہاں اُتارا گیا وہ ایک پہاڑ کی چوٹی تھی' حضرت آدمؑ جنت میں تھے تو فرشتوں کے ذکر واذکار سنتے تھے زمین پر اُتارے جانے کے بعد تنہائی سے تو گھبرائے مگر ذکر نہیں سنائی دیتا تھا تو چوٹی پر چڑھ کر آسمانوں میں فرشتوں کا ذکر سننے کی کوشش کرتے۔ اور جب اللہ سے اس کی عبادت اور ذکر کے لئے کسی مقام کی طلب کی تو اللہ تعالی نے ایک فرشتہ بھیجا جو انہیں مکہ مکرمہ لے گیا اور کعبہ کی جگہ کی نشاندہی کی جس کے اوپر آسمانوں میں ایک بیت المعمور ہے' جس کا طواف فرشتے اور ملایکہ کرتے ہیں' حضرت آدم نے وہاں ایک گھر بنایا اور حجر اسود نصب کیا جو وہ جنت سے لائے تھے جو اندھیری رات میں چمکتا اور روشنی دیتا تھا۔ واپس آنے کی بعد آدمؑ نے چالیس حج کئے یہ روایات بتاتی ہے۔ نوح ؑ کے پیدائیش سے پہلے آدمؑ کا انتقال ہو چکا تھا' طوفان نوحؑ میں کشتی میں سوار ہوتے وقت نوحؑ نے آدمؑ کے جسد کو ایک تابوت میں رکھ کر کشتی میں رکھ لیا' ایسا بتایا جاتا ہے۔ اس طرح پہلے خلیفۃ اللہ آدمؑ ہند میں اتارے گئے۔ اسی پہاڑی سلسلے کے دوسرے کنارے پر آج کے اترا کھنڈ کے تہری گھڑوال کھماؤں کی پہاڑیوں کے ترائی والے علاقے میں شہر جونپور ہے جسے خاندان تغلق کے امیر خواجہ سرا جونا خاں نے بسایا گومتی ندی کے کنارے' جو علم دین میں شہرت کے وجہ سے شیراز ہند کہلایا جاتا تھا' اور اسی شہر میں مہدی موعود خلیفۃ اللہ کی بعثت ہوئی یعنی جس ہند سے خلافۃ اللہ کی ابتداء ہوئی اسی خلافۃ اللہ کی انتہا بھی اسی ہند میں ہوئی ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ "**مجھے ہند سے ٹھنڈی ہوا کے جھونکے آتے ہیں**"۔ آخر اس کی کیا خصوصیت ہے یہ جاننا معلوم کرنا ضروری ہے۔ اور ایک حدیث یہ بھی مشہور ہے کہ فرمایا اللہ کے رسول ﷺ نے "**میں عرب ہوں' مگر عرب مجھ میں نہیں' اور میں ہند میں نہیں مگر ہند مجھ میں ہے**"۔ ابو ہریرہؓ سے ایک حدیث مشہور ہے **جو غزوہ ہند سے متعلق ہے کہ جس میں شہید ہونا جہنم سے آزاد ہونا اور اس میں زندہ رہنا جنت کا حقدار ہونا**۔ اور بعض روایات میں اس غزوہ کا مقام سندھ ہونا بتایا ہے' اور علاقہ گجرات عرصہ دراز تک سندھ کے ماتحت حکمرانوں کے قبضہ میں رہا' کہ جہاں پر مہدویہ روایات کے مطابق **سدھراسن میں معرکہ بدر ولایت ہوا بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے صحابہؓ کے ساتھ۔ جسے غزوہ ہند ہونا مہدویہ روایات میں ہے**۔ غزوہ معرکہ کو کہتے ہیں جنگ کو نہیں حزب مخالف کی دو چھوٹی ٹکریوں کا مقابلہ مقاتلہ ہونا۔ اور بعثت مہدی کے تعلق سے یہ حدیث ہے کہ " **جب تم خراساں سے کالی جھنڈیاں نمودار ہوتی دیکھو تو اُس کی طرف دوڑو' گرچہ تمہیں برف پر سے رینگتے ہوئے**

جانا پڑے کیوں کہ اس گروہ میں اللہ کا خلیفہ مہدی ہونگے' ان سے بیعت کرو''۔ اور خراساں کی حکومت ایک عرصہ دراز تک موجودہ ایران کے سرحدوں سے ملتی بلکہ آج کے کئی شہر اور علاقے ایران کے خراسانی حکومتوں کے زیر اقتدار ہوا کرتے تھے' خراسانی حکومتوں کا رقبہ ایران افغانستان سے سمرقند بخارا کاشغر تک پھیلا ہوا تھا۔ اور مہدی موعودؑ فراہ علاقہ خراسان میں پہنچے اور علماء سے کئی مہینوں تک دعوی مہدی کے دلایل پر بات کی آخر کار علما نے حاکم خراساں کو مطلع کیا کہ یہی ذات مہدی ہے۔ ان کا مدفن فراہ مبارک افغان میں ہے جو اُس وقت خراسان کے قلمرو میں تھا۔

اور بعثت مہدی کے باب میں جو احادیث ہیں ان کے مطابق مہدی موعودؑ آخرالزماں کا عترت فاطمہؓ سے ہونا بیان ہے یعنی حضرت علیؓ جو حضورﷺ کے چچازاد تھے اور دختر رسولؐ بی بی فاطمۃ الطہرؓ کی آل سے ہونا۔ مہدی موعود میراں سید محمد جونپوری کا شجرہ نسب حضرت امام زین العابدینؓ اور امام حسینؓ شہید کربلا سے ملتا ہے' جن کی اولادیں مدینہ سے کوفہ اس کے بعد اعراق ایران سے منتقل ہو کر مرو علاقہ خراسان میں آئیں بعد میں منتقل ہو کر بخارا میں جا بسیں' انہیں کی اولادیں دینی شہرت یافتہ شیراز ہند جونپور معاش کی تلاش میں آبسیں' اور اپنی علمی اور مذہبی وسپہ گری کی قابلیت کی وجہ سے جونپور کی حکومتوں میں اہم عہدوں پر فایز ہوتی رہیں' اس طرح مہدیٔ موعودؑ کے والد بزرگوار سید عبداللہ المعروف بہ خطاب سید خاں حکومت وقت میں امیر یعنی وزیر کے عہدے پر فایز تھے اور مہدی موعودؑ کے بھائی سید احمد بھی امیر کے عہدے پر تھے' اور مہدی موعودؑ کے چچا امیر سید جلال الدین بھی وزیر حکومت تھے' ان کی دختر بی بی راستی سے امیر سید احمد کا نکاح ہوا تھا اور بی بی الہ دیتی سے میراں مہدیٔ موعودؑ کا اور کہتے ہیں کے مہدی موعودؑ کے دادا حضرت عثمان حکومت وقت میں فوجی سرادر ہوا کرتے تھے اور فوجیوں کو جنگی تربیت دینے پر مامور تھے۔ مہدی موعودؑ جونپوری کا **میراں** کہا جانا اسی سلسلہ امارت اور حکومت کی کڑی ہے جو بعد میں وقت اور زمانہ کی تبدیلی سے مہدویہ میں ''**میاں**'' مشہور ہو گیا۔

جیسے کہا مہدی موعودؑ ایک باثروت امیر خاندان سے تھے' آپ کے پدر گوار امیر یعنی وزیر تھے جن کا خطاب سید خاں تھا آپؑ کے چچا امیر سید جلال الدین تھے جو آپ کے اور آپ کے بھائی امیر سید احمد کے سسر بھی تھے' اور مہدی موعودؑ کے دادا سید عثمان کے متعلق کہا گیا کہ بڑے اچھے فوجی اتالیق تھے جو فوجیوں کو اسلحہ کی تربیت دیا کرتے تھے جن کی جونپور میں محل نما کوٹھی تھی جو اب کھنڈر بن گئی ہے۔ مہدی موعودؑ کا تابع رسول ہونا

اورقدم بہ قدم چلنا اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے دادا عبدالمطلب مکہ کے والی تھے اس طرح محمدؑ عرب کے معزز اور حاکم وقت کے خاندان سے تھے۔ آپ کی زوجہ محترم خدیجہؓ مکہ کی رئیس تاجر خاتون تھیں باوجود اس کے آپؐ غار حرا میں تحنث کیا کرتے تھے جبکہ آپ کو روپیہ پیسہ دولت عزت کی کوئی کمی نہیں تھی لیکن جب اللہ کا حکم نبوت کی ذمہ داری سنبھالنے کا آیا تو بلاچوں وچرا آپؐ اس مقصد میں نکل پڑے۔ ان تمام اسباب دنیا کے باوجود مہدیؑ کا رجحان علم دین کی طرف تھا اس لئے سات برس کی عمر میں اسدالعماء کہلائے، بارہ برس کی عمر میں حضرت خضرؑ کے توسط سے امانت رسول ﷺ حوالے کرکے آپؑ کو آگاہ کردیا گیا کہ ھدایت کے لئے چن لیا گیا ہے، آگے چل کر جب والی گوڑھ دلپت رائے سے سلطان شرقی کے ساتھ جنگ میں حصہ لیا اور دلپت رائے کو قتل کیا اس کے بعد آپؑ پر جذبہ حق طاری ہوگیا اس جہاد سے معلوم ہوا کہ سپہ گری میں آپ کو مہارت تھی۔ جب آپؑ نے ہجرت اختیار کی تو آپؑ کے ساتھ بی بی الہ دیتیؓ حضرت سید محمودؓ اور بندگی شاہ دلاورؓ اور ماموں سید سلام اللہ ساتھ ہولئے اس طرح کچھ زاد راہ اور اسباب سفر تو ساتھ ہوگا جب آپؑ نے ہجرت اختیار کی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم یا اشارہ ہوا ہوگا لہٰذا آپؑ اس بات سے واقف تھے کہ وطن عزیز کو اب ہمیشہ کے لئے خیر باد کہنا ہے۔ شروع میں یہ سفر ایک دینی اصلاحی اور تبلیغی نظر آتا ہے مگر جب آپؑ دانا پور کی طرف گئے تو بی بی الہ دیتیؓ کو خدا کے طرف سے بتلادیا گیا کہ آپؓ کے شوہر کو ہدایت کے لئے چن لیا گیا ہے اور یہ بات بندگی سید محمود اور شاہ دلاورؓ نے سن لی مگر مہدی موعودؑ نے اس کا اظہار نہ کرنے کا وعدہ لیا تاوقتیکہ اللہ اس کے اظہار کے اسباب نہ پیدا کردے۔ مگر کالپی پہنچتے پہنچتے آثار وقراین سے علماء اولیا صوفیا مجذوبوں کو معلوم ہوگیا کہ یہ ذات مہدئ موعودؑ ہیں مگر آپ نے جب تک مکہ مکرمہ میں اعلان نہیں کیا دعویٰ مہدی نہیں کیا۔ اس طرح یہ حدیث سچ ثابت ہوئی کہ جس میں کہا گیا کہ "لوگ پہچان لیں گے کہ یہ مہدی ہیں اور ان کے ہاتھ بیت کریں گے"۔ اس کے بعد کالپی۔ چندیری۔ چاپانیر تک شہرت ہوگئی۔ اس کے بعد مانڈو برہان پور۔ دولت آباد۔ سے ہوتے ہوئے احمد نگر پہنچے وہاں سے بیدر۔ گلبرگہ۔ چیتاپور۔ بیجاپور۔ رائے باغ سے ڈھابول بندر جہاں سے حج کے لئے روانہ ہوئے۔ اس طرح ۲۳ برس اخطائے ہند میں آپؑ تعلیمات فرایض ولایت کی تربیت کرتے رہے ۴۰ برس میں ہجرت اختیار کی اور پیدائش ۸۴۷ھ میں ہوئی اس طرح ۹۰۱ھ میں پہلا دعویٰ مہدی کیا۔ بعد پہلے دعویٰ مکہ مکرمہ واپس ہند احمد آباد ۹۰۳ میں دوسری بار دعویٰ مہدی دہرایا اس کا اعادہ کیا اور علماء سے بحث مباحث ہوئے جب

بڑلی پہنچےتو تکفیر منکر مہدی کا اعلان کیا اور ۹۰۵ میں دعوی موکدہ کیا۔اس کے بعد کے پانچ برسوں میں طلب دیدار کی دعوت دی تعین لیلۃ القدر کیا فراہ پہنچ نے سے پہلے۔۹۱۰ھ میں دنیا سے پردہ کیا۔

رسول اللہﷺ پر پہلے نازل ہونے والی سورۃ علق ہے کہ جس میں اقراءبسم کی آیت پہلے نازل ہوئ۔اس کی صرف پانچ آیات نازل ہوئیں اس کے بعد سورہ قلم نازل ہوئ پھر دوبارہ باقی سورہ علق مکمل ہوئ۔ یہاں بتانا مقصود یہ ہے کہ سورہ مزمل کے متعلق ابن عباسؓ سے یہ بیان ہے کہ جب سورہ مزمل کی ابتدائ آیات نازل ہوئیں تو وہ (حضورﷺ) تقریباً رات میں اتنا قیام کرتے جتنا رمضان مبارک کے مہینے میں قیام کرتے ہیں ۔یہاں تک کہ سورۃ (مزمل) کا آخری حصہ نازل ہوا۔اس کے اول اور آخر (نزول) کے درمیان تقریباً ایک سال کا فاصلہ (عرصہ) ہے۔(مستدرک حاکم کتاب التفسیر)۔یہاں معلوم ہوا کہ قرآن کے ابتدائ نزول کے وقت چند ایک آیات ہی نازل ہوا کرتی تھیں جبکہ یہ سورتیں بہت چھوٹی اور مختصر ہیں۔اس سے ایک بہت اہم بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ ابتدائے نزول وحی میں بہت دیر یا وقت سے کلام نازل ہوا کرتا تھا وہ بھی مختصر اور چند آیات جس کا وقفہ مہینوں برسوں ہوا کرتا تھا' یہ بات اس روایت سے معلوم ہوتی ہے کہ سورۂ مزمل میں چھوٹی چھوٹی ۲۰ آیتیں ہیں۔اس سے ایک بات کا اور اندازہ ہوتا ہے کہ شروع کے دس گیارہ برس میں صرف ۲۳ سورتیں نازل ہوئیں وہ بھی چھوٹی' جبکہ ہم دیکھتے ہیں مدنی سورہ بقرہ میں بڑی لمبی لمبی طویل آیات ہیں جو شروع نزول قرآن کے تین چار سورتوں کے برابر ایک آیت ہے۔اب آئیں دیکھیں کہ سورہ مزمل اور مدثر ایک بعد ایک نازل ہونے والی سورہ ہیں مدثر میں ۵۶ آیات ہیں چھوٹی چھوٹی۔غور کریں بالکل لمبے وقفہ سے ایک دو پانچ آیات نازل ہورہی ہیں اور اللہ کے رسول پر کفار و مشرکین کی مخالفت کا دور ہے احوال واقعات کے بجائے بصرف احکام دےۓ جارہے ہوں تو کس طرح حضورﷺ پر سخت وقت اور دور گزر رہا ہوگا؟ اگر صرف سورہ مزمل کی ۲۰ آیات کو نازل ہونے میں ایک سال کا عرصہ لگا ہے تو باقی سوررتوں کے نزول میں کتنا وقت لگا ہوگا' ایسے میں سورہ مزمل میں اللہ حضورﷺ سے فرماتا ہے کہ "اے چادر میں لپیٹنے والے! رات کو (نماز کے لۓ) قیام فرمایا کیجیے مگر تھوڑا سا' یا بڑھا دیا کریں اس پر اور (حسب معمول) خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کیجیے **قرآن کریم** کو بے شک ہم جلد ہی القاء کریں گے آپ پر ایک بھاری کلام ۔یہاں معلوم ہوا کہ ابتدائے نزول وحی میں **کتاب اللہ کو قرآن کہا گیا** ہے۔ دوسری بات آپ کی تعلیم اور تربیت اللہ تعالی نے آہستہ آہستہ کی ہے' پہلے کہا کہ تھوڑا سا قیام کریں اس کے

بعد بڑھائیں قرآن ٹھہرٹھہر کر پڑھیں اور آپؐ پر واضح کر دیا گیا کہ یہ پریشانیاں اور تکالیف کچھ نہیں آگے ہم آپ پر بڑا بھاری کلام نازل کریں گے تیار رہیے۔ یہی بات تھی کہ حضورﷺ متفکر تھے کہ کیا کیا جائے اس لے چادر میں لپیٹ کر خود پڑے رہا کرتے تھے کہ پتہ نہیں کیا ہونے والا ہے اسی کے ساتھ خفیہ طور پر اپنے دوست احباب اہل خانہ کو دعوت اسلام دیتے رہے' یہ بات کفار کے کانوں تک پہنچ چکی تھی وہ چہ میگویاں کرنے لگے اور حضورﷺ کو نقصان پہنچانے بدنام کرنے کی تدبیریں کرنے لگے۔ یہ بات سورہ مزمل کے بعد نازل ہونے والی سورۃ المدثر میں بھی دیکھی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالی آپﷺ کو دوبارہ مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ "اے کپڑے میں لپیٹے ہوئے (محمدؐ) کھڑے ہو جاؤ' پھر ڈراؤ اور اپنے رب کی بڑائی بیان کرو (تبلیغ واصلاح کرو) اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور پلیدی سے دور رہو"۔ مزمل اور مدثر کا کپڑے میں لپیٹے ہوے کا معنی ہونا۔ مدثر حضورؐ کا نام بھی ہے اور مدثر چادر کو کہا گیا ہے مگر اسے ایسا کپڑا یا لباس بھی ہے جو گرم بنیان کی طرح ہو' اور جمہور علماء کا قول ہے کہ سورہ علق۔ اقرا سے مالم یعلم تک نازل ہوئی پھر تین سال تک وحی بند رہی یہی فترۃ الوحی کا زمانہ کہلاتا ہے پھر اس کے بعد مدثر نازل ہوئی۔ اس طرح فرشتہ جبرئیلؑ حضورﷺ سے غار حرا کے بعد کئی طرح سے کئی احوال میں ملے ایک واقعہ ہے کہ اثناء راہ میں میں نے آسمان کی طرف دیکھا ایک آواز سنی نظر اُٹھا کر دیکھا تو وہی فرشتہ جو حرا میں آیا تھا آسمان اور زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا نظر آیا' میں ڈر گیا' گھر پہنچا تو بیوی سے کہا زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ مجھے لپیٹو یا چادر اُڑھا دو۔ اس کے بعد مدثر سورہ نازل ہوئی۔ اقراء سے مدثر کے نزول کا زمانہ ہے جو انقطاع وحی کا زمانہ ہے۔ حضورﷺ حضرت خدیجہؓ سے فرماتے ہیں کہ مجھے چادر اُڑھا دو' اللہ کہہ رہا ہے کہ اے چادر میں لپیٹنے والے اس طرح ابتداء میں حضورﷺ کو مزمل مدثر سے خطاب کیا گیا اور بعد میں نبی رسول سے۔ یہ تمام گفتگو اس لئے ہے کہ حضورﷺ کو ابتدا میں پریشانیاں ہوئی تھیں جب معراج میں آپ کو بلا کر ملاقات کی تو حضورﷺ پورے اطمینان اور یقین سے تبلیغ اصلاح اور نبوت کی ذمہ داریوں سے آراستہ وپیراستہ ہو گئے۔ یہی بات آپﷺ کے تابع مہدی کے متعلق ہے جب آپؑ نے ہجرت اختیار کی تو خاموشی سے تعلیم وتربیت بندگان خدا کرتے رہے جبکہ حضرت خضرؑ کے ذریعہ آپؑ کو اپنی ذمہ داری اور منصب ھدایت کا پورا احساس تھا مگر جب اللہ کے حکم سے مکہ پہنچے اور حج کے دوران دعوی مہدی کیا تو اس کے بعد پورے وثوق اطمینان اور یقین سے دعوی موکدہ کیا اور طلب دیدار کا حکم دیا لیلۃ القدر کا تعین کیا۔ یہ لیلۃ القدر کا تعین کیا ہے؟ حضورﷺ نے رمضان میں

لیلۃ القدر کا ہونا بیان کر دیا لیکن تعین نہیں کیا اُمت کو طاق راتوں میں تلاش کرنے کو کہا اُس قدر والی رات کا خلیفۃ اللہ مہدی کا تعین کرنا کیا معنی؟ دراصل جس طرح معراج یا دیدار خداوندی حضور ﷺ سے مخصوص تھی اگلے کسی نبی رسول سے نہیں ایسا ہی دعوت طلب دیدار اور تعین لیلۃ القدر مہدی سے مخصوص ہوئی اس لئے کہ یہ ایک عظیم مرتبے والی رات ہے ہر کوئی اس کی سعادت کو جو ایک ہزار سالہ عبادت پر محیط ہے یعنی انسانی زندگی کے چوراسی ۸۴ برس یوں ہی مفت میں بغیر محنت کے تقوی توکل کے اللہ کی رضا اور خوشنودی کے کیسے بندوں کو عطا کر دی جاتی اس لئے اللہ کے رسول ﷺ نے اس کی اہمیت تو بتا دی لیکن تعین نہیں کیا' جب مہدی موعودؑ کی بعثت ہوئی تو اصحابؓ دایرہ بارگاہ الٰہی کے ایسے مقرب تھے اپنے اعمال صالحہ کی وجہ سے کہ ایسے بندوں پر اس کا تعین عین اللہ کی محبت رضا اور عطا کے لئے موزوں تھا' یہی بات بعد میں آنے والے مصدقوں کی اس میں پڑھی جانے والی دو رکعت نماز ہی اس رات کی فضیلت کا صلہ ہے' یہ دو رکعت اگر مہدی کی اتباع میں خلوص سے پڑھی جائے تو یہی حقیقی معراج المومنین ہے جس کا وعدہ نبی کریم ﷺ نے کہا ہے۔ ورنہ کیا بات ہے کہ اُمت مسلمہ میں اتنے آیمہ مفسر محدث علماء مجتہد آئے کسی کو اس کے تعین کی وجہ اور ضرورت پیش نہیں آئی یا اس کا حکم نہیں تھا جو اس طرف ان کی توجہ نہ گی اور اس کے تعین پر مامور نہیں تھے۔ اس طرح مہدی موعود خلیفۃ اللہ نے اس کا تعین اللہ کی مرضی سے عاشقان خدا کے لئے کیا جو اپنی زندگیوں کو اللہ کے حوالے کر چکے تھے' ورنہ کیا خاطی گنہگار بدکار بھی اس رات کی سعادت حاصل کر سکے گا جس کے دل میں ایمان و یقین نہ ہو؟۔ لیلۃ القدر کی دو رکعت نماز مصلی اور امام کی خدا کے تئیں بندگی میں اخلاص کا ثبوت دینا ہے نہ کہ ہر کوئی جو اسے صرف ایک طریقہ اور رسم کے لحاظ سے پڑھے گا وہ صرف ایک ریا کاری اور دکھاوے کے سوا کچھ نہیں۔ ورنہ دنیا میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں کہ اس بات سے فرغت پالیں گے کہ سال میں ایک رات عبادت کر لیتے ہیں ہر دن کی عبادت کی کیا ضرورت ہے۔ اس رات کا صلہ انہیں ہی ملے گا جو پورا سال عبادات ذکر و اذکار اور اللہ کے اطاعت میں زندگی گزاریں گے۔ ہر عمل میں حیلہ بہانہ کر کے اپنے لئے راستہ نکال لینا اللہ کے دشمنوں کا کام ہے' مومنوں کا نہیں۔

اور ایک خصوصیت یہ کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان کہ "مہدی کا نام میرے ہمنام (محمد) ہوگا اور ان کے ماں باپ کا نام میرے ماں باپ کے ہمنام ہوگا۔ اور ایک خصوصیت یہ کہ تاریخ اسلام میں صحابہؓ علماء اولیا اور صوفیا کا ایک مقام سے دوسرے مقام کو نقل وطن کرنا منتقل ہونا بیان ہے' مگر سوائے میراں سید محمد جونپوری مہدی

موعودؑ کے ہجرت ظاہری و باطنی کا عمل کسی اور سے بیان نہیں یعنی کسی عالم صوفی سے معروف نہیں کہ اللہ کے لئے انہوں نے ہجرت کی۔حضورﷺ کے بعد لوگوں نے ہر معاملے اور عمل کو محدود کردیا اتنا ہی کریں گے اتنا نہیں کریں گے'ہجرت کے معنی صرف دشمنوں کے ستائے جانے اور دین کی حفاظت کے لئے وطن چھوڑ دینا ہی نہیں ہے۔ بلکہ ترک علایق یعنی اللہ کے لئے دین کے لئے اعمال قبیہہ کو ترک کرنا اصلاح باطنی کے لئے ہر وہ عمل جو اللہ کو ناپسند ہو چھوڑ دیا تقوی تو کل کے ساتھ احتیاط کی زندگی گزارنا ہجرت باطنی ہے۔اس کی مثال حضورﷺ کے جہاد کے بیان میں ہے حضورﷺ ایک معرکہ سے واپس آرہے تھے صحابہؓ سے کہا کہ ''ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف جارہے ہیں'صحابہؓ نے پوچھا یا اللہ کے رسولﷺ بڑا جہاد کیا ہے؟ فرمایا نفس کے ساتھ جہاد کرنا''اسی طرح ہجرت باطنی ہجرت ظاہری سے زیادہ اہم ہے۔

حضرت مہدی موعودؑ کے معاصر نورالدین عبدالرحمٰن جامیؒ کی پیدائش مقام تربت جام ایران میں ۱۴۱۴ سنہ عیسوی میں ہوئی جو علاقہ خراسان تیموری سلطنت میں تھا۔اور وصال ۷۸ برس کی عمر میں وفات علاقہ ہرات خراسان موجودہ افغانستان میں ۱۴۹۲ عیسوی میں ہوئی۔اور مہدی موعودؑ کی پیدائش ۱۴۴۳ عیسوی اور وصال ۱۵۰۵ عیسوی میں ہوا یعنی مکہ میں مہدی موعودؑ کے پہلے دعوی مہدی کے وقت جو تقریباً 1496 میں ہوا تھا حضرت جامی 1492 میں وفات پا چکے تھے۔یہ تاریخیں بتانے کا ایک سبب یہ ہے کہ جب حضرت جامیؒ حج پر گئے مکہ مکرمہ تو مدینہ جانے سے پہلے حضورﷺ حاکم مکہ کے خواب میں آئے اور کہا کہ جامیؒ کو مدینہ آنے نہ دو اور صورت بھی دکھائی شناخت کے لئے۔اور انہیں جب مدینہ جانے سے روکا گیا وہ نہ مانے تو انہیں قید کردیا گیا'اس کے بعد حضورؐ حاکم مکہ کے خواب میں آئے اور کہا کہ میں نے قید کرنے کو نہیں روکنے کو کہا تھا کیونکہ جامی نے میری منقبت میں نعت لکھی ہے اسے سننے کے لئے اس کی محبت میں مجھے قبر سے باہر آنا پڑیگا'اور یہ خلاف عقل بات ہے اس سے انتشار پیدا ہو جائے گا۔لہذا صبح حاکم مکہ نے انہیں قید سے رہا کیا اور معافی مانگی اور وہ نعت رسول بھی سنی جو جامیؒ نے لکھی تھی۔اور حضورﷺ کا فرمان ہے کہ انبیا اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور معراج کے دن کئی انبیا کو قبروں میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔

اب اس معروضے کو دیکھیں کہ حضرت مہدیٔ موعودؑ کے حج کے موقعہ پر آپؑ نے مدینہ جانے اُونٹوں کی سواری کا کرایہ دے دیا تھا'حضور نبی کریمﷺ خواب میں تشریف فرما ہوئے'اور اپنے تابع سے کہا کہ

ہند میں تمہاری ضرورت ہے (یا دعوی کی حقیقت اور اصلاح وتبلیغ کی) تم واپس ہند جاؤ۔ لہذا مہدی موعودؑ حکم متبوع ﷺ کے مطابق اتباع کرتے ہوئے ہند روانہ ہوگئے۔ حضرت موسیٰؑ فرعون کے ظلم سے چلے گئے اور حضرت شعیبؑ کے پاس پہنچ گئے مگر اللہ کا حکم ہوا کہ مصر جاؤ فرعون کو دعوت وحدت دو وہ باغی ہوگیا ہے اور خدائی کا دعوی کرتا ہے۔ وہ چلے آئے اور وہی کیا جو اللہ نے کرنے کو کہا تھا۔ موسیٰؑ نے اللہ سے کہا کہ کیا مجھ سے زیادہ کوئی اور عالم ہے تو اللہ نے کہا فلاں جگہ جاؤ سمندر کے کنارے میرا ایک بندہ ہے جس کا علم تم سے زیادہ ہے ڈھونڈتے ہوئے چلے گئے۔ ابراہیمؑ اسماعیل کو ذبح کرنے لائے اسماعیل نے پوچھا کہ مجھے یہاں کیوں لائے ہو ابراہیم نے کہا کہ اللہ کا حکم ہے تمہیں اس کی راہ میں ذبح کرنے کا، اسماعیل راضی ہوگئے چلا دو میرے گلے پر چھری میں خوش ہوں۔ حضور ﷺ کو پیغام آیا جبرئیل کے ذریعہ کہ نبوت کا بار اُٹھانا ہے آپ کا اللہ کہہ رہا ہے آپ ﷺ نے یہ نہیں پوچھا کہ اللہ کون ہے کہاں ہے؟ نبوت کی ذمہ داریاں پوری کرنے میں لگ گئے مخالفت سہی ظلم سہے تکلیفیں اُٹھائیں فاقے سہے وطن عزیز کو چھوڑا مقابلہ مقاتلہ کیا اپنے مقصد میں ڈٹے رہے۔ فرشتہ جبریل کا کہا اللہ کہا ہے اور اللہ کہہ رہا ہے کہ میرے رسول کا کہا میرا کہا ہے یعنی رسول ﷺ کا حکم اللہ کا حکم مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰـهَ جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اس نے دراصل خدا کی اطاعت کی۔ ۸۰ نساء۔ اس اللہ کے حکم کے مطابق عام انسان رسولؐ کے حکم کا انکار نہیں کرسکتا تو ایک خلیفۃ اللہ کیسے واپس ہند نہ آتے؟ حضور ﷺ کو خواب میں دیکھنا جاگتے دیکھنا ہے تو خلیفۃ اللہ کو کس طرح نظر آئے ہند واپس جانے کو کہا اس پر بحث مباحثہ سوال کیوں؟ مہدی خلیفۃ اللہ تھے جنہیں ۱۲ برس کی عمر میں ہدایت کے لئے چنے جانے کی امانت حضرت خضرؑ نے حضرت شیخ دانیال کی موجودگی میں دی تھی، چالیس برس کی عمر میں ہجرت اختیار کی، سرزمین ہند اور ملحق علاقوں میں اولیا صوفیا علماء میں آپؑ کے مہدی ہونے کے آثار کا غلغلہ ہوگیا تھا۔ مگر آپ نے دعوی مکہ کے بعد مدینہ جانا چاہا اور حضور مقبول ﷺ نے ہند جانے کو کہا۔ تو یہ واقعات بتاتے ہیں کہ جب جامیؒ کو حضورؐ خواب میں مدینہ آنے سے روکنے کا حکم حاکم مکہ جیسے عام انسان کو دیتے ہیں تو خلیفۃ اللہ مہدی کو اپنے منصب خلافۃ ولایت کی ادائیگی کے لئے ہند جانے کا حکم خواب یا بذات خود کیوں نہیں دے سکتے؟ مہدی موعودؑ سے تین سو برس پہلے ایک مشہور واقعہ نورالدین زنگی کے ساتھ پیش آیا تھا۔ نورالدین زنگی کے خواب میں حضور ﷺ نے آکر کہا کہ ان دو موذیوں سے میری حفاظت کرو ان کا چہرہ دکھایا، نورالدین زنگی نے مدینہ منورہ میں دعوت کی تمام لوگوں کو بلایا جب دعوت ختم

ہوئی تو اس نے ماتحتوں سے پوچھا کہ کوئی باقی تو نہیں رہ گیا تو ماتحت کہنے لگے کہ دو خدا پرست لوگ جنگل میں ہیں وہ نہیں آئے وہ خدا کے عبادت کے علاوہ کہیں نہیں جاتے تو نورالدین زنگی نے انہیں لے آنے کا حکم دیا تو دیکھا کہ یہ وہی دو شریر ہیں جن کا چہرہ حضورﷺ نے اسے خواب میں دکھایا تھا۔ جب ان سے معلوم کیا گیا تو وہ دراصل یہودی تھے بغض محمد اور نفرت اسلام میں مدینہ سے قریب ایک لمبی سرنگ کھود رہے تھے تا کہ پیغمبر اسلام کے جسد کو لے جا کر مسلمانوں کو رسوا کریں' اور دونوں روضہ مبارک کے قریب پہنچ گئے تھے۔ لہٰذا زنگی نے انہیں قتل کروایا اور روضہ مبارک سے کئی دور ایک دایرے کی شکل میں فولادی دیوار زیر زمین بنائی تا کہ آگے کوئی یہ جسارت نہ کر سکے۔ جب نورالدین زنگی کے خواب میں حضورﷺ اسے حکم دے سکتے ہیں تو مہدی موعودؑ خلیفۃ کے خواب میں انہیں اپنا حق منصب ادا کرنے کا حکم کیوں نہیں دے سکتے۔ اس طرح مہدی موعودؑ مدینہ منورہ نہیں گئے۔

قرآن کی غلط ترجمہ بیانی آج ایک حقیقت ہے ہر فرقہ جماعت اپنے اعتقاد کے لحاظ سے قرآن کا ترجمہ کر رہا ہے۔ اس کی ایک مثال "محمدﷺ کی اتباع کا ہے" مترجموں نے ہر خاص و عام کو قاطی و گنہگار کو اتباع کرنے والا بتایا دیا ہے ترجموں میں' جبکہ خاتم الانبیاءﷺ کی اتباع صرف خلیفۃ اللہ مہدی کر سکتے ہیں جس کے لئے حضورﷺ نے فرمایا کہ "میرے قدم بہ قدم چلے گا خطا نہیں کرے گا" اور اس کے علاوہ قرآن مجید کی یہ آیت قطعی دلیل اور حجت ہے سورہ نحل آیت ۱۲۳۔ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا , وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۔ پھر ہم نے تمہاری طرف یہ وحی بھیجی کہ یکسو ہو کر ابراہیمؑ کی اتباع کرو اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا۔ یہ حکم حضور مقبولﷺ کو ہوا ہے' کیونکہ حضرت ابراہیمؑ سب سے بڑے موحدین کے امام ہیں ۔ اور یہ بات بقرہ آیت ۱۳۵ سے ثابت ہوتی ہے۔ وَ قَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا , قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۔ یہودی کہتے ہیں: یہودی ہو تو راست پر ہو اور فلاح پاؤ گے' عیسائی کہتے ہیں کہ اگر عیسائی ہو تو راہ راست پر ہو تو ہدایت ملے گی" "نہیں بلکہ سب کو چھوڑ کر ابراہیمؑ کا طریقہ ہے' اور ابراہیم مشرکوں میں سے نہیں تھا"۔ مہدی موعودؑ نے کئی صفات انبیاء کو اختیار کیا جو تعلیم فرایض ولایت میں ہیں مگر آپ علیہ السلام نے ایک خاص صفت ہجرت ابراہیم اسماعیل و محمدﷺ کو خصوصی طور پر اپنایا ہے ۔ حضرت ابراہیم پہلے نمرود سے خلاصی پانے کے بعد مصر کی طرف اپنی اہلیہ بی بی سارہ کے ساتھ تبلیغ دین کے لئے

مصر نکل پڑے‘ وہاں سے واپس کنعان یا فلسطین آئے ,اس درمیان خدا کے حکم سے چار یا پانچ مرتبہ مکہ مکرمہ آنا بیان ہے۔ پہلے بی بی حاجرہ و طفل اسماعیل کو مکہ میں چھوڑ جانے‘ دوسری مرتبہ اسماعیل کی قربانی دینے‘ تیسری مرتبہ جب بی بی حاجرہ کا انتقال ہو چکا تھا اسماعیل سے آپؑ کی ملاقات نہ ہو سکی اور ان کی بیوی نے حضرت ابراہیم سے سلوک اچھا نہیں تو آپؑ نے اسماعیل کو چوکھٹ بدلنے کا مشوہ دیا چوتھی مرتبہ بھی اسماعیل موجود نہیں تھے تو بہو نے اس کی خاطر و مدارات کی ابراہیم نے دعا دیا و راسماعیلؑ کو بیوی سے اچھا سلوک کرنے کو کہا۔ اور جب حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کا کعبہ تعمیر کرنے کا واقعہ ہے یہ کب کی بات ہے معلوم نہیں ہوتی آخری ایام میں درمیان میں کبھی آئے ہیں۔ اور یہ معلوم حقیقت ہے کہ آدمؑ کے بعد اللہ کا سب سے پہلا معبد زمین پر کعبہ ہی ہے جو ابرہیم علیہ السلام اور اسماعیلؑ نے مل کر تعمیر کیا۔

قرآن میں بہت سارے انبیا مرسلین کے واقعات بیان ہیں ان میں موسیٰؑ کے واقعات بہت بیان ہیں‘ حضر عیسیٰؑ کے واقعات بیان ہیں حضرت صالحؑ کا واقعہ ہے جن کی قوم کے لئے معجزہ اُونٹنی پہاڑ سے نمودار ہوئی اور انہوں نے شرارت اور اللہ کے حکم سے انحراف میں اُنٹنی کی کونچیں کاٹ دیں اور خدا کے عذاب میں مبتلا ہوئے۔ ھودؑ کی قوم جری بہادر اور طاقتور اور بڑے قد کی تھیں انہوں نے خدا کی نافرمانیاں کیں انہیں تہس نہس کر دیا پتھر برسا کر‘ لوطؑ کی قوم بدکار اور برائی میں مبتلا تھی ان پر آندھی اور آگ کا عذاب آیا‘ داوٗدؑ کی قوم بے یقینی اور علم سے نابلد تھی اور بدتہذیب وہ صفحۂ ہستی سے مٹ گئی‘ یوسفؑ کے خاندانی افراد منافرت نفسانی خواہشات میں مبتلاء تھے‘ عیسیٰؑ کی قوم نے اعلانیہ وحدت میں شرک کو داخل کر دیا‘ قوم بنی اسرائیل ضدی ہٹ دھرم نافرمان اور پیغمبروں کو نیچا دکھانے والی قوم ہے‘ حضور ﷺ نے اسلام کے ذریعہ وحدت اتحاد باہمی علم عمل اور ترقی کی راہیں دکھائیں‘ اب مسلمانوں میں انتشار منافقت علمی غرور فخر اور تفرقہ گروہ بندی رسم و بدعت ہے‘ قوم مہدویہ بھی آج خاندانی موروثی تفخر بے علمی بدعملی میں مبتلا ہے۔ اس طرح ہر نبی رسول نے وحدانیت کی اور خدا کی بندگی کی تعلیم دی بعد میں ان کی قوموں نے خود نمائی شہرت انا پرستی میں یا خود مبتلا ہوئے یا اپنے بزرگوں عالموں کو سمجھ لیا جو شرک خفی کی مثالیں قایم کیں اسے انہوں نے اپنا دین اور ایمان سمجھ لیا۔ اللہ تعالی کی قدرت اور عظمت میں یا اس کی صفات میں دخل اندازی ہی کفر اور شرک ہے‘ آج مسلمانوں کا ہر فرقہ اس لعنت میں مبتلا ہے۔ اس طرح لوگ یہ سمجھ لیتے ہیں کے ظاہری اعمال ہی کفر و شرک ہیں جبکہ باطنی شرک ان سب میں بڑا اور قوی ہوتا ہے

جس کی لپیٹ میں عام لوگ تو کیا عالم اور سمجھ دار بھی آ جاتے ہیں۔

جیسے کہا قرآن مجید میں سب سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام کے **واقعات بیان** ہوئے ہیں' لیکن! یہ غور طلب امر ہے کہ **احکام شریعت اور طریقہ** حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کا زیادہ بیان ہوا ہے۔ کیونکہ وہ انبیا میں ایسے موحد تھے کہ سب سے پہلے نمرود جیسے طاقت والے بادشاہ کے آگے سینہ سپر ہو گئے' یہاں تک کہ اپنے باپ کی مخالف میں کمر بستہ ہو گئے, جب اللہ نے اپنی اولاد کی قربانی کے لئے آزمایا تو اس پر بھی بلا جھجک تیار ہو گئے اور اللہ پر اتنا بھروسہ تھا کہ اللہ کے حکم پر اپنی بیوی حاجرہ اور فرزند اسماعیلؑ کو ایام طفلگی میں بے آب وگیا صحرا میں تنہا چھوڑنا گوارا کر لیا۔ ایثار وجاں نثاری کی ایسی مثال کہیں نہیں ملتی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے پیغمبر آخر الزماں محمد رسول اللہ ﷺ کو بھی دین حنیف اختیار کرنے کو کہا اور فرایض اسلام میں ایک فرض حضرت ابراہیم اسماعیل و بی بی حاجرہ کے طریق پر حج ادا کرنے کا حکم اُمت محمد کو دیا' اس میں ابراہیم کا طریقہ طواف کعبہ عرفات اور بی بی حاجرہ کا طریقہ صفا و مروا کی سعی' جمرات اور اسماعیل کا طریق قربانی شامل ہے یعنی پورا خاندان ابراہیم کے اعمال حج میں فرض ہوئے ہیں۔ جیسے کہا قرآن میں موسیٰؑ کے واقعات بیان ہیں ابراہیمؑ کے احکام شریعت اور طریقوں یعنی دین حنیف کا زیادہ بیان ہے۔ سورہ بقرہ آیات۔۱۲۵۔۱۳۰۔۱۲۶۔۱۳۲۔۲۵۸۔۲۶۰۔۱۲۴۔۱۳۳۔۱۳۵۔۱۴۰۔۵۱۔۶۹۔ میں اور آل عمران آیات ۹۷۔۶۸۔۶۷۔۳۳۔۵۶۔۸۴۔۹۵۔ میں اور سورہ نساء ۱۲۵۔۵۴۔۱۶۳۔ سورہ توبہ آیات ۱۱۴۔۷۰۔ اور سورہ سورہ ھود۔۱۱۔۱۲۷۔۷۶۔۷۵۔ اور سورہ یوسف ۶۔۳۸۔ سورہ ابراہیم ۳۵۔ سورہ یونس ۵۸۔۸۶۔ سورہ مریم ۱۴۔۵۸۔۴۶۔ سورہ انبیاء ۶۰۔۶۲۔ سورہ اعام ۲۴۔۱۶۱۔۷۵۔۸۳۔ سورہ حج ۴۳۔۷۸۔ سورہ نور ۱۱۔ سورہ مریم ۵۸۔۱۴۔۴۶۔ صفات ۱۰۴۔۸۳۔۱۰۹۔ سورہ زخرف ۲۶۔ شعرا۔۲۶۔ سورہ ص ۱۲۰۔۴۵۔ نحل ۱۲۳۔ عنکبوت ۲۷۔ حدید ۲۶۔ ممتحنہ ۴۔ اعلی ۱۹۔ احزاب ۷۔ سورتوں میں بیان کیا ہے اور یہ احکام کے بطور ہے کہیں اکا دکا واقعہ ہے اس طرح کل ۶۶ یا کچھ آیات ابراہیم کے دین حنیف کی اتباع کی آیات ہیں اس طرح دین اسلام ہے محمد رسول اللہ کا لیکن حقیقت میں دین حنیف ہے۔ اس کی ایک خصوصیت یہ کہ اللہ تعالی نے حضور ﷺ کو ابراہیم کی اتباع کا حکم ہے جیسے اس پہلے بھی کہا ثُمَّ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ اَنِ اتَّبِعۡ مِلَّۃَ اِبۡرٰہِیۡمَ حَنِیۡفًا , وَ مَا کَانَ مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ۔ پھر ہم نے تمہاری طرف یہ وحی بھیجی کہ یکسو ہو کر ابراہیمؑ کی اتباع کرو اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا

۔ یہ صریح حکم اللہ نے اپنی حبیب ﷺ کو دیا ہے اس طرح نبی کی اتباع کرنا نبی کا طریقہ ہوتا ہے تا کہ ہر امتی کا چاہے وہ کتنا بڑا عالم فاضل ولی متقی کیوں نہ ہو۔ یہی بات اللہ نے خلیفۃ اللہ مہدی موعود آخرالزماں کے تعلق سے سورہ یوسف کی ۱۰۸ ویں آیت میں کہی کہ "کہد وائے محمد یہ میرا راستہ (طریقہ) ہے جس پر بلاتا ہوں بصیرت (دیدار) کی بنیاد پر اور وہ بھی بلائے گا جو میرا تابع (مہدی) ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ مہدویہ طریقہ تعلیم ہے تو مہدی موعودؑ کا بتایا ہوا سکھایا ہوا مگر ہے عین دین محمد ﷺ۔ آج لوگوں کے اعمال نے دیکھیں مہدیٔ موعودؑ اور ان کے صحابہؓ کے اعمال دیکھیں بالکل حضور ﷺ کے قول و عمل کا نمونہ ہے۔ یہی بات کو تذکرہ میں کہا گیا کہ "ان کو دیکھ کر صحابہؓ رسول ﷺ کی یاد تازہ ہو جاتی تھی"۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا کہ "جو بات نبی کریم ﷺ کے پاس اصالتاً تھی وہ میر جونپوری کے پاس اتباعاً تھی"۔

مہدوی اور مصدق

مہدوی اور مصدق کی توجیہہ اسی طرح کی جائے گی جس طرح مسلمان اور مومن کی جاتی ہے۔ اسلام قبول کرنا مسلمان بننا ایک کوشش ہے خود کو سلامتی کی راہ پر لگانے کی، مگر مومن بننا ایسی حقیقت ہے جس میں عملی اور ذہنی طور پر خود کو ایک باعمل بندہ بنانا اور خالق و معبود اللہ کو خوش کرنا راضی کرنا۔ اسی طرح مہدوی ہونا میراں سید محمد جونپوری کو مہدی موعود آخرالزماں خلیفۃ اللہ ماننا، مگر مصدق ہونے کے لئے سب سے پہلے قرآن وسنت رسول ﷺ کے مطابق ایسی زندگی گزارنا جو اللہ کے آخری نبی رسول محمد مصطفیٰ ﷺ نے گزارنے کی تاکید کی حکم دیا۔ جس طرح مومن بننے کے لئے حدود قرآن و شریعت محمدؐ کا خیال ہونا ضروری ہے، اسی طرح مصدق ہونے کے لئے مہدی موعودؑ کے فرمان کے مطابق "مذہب ما کتاب اللہ واتباع سنت رسول اللہ" کے لئے تعلیمات مہدی موعود علیہ السلام پر عمل کرنا ضروری ہے۔ محسن کا لفظ اسلام میں کہیں بیان نہیں ہے یہ لفظ ان کے لئے ہے جو احسان کی کوشش کرتے ہیں یعنی طلب دیدار کی، اور محسن ولایت اور قربت خداوندی حاصل کرنے کا مقام ہے۔

یوں تو محسنین کا لفظ قرآن مجید میں ۳۴/۳۵ مرتبہ آیا ہے۔ لیکن تین چار مرتبہ اس کے معنی مختلف ہیں۔ محسنین کے معنی اچھائی بھلائی کرنے والوں کے ہیں۔ سورہ آل صفات ۱۰۵۔ اَنْ یّٰۤاِبْرٰهِیْمُ , قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا , اِنَّ کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ کہ اے ابراہیمؑ تحقیق تو نے سچ کر دکھایا اپنا خواب

۔بیشک ہم اسی طرح جزا دیا کرتے ہیں نیکوکاروں کو۔ فَاٰتٰهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ آل عمران ۱۴۸۔تو اللہ نے انہیں انعام دیا دنیا کا اور آخرت کا اور اللہ دوست رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو۔سورہ القصص ۲۸۔ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۔اور جب (موسیٰ) اپنی جوانی کو پہنچا اور پوری طرح توانا ہو گیا تو ہم نے اسے حکمت اور علم عطا کیا' اور اسی طرح ہم بدلہ دیا کرتے ہیں نیکی کرنے والوں کو۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۔۔۶۹ سورہ عنکبوت۔اور جن لوگوں نے ہماری (راہ) میں کوشش کی ہم ضرور ہدایت دیں گے **اپنے راستے کی** اور بے شک اللہ نیکوکاروں کے **ساتھ** ہے۔اب ان چار آیات میں احسان کا مطلب جو بیان ہے اُسے دیکھیں۔پہلی آیت میں ابراہیمؑ نے خواب کو سچ کر دکھایا تو اللہ نے کہا کہ ہم احسان کرنے والوں کو دوست رکھتے ہیں۔دوسری آیت میں انعام کا وعدہ دنیا اور آخرت میں کیا اور دوست کہا احسان کرنے والوں کو۔تیسری آیت میں موسی جب اپنی جوانی عمر کی پختگی بلاغت کو پہنچے تو حکمت اور علم عطا کیا ۔چوتھی آیت اور جن لوگوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ہم انہیں ضرور ہدایت دیں گے اپنے راستے کی اور بے شک اللہ نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔ان چار آیات میں تمام وجوب بتلائے گئے احسان کے۔ 1) اللہ کے خواب یا حکم کو سچ کر دکھانا تو اللہ کا دوست یا مقرب بننا 2) احسان کرنے والوں کو دنیا اور آخرت میں انعام دینا دوست یا مقرب بنانا 3) جوانی کی عمر میں جب پختگی پیدا ہو بالغ نظری پیدا ہو تو حکمت کا (معرفت کا) علم دینا۔4) یہ آیت بہت کچھ کہہ رہی ہے **جن لوگوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ہم انہیں ضرور ہدایت دیں گے اپنے راستے کی اور بے شک اللہ نیکوکاروں کے ساتھ (قریب)** ہے۔یہ وہی هٰذِهٖ سَبِيْلِىْ تو نہیں جس میں بصیرت یا دیدار پر چلنا ہے جس پر اللہ احسان کرنے والوں کے ساتھ ہوگا؟۔کل ملا کر بات یہ ہے احسان کے جو معنی حدیث احسان میں بیان ہیں ان کے مطابق یہ آیات بتا رہی ہیں نشاندہی کر رہی ہیں کہ کون لوگ اللہ کی بصیرت یا دیدار کے مستحق ہونگے ؟اللہ کے حکم یا خواب کو سچ کر دکھانا' دنیا و آخرت دونوں لگے اللہ کا انعام (دیدار) ہونا اور یہ انعام عمر کی پختگی و بلاغت میں علم و حکمت کے ذریعہ دیا جانا' اور جو لوگ بصیرت یا کی کوشش کریں گے احسان (دیدار) کے لئے انہیں راستہ دکھانا اپنی قربت کا۔یا پھر اللہ تعالی کا "**آنکھوں پر چھا جانا**" وَهُوَ يُدْرِكُه سورہ انعام۔

حضرت آدمؑ کی اولاد میں آتش پرستی بت پرستی داخل ہوئی تو نوحؑ کا دین اسلام قرار ہوا' نوحؑ

کے بعد بہت سے نبی رسول آئے وہ کفر وشرک کے ساتھ وحدت کی تعلیم بھی دیا کرتے تھے مگر پوری حجت دلیل کے ساتھ وحدت خداوندی کو پیش کرنے کا پہلا کام حضرت ابراہیمؑ نے کیا اس لئے ابراہیمؑ کا دین حنیف اسلام قرار ہوا ان کے بعد جب آل اسحاقؑ ویعقوبؑ بنی اسرائیل کہلائی تو داؤدؑ کا دین اسلام ٹہرا جن کو زبور دی گی اور احکام وشرائع بتائے گئے، جب بنی اسرائیل نافرمانی حکم عدولی کرنے لگی تو موسیٰؑ کے ذریعہ بطور شریعت توریت دی گی اور موسی کا دین اسلام ٹہرا جب بنی اسرائیل حد سے زیادہ نافرمان اور شریر ہونے لگے تو عیسیٰؑ کو انجیل دے کر بھیجا گیا اور وہ دین اسلام کہا گیا جب عیسایوں نے عیسیٰؑ کو شریک خدائی کر کے بت پرستی شروع کردی تو محمد مصطفیٰ ﷺ کو قرآن مجید کے ذریعہ سلامتی کی راہ اسلام کے ذریعہ دکھائی گی اور ان کی قوم مسلمان کہلائی۔ جب مسلمانوں میں رسم وبدعت دلیل وحجت مقابلہ مباحثہ مباہلہ آرائی کا دور شروع ہوا تو خلیفۃ اللہ مہدی کو مبعوث کیا اور ان کا طریق ہی اسلام ٹھرا جو مہدوی کہلائے اور ان کے اعمال اختیار کرنے والے مومن اور مصدق کہلائے گئے۔ ایسا کہنے کے لئے ہمارے پاس قرآن کی یہ آیات بطور دلیل ہیں جو خلیفۃ اللہ مہدی نے اپنے دعوی مہدی کی دلیل میں پیش کئے۔ فَاِنْ حَآجُّوْکَ فَقُلْ .... عمران ۲۰۔ **پھر اگر وہ آپؐ سے جھگڑا کریں تو کہہ دیں میں نے اپنا منہ اللہ کے لے جھکادیا اور جس نے میری پیروی کی**۔ یہاں پیروی یعنی "اتباع" کرنے والے کی بات ہے۔ یہاں سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے۔ اُتُوا الْکِتٰبَ وَالْاُ مِّیّنَ ءَ اَسْلَمْتُمْ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِاھْتَدُوْا وَاِنْتَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْکَ الْبَلٰغُ **اور آپؐ اہل کتاب اور اَن پڑھوں سے کہدیں کیا تم اسلام لائے ہو؟ پس اگر وہ اسلام لائے ہیں تو اُنہوں نے راہ پالی۔ اور اگر وہ منہ پھیریں تو صرف آپ پر (آپ کا کام) پہنچادینا ہے**۔ یہ بڑی اہم بات یہاں ہے کہ وَمَنِ اتَّبَعَنِ اور جس نے میری پیروی کی۔ اور اُتُوْا الْکِتٰبَ وَالْاُ مِّیّنَ اہل کتاب اور اَن پڑھوں سے جو اسلام لائے۔ کہا گیا ہے کہ بات صاف ہے کے رسول ﷺ کا تابع اور ہے اور اسلام لانے کے بعد وہ ان پڑھ جو اہل کتاب کی طرح ہیں اس تفریق میں صاف بتایا گیا ہے۔ اسلام لانے کے بعد انپڑھ ہونا ایک خاص خصوصیت ہے نا ماننے والوں کی انکار کرنے والوں کی منکرین کی مہدوی اور مصدق کی توجیہہ اسی طرح بھی کی جائے گی جس طرح مسلمان اور مومن کی جاتی ہے۔ اسلام قبول کرنا مسلمان بننا ایک کوشش ہے خود کو سلامتی کی راہ پر لگانے کی، مگر مومن بننا ایسی حقیقت ہے

جس میں عملی اور ذہنی طور پر خود کو ایک باعمل بندہ بنانا اور خالق و معبود اللہ کو خوش کرنا راضی کرنا۔ اسی طرح مہدوی ہونا میراں سید محمد جونپوری کو مہدی موعود آخرالز ماں خلیفۃ اللہ ماننا' مگر مصدق ہونے کے لئے سب سے پہلے قرآن وسنت رسول ﷺ کے مطابق ایسی زندگی گزارنا جو اللہ کے آخری نبی رسول محمد مصطفیٰ ﷺ نے گزارنے کی تاکید کی اور حکم دیا۔ جس طرح مومن بننے کے لئے حدود قرآن و شریعت محمد ؐ کا خیال ہونا ضروری ہے' اسی طرح مصدق ہونے کے لئے مہدی موعودؑ کے فرمان کے مطابق "مذہب ما کتاب اللہ و اتباع سنت رسول اللہ" کے لئے تعلیمات مہدی موعود علیہ السلام پر عمل کرنا ضروری ہے۔ محسن کا لفظ اسلام میں کہیں بیان نہیں ہے یہ لفظ ان کے لئے ہے جو احسان کی کوشش کرتے ہیں یعنی طلب دیدار کی' اور محسن ولایت اور قربت خداوندی حاصل کرنے کا مقام ہے۔ محسنین کا لفظ قرآن میں ۳۴ مرتبہ آیا ہے ان آیات میں محسن بہ معنی موحد مستعمل ہے اس سے مراد خالص مومن۔ محسن معنی احسان کرنے والا۔ مُحۡسِنٌ اسم فاعل واحد مذکر احۡسَانٌ ۔ مصدر ہے۔ مُحۡسِنٌ۔ اُس موحد کو کہتے ہیں جو فریضہ سے زیادہ اعمال عبادت کرتا ہو۔ اعمال میں خوبی پیدا کرنے والا۔ فرض سے آگے بڑھکر مستحبات کو بھی ادا کرنا' جو چیز واجب نہ ہو اور اس میں کچھ نہ کچھ شرعی خوبی ہو اس کو بھی ادا کرنا (راغب اصفہانی) اس احسان فی العبادۃ کی تشریح حدیث میں اس طرح آئی ہے "اللہ کی اس طرح عبادت کرو کہ گویا اسے دیکھ رہے ہو' اگر ایسا نہ ہو سکے تو یہ سمجھو اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے (بخاری)

حضرت آدمؑ کی اولاد میں آتش پرستی بت پرستی داخل ہوئی تو نوحؑ کا دین اسلام قرار ہوا' نوحؑ کے بعد بہت سے نبی رسول آئے وہ کفر و شرک کے ساتھ وحدت کی تعلیم بھی دیا کرتے تھے مگر پوری حجت دلیل کے ساتھ وحدت خداوندی کو پیش کرنے کا پہلا کام حضرت ابراہیمؑ نے کیا' اس لئے ابراہیمؑ کا دین حنیف اسلام قرار ہوا' ان کے بعد جب آل اسحاقؑ و یعقوبؑ بنی اسرائیل کہلائی تو داؤدؑ کا دین اسلام ٹہرا جن کو زبور دی گئی اور احکام و شرائع بتائے گئے, جب بنی اسرائیل نافرمانی حکم عدولی کرنے لگی تو موسیٰؑ کے ذریعہ بطور شریعت توریت دی گئی اور موسیٰ کا دین اسلام ٹہرا' جب بنی اسرائیل حد سے زیادہ نافرمان اور شریر ہونے لگے تو عیسیٰؑ کو انجیل دے بھیجا گیا اور وہ دین اسلام کہا گیا' جب عیسایوں نے عیسیٰؑ کو شریک خدائی کر کے بت پرستی شروع کر دی تو محمد مصطفیٰ ﷺ کو قرآن مجید کے ذریعہ سلامتی کی راہ اسلام کے ذریعہ دکھائی گئی اور ان کی قوم مسلمان کہلائی۔ جب مسلمانوں میں رسم و بدعت دلیل و حجت مقابلہ مباحثہ مباہلہ آرائی کا دور شروع ہوا تو خلیفۃ اللہ

مہدی کو مبعوث کیا اور ان کا طریق ہی اسلام ٹھہرا جو مہدوی کہلائے اور ان کے اعمال اختیار کرنے والے مومن اور مصدق کہلائے گئے۔ ایسا کہنے کے لئے ہمارے پاس قرآن کی یہ آیات بطور دلیل ہیں جو خلیفۃ اللہ مہدی نے اپنے دعوی مہدی کی دلیل میں پیش کئے۔ فَاِنْ حَآجُّوْکَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَ مَنِ اتَّبَعَنِ , وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَ الْاُمِّيّٖنَ ءَ اَسْلَمْتُمْ , فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِاهْتَدَوْا , و:اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ، ۔آل عمران ۲۰۔ پھر اگر وہ آپ سے جھگڑا کریں تو کہدیں میں نے اپنا منہ اللہ کے لئے جھکا دیا اور جس نے میری پیروی کی اور آپ کہدیں اہل کتاب اور ان پڑھوں سے کیا تم اسلام لائے ہو؟ پس اگر وہ اسلام لے آئے تو انہوں نے راہ پالی اور اگر وہ منہ پھیر لیں تو آپ پر صرف (پیغام) پہنچا دینا ہے اور اللہ دیکھنے والا اپنے بندوں کو۔

جیسے کہا کہ اسلا کے کئی فرقے مہدیآ خرالزماں کو دنیا کا جنگجو حکمران مانتے ہیں جو آئیں گے تو مشرک و کافر سے جنگ کر کے مسلمانوں کی حکومت قایم کر دیں گے۔ اس اُمید میں ہر دور کے مسلمان جب بھی ان پر کوئی مصیبت آئی مہدی مہدی کہنے لگتے ہیں۔ ایسا نظریہ یہودیوں میں بھی ہے کہ وہ ایک آخری نبی فارقلیط کے انتظار میں ہیں جو آئے گا تو تمام دنیا کو جنگ سے زیر و زبر کر کے یہودیوں کی حکومت قایم کر دیگا۔ اور ایسا ہی نظریہ ہندو قوم میں بھی ہے جس کا ذکر پنڈت وید پرکاش اُپادھیا نے اپنی کتاب کالکی سورڈ آف گاڈ میں بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ کالکی آ کر چلے گئے جن کا نام محمد ﷺ ہے۔ اس کتاب کو سرسوت ویدانت پرکاش نے چھاپا ہے۔ اُس میں حضورؐ کو کالی اوتار بتاتے ہوئے ہندوؤں کو مشورہ دیا گیا ہے کہ وہ اسلام قبول کر لیں کیونکہ کالکی کوئی اور نہیں محمدؐ ہے۔ اس میں بہت ساری نشانیاں بتائی گئی ہیں جو حضورؐ سے بالکل مطابقت ہوتی ہیں۔ جس میں معراج کا براق کا معرکوں کا صحابہؓ کا ذکر ہے۔ مگر ہمیں یہاں صرف اس بات کو بتانا ہے کہ مہدی دنیا کے حاکم کیسے ہونگے۔ اس کتاب میں لکھا ہے کہ کالکی (محمدؐ) ''جگت پتی'' دنیا کے بادشاہ ہونگے' ان کا جنم قبایلی نظام میں ہوگا' وہ ظلم سے انسانیت کو راحت دلائیں گے۔ اُن کے چار مددگار ''بھرت'' (خلفائے راشدہ) ہونگے۔ کالکی اچھے یودھا (جنگ جو) اور تلوار چلانے والے اور گھڑ سواری کرنے والے ہونگے۔ اُن کی مدد بھگوان کرے گا' وہ شیطان کو شکست دیں گے۔ ان میں اتنی روشنی (ایمان کی) ہوگی جس سے تمام جگہ روشنی پھیلے گی۔ ان کے جسم سے خوشبو آتی ہوگی۔ وہ ایسے گھوڑے کی سواری کریں گے جس کی رفتار روشنی سے تیز

ہوگی (براق) اس کالکی اوتار (محمدؐ) کی قوم بہت بڑی ہوگی' وہ برائی کو ختم کر کے اچھائی کا راستہ دکھائیں گے۔ وہ ماگھ مہینے کی ۱۲ تاریخ کو ایک پجاری (عبدالمطب۔ کعبہ کے متولی) کے گھر پیدا ہونگے۔ ان کی ماں کا نام ''سومتی'' ہوگا (امن والی۔ بی بی آمنہ)۔ اس طرح کالکی اوتار محمدؐ آئے اور چلے گئے۔ پنڈت وید پرکاش نے لکھا ہے کہ محمدؐ کی پیدائش کے ایک سو برس بعد کو یلے کے پاوڈر اور سوڈا کو ملا کر بارود عرب میں بنالی گئی تھی' اور آج تو زمانہ آٹم بم ٹینک ہوائی جہاز کا ہے۔ اب کالکی کا انتظار بے سود ہے۔ کیونکہ کالکی (محمدؐ) کے زمانے میں ہی گھڑسواری ہوتی تھی۔ اس طرح کالکی محمدؐ ہیں۔ اس تناظر میں ذرا سوچیں آج جو مسلمان مہدی کا اس لئے انتظار کر رہے ہیں وہ اُئینگے اور جنگ کر کے مسلمانوں کو حاکم بنادیں گے۔ حضورﷺ نے قیامت کے آثار کا زمانہ چودھویں صدی ہجری کا بتایا ہے وہ آج ہمارے سامنے ہے بلکہ کئی آثار جو آپؐ نے بتائے اُن کا ظہور ہو چکا ہے اب حضرت عیسیٰؑ کا انتظار ہے اُن کے بعد قیامت ہے' ایسے میں مہدی کب آئیں نگے؟ آج کے موجودہ حالات میں ٹینک توپ ہوائی جہاز آٹم بم راکٹ میزائل کی تیاری کرنے ہوگی جسے صدیاں نہیں تو ایک عرصہ تو لگے گا' جبکہ قیامت کی آمد کا بگل بج چکا ہے۔ اور مسلمان یہودیوں کی طرح فارقلیط اور ہندوں کی طرح کالکی کی اُمید اور آس لگائے بیٹھے اپنا دین وایمان ضایع کر رہے ہیں۔ مہدی تو کب کے آئے' اور چلے گئے' اور کرنے والوں نے ان کی بیت اور تصدیق بھی کرلی' ان کی تصدیق کرنے والے کامیاب ہیں یا ناکام وہ الگ بحث ہے مگر دین وایمان کی ایک شق یا ضرورت کو انہوں نے پورا کرلیا ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ قیامت کے دن ہر جماعت اور گروہ اپنے امام اور رہنما کے ساتھ ہوگی۔

حضور نبی کریمﷺ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ آپؐ نے کبھی اپنے آپ کو اُونچا قابل کر کے نہیں بتایا' آپﷺ کا اللہ کے رسول اور آخری نبی ہونا ہی کائینات میں ایک بلند مقام و برتر مقام ہے جو کسی مخلوق کو میسر نہیں۔ مگر بہ حیثیت انسان آپ نے ہمیشہ نیستی بردباری تحمل کا مظاہرہ کیا' بلکہ اپنی کم مائیگی کا زیادہ مظاہرہ کرتے۔ جبکہ ہم دیکھ سکتے ہیں کہ لوگوں کو تھوڑی سمجھ عقلمندی یا دولت یا مقام وعزت حاصل ہونے کے فوراُ بعد تکبر غرور نمایش خودنمائی اور دوسروں کو حقیر سمجھتے نظر آئیں گے۔ فرعون ونمرود تو ایک بڑے ملک واقلیم کے بادشاہ اور کر وفر والے تھے ان کا ظالم جابر حاکم ہونا اور اُن کا نفس قوی ہونا تو معلوم ہوتا ہے' لیکن معمولی انسانوں میں بھی یہ فطرت ہوتی ہے۔ اسلام کے اندر ہی لوگ عالم فاضل ہونے پر مغرور ومتکبر ہو جاتے ہیں' شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو

ایک صوفی ولی مانا جاتا ہے مگر انہوں نے بھی چاہے جذ نے میں ہوں وجد میں یا نفس کے دباؤ میں کہہ دیا کہ میرا پاؤں دنیا کے سارے اولیا موجود کی گردن پر ہے۔امام بخاری کو اپنے ہونے کا اتنا احساس تھا کہ وہ اپنے سے پہلے کے آیمہ اربعہ خصوصًا امام ابو حنیفہ کو کئی مسایل میں غلط بتاتے اور ان کی قدر و منزلت نہ کی۔مفسروں محدثوں مجتہدوں میں ایک دوسرے پر تفاخر کی بے حد مثالیں ہیں۔امام ابن تیمیہ دوسرے عالموں صوفیوں کو خود سے بہتر نہیں مانتے تھے۔ابوالاعلی مودودی بانی جماعت اسلامی نے تو حد ہی کر دی کے صحابہؓ رسول کے مقام و مرتبہ کو اپنی قابلیت سے کم جانا۔محمد ابن عبدالوہاب نجدی ایک بے علم جاہل شخص تھا اس نے تقلید آیمہ کا انکار کیا سو کیا صحابہؓ رسول کی قبروں کی بے حرمتی کی انہیں مسمار کیا اور اس کے خاندان والوں نے عیسایوں کے کہے کو مقدم مانا مسلمانوں کو ذلیل سمجھا مسلمانوں کی عورتوں کو لونڈی کنیز بنانے کا حکم دیا وہ اپنے اجتہاد کو دین پر فوقیت دیتا تھا۔اجتہاد کے معنی غور وخوص سے نئی بات پیدا کرنا ہے قیاس سے دینی مسایل حل کرنا۔قیاس کے معنی اٹکل لگانا ذہنی رائے قایم کرنا قیافہ شناسی ,اور منطق کو کہتے ہیں۔ایسے بہت سارے عالم اسلام میں ہوئے ہیں جنہیں تھوڑا بہت مقام مرتبہ لوگوں میں حاصل ہوا تو اول فول ہذیان بکنے لگے دیوبند کے محمد الیاس رشید احمد گنگوہی اشرف علی تھانوی قاسم نانوتوی کی کتابیں پڑھیں اور اقوال سنیں اندازہ ہوگا کہ کیا یہ مسلمان ہیں؟اہل حدیث کے بانی شاہ ولی اللہ ,نذیر حسین ,نواب صدیق حسن خاں حسین پٹیالوی اور ثنااللہ امرتسری کی کتابیں پڑھیں آپ کو ان سے نفرت ہوجا یگی۔یہ حال دیوبندی تبلیغی عالموں کا بھی ہے اور بریلوی عالم تو ولی صوفی زیارت قبور صندل عرس کرامت کشف مراقبہ قوالی وجد سرور کی محفلوں سے آگے نہیں بڑھے۔ان تمام انسانوں کا جایزہ لینے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی زندگی کو دیکھیں کہ آپؐ نے کبھی اپنی ذات کو مقدم نہیں بلکہ موخر رکھا۔مگر اللہ تعالی نے کلام اللہ میں جو آپؐ کے مراتب بتائے ہیں وہ سارے عالم کے کل انسان بھی ان مراتب کے قریب بھی نہیں پہنچتے۔اور آپؐ کے تابع مہدی موعودؑ میں بھی وہی اوصاف صالحہ بدرجہ اتم تھے۔اور مہدویہ اسلاف نے اس روش کو قایم رکھا کبھی خودی کا اظہار نہیں کیا بلکہ خود کو احقر و کمتر بتایا اور لکھا کرتے تھے۔لیکن مہدویوں میں پچھلے سوا سو برسوں میں عالموں رہبروں مرشدوں بے علموں جاہلوں نے سب سے زیادہ خودپسندی خودنمائی شہرت القاب خطابات کے ایسے نئے نئے زاووے تلاش کیے کے خدا کی پناہ اور آج تو بے علم او جاہل اس میں سب سے آگے اور خود و مقدس و معتبر بنے بیٹھے ہیں۔اگر ان کے خطاب اور عزت میں تھوڑی کمی کرو تو ایسی حقارت سے دیکھتے

ہیں کہ ان کی نظریں دیکھنے لائق ہوتی ہیں۔

حضورﷺ نے فرمایا مومن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے ہزاروں میل ہو رہی جنگ قادسیہ کو مدینہ میں منبر رسولﷺ سے دیکھ لیا تھا' یہ مومن کا مقام ہے تو اللہ کے نبی رسول خلفاء کا کیا حال ہوگا؟ جب اللہ حضورﷺ سے کہہ رہا ہے کہ نماز تہجد ادا کرو جو آپؐ کے لئے زاید ہے تا کہ اللہ آپ کو مقام محمود پر فایز کرے' تو کیا جو رسولؐ پہلے معراج ہو کر آئے تھے وہ کیا اُن مناظر کو نہیں دیکھ رہے ہوتے تھے۔ جب حضرت عمرؓ کی نظر ہزاروں میل دور دیکھ سکتی ہے تو اللہ کے رسولﷺ کا کیا مقام ہوگا؟ اور آپؐ کے مبشر خلیفۃ اللہ مہدی کی نظر کا کیا مقام ہوگا؟۔ یہاں یہ جان لینا ضروری ہے کہ نماز تہجد اُمت پر فرض کیوں نہیں؟ اس کا جواب رمضان کی تراویح میں ہے جو پہلے عشرے میں پڑھی جاتی ہے۔ حضورﷺ نے صرف تین پڑھائی اس کے بعد لوگ مسجد نبوی میں انتظار کرتے رہے آپ نہیں آئے نہ پڑھائی۔ بعد میں صحابہؓ کے استفسار پر بتایا کہ " مجھے خوف ہوا کہ اُمت اس کی متحمل نہیں کہ اگر فرض ہو جائے تو ادا کرے گی مجھے اندیشہ ہوا (کہ اسے سبب بلاسبب ناغہ کریں گے اور گنہگار ہو جائیں گے)۔ جب تراویح کی متحمل اُمت نہیں تو نماز تہجد کی کیسے متحمل ہوگی؟ وہ بھی رات کے پچھلے پہر گہری نیند سے جاگ کر پڑھے؟۔ اور حضورﷺ تو رسول خدا تھے اُن کی آنکھیں سوتی تھیں دل جاگتا تھا' اس لئے انہیں تہجد فرض ہوئی۔ اور آپﷺ کے اتباع میں خلیفۃ اللہ مہدی موعودؑ نے تارک الدنیا فقراء کو پڑھنے کی تربیت اور تعلیم ذکر دوام اور نوبت کے ساتھ بلا ناغہ دی سنت رسولؐ کی اتباع میں' کیونکہ تارک الدنیا فقراء طالبان خدا ہوتے تھے' تا کہ وہ اتباع رسولؐ میں دیدار کی طلب کریں جب اللہ کے رسولﷺ نے مقام محمود سے آگے اللہ سے ملاقات کی تھی شاید اس کوشش میں دیدار ہی ہو جائے ۔ کیونکہ اللہ تعالی نے اس کی تعلیم حکم اور واضح اشارات قرآن میں دئے جسے مہدی موعودؑ نے بتایا اور کچھ قرآن میں ہیں۔ جیسے قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ، عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِيْ ، وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ کہ کہدو اے محمدؐ یہ میرا راستہ ہے میں اللہ کی طرف بصیرت (دیدار) کی طرف بلاتا ہوں اور وہ بھی بلائے گا جو میرا تابع ہے اور اللہ پاک ہے میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ یہاں محمدؐ اور ان کے تابع مہدیؑ کا دیدار کی دعوت دینا تو واضح ہے' اسی کے ساتھ اللہ کا پاک ہونا اور دونوں خاتمین کا مشرکوں میں نہ ہونا بتا رہا ہے کہ بندے اللہ کی ذات میں کسی تخیل تصور تشبیہ یا مخلوق میں اسے نہ سمجھیں کیونکہ وہ اللہ بے مثل ہے

لیس کمثلہ شیء اللہ تعالی کو اس طرح دیکھنے کی کوشش کریں جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے دیکھا تھا سورہ یوسف کی اس آیت کے بعد والی آیت میں صاف کہا گیا کہ وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی اے محمد تم سے پہلے ہم نے جو پیغمبر بھیجے تھے وہ سب بھی انسان ہی تھے۔ یعنی اللہ انسانوں کو ہی پیغمبر بناتا آیا ہے انہیں کے ذریعہ احکا اور وحی دی گئی ہے (اللہ خود نہیں آیا احکام دینے) اگر تم تقوی اختیار کرو تو کئی باتیں ممکن ہیں جو کفر کرنے والوں کے لئے ممکن نہیں وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ اتَّقَوْا , اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ . ۔ یقیناً آخرت کا گھر اُن لوگوں کے لئے بہتر ہے جنہوں (نبی رسول اللہ کے خلفاء کی بات مان کر) تقوی کی روش اختیار کی کیا اب بھی تم لوگ نہ سمجھو گے؟۔ اب اللہ کو دیکھنا یا دیدار کرنا کیسا؟ عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی اُسے زبردست قوت والے نے تعلیم دی ہے (جو دوسروں کو ایسی یا اس سے کم تعلیم دے سکتا ہے) ذُوْ مِرَّةٍ , فَاسْتَوٰی جو بڑا صاحب حکمت ہے وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی وہ سامنے آ کھڑا ہوا ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی پھر قریب آیا اور معلق ہو گیا۔ فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی یہاں تک کہ دو کمانوں کے برابر یا سا سے کچھ کم فاصلہ رہ گیا۔ فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی , تو اُسنے اللہ کے بندے کو وحی پہنچائی ((حکم دیا) جو وحی بھی اسے پہنچائی (جو بتانا تایا دکھانا تھا وہ دکھایا) مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی نظر نے جو کچھ دیکھا دل نے اُس میں جھوٹ نہ ملایا (دل نے شرکیہ علامتوں کو نہیں ملایا جو دیکھا نور کو دیکھا دل نے تصدیق کی) سورہ نجم۔ اب اس کے بعد ذرا سورۃ الانعام کی ۱۰۳-۱۰۴ آیات کو دیکھیں لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ یُدْرِكُ الْاَبْصَارَ , وَهُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ نگاہیں اُس کو نہیں پا سکتیں (انسان کی نظر اُس کو نہیں پا سکتی) اور وہ نگاہوں کو پالیتا ہے (اگر وہ چاہے تو نگاہوں کو نظر آ سکتا ہے) وہ نہایت باریک بین اور باخبر ہے (اُس کا نور نہایت لطیف ہے اور کس کو نظر آنا کس کو نہیں اُس کی خبر رکھتا ہے وہ انسان کا ظرف جانتا ہے) سورہ انعام ۱۰۳۔ اس کے بعد معاملہ صاف کر دیا کوئی شک و شبہ نہ رہے قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ , فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ , وَمَنْ عَمِیَ فَعَلَیْهَا , وَمَآ اَنَا عَلَیْكُمْ بِحَفِیْظٍ ۔ ۱۰۴ دیکھو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے بصیرت (دیدار) کی نشانیاں آ گئی ہیں , اب جو بینائی سے (بصیرت دیدار کا متمنی ہو) کام لے گا اور اپنا بھلا کرے گا اور جو اندھا بنے گا خود نقصان اُٹھائے گا میں تم پر نگران نہیں ہوں (کہ تم دیدار کی طلب کرتے ہو یا نہیں کرتے)۔ اور اللہ تعالی کی یہ سنت ہے کہ وہ ہر کسی کو اپنے غیب پر مطلع نہیں کرتا صرف چنے ہوئے بندوں کے عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ

اَحَدًا ۔وہ عالم الغیب ہے' اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ (سورہ جن ۲۶) اس بات کی کہ دیدار اور بصیرت کیا ہے اور اُس کی طلب کون کرسکتا ہے اور کس طرح کرنا چاہے اس کی تائید مہدویہ میں نماز تہجد میں پڑھی جانے والی دعائیں ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَالرُّؤْیَۃَ وَنَعُوْ ذُ بِکَ مِنَ النَّا رِ یَا خَالِقَ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ بِرَحْمَتِکَ یَا عَزِیْزُ یَاغَفَّارُ یَا کَرِیْمُ یَا سَتَّارُ یَا رَحِیْمُ یَا بَارُّ . اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْرُ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ العَفُوَّ فَا عْفُ اَنَّا بِکَرْمِکَ یَا اَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْنَ وَبِرَحْمَتِکَ یَا اَرْ حَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۔اے اللہ ہم مانگتے ہیں تجھ سے جنت اور تیرا دیدار اور پناہ مانگتے ہیں تیری آگ سے' اے پیدا کرنے والے جنت اور دوزخ کے تیری رحمت کے وسلیہ سے اے بڑی عزت والے اے بخشنے والے اے کرم کرنے والے ایس عیب پوشی کرنے والے اے بڑے مہربان اے بڑے احسان کرنے والے۔اے اللہ بچا ہم کو دوزخ سے اے پناہ دینے والے اے پناہ دینے والے اے پناہ دینے والے اے اللہ تو بے شک بڑا درگزر کرنے والا ہے گناہوں سے' اور بڑا اکرم فرمانے والے کریموں سے' اپنی رحمت سے اے زیادہ مہربان بڑے مہربانوں سے۔

تدرِکَ کے معنی پالینا' پکڑ لینا ہے یہ لفظ اِدْرَاکٌ سے ہے تُدْرِکُہٗ وہ اس کو پاتی ہے' وہ اس کو پالیگی اس میں ہ' ضمیر واحد مذکر غایب ہے۔ لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ , وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ نہیں پاسکتی اُس کو آنکھیں' اور وہ آنکھوں کو پاسکتا ہے' وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ وہ باریک بین اور خبر دار ہے۔ معنی وہ جانتا ہے کہ کہ کس کی کیا صلاحیت ہے ان باتوں سے باخبر ہے۔ اسی کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ کرتا ہے انسان کے تقوی توکل اور ذوق طلب کے مطابق کسی کسی کو اپنی قربت یا دیدار عطا کرتا ہے' ہر کسی کو نہیں۔ الْاَبْصَار سے ظاہری آنکھیں بھی مراد لی جاتی ہیں اور علمی بصیرتیں بھی فہم وادراک بھی کشف ومراقبہ بھی۔ سدی کہتے ہیں'' بصر'' کی دو قسمیں ہیں ایک بصر معاینہ (دیکھنے کی آنکھ) دوسری علم (بینائی) پس لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ علما کا علم اس کو نہیں پاسکتا' اسی کی نظیر ہے سورہ طہٰ کی آیت یَعْلَمُ مَابَیْنَ اَیْدِ یْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِہٖ عِلْمًا وہ جانتا ہے جو اُن کے آگے ہے اور جو اُن کے پیچھے ہے اور آدمی علم سے اس کا احاطہ نہیں کرسکتا۔ اقوام مبتدعہ خوارج' روافضہ معتزلہ اور بعض مرجیہ نے اس آیت سے یہ سمجھا ہے کہ دنیا و آخرت میں کہیں بھی خدا کا دیدار نہ ہوگا۔ اور کوئی اس کو نہ یہاں نہ وہاں دیکھے گا' وہ ادراک کے معنی'' رویت'' یعنی ظاہری آنکھوں سے دیکھنا سمجھ

بیٹھے۔یہی ان کی اصل غلطی ہے''ادراک'' اور ''رویت'' دوجدا گانہ چیزیں ہیں' آیت میں ادراک کی نفی ہے رویت کی نہیں۔ادرال کہتے ہیں کسی چیز کی کنہ اور حقیقت پر واقف ہونے اور اس کا احاطہ کرنے کو'اور رویت کے معنی ہیں فقط دیکھنا' خواہ احاطہ ہو سکے یا نہ ہو سکے' خواہ حقیقت تک رسائی ہو کہ نہ ہو' (معنی ساری خدائی کا احاطہ ممکن نہیں ہے تو ایک تنکہ یا ذرہ برابر رویت بھی رویت ہے) پس ''اثباتِ تو بیت'' اور ''نفی ادراک'' میں کچھ منافات نہیں ہے۔اس لئے کہ ''ادرال'' ''اخص'' ہے رویت ہے اور نفی اخص سے انتقاءاعم لازم نہیں آتا کسی چیز کی رویت اس کا احاطہ بغیر اور اس کی حقیقت تک پہنچے بغیر ممکن نہیں۔تَــــرَآءَ کے معنی ایک دوسرے کو دیکھنا ہے ۔حدیث میں ہے کہ انکــم ستــرون ربکم کما ترون هذا القمر لا تضامون فی رویۃتم اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح تم اس چاند کو دیکھتے ہو کہ اس کے دیکھنے میں کسی طرح کی مزاحمت نہیں ہوگی ۔مشکواۃ باب الرویۃ ۔اس طرح بصیرت دیکھنا' سمجھنا' جاننا' پہچاننا' محسوس کرنا' غور کرنا' فہم کرنا' کسی چیز کا احاطہ کرنا' چھا جانا' قابو میں کرلینا' غلبہ پالینا' کسی شے کا آنکھوں میں قید کرلینا' سمولینا۔کچھ بھی ہوسکتا ہے۔حالانکہ بصیرت آنکھوں سے دیکھنے کے معنوں میں زیادہ مستعمل ہے آنکھوں میں روشنی کا پتلیوں کے ذریعہ اندر جانا اس کا عکس بنانا حقیقی معنی نہیں ہے' بلکہ اس شے کو پہچانا جائے اس کی شناخت کی جائے اس کی ماہیت طے کی جائے' اس کے سراپا کو ایک تشخص دیا جائے اس طرح بصیرت کے معنی بڑے وسیع ہیں' یہی بات اس آیت میں بیان ہے۔

انسان اور ''میں''

انسان سمندری جہاز ,ہوائی جہاز ,ریل گاڑی ,موٹر کار ,مشین کل پرزے آلات ,بناتا ہے جو دھات ,معدنیات ,ایندھن ,تیل ,ربڑ ,لکڑی ,پتھر ,لباس ,بناتا ہے جو زمین سے قدرتی وسایل اور ذخایر سے برآمد ہوتی اور تیار ہوتی ہیں ,انسان انہیں ایک شکل اور شے دیتا اسے اپنے استعمال کے لئے تیار کرتا ہے مگر کہتا ہے کہ **''میں''** نے بنایا۔ریڈیو ٹی وی کمپیوٹر فون گھڑی بناتا ہے جو بجلی کرنٹ بیٹری اور سیل سے چلتی ہیں جو پانی بھاپ کیمیا ایسڈ اور آج لیتھیم سے چلتی ہیں جو زمین کی قدرتی پیداوار اور وسایل ہیں' انسان کہتا ہے **''میں''** نے بنایا ۔دماغ دل سوچ سمجھ علم کاری گری اللہ نے دیا ہے مگر کہتا ہے **''میں ہوں''**۔زمین اللہ کی پیڑ پودے نباتات جمادات سمندر صحرا پہاڑ جنگل اللہ کے انسان ان سے اناج پھل پھول لکڑی گھر مکان بناتا ہے' کہتا ہے میرا ہے

یہ **میں ہوں** انہیں حاصل کیا ہے۔ پانی ہوا تیل گیس آٹمی طاقت سورج کی بجلی توانائی حاصل کرتا ہے جواللہ کے بنائے وسایل ہیں اور انسان کہتا ہے میں نے حاصل کیا یہ میرا ہے اور **میں ہوں ان** کا مالک۔ یعنی ''میں'' میں '' اور ''میں'' مگر اللہ کہتا ہے تم کس چیز کے بنانے پر قادر ہو یہ تو میرے اسباب ہیں جن سے تم کچھ بھی بناتے ہو' حتی کہ تمہارا علم عقل سمجھ تجربہ میرا دیا ہوا ہے تم کس قابل ہو مگر انسان کہتا ہے ''میں'' ہوں۔ اللہ کہتا ہے کہ هَلْ اَتٰـى عَلَـى الْاِنْسَـانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا , اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ , نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سلمِيْعًام بَصِيْرًا آیت ۲ سورۃ الدھر۔ یقیناً انسان پر زمانے میں ایک وقت گزرا ہے کہ وہ کچھ (بھی) قابل ذکر نہ تھا' بے شک ہم نے انسان کو پیدا کیا مخلوط نطفہ سے (کہ) ہم اسے آزمائیں تو ہم نے اسے سنتا دیکھتا بنایا۔ حتی کہ دین مذہب عقیدہ گروہ اللہ نے انسانوں کی پہچان کے لئے بنائے ہیں یہاں تک کہ کالے گورے خوبصورت بدصورت بنانے پر وہ قادر ہے۔ پھر بھی انسان کہتا ہے کہ ''میں'' ہوں۔ لوگ تھوڑا بہت تخلیق کرکے یا کچھ آیتوں کا ترجمہ بیان کرکے پھد کنے لگتے ہیں تمام عقل سمجھ علم اور ہنر ہمیں میں ہے۔ میرے باپ فلاں بن فلاں وہ عالم افضل میں بھی عالم افضل۔ آج ''میں'' کہنے کے لے صرف مسند و دستار ایک عدد شیروانی عبایہ داڑھی ٹوپی مسمی سی صورت اور شناخت پیدا کرلی اور بن گئے ''میں''۔ مہدی موعودؑ نے فرمایا بے وقوف میں نہیں اُس اللہ کو یاد کر جو تمام جہانوں کا خالق و مالک ہے ''تو ہی تو''۔ یہ کتاب علم عقل سمجھ فہم ادراک کہاں سے آیا؟ اللہ نے دیا اور تو حقیر انسان ''میں''میں'' کہہ رہا ہے۔

قرآن کے ہر لفظ کلمہ آیت کو قبول کرنا عمل کرنا ایمان ہے۔ سنت رسولؐ پر چلنا اسلام ہے' احادیث صحابہؓ سے بیان ہوئی ہیں محدثین نے جمع کی ہیں اس میں بیان کرنے والوں اور لکھنے والوں نے کمی زیادتی کی ہے اس کی جانچ پڑتال ضروری ہے' اس کے بعد عمل کرنا ہے عالموں محدثوں مفسروں نے جو اپنی کتابوں میں لکھا ہے کچھ صحیح ہے کچھ غلط ہے۔ کچھ محدثوں کی کتابوں کو صحیح قرار دیا گیا ہے کیا ان کی کتابوں بیانوں میں غلط بیانی نہیں ہے؟ اس پر غور کرنا چاہئے۔ یہی اُصول نقلیات کے بیانوں کے لئے ہے۔ سنی سنائی من گھڑت باتوں کو بغیر دلیل کے بیان بازی کو آناً فاناً قبول نہیں کرنا چاہے۔ اس طرح ہر رہنما عالم مرشد مسند نشیں کو صحیح یا اللہ کا فرستادہ سمجھ لینا فاش غلطی ہے وہ کیوں کہہ رہے ہیں کس لے کہہ رہے ہیں ان کا نظریہ اور عقیدہ اور عمل کیا ہے مقصد کیا ہے اس کا جاننا ضروری ہے۔ جو عالم مرشد بولے وہی سچ جاننا غلط طریقہ ہے۔ جب جید عالموں محدثوں مفسروں نے غلط

بیانی کی ہے تو انفرادی طور پر کس طرح بے خطا غلطی سے مبرا ہونا مانا جائے گا۔اندھی تقلید سے رسم وبدعت دینی پھیلتی ہے'بلاسوچے سمجھے بے علم کم عمر لوگوں کو عالم فاضل سمجھا جارہا ہے وہ جہالت ہے۔بے علم نوسکھ کم عمر کے لڑکوں کو مسند علم وعقل کا فاضل ماننا نری جہالت ہے۔دین قرآن وسنت رسول ﷺ کا نام ہے جوان دو ذرایوں سے معلوم نہ ہو وہ ناسمجھی اور بدعقیدگی ہے بغیر قرآن وسنت کے کسی بات کو صحیح مان لینا دین وایمان کا ضیاں ہے ۔مہدی موعودؑ نے جو بھی تعلیم تربیت دی وہ قرآن وسنت کی بنیاد پر دی مگر مختصر کر کے اس لئے بحث مباحث کے بجائے ایمان ویقین کا دامن تھام لینا چاہئے۔

آج ہم ایک ایسے دور ہیں' جہاں پڑھے لکھے سمجھدار اور صاحب عقل ورائے کو بے علم جاہل اپنی زبان درازی سے خاموش کرانے کی کوشش کرتے ہیں تا کہ انہیں کوئی روک ٹوک نہ کر سکے۔اس کے لئے دین مذہب دنیا طاقت اثر ورسوخ سب کچھ استعمال کیا جارہا ہے۔

مہدی موعودؑ کے صفاتی خطاب

مبین کلام اللہ'مراد اللہ'تابع تام رسول اللہ۔ان میں خلیفۃ اللہ,اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا دیا ہوا خطاب ہے۔اور حضور ﷺ نے مہدی کہا معنی ہدایت کرنے والا'جو حضور ﷺ کا منصب جلیلہ ہے۔حضورؐ ہادی تھے اور ان کے تابع بھی ہادی ہوئے۔حضور نبی کریم ﷺ قرآن دیا گیا جس کی افتتاح ء اھدی ناصراط المستقیم ہے اور ابتداء ھدی للمتقین ہے یعنی بندہ کہتا ہے کہ 'بتلا دے ہم کو راستہ سیدھا' تو اللہ فرماتا ہے کہ ''یہ قرآن راستہ صرف متقین کو دکھاتا ہے''۔بندہ سیدھے راستے کی طلب کر رہا ہے اور اللہ شرطیہ فرماتا ہے کہ ''اگر تم متقی پرہیز گار کو ہو' تو یقیناً یہ کتاب تم کو سیدھا راستہ دکھائے گی جس میں کوئی شک نہیں۔حضور ﷺ اور ان کے تابع مہدی کے درمیان ۹ نوسو برس کا فاصلہ ہے'جبکہ اس پہلے اگلے انبیا مرسلین کے جو تابع ہوئے وہ ان انبیا کی موجودگی اور حیات میں ہی ہوئے' مثلاً آدمؑ کی حیات میں شیثؑ اور ادلیسؑ یا اخنوق بھی کہا جاتا ہے ' ۔ابراھیمؑ کی حیات میں لوطؑ تھے اور اسماعیلؑ بھی۔داوؤدؑ کے سلیمانؑ تھے'موسیٰؑ کے ہارونؑ تھے۔مگر ! حضور ﷺ کے تابع نو ۹صدیوں بعد آئے' یہ تابع ہم نہیں کہہ رہے اللہ کہہ رہا ہے۔اما اما ... من ذریتی , من اتبعنی , بینه ۔اللہ نے خلیفۃ اللہ آدمؑ کو کہا ان کے بعد بندوں کا خدا کی طرف سے ہر رہبر خلیفۃ اللہ ہونا جو نبی

رسول پیغمبر کے درجات پر فایز ہوئے جو اصلاح و تبلیغ پر مامور ہوا کرتے تھے' کیونکہ ابلیس انسان کو ورغلانے بہکانے راہ حق سے ہٹانے کا اللہ سے وعدہ کرکے آیا تھا۔ جنات جو ابلیس کے قبیلہ یا گروہ تھے وہ پہلے ہی زمین پر فساد پھیلا چکے تھے۔ اس لئے اللہ تعالی نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین پر اپنا نایب خلیفہ بنانے والا ہوں۔ تو معلوم ہوا خلیفۃ اللہ انسانوں سے الگ اور جدا مرتبہ والے گروہ انبیا مرسلین ہیں۔ حالانکہ آدمؑ کے سلب سے ہی انہیں بھی پیدا کیا گیا ہے۔ جبکہ خلیفۃ اللہ ہونا ایک الگ منصب جلیلہ ہے۔ جو خدا کا بھیجا ہوا نایب' حاکم شریعت جو خدائی قانون نافذ کرنے والا۔ مگر جیسے کہا خلیفۃ اللہ کے مراتب اور درجات ہوتے ہیں۔ نبی یعنی نباء سے ہے جس کے معنی خبر۔ نبی خبر دینے والا اللہ کے احکام کی' جو اس وقت کے زمانہ اور معاشرت کے لحاظ سے قوانین ہوں' معاشرت سے شریعت ہے معنی معاشرے کے خدائی قوانین۔ یہ قوانین کبھی زبانی وقتیہ احکام ہوتے ہیں کبھی دوسری قوموں اور زمانہ کے لئے بھی اسے پہلے صحیفوں کی شکل میں دیا گیا ان اخبار خدایا قوانین اور شریعت کو سنا نے والے رسول یعنی رسالت پر فایز بندے رسالہ معنی خدائی اخبار دینے والے۔ اس کے بعد ان کے مراتب بڑھے تو انہیں پیغمبر کہا گیا۔ آدمؑ کی اولاد میں شیثؑ کے بعد پہلا صحیفہ رسالہ یا خبر حضرت ابراہیم کو دی گئی' ایسا روایات بتاتی ہے۔ یہ نبی رسول اللہ تعالی اور بندوں کے درمیان احکام قوانین بتانے بھلائی برائی میں تمیز کرانے میں مددگار ہوتے تھے خدا اور و بندوں کے درمیان رابطہ کی کڑی۔ ایسا تو نہیں ہوسکتا کہ ہر بندے کو اللہ خدائی قانون اور احکام بتانے لگے اس لئے ایک عام قانون اور طریقہ ایک نبی رسول کے ذریعہ بتایا جاتا' یا کہ معاشرے میں سب مل جل کر ایک طریقہ پر چلیں عمل کریں۔ اللہ کے خلفاء یعنی نبی رسول پیغمبر کو علم عطائی دیا جاتا ہے وہ اپنے دل دماغ ذہن سے کوئی بات نہیں کرتے بلکہ جتنا اللہ نے کہا اتنا ہی بتانے پر معمور ہوتے ہیں' ان کے اعمال احوال افکار پر اللہ کی گرفت ہوتی ہے۔ بغیر اللہ کی اذن کے وہ کوئی بات نہیں کرتے۔ اس لئے انہیں معصوم عن الخطا کہا جاتا ہے معنی گناہ خطا سے پاک و صاف اسی کو عصمت انبیا کہتے ہیں۔ ان کے بعد علما اتقیا صلحا اولیا صوفیا وغیرہ۔ یہ لوگ خود سے اپنی محنت سے علم حاصل کرتے ہیں اس لئے ان میں خطا نسیاں اور بھول چوک ہونا لازمی ہے اس لئے صرف خدا کے بھیجے ہوئے احکام پڑھکر سنا سکتے ہیں یا عمل کروا سکتے ہیں اپنی طرف سے کمی زیادتی نہیں کرسکتے۔ چونکہ دنیا میں نفس انا کی دخل اندازی ایک لازمی فطرت انسانی ہے اس لئے یہ لوگ اپنی طرف سے کمی زیادتی کردیتے ہیں جس کی وجہ سے خود بھی قابل عتاب ہوتے اور بندوں کو بھی لغزش و گناہ رسم و

بدعت وعادت میں مبتلا کردیتے ہیں'جس کے لئے ان کے اپنے گروہ فرقے طایفے اور جماعتیں پیر فقیر مرید ہوتے ہیں'ان کا علم وعمل کسبی ہوتا ہے عطائی نہیں اس لئے ان سے غلطی خطاونسیاں ہونا امر واقعی ہے یہ گناہ سے مبرا نہیں ہوتے۔اس لئے پہلیا اللہ کے حکم میں بعد میں انبیا خلیفۃ اللہ کے اعمال میں ہم تا ہپ تا ست پا سکتے ہیں دورے بندوں عالموں فاضلوں کے نہیں۔

مہدی موعودؑ کو اللہ کے رسول ﷺ نے خلیفۃ اللہ کہا ہے'نبوت ختم ہوگئی خلافت باقی رہی اور اس کا بھی ایک معین مدت میں خاتمہ ہونا تھا سو اللہ نے خاتم الانبیاء کے بعد خاتم الولایت کی بعثت فرمائی'یعنی وہ ولایت قربت خداوندی جو خاص رسول مقبول ﷺ موسوسم تھی۔جس پر چلنے کی کوشش اولیا واتقیا کیا کرتے تھے۔ایسی ولایت کا خاتمہ صحابہؓ مہدی موعودؑ پر کردیا گیا۔اس لئے مہدی موعودؑ کی بعثت کے بعد جو بھی اللہ کا ولی ہونے کا مدعی ہو وہ کاذب معنی جھوٹا ہے۔اب قیامت تک دو چیزیں باقی ہیں ایک اللہ کے رسولؐ کے مطابق مومن کا خواب' دوسرا طلب دیدار۔اب ولایت کسبی ہے ولایت وہبی کا خاتمہ ہوگیا معنی اپنے ایمان تقوی پرہیز گاری کی بنیاد بندہ خدا کی قربت کا دعوی کریگا تو وہ کسبی ولایت ہے کہ وہ اپنے عمل اور نیک طینت کی بنا پر کہہ سکتا ہے خدا کی طرف سے نہیں۔خلیفہ کا منصب ہدایت ہے یعنی اس کا کہنا اللہ کا کہنا ہوا' جو اسے لقاء وحی یا کوئی اور ذریعہ سے بتایا گیا ہو۔جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ کلام کررہا تھا وحی کی جارہی تھی تو حضرت خضرؑ کے پاس جانے علم سیکھنے کے لئے کیوں کہا؟ کیا حضرت خضرؑ کو کوئی اور طرح سے طریقے سے وسیلے سے وحی کی جارہی تھی؟تو پھر کیا بات ہے کہ موسیٰ کو بذات خود نہ بتا کر خضرؑ سے علم سیکھنے کو کہا؟اس سے معلوم ہوا کے کوئی اور طریقہ وسیلہ علم خبر پیغام کا ذریعہ ہے جو اللہ کے علم غیب میں ہے جس کا ہمیں علم نہیں دیا گیا۔رسول اللہ ﷺ نے کہا ''مہدی کی بیت کرو' چاہے برف پر سے رینگتے ہوئے کیوں نہ جانا پڑے۔اس کے معنی ہیں مہدی کے حکم پر کہنے پر طریقے پر عمل کرو' کیونکہ وہ اللہ کے حکم سے بتائے گا یا بیان کرے گا۔اس بات کی اللہ نے تائید کی ہے خلق الانسان علمه البیان خلق میں ایک انسان کو قرآن کے بیان کا علم دیا جائے گا۔اور یہ بیان سارے قرآن کا ہوگا یا چند احکام کا یا چند آیتوں کا یہ بات قرآن نے رسولؐ نے نہیں بتائی۔اور مہدی موعودؑ نے اپنے وقت میں جو قرآن کا بیان کیا وہ ہمیں نہیں معلوم البتہ چند آیتوں کا بیان کیا اور بتایا کہ ثـم اورثـنـا الکتب کہ میں اس کتاب کا وارث ہوں اور بات ظاہر ہے اللہ کے خلفاء ہی اللہ کے خلیفوں کتابوں کے وارث ہوتے ہیں۔اور

مہدی موعود علیہ السلام خلیفتہ اللہ میراں سید محمد جونپوری نے جہاں بھی ہجرت کی قیام کیا دایرہ باندھا قرآن کا بیان کیا اور یہ بیان قرآن سننے کے لئے بھیڑ اُمڈ پڑتی تھی۔ یہاں تک کہ لوگ پیڑوں اور چھتوں پر چڑھ کر آپؑ کا بیان قرآن سنتے اور بعد میں کئی اللہ سے وارفتگی اور محبت میں آپؑ کے ساتھ ہجرت میں شریک ہوجاتے دنیا خاندان مال ومتاع چھوڑ کر یہی ہے آپ علیہ السلام کا مبین کلام اللہ ہونا ہے۔ مسلمانوں میں لوگوں نے کلام بیان اس سے پہلے بہت سنے مگر ہمیشہ کے لئے اللہ کی راہ میں ہجرت نہیں کی۔ مہدی موعودؑ کا مراداللہ ہونا یوں ہے کہ آپ نے صرف اللہ کی مرضی بیان کی اپنی طرف سے کمی زیادتی نہیں کی یا کوئی کتاب لکھ کر نہیں دی کہ ایسا کروایسا پڑھو بلکہ ''مذہب مَا کتاب اللہ واتابع سنت رسول اللہ'' کہا۔ اعمال کے طریقے اور اُصول کی کتاب نہیں لکھی کیونکہ آپ عالم نہیں خلیفتہ اللہ تھے۔ اوراللہ کی مرضی سے دنیا میں زندگی گزارنے کے طریقے بتائے تقوی توکل صحبت صادقین ترک جب دنیا عزلت ازخلق ذکر دوام ہجرت ظاہری وباطنیو رسب سے بڑھ کر قربت خداوندی کے لئے طلب دیدار کوفرض قرار دیا۔ یعنی اللہ کی قربت حاصل کرنے کی طلب کوفرض گردادنا۔ مسلمانوں کے دوسرے گروہوں میں عبادات ریاضات ذکر نفل تو ہیں اللہ کی قربت حاصل کرنے کے طریقے نہیں ہیں، یعنی ظاہری عبادات ہیں۔ جو باطنی عبادت انسان کے سراپا کو بدل دے وہ طریقہ صرف مہدی موعودؑ کی تعلیم اور تربیت میں ہے۔ آج تک دنیا کے کسی عالم فاضل ولی کامل نے حدیث احسان پر وہ بات اور کلام نہیں کیا جو مہدویت میں بیان ہے۔ مہدویہ تعلیم کا محور یہ حدیث ہے جس کی بنیادیں سورہ انعام آیت ۱۰۳۔ سورہ حدید شروع کی آیت سورہ یوسف آیت ۱۰۸۔ سورہ ابراہیم کی شروع کی آیات میں بیان ہے۔

کفروشرک

قرآن میں کفروشرک کا بیان ہوا ہے۔ شرک بت پرستی تو ہم پرستی شخصیت پرستی اور اللہ رب العزت واحد وخالق کی ذات میں کسی دخیل سمجھنا اس کا کسی کوسفارشی ماننا خدائی اوصاف کا کسی میں تصور کرنا یا کسی مخلوق میں اس کی تخلیق قدرت کو شامل سمجھنا سبھی شرک کی علامتیں ہیں، چاہے دوسروں کے اندر یہ اوصاف دیکھیں یا پھر خود میں۔ جبکہ کفر۔ انکار سے ہے خدا کا انکار کرنا اس کے احکام کا انکار کرنا اس کے رسولوں کتابوں کا انکار کرنا اس کے بتائے ہوئے اعمال میں دخل اندازی کرنا اس کے احکام کو تبدیل کرنا اپنی ضرورت اور سہولت کے خاطر

قرآن کی آیتوں کو سمجھے بغیر بیان کرنا یا اُن کا انکار کرنا بلاسوچے سمجھے حق کا انکار کرنا کفر کی علامتیں ہیں۔جبکہ مسلمانوں میں یہ عام طریقہ ہوگیا ہے کہ کفر وشرک کو ایک معنی بیان کیا جانے لگا ہے' اس طرح بہت ساری باتوں کو مسلمان صرف غیر اقوام یا یہود ونصاری سے مخصوص کرکے خود کو خدا کا برگزیدہ بتانے کی کوشش کرتے ہیں۔اور سمجھتے ہیں کہ وہ بہشت وجنت کے حقدار ہوگئے' ایسی خوشفہمی مسلمانوں کے ہر طبقے فرقے جماعت کو ہے' مہدوی بھی ان باتوں سے اچھوتے نہیں ہیں۔اللہ تعالی نے قرآن جو آخری شریعت ہے اس میں جتنے احکام اعمال طریقے انبیا مرسلین کے واقعات بتائے ہیں ان کا انکار اس میں شش وپنچ قیل وقال کرنا کفر ہے۔اور دنیا کی چکا چوند کو دیکھ کر اللہ کی حقیقت کو بھلا دینا کفر ہے۔دوسرے طریقے عقیدے مذہب کو اسلام سے بہتر سمجھنا کفر ہے جو قرآن اور سنت رسول ﷺ کے خلاف ہو۔مگر لوگ ایسی چھوٹی باتوں میں کفر ہونے کے احوال بتانے پر بدک جاتے ہیں کفر وشرک کو صرف مشرکوں بت پرستوں اور ملحدوں سے مخصوص کردیا اور خود معزز ومحترم ہوگئے۔یہودی ونصاری اہل کتاب ہیں مگر اللہ نے انہیں کافر قرار دیا ہے' کیونکہ انہوں نے اگلے انبیا کی ان کتابوں کی نافرمانی کی اسی وجہ سے قرآن نازل کرکے قیامت تک محفوظ کردیا گیا کہ اس میں ردوبدل نہ ہو' اگر کوئی مسلمان کتنا ہی بڑا عالم فاضل کیوں نہ ہو وہ قرآن کے لفظ ومعنی بلا تحقیق بدلتا ہے غلط ترجمہ کرتا ہے یا غلط بیانی سے کام لیتا ہے وہ اہل کتاب کی طرح کفر کے زمرے میں۔اللہ تعالی نے قرآن میں یہود ونصاری کو اہل کتاب کہہ کر یہ تفریق واضح کردی کہ انہیں کتاب تو دی گئی مگر انہوں نے اسے بدل دیا اس لئے وہ جب تک مکمل ایمان والے نہیں ہوتے وہ اہل کفر ہیں اور مسلمانوں کو بھی صاف بتادیا کہ یَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً , وَّلَا تَتَّبِعُوا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ , اِنَّه' لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۔اے ایمان والو تم پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کی پیروی نہ کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔یہاں اے ایمان والو کہا گیا ہے جبکہ اے لوگوں اے مسلمانوں نہیں کہا۔جس طرح پہلے کی کتابیں اللہ نے دوسرے انبیا پر نازل فرمائی اسی طرح قرآن حبیب خدا محمد ﷺ پر آخری کتاب نازل کی ہے۔قرآن کو قرآن میں قرآن کہا گیا ہے مگر سورہ بقرہ کی پہلی آیت میں اسے کتاب کہا گیا ہے الٓمٓ , ذٰلِكَ الْكِتٰبُ یہ اللہ کی کتاب ہے اس آیت کی رو سے۔اس لئے مسلمان بھی اہل قرآن بعد میں ہیں پہلے اہل کتاب ہیں' اگر وہ اس کتاب قرآن مجید کا ایک لفظ یا آیت کا انکار کرتے ہیں تو وہ بھی دوسرے اہل کتاب کی صف میں شامل ہونگے جب تک کفر میں مبتلا ہو چکے ہیں۔مومن صرف مومن ہوتا ہے جبکہ

مسلمان منافق کافر ہوسکتا ہے۔

ہم سبھی قرآن مجید کبھی اللہ کا کلام سمجھ کر پڑھتے ہیں؛ کبھی اللہ کے احکام، کبھی اللہ کی رحمت کے حصول کے لئے پڑھتے ہیں کبھی انبیا اور قوسری قوموں کے واقعات جاننے کے لئے۔ مگر اللہ ہمیں اس کے پڑھنے کا حکم کیوں دے رہا ہے کیوں سنا رہا ہے اس کا مقصد و مطلب کیا ہے؟ یہ سوچ کر نہیں پڑھتے بس پڑھتے چلے جاتے ہیں بلا سوچے سمجھے۔ جبکہ اللہ کہہ رہا ہے وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۔ (یسین ۴۶) اور نہیں ان کے پاس کوئی آیت (حکم۔نشانی) آیتوں میں سے (احکام اور نشانیوں میں سے) ان کے رب کی طرف سے مگر وہ اس سے روگردانی کرتے ہیں (معنی غور و فکر نہیں کرتے، سمجھتے نہیں)۔

جس طرح اللہ کی آیتوں میں فہم و ادراک کرنا غور و فکر کرنا ضروری ہے اسی طرح عبادت ذکر و اذکار میں خشوع و خضوع ہونا ضروری ہے۔ اس کے معنی توجہ یکسوئی انہماک ہے، یعنی پوری توجہ اور انہماک کے ساتھ اللہ کے روبرو حاضر ہو کر اللہ کی عبادت کرنا، قرآن کے ہر لفظ و معنی کو سمجھنے کی کوشش کرنا، اگر عربی سے نا واقف بھی ہیں تو ایسا سمجھنا کہ ہم اللہ کے روبرو حاضر ہیں اسی کے ساتھ اپنے گناہوں بداعمالیوں سے اللہ کے سامنے شرمندگی کا اظہار کرنا، قرآن کے واقعات میں غور کرنا عبرت حاصل کرنا، اور اللہ کے سامنے خود کو بے وقعت اور حقیر جاننا، اُسکی عظمت و جلال کے آگے تمام مخلوق کو بے بس جاننا اور مشاہدہ کرنا کہ یہ کہکشاں یہ دنیا کی نیرنگی اس کے عروج و زوال پر غور کرنا دنیا و مافیہا کو اللہ کے سامنی بے حقیقت سمجھنا اللہ کی عظمت و کبریائی کو محسوس کرتے ہوئے عبادت ریاضت کرنا خشوع و خضوع ہے۔

نبی رسول اور خلیفۃ اللہ

حضرت آدمؑ کے کھوکھلے مٹی کے جسم میں جان ڈالنا اللہ کی قدرت اور معجزہ نمائی ہے، حضرت ادریسؑ کو علم غیب سکھانا معجزہ نمائی ہے، حضرت نوحؑ کو نوسو برس تک اصلاح و تبلیغ میں گزارا اس کے بعد ان کی کشتی کو تیرانے کے لئے زمین سے پانی اُبالا اور ہر جاندار کا ایک ایک جوڑا کشتی میں رکھنے کو کہا اور طوفان کے بعد کشتی کوہ جودی میں ٹھہرادی یہ معجزہ نمائی ہے۔ اس طرح حضرت نوحؑ کے پہلے کے جاندار حیوانات بھی ختم ہوگئے جن

میں کیا کچھ تھا معلوم نہیں۔حضرت صالحؑ کی اُونٹنی کو پہاڑ سے برآمد کیا وہ معجزہ نمائی تھی'حضرت ھودؑ کے قوی الجسہ دیوہیکل نما قوم کو آسمان سے پتھر برسا کر ختم کردیا یہ معجزہ نمائی تھی,لوطؑ کی قوم پر کالے وادل اور آگ برسا کر ختم کردیا یہ معجزہ نمائی تھی'ابراہیمؑ کے لئے آگ کو ٹھنڈا کردیا یہ معجزہ نمائی تھی'اسماعیلؑ کے پیروں سے زمزم کا چشمہ جاری کردیا جو آج تک بہہ رہا ہے یہ معجزہ نمائی تھی'موسیٰؑ کے لئے دریا میں راستہ بنادیا یہ معجزہ نمائی تھی'سلیمانؑ کو مخلوق پر حاکم بنایا اور ان کی بولیاں سکھائی یہ معجزہ نمائی تھی'حضرت عیسیٰؑ کو مردوں کو زندہ کرنا سکھایا یہ معجزہ نمائی تھی'حضور نبی کریم حبیب خداﷺ کی انگلی سے چاند کو ٹکڑے کرادیا جس کا ثبوت آج کی سائنس دیتی ہے یہ معجزہ نمائی تھی اور چاند کا ٹکڑے کرنا گویا ایک کرہ یا سیارے کا ٹکڑے کرنا ہے ایسا معجزہ تاریخ انبیا میں کسی کو نہیں دیا جبکہ آج کے اتنے بڑے اوزار وہتھیار ایک چٹان کو ٹکڑے نہیں کرسکتے'قرآن جیسا عظیم معجزہ دیا کہ جس کی معجزہ نمائیاں چودہ صدیوں سے جاری وساری ہے اور جاری رہنگی قیامت تک یہ معجزہ نمائی ہے۔یہ انبیا کے متصرفات تھے لیکن ختم نبوت کے بعد رسول اللہﷺ کے تابع کو قرآن کی آیات سے نشاندہی کرائی کہ اے سید محمد یہ تیری ذات ہے کہ جس سے میراں سید محمد جونپوری کا خلیفۃ اللہ ہونا ثابت کیا۔اب سوال یہ ہے کہ اسے معجزہ کیوں نہیں کہا جاسکتا کہ مہدی کو قرآن سے ثابت کیا کیونکہ مہدی خلیفۃ اللہ تو ہیں مگر انبیا کی کڑی ختم نبوت پر ختم ہوگئی جبکہ مہدی نے کہا کہ مجھے اللہ کا حکم ہورہا کہ اس آیت میں یہ بیان تیرا ہے معنیٰ تو ہے۔یہ تیری قوم ہے یہی بات آپؑ کے مہدی موعودؑ آخرالزماں خلیفۃ اللہ ہونے کی دلیل حجت ہے۔حضرت خضر کو اللہ تعالیٰ نے صرف ہمارا بندہ کہا'اور اللہ کے رسولﷺ نے اس پر بات نہیں کی۔لیکن موسیٰؑ کو ان کے پاس علم حاصل کرنے ان کی علم کی قابلیت کا مشاہدہ کرنے کے لئے بھیجا گیا جب کہ خضرؑ نہ نبی نہ رسول تو پھر ایک جلیل القدر پیغمبر کو خضرؑ کے تابع کیوں کیا گیا کچھ عرصہ کے لے ہی سہی ! یہ بات غور طلب ہے۔جس طرح خضرؑ کا بندہ ہونا ان کے مقام مرتبے کا کم ہونا نہیں ہے اسی طرح مہدی موعودؑ کا تابع تام رسول اللہ ہونا خلیفۃ اللہ کا مقام ومرتبہ کا کم ہونا نہیں ہے۔

اسلامی تاریخ وروایات میں کسی نبی رسول یا پیغمبر نے کسی اگلے نبی رسول کی زیارت کی ہو یا ان کے قبر کی نشاندہی کی ہو معلوم نہیں روایات اس پر خاموش ہیں۔حتیٰ کہ حضورﷺ نبوت کے تیرہ برس مکہ میں گزارتے ہیں اور بعد میں فتح مکہ اور حجۃ الوداع کے موقع پر مکہ آتے ہیں مگر حضرت حاجرہ یا حضرت اسماعیلؑ کی

قبر کی نشاندہی نہیں کرتے جبکہ جنت البقی کی زیارت کرنا روایات میں ہے۔اور مہدی موعودؑ نے خلافۃ اللہ کے اس طریقے اور اُصول کو بخوبی نبھایا یا حضور ﷺ نے آپؑ کو مکہ حج کے بعد ہند واپس جانے کا حکم دیا۔ یہ بات بھی میرانؑ کو مہدی ثابت کرتی ہے۔مہدی موعودؑ کو اللہ تعالی نے تابع رسول کہا'مبین کلام اللہ کہا اور اللہ کے رسول ﷺ نے خلیفۃ اللہ کہا اس لئے ہم بھی یہی کہیں گے' نہ نبی نہ رسول' اگر ایسا کسی نے کہا بھی تو اس نے اللہ کے حکم کی سرتابی کی اور باعث عتاب ہو گا۔

جو باتیں حضرت موسیؑ نہیں جانتے تھے وہ حضرت خضرؑ سے صادر ہوئیں' باوجود اس کے انہیں اللہ نے بندہ کہا نبی رسول نہیں' یہ درجات اللہ کی طرف سے ہیں' اور حدود اللہ ہیں' جب موسیٰ جیسں جلیل القدر نبی ایسی باتوں سے واقف نہیں تھے تو مہدی کے ساتھ اللہ کا رابطہ کیا تھا معاملہ کیا ہے ہمیں نہیں معلوم جبکہ رسول ﷺ نے اللہ کا خلیفہ کہا ہے۔اور مہدی نے جب بھی اپنے صحابہؑ کو احکام دے کہا کہ ''اللہ کہہ رہا ہے کہ تیری ذات ہے امـامًا من ذریتی ' من اتبعنی ' بینه 'ثم اورثنا الکتاب (مراد اللہ۔سورہ ھود) ایمان کا تقاضہ ہے کہ اسے مانا جائے۔خضرؑ کے متعلق سورہ کہف آیت ۶۰ سے ۸۲ تک بیان ہے۔اور جو تحقیق نہیں کرتے حق کی اور نہیں مانتے انہیں اللہ یہ حکم ہے وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُ وْا هٰذَا الْقُرْ انَ مَہْجُوْرًا (۳۰) اور رسول کہیں گے ''اے میرے رب' میری قوم کے لوگوں نے اس قرآن کو نشانہ تضحیک بنالیا تھا۔(غلط تاول ترجمہ معنی و الفاظ بدل کر۔اور یہ بات یہاں قرآن کے متعلق ہے جو مسلمانوں کے لئے نازل ہوئی ہے۔اور اللہ اس کے جواب میں اپنے رسولؐ سے کہتا ہے وَ کَذٰلِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّ امِّنَ الْمُجْرِمِیْنَ , وَ کَفٰی بِرَبِّکَ ھَا دِیًا وَّ نَصِیْرًا ۔(۳۱الفرقان) اے محمدؐ ہم نے تو اسی طرح مجرموں کو ہر نبی کا دشمن بنایا اور تمہارے لئے رب ہی رہنمائی اور مدد کو کافی ہے۔جب نبیوں کو ان کی قوموں نے نہیں چھوڑا' مہدی تو تابع تام رسول اللہ خلیفۃ اللہ ہیں' ان کی مخالفت لازمی ہے انکار کرنے والو منکروں کی۔

مہدویوں میں مذہبی تعلیم اور کتابوں کا فقدان

مہدی موعودؑ کی بعثت ہوئے آج تقریبًا چھ سو برس یعنی چھ صدیاں گزر گئیں' آپؑ کے تین چار سو برس تک لکھنے لکھانے رسالہ اخبار کتاب چھپوانا آسان کام نا م تھا' پہلے پہل لیتھو پر چھپائی ہوتی جسے پتھر کی چھپائی

بھی کہتے تھے' جو کہ محنت مشقت طلب اور مہنگا طریقہ تھا۔ لکھنے والے بھی کم تھے اور جو قلمی نسخے مہدویہ بزرگوں نے لکھے بھی تو انہیں متبرک اور خاندانی میراث سمجھ کر دیمک کے حوالے کر کے ضایع کر دیا گیا۔ لکھائی چھپائی میں آسانی پچھلے دوسو برسوں میں ہوئی' پچھلے سو برسوں میں تو لکھنے لکھانے اور رسل و رسایل میں انقلاب آ گیا' دوسری قوموں اور مسلمانوں کے دوسرے گروہ اور فرقوں نے اس ترقی کے موقع سے خوب فایدہ اُٹھایا' مگر مہدویوں نے اس دور میں اپنی ناعاقبت اندیشی اور کج فہمی سے یک سنہرا موقع گنوا دیا بلکہ قوم کو صدیوں پیچھے دھکیل دیا' اور جس خاندانی وموروثی نظام نے نہ خود اپنی تحریری قابلیت کو استعمال کیا بلکہ دوسروں کو اس سے سختی سے روکا' ان کا رویہ کہ ہم ہیں نا تم کو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں والا جبر وقہر اور اپنی دستار کی فوقیت نے مہدویہ معاشرے کے مذہبی وعلمی اثاثے کو برباد کر دیا۔ بہت سارے لوگوں خصوصًا کاسبوں کی تحریر واشاعت کی سخت مخالفت کی گی' نہ خود کچھ کیا نہ کرنے دیا۔ اس طرح قلم کار' واقع نگار اور نقادوں کی زبردستی ممانعت ومخالفت کی گی۔ اس کی مثال یہ ہے کہ چن پٹن سے جناب عزیز مہدی بخاری ایک مختصر جریدہ "ملت" شایع کرتے' اہل منصب رشد وہدایت نے اتنا واویلا مچایا کہ کہ خطوط لکھ کر لوگوں کو روکا کہ یہ کاسب ہے اس کی کوئی اہمیت نہیں اس لئے اس کا جریدہ مت خرد و اور نہ خریدنے دو' جبہ عزیز مہدی بخاری اس وقت ایم اے علی گڈ تھے۔ یہاں تک ان کا جینا دوبھر کر دیا' آج بھی ویسا ہی طریقہ ہے' خود راقم کے مصامین کو نور ولایت سے روکنے نہ شایع پر انتہائی زور آمائی کی گی جب بات نہیں بنجی لوگ پسند کرتے مضامین کو تو اپنا ایک کارندہ وہاں داخل کر دیا جو حیلے بہانے کر کے مضامین بند کروانے لگا۔ اس طرح ناکارہ قسم کے لوگ القاب وخطابات کی خواہش میں قوم کی علمی وتخلیقی کاوشوں کو بند کراتے ہیں۔ ہم ہیں نا کہ رویہ نے مہدویہ تعلیم وتدریس کی تمام راہیں مسدود کریں اور تحقیقی ورثہ کو ضایع کر دیا' اب صرف جلسہ جلوس من گھڑت بیانات اپنے باپ دادا کی ثنا خوانی باقی۔ اس طرح مہدویہ معلومات کا خزانہ برباد کر دیا' ہم نے یہاں تک سنا ہے کہ اپنے مخالف دایروں کی تحقیقی اور معلوماتی کتابیں جب لوگ ان کے پاس لئے گے دکھانے تو انہیں ان سے لے کر ضایع کر دیا کہ کہیں ان کے باپ دادکی شان میں کمی نہ ہو جائے۔ اور آج تحقیق جستجو لکھنے لکھانے کا تصور ہی ختم ہو گیا' اب بیان بازی من گھڑت باتیں ہی بتائی جاتی ہیں' یا زیدہ سے زیادہ بندگی میاں یہ بندگی میاں وہ بولے' کیوں بولے کس لئے بولے اس کا خلاصہ بھی نہیں ہوتا۔ دوری غیر مہدویہ جماعیوں کی کتابوں ان کی کامیابیوں سے اتنا مرعوب ہیں کہ مہدویت ان کے پاس قصہ پارینہ اور غیر معتبر ہے۔ آج حالات صحابہؓ مہدی

ان کی تعلیم طریقہ اصول عمل یا نقلیات سننے میں ہی نہیں آتی۔اگر کوئی اس پر معترض ہوتو خاموشی سے اکا بایکاٹ کیا جاتا ہےاوراس کے مرنے کا انتظار اس کے مرنے کے بعد اس کے خاندان اور رشتہ داروں کو ذلیل رسوا کر کے زد وکوب کیا جاتا اور حقارت سے دیکھا جاتا ہے'اور ہم نے یہاں تک کہتے سنا ہے کہ مرنے کے بعد ہمارے پاس ہی آے گا تب اسے دکھائیں گے' گویا قوم کو اس طرح یرغمال بنالیا گیا ہے۔اس طرح بھڑ اس نکالی جاتی ہے' ایسے میں دین ایمان اسلام معرفت الٰہی کہاں سے پیدا ہونگے۔یہی بات بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے بتائی کہ ''بندے کو آخری زمانے کے اہل رشد وہدایت اللہ نے دکھائے جن کے گلے میں آگ کے طوق (حلقے) تھے بتایا گیا کہ ان کے سارے کام دین کے نام پر دنیا کے لئے ہوتے تھے''(مخزن الدلایل)۔اسلام دین فطرت ہے سارے عالم کے لئے ,ایمان خلوص اور محنت سے حاصل ہوتا ہے احسان مشقت اور خدا سے محبت اور تقوی پرہیزگاری سے۔مہدی موعودؑ نے فرمایا ''تصدیق بندہ عمل است''معنی بندی کی تصدیق صرف اعمال صالحہ سے ہےاور اس یہ بھی کہا کہ ''ہر جا کہ باشد بہ یاد خدا باشد'' آج یہ سب درکنار کر دیے گئے ہیں۔

تمتہ بالخیر

Farayez Vilayat

Qur'an ke ahkam ki buniyad par hain

Syed Yusuf

Bengaluru

syedyusufsam92@gmail.com
9242653492